

کلیاتِ قدرِ بلگرامی

تصنیف

مولوی سید غلام حسنین قدر بلگرامی

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیہ حضرت غفران مآب، مولانا کلب حسین روڈ، چوک،
لکھنؤ-۲۲۶۰۰۳ (یو۔ پی)۔ انڈیا

Noor-e-Hidayat Foundation

Imambara Ghufraanmaab, Maulana Kalbe Husain Road,

Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: www.noorehidayatfoundation.org

www.naqeeblucknow.com

E-mail: noorehidayat@gmail.com, noorehidayat@yahoo.com

Ph:0522-2252230 Mob :08736009814,09335996808

قد جعل الله لكل شئ قدراً

درین آواز بیست و نه فصل از کتاب الفوائد العظمی

۱۳۰۸
کلمات قدس
۶۱۸۹۱

مصحف و مخزن لایمانان و موسی خاغانی سیدالاسلام سید قاسم بن علی

مطبع و عیال اگر زیور طبع و شید

قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

درین آوازه نیست از تکرار شصت و شصت عنوان بلاغت به بیان معنی



مصنفه مخمور لائانی رشک فردوسی خاتانی سید ابراهیم سید فتح علی مراد

مطبع و عام اگر زیور طبع کوشید
درین مفید اگر زیور طبع کوشید

ترجمۃ المصنف

سید غلام حسین ابن سید خلیف علی حسینی واسطی بلگرامی ماہ جمادی الاخرہ ۱۲۷۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے
 مسقط الراس محلہ سلمہ شرقی بلگرام میں مضافات لکنو ہر طرح پر طور بندہ ابن علی عفا عنہ کے والد ماجد ابنی
 اسکے عم مکرم مولوی سید سلطان علی مرحوم نے غلام حسین نام دیا تاہم پہلے پہل سید محمد حسین
 الدعوتہ الصغریٰ عبدالقہیدہ واسطی کے جہان کا قلم مشہور ہو بلگرام میں اگر توطن ہوئی تھی نسب کا سلسلہ
 عیسوی تو کم الاشبالی بن حضرت زبیر سید بن ابی سلمہ بن ابی حمزہ بن ابی سلمہ بن ابی سلمہ بن ابی سلمہ بن ابی سلمہ
 خدا معلوم کیسا گلو گو ہے قدر کا مذہب ۵ کہ شیعہ کے یہ سنی ہو مسلمان ہو نہ ہندو ہو

الحاقل تکلیف کا کشاکش بعد از عیشیات فارسی بغرض تحصیل علوم عربیہ سلطان عالم حضرت
 واجد علی بادشاہ اودہ کے عہد میں آپ بلگرام سے لکنو گئے وہ شاہی کا زمانہ شاعری کا گھر چچا
 تھا چونکہ یہ ایام طفولیت ہی سے بڑے تیز طبع تھے انکی طبیعت بھی ادھر رائل ہوئی اولاً
 شیخ امان علی شجر کے شاگرد ہوئے قدر مخلص ملا ثانی امیر زامچہ رضا برق الخطاب بن فتح الدو
 بہادر سے عروض قافیہ حاصل کیا اس فن سے انکو ایسی مناسبت تھی کہ لکنو و شہر میں شجر انکی تحقیقات کو
 مسلم الثبوت خیال کرنے لگے اور ابتدائیں انکی عزیمت شجر بہ برق دیکھتے تھے اور یہ شاہ غازی الدین حیدر کی حکم
 مخاطب بہ نواب سرفراز محل کی سرکاری منشیگری پر اوقات بسر کرتے تھے جب شجر سنن بڑھی اور کلام
 میں رنگینی اور طبیعت میں مضامین فنی پیدا ہوئی تو شجر برق نے اس ارغمان سے کوچ کیا ناچار شیخ
 امداد علی شجر شاگرد شیخ امام بخش ناسخ مغفوک اپنا کلام دکھانے لگے حضرت شجر انکی شاگردی کو اپنا فخر سمجھتے
 تھے انقلاب یوں نہا کہ ۱۲۷۹ھ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء کے بہار لکنو پر خزان آئی استنزل سلطنت ہوا

ہر دفعہ ۱۸۵۷ء عیسوی میں فوج انگریزی سرکار سے پھر گئی دلی لٹی لکنو پھر رخ ہوا والقصۃ بطولھا
 آپ بھی لکنو سے بلگرام چلے آئے۔ اتفاقات وقت سے مرزا غالب کے بھائی مرزا عباس بیگ بلوی
 اور نواب غلام حسین خان جمین تخلص شاہجہانپوری اور مرزا قادر بخش صابر بلوی شاہزادہ خاندان تیموری
 وغیرہم مصائب خدا وٹھاتے ہوئے وارد بلگرام ہوئے اور میر قدرت کی صحبت کو منتقم کیا گیا یا مہرین
 ہے اس وقت انہوں نے بلگرام کے کمیشنر دن سے بھاشا میں مہارت پیدا کی تھی بعد ازاں تسلط کا
 انگلش آپ تلاش معاش چبا کب چلے گئے اور چند سے فوج سرکاری میں نشی بہت بھلا پنجابی زبان
 انکو کب نہ پسند آتی استغنی ہو کر دلی میں آئے وہاں نواب نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر غالب
 کی شاگردی نظم و نظم فرمایا اختیار کی جب تک میان نجر اور غالب زندہ ہے دونوں سے شعر سخن میں مشورہ
 چنانچہ دلی کی سادگی لکنو کی ادا آپ کے کلام سے مترشح ہو میر صاحب نے ایک باغی میں چارون استاد
 اقرار کیا ہے رباعی

سیکے سحر جوتی سے بندش کو بند	پھر غالب سحر نے بتائے پوند
مجھ سے بھی زمانے میں ہو گا لے قدر	بدنام کنندہ لکنو نامی چند

ہر چہ پہلی سے وطن میں ہو بچے اور سو بہادری کی ضلع بندی ہوئی اور بلگرام وغیرہ کا ہر دوئی ضلع ٹھہرا
 اور جا بجا مدارس قرار پانے لگے تو مرزا عباس بیگ بلوی اکثر اسٹنٹ ضلع ہر دوئی نے انکی سفار
 صاحب ضلع سے کی اوسنے انکو ہائی اسکول ہر دوئی کا مدرس فارسی کر دیا کیونکہ انکی شاعری نے اکثر
 تلامذہ کو فخر شہر کی طرف متوجہ کر دیا اور خود تو شاعر و شاعر بہت تھے یہ حالت ہیڈ ماسٹر نے
 دیکھا کہ انکو مصلحت لگتی بار فمائش کی مگر شاعرانہ و راستگی سے یہ سیکلی کب سنتے تھے آخر ہیڈ ماسٹر نے انکی
 رپورٹ صدر میں اس بنا پر کردی کہ انکی قدر علم ریاضی سے ناواقف ہیں اس پر حکم صاحب اکریٹ ہوا
 سید صاحب کو بغرض تحصیل ریاضی لکنو کے نارٹ اسکول میں جانا لایا ہوا وہاں ریکر فون ریاضی میں کس قدر

واقفیت پیدا کی بعد از ان ہوتا تحصیل سکول خلع کھنوکھ کے افسر سرس ہو گئے وہاں سے ۱۸۵۷ء عیسوی میں
کالن ریلو سنگ صاحب نے اکثر اوردہ نے ازراہ قدر دانی انکو پہن ضلع ہر دوئی کا مدرسہ فارسی مقرر کیا۔ ع
آپ نے دیکھ کر ہوا۔ اس باغی میں اسی خدمت کا شمار کر رہا

درجے میں بڑا ہوا جس تیس سے قدر	دونا ہوا تہہ یہ کہہ کس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہر دوئی کا	پھر اس پر ہی مسجد مدرس سے قدر

لطیفہ قدر غلط مدرس سے پہلے رکھا تھا نہ دیکھی پایا تو تخلص کے بعد ہر جہان اللہ شعر فہمی عالم بالا
معلوم شد میر قدر کو بلا سبائے کہی ہزار شعر سادہ کے یاد تھے اکثر شعر اس نے جب انکو ٹوکا جواب نہان شکن پایا
افسوس کہ راقم الحروف کو وہ سب مع کے یاد نہیں ورنہ یہاں انکا ذکر کرنا خالی فائدہ سے نہ ہوتا کہ یہن بقول
مالا یدرک کل لایک کلامہ بعض سوال و جواب اللہ ظلم ہیں۔

(۱) قدر سے دل شرم تھا سوزش غم سے اوجھلا کر گیا، میں جہان بیٹھا بزرگ شمع جس کر گیا، ذرا ب
غلام حسین جان حسین تخلص نے فرمایا کہ شمع کیو اسطے بیٹھنا نہیں آیا اوٹھنا البتہ سمیع ہو قدر نے مصحفی کا مطلع
سن کر پڑھ دیا شمع کی طرح سے چپ بیٹھ میں آسن مارے ہر گز ملے میں زبان جاتے میں گردن مارے +
(۲) قدر سے قاصد یہ کہنا پائے میرے یا کا مزاج + پوچھا ہی اک غریب نے کڑ کا مزاج + سر شاعر خواجہ
وزیر کے ایک گارڈ نے اعتراض کیا کہ محبوب کو سر کا کرنا کما روں کی بولی ہو قدر نے کہا تو یہ کیجیے دیکھیے آپ کے
استاد کیا کہتے ہیں۔ وزیر سے باغ کو جائیگا اب یہی ست اوٹھا + پیش خیمہ تو روانہ ہوا سر کار کا آج + اور یہاں
معروف مدعو بھی فرمائے ہیں اُن دنوں سرکار پر معروف نے کھائے تھیل + جن دنوں صاحب نے
پھر تے تھیل ہاتھ پر معترض نے گردن جھکائی اور اہل مشاعرہ نے قہر لگایا۔

(۳) قدر سے کالی نکسیر میں غرضتین بلا خال آفت + ایک سے ایک ہیں کھجکے زمانے والے + کال پڑنا
موجب لکھنوی بولے کہ جب خود بھی زمانہ ہی پھر زمانہ کیسا قدر نے کہا کہ کال دجک ملکر کیا اسم کر تہی ہو کر

علم ہو گیا جب یہ علم ٹھہرا تو ادخال لفظ زمانہ جائز ہو جس طرح ناسخ فرماتے ہیں ۵ تین ترمیمی ہیں دو اکملین مری ۶ اب الہ آباد بھی پنجاب ہی ۷ ترمیمی یعنی تین بی گنگا جمناسرستی ہیں پس ادخال لفظ تین لفظ ترمیمی ۸ جیسا لفظ زمانہ ۹ جگ ۱۰ پر موجود نہایت ہی خوش ہوئے اور مانی لگے کہ شاعری وہ کرے جو ہمتا کرنا شالین یا دیگر (۴) شبنوی قضا و قدر کی تاریخ میان تجر نے یوں کہی ہے ۵ یہ سنہ شبنوی قدر ہے ۶ شبنوی قدر سہ قدر ہے ۷ ذکی بلگرامی شاگرد دوسرے نے اعتراض کیا کہ سہ قدر کے معنی اگر قدر کا چاند ہی تو قافیہ مکر رہتا ہے اور اگر چاہے ماہ شب قدر ہی تو لفظ شب اس میں نہیں قدر نے جواب دیا کہ فقط قدر بجا شب قدر آیا ہے سہ سہ ۵ دل زن گو دو نوبت وہ بشارت ۶ کہ دوئم قدر بودامروز نوروز۔

(۵) ایک ن عارف علی شاہ عارف خراسانی نے کہا کہ خواجہ حافظ شیرازی نے اس مطلع میں ایسا پانچ کچھ لکھا ہے کہ معاذ اللہ ۵ صلاح کار کجا و سن خراب کجا ۶ بہین تفاوت را از کجا است تا کجا ۶ قدر نے کہا کہ ہاں ایک کچھ روی ساکن چہ اور دوسری کچھ متحرک اس عیب کے غلو کہتے ہیں مگر میان سیکر ذہن میں ایک بات گزرتی ہے کہ جب شاعر کو عیب کر کے اس پر اعلام کر دے تو وہ اس گری الذمہ ہوتا ہے اور یہ نکتہ کتب فن قافیہ میں میں ہی محافظ نے اس شعر میں دو مرتبہ عذر کیا اور خبر دی اول صلاح کار یعنی صحت کجا اور میں خراب کہاں دوسرے کجا سے کجا ایک راہ میں فرق پڑ گیا ہے یعنی ردی متحرک ہو گئی ہے عارف یہ سنکر ہر پرک دھکا اور قدر نے اس قضیہ کو ایک قطع میں نظم کیا۔ قطعہ نوشت مطلع پر پور خواجہ شمس الدین ۶ بدین فروغ گہ یار داز صاحب کجا ۶ صلاح کار کجا و سن خراب کجا ۶ بہین تفاوت را از کجا است تا کجا ۶ فتاد عقدہ و راندیشہ خردہ گیران را ۶ ز لفظ تا کجا دو کر خراب کجا ۶ کہ کی ہے متحرک کر روی ساکن ۶ خطا است بہر خطا کا ایک کجا ۶ غلو اگر چہ ہو عیب موقوفی را ۶ تراست پایا میں مایہ احتساب کجا ۶ مباح غرہ بدین یک دو نکتہ دنا ۶ نظر بود کہ کس بہر کتاب کجا ۶ نخست گفت کہ اے صاحب دانش و داد ۶ صلاح کار کجا و سن خراب کجا ۶ پس نفس خطا تازہ کرد عذر خطا ۶ بہین تفاوت را از کجا است تا کجا ۶ اشارہ حجت و عبارت بلیغ و ندر لطیف ۶ اگر خطا بود اینہا ذکر صواب کجا ۶ مباح رنجہ و غوغا سے مدعی اتو قدر

سخن کی است جواب ترا جواب کجاہ و راز نفسی معات آدم بر سر طلب بعد ایک سال کے اوٹیل ڈیپارٹمنٹ
 کے مدرس فارسی نثری محمد ظہیر الدین بلگرامی ملازم کینیک کالج نے اشتغال کیا اس وقت مرزا عباس بیگ ملوی
 پنشن پارکنسنوین کالج مزور کے ممبر ہو گئے تھے مرزا صاحب نے میر قدر کیواسطے وہ جگہ تجویز کی اور ہر دولہ سے بلایا
 اور بنظوری صاحب کشنر بہادر اسی خدمت پر آپکا تقرر ہوا جہاں کہ سات برس چھ مہینے تک وہ اپنے عہد کا کام
 بڑی سگری اور جادو جادوئی کے ساتھ کمال ریاضت انجام دیتے رہے اور فی الحقیقت ایسی سوزی اور توجہ کی کہ
 اوٹیل کے طلبہ آپکے فیض تعلیم کے باعث اعلیٰ درجے کی لیاقت حاصل کر کے امتحان زمین کا سیاب ہوتے ہیں
 اسی زمانہ میں آپ نے پچھلے یعنی ہندی کا عرض پڑت جٹاشنکر یاڈے بھٹا جارج بناری سے جو کہ اوٹیل
 ڈیپارٹمنٹ میں سنسکرت کے پروفیسر تھے استفادہ کیا اور ماہرہ اور قواعد العروض میں ترمیم کر کے نئی بات ^{۸۸۳} ^{۸۸۴}
 کو بتائی۔ انیس کادن مرحوم کی عمر نے وفات کی ورنہ ارادہ تھا کہ مثل قواعد عروض کے ایک سہو کتاب فیض
 میں بھی لکھیں۔ ^{۸۸۳} ^{۸۸۴} ^{۸۸۵} ^{۸۸۶} ^{۸۸۷} ^{۸۸۸} ^{۸۸۹} ^{۸۹۰} ^{۸۹۱} ^{۸۹۲} ^{۸۹۳} ^{۸۹۴} ^{۸۹۵} ^{۸۹۶} ^{۸۹۷} ^{۸۹۸} ^{۸۹۹} ^{۹۰۰} ^{۹۰۱} ^{۹۰۲} ^{۹۰۳} ^{۹۰۴} ^{۹۰۵} ^{۹۰۶} ^{۹۰۷} ^{۹۰۸} ^{۹۰۹} ^{۹۱۰} ^{۹۱۱} ^{۹۱۲} ^{۹۱۳} ^{۹۱۴} ^{۹۱۵} ^{۹۱۶} ^{۹۱۷} ^{۹۱۸} ^{۹۱۹} ^{۹۲۰} ^{۹۲۱} ^{۹۲۲} ^{۹۲۳} ^{۹۲۴} ^{۹۲۵} ^{۹۲۶} ^{۹۲۷} ^{۹۲۸} ^{۹۲۹} ^{۹۳۰} ^{۹۳۱} ^{۹۳۲} ^{۹۳۳} ^{۹۳۴} ^{۹۳۵} ^{۹۳۶} ^{۹۳۷} ^{۹۳۸} ^{۹۳۹} ^{۹۴۰} ^{۹۴۱} ^{۹۴۲} ^{۹۴۳} ^{۹۴۴} ^{۹۴۵} ^{۹۴۶} ^{۹۴۷} ^{۹۴۸} ^{۹۴۹} ^{۹۵۰} ^{۹۵۱} ^{۹۵۲} ^{۹۵۳} ^{۹۵۴} ^{۹۵۵} ^{۹۵۶} ^{۹۵۷} ^{۹۵۸} ^{۹۵۹} ^{۹۶۰} ^{۹۶۱} ^{۹۶۲} ^{۹۶۳} ^{۹۶۴} ^{۹۶۵} ^{۹۶۶} ^{۹۶۷} ^{۹۶۸} ^{۹۶۹} ^{۹۷۰} ^{۹۷۱} ^{۹۷۲} ^{۹۷۳} ^{۹۷۴} ^{۹۷۵} ^{۹۷۶} ^{۹۷۷} ^{۹۷۸} ^{۹۷۹} ^{۹۸۰} ^{۹۸۱} ^{۹۸۲} ^{۹۸۳} ^{۹۸۴} ^{۹۸۵} ^{۹۸۶} ^{۹۸۷} ^{۹۸۸} ^{۹۸۹} ^{۹۹۰} ^{۹۹۱} ^{۹۹۲} ^{۹۹۳} ^{۹۹۴} ^{۹۹۵} ^{۹۹۶} ^{۹۹۷} ^{۹۹۸} ^{۹۹۹} ^{۱۰۰۰}
 میں منبہ مرزا غالب نواب غلام زاہد خان بہادر سردار جنگ استاد حضور پور کی تحریک سے بقیہ زندگی
 اقدس اعلیٰ میر محمد علی خان بہادر نظام الملک صفت جاہ والی دکن اٹھائے مغلکھتہ میں مقام بندس
 شرف یاب حضور علیہ وسلم ہو کر قصیدہ تہذیب نظر انور سے گزرا جس کے صلہ میں ملبوس خاص عطا ہوا اور امیدوار
 ملازمت ہو کر ہر کاب بندگان عالی کلکتہ جا کر بلوہ و خندہ بنیاد حیدر آباد میں تشریف لائے اور چار سو روپیہ
 ماہوار کے ملازم سرکار آصفیہ ہوئے دیکھئے کمال فن کس قدر انسان کو معزز کر دیتا ہی زمانے کے ہاتھوں شاعری کا
 رنگ لڑ گیا ہی حد بردیکھئے انگریزی کا چرچا ہی میر قدر انگریزی ایک حرف نہ جانتے تھے اور عربیت بھی سہی تھی
 مگر شاعری میں چونکہ عمر بسر کر دی تھی اور استاد دن کا فیض صحبت پایا تھا کمان سے کمان پہنچ گئے۔
 ۵ ہنودان ابرہمت و نشان است ۶ خم و خندانہ باہر و نشان است ۶ قدر مرحوم نہایت ضعیف و اجنبہ
 تھے اس پر مرض ضیق النفس و ضعف معہ جو اکثر لاحق حال رہا کرتا تھا اختلاف آئے ہوا سے اور بھی مستولی

ہو گیا آخر کا سبب شدت ضعف بیماری حیدر آباد سے بغرض حال کچھ کمزور رہا ہے لیکن جان بھی کوئی تندرست
سو دمنہ کوئی اور بادون برس کی عمر میں بہت سو م مادی القدر ۱۳۱۰ھ ہجری مطابق چہارم ماہ ۱۲۸۷ھ
بروز یکشنبہ شہر لکھنؤ میں اس دار فانی سے حلت فرمائی اور دین میں ہر خدائش کی کر بلا میں مدفون ہوئے -
ان اللہ وانا الیہ راجعون وہ مرحوم کثیر التلذذ تھے ادب کا لوکا اور نیکے سامنے مرچا تھا لیکن اپنا عقب
اپنا کلام بلاغت نظام چھوڑا کا فصلت دیوان غریبات نصاب درود جلد ثانی تصاویر جیسے آفرین ایک
واسوخت بھی چھپ گیا ہر قطر مجربہ شرح مجموعہ سخن جیسے سرکار انگلشیہ سے صلیب آیا اور چھپ بھی گیا ہی رسم
عربی شرح تصانیف عربی نظم الاکان فی قطع ابیات گلستان قواعد العروض کچھ من المعروف بہ مارہرہ مصطلحات
آر دو نام تمام متفرقات - اس مقام پر ہمارے ہر حاضر تذکرہ نویس ناخوش ہو گئے کہ دیوان کا انتخاب کیوں یہاں
ثبت کیا کہ تذکرہ دین اور کا نقل کرنا آسان ہوتا مگر ان کو اسکی فرصت ملی طالبانی طبیعت کے موافق
اونکے کلیات مطبوعہ سے چھانٹ لے - تو این وفات اُنکے شاگردوں اور دیگر شعرا نے بہت سی نظم کی ہیں
لیکن یہاں زیادہ گنجائش نہیں صرف مثنوی محمد محمود احمد اور شیخ غلام حیدر آبرنگ چند غزل لکھ کر ان طو کو تمام زبان

نیچر فکر آسمان پر پیدائشی محمد محمد جو محمد مخالف رفیق الدین ابوالنشا محمد مظہر الدین خان بہادر ملک امی

آفرین و شین که گاه کردند حسنه و زخمی
قدربه تیغ و کفن رفت بزرگ علم
رفت خود اندر بناسب آب بهر دید زرد
چلکه را را و ندوی شد بضییع اندرون
مرگ توانا بنزد بدو نواخ زار
رفت خود آفرین مر آب بر آتش ز سخت

زین فلک دوبراز نیست اسید وفا
خشت بربست از پوشش شیخ سولک
از ره عبرت نگردید که ماکرده و
حیف که فرصت نیافت قدردست فنا
این شده چون تیرگاه این شده چون کربلا
ماند بسوزنش این دل من تریوه سیاه

حل لغات
افرخ آه و دوس
دوران بکوشی
دوست - در خمی
چوئی این فکر است
از روی میهنی
خلیعت یاس
صدای اندر
دربار - خوش بادیا
دشمن دردناک
پنج کوفت بر علم
رقن سرگردان
بوش ابرار مرغان
بعجاستی شهاب
غلب آب دیده
زنان - پیرایه چهر
ساقین کاروان
کشادن ارشد
حسن خاوند خوش
پنج لغات چو کا
سنگ راه

<p>هان گو بهشت بود دیده دین سده رو همه با ساختن دال عجم حساب بر سخن نغز است بوش کستن روا و نره همه جامه باش بر صفت او گوار گو که بجا اندر شش بود نظیرش کجا سال رحلتش به چه حمد نوشتم دوتا مصرع اغراض او سال سیاهی مویه که استاد قدر زنده زارنفا</p>	<p>کرد چنین مویه با کاب گزشت از سرم این دل بشنوده ام شد بهش زنده زند غفله پارسش چون زبان او فتاد جمله کلاش بود در غور بر سر و تن بر حسن سخن صیقل بخش دیش بین که بد پر سخن هیچ نیست ازیر چنین یلا ام آورد ده ام آب ز آتش بدن مصرع اولی او در سینه جوی است آه که شد رنگ و بو از چمن شاعری</p>
<p>بر دو پیکر روز ساعت چنان زیادت کان علم از مهر میخاست و ستاد باشد در هزار و صد و یک قدر از دنیا باشد</p>	<p>روزیک شب بدبست و سوم ذیقعد را آوخ از او ازونی چرخ در آهنگ زند ز در قم سال وفاتش حمد صوری معنوی</p>
<p>بگلاش وطن و سید ذی رتبه و جابه فوت کرد آن شه اقلیم سخن داو میلاه شد روان تر بر بسوی ارم ناما شد</p>	<p>حضرت قدر غلام سنین اعظم شریف روزیک شب بدبست و سوم ذی القعدة سنة رحلت او ارشد منوم نوشت اندین و دنیا نماند از دست میدا و اهل هجره و هم عسوی ارشد بر طوطی سال</p>

و می گوید که در ده سال اول
بدرستی که از این زمان تا کنون
کسی که در این زمان از این
شعر و سخن و این زبان
انقدر نماند که در این
دست نماند که در این
سعدی که در این زمان
بدرستی که از این زمان تا کنون
کسی که در این زمان از این
شعر و سخن و این زبان
انقدر نماند که در این
دست نماند که در این
سعدی که در این زمان

قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

درین آوان میزند تا اختران خورشید و قمر را غایت بیان صنی



مصنفه محضر لائمان رشک فردوسی خاقانی سید ابراهیم حسینی قلی بیکاری

مطبع و قلم اگر زیور طبع کاشید
در این مفید اگر زیور طبع کاشید



بسم الله الرحمن الرحيم

در منقبت جناب امام متقین امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیه السلام

علی کا بندہ یکتا علی بن ابیطالب امیر و شوهر زہرا علی بن ابیطالب	وصی مصطفیٰ حق علی بن ابیطالب پدر شہید و شیر کا علی بن ابیطالب
شجاع لافتنی الایمان علی بن ابیطالب	
شفیع روز میزان پر وہ بازار رسوائی وصی و مہر دار مصطفیٰ ایسا بیکٹائی	نسب دار علی بابا کو گنت مولائی امین سرق گنجینہ دار عدالت غائی
کلید کنز مخفی تھا علی بن ابیطالب	
ہمارا نفس مطلب بلکہ نفس مصطفیٰ ہر وہ و اتممت علیکم نعمتی کا مدعا ہر وہ	خدا کا بندہ ہی کیونکر نصیر کا خدا ہر وہ کہ اکملت لکم دینا تاجدار تاج ہر وہ

سریر آرا سے تطہیر اعلیٰ بن ابیطالب	
گئے معراج کو حیرتیں کے ہمراہ پیغمبر	وہاں پونچھے فرشتوں کی بھی چلتی تھیں چار
مگر پردیسے آتی تھی یہ اللہ کی صدا باہر	غطا عصمت و عظمت میں ترس کر کشف ہوا
لہا از دوست یقیناً تھا اعلیٰ بن ابیطالب	
ہی سورہ نور کا یارب کہ او کی نور کو دیکھتا تھا	مدبر وے مبارک لکھتے ہی قرآن کی آیت
وہ سب جلد بدن ہی جلد قرآن حل ہوتا تھا	حدیثوں سے بھی ثابت ہے کتاب مدد العتر
کتاب عالم بالا اعلیٰ بن ابیطالب	
نبی کا گوشت یا رخن سب حیدر کا ہوا تھا	دلالت کرتی ہے اس پر حدیث لکھ لکھی
پہر اس پر فسک نفسی جو دم مارا ہو دھڑلی	اگر محسب کوئی چھو تو ہرین بیشک ہی مہنی
علی احمد نبی گویا اعلیٰ بن ابیطالب	
امیر المؤمنین حیدر امام المتقین حیدر	بھی رزق ایدہم سر عرش برین حیدر
امام الانس والجنۃ نیاز برین حیدر	فروغ شرع و دین حیدر ظہور و طہین حیدر
ظہیر آدم و حوا اعلیٰ بن ابیطالب	
ہوئی دنیا میں جب ات جناب مصطفیٰ	سنا ہوا طاق کسری شوق ہوا یغرب چھایا تھا
خلع کے گہر میں حیدر وہ اپنا سکھ بٹھلایا	یہاں دیو اگر عشق ہوئی یہ تعجب اوسکا
ہوا کعبے میں جب پیدا علم برین ابیطالب	
دوبالا ہو گیا رتبہ رسول سدک قاضی کا	خدا کی ہریت میں باندھ گیا مضمون قیام کا
ان کے گریا ہی یا خدا نے صول قاضی کا	نبوت کے شجر میں یا ہوا پوند امامت کا
چڑھا دوشش نبی پر کیا اعلیٰ بن ابیطالب	

وہ قفلِ رفعت و رفیع ہی کلیدِ پرستِ جنت ہے	امامِ ملک رضوانِ مشکِ منج و احسن ہے
فلکِ فعت و طلعتِ خدا کا ابر و جست ہے	بشرِ صورتِ ملکِ سیرت کا خودِ صانعِ کدر ہے
خدا کے نور کا پتھر علی بن ابیطالب	
دگر از جنتِ زبانِ نہ فلکِ حیدر	لکھ میں سب نوز و محفوطا و سکے ناخن پر
خطِ پیشانیِ نور و قصورِ کرسی و محشر	سحابِ آبرو سے نہ ترسینم و لبِ کوثر
بھارِ سدرہ و طوبیٰ علی بن ابیطالب	
وہ قطبِ سماں آسمانِ جنتِ اختر ہے	ضیاءِ آفتابِ فضا پرستِ کشور ہے
سحابِ پرستِ قلزمِ قلزمِ تسنیم و کوثر ہے	رکینِ کج کن سجد و محرابِ منبر ہے
خدا کا بزرگِ کبریٰ علی بن ابیطالب	
و یا جب کو پایا صبح کو سپر رکھ لیا روزہ	غریب کو نکوٹایا صبح کو سپر رکھ لیا روزہ
تیم کو نکوٹھلایا صبح کو سپر رکھ لیا روزہ	اسیر کو نکوٹھلایا صبح کو سپر رکھ لیا روزہ
سخی جبریل نے پایا علی بن ابیطالب	
چھڑا دیو دوسے کیا سلیمان او طمانج	خلیلِ نوح پر ساکت کیا آتش کو طوفانج
خسوف چاہے بخشی خلاصی ماہِ کنعان کو	بچایا یونسِ دیوب کو جرجیسِ حیان کو
عرض ہر ایک کے کام آیا علی بن ابیطالب	
پڑما سوچ کے عاملِ نوجو ہم شرفِ حضرت	حصارِ بالکھینچا پر یہ اوکی ہو گئی نوبت
کرنِ تارگر بیانِ بگئی اللہ ری و حشت	جلالی اسمِ تاجِ توبہ کی خرشید کو حجت
خدا کا اسمِ عظم تھا علی بن ابیطالب	
کسے ہو جنگ کا یارِ مرے پر مرہ کو مارا	کوئی نہیں میں جب وہ لکا اگر وہ جنیان لارا

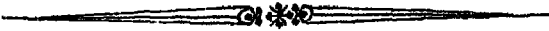
ہوا جب اس صفت آراؤ لشکر و دہلوسارا	بنی ہاشم کا مد پار بنی کو دل سے تھا پیارا
خدا کے عرش کا تار علی بن ابیطالب	
جہاد و جنگ بنی کو کس قدر خوشنود کرتا تھا	عجب انصاف نے عین وہ ہجر جو کرتا تھا
جواؤ کا سامنا اگر کوئی مرد کرتا تھا	سر پا کو برابر بیست و نابود کرتا تھا
بنا دیتا تھا شکل لای علی بن ابیطالب	
درخیز کی بھی کچھ اصل تھی جو انکشا را ہو	اشارہ ہوتے ہی جھوٹا آل زحر پرا ہو
قیامت تلخ اوپر بھی دنیا کی دنیا ہو	زمین و آسمان چکر میں اگر اک ہنڈ ولا ہو
اگر کوئی تہ و بالا علی بن ابیطالب	
علی کے نام پر عین دیکھو صنعت او	عدد و ہین گن کے نشتر اور حرف میں کچھ نشتر
ہوئی ہو گرن کے کتے کا نشاں کبار تر	مگر یہ بار اوٹھا لینا گران تھا ایک عالم پر
وہ اپنے سر پر رکھ لایا علی بن ابیطالب	
علامہ اسپن تیغ وزن فاوار یمن کیسا	غلام ایسا کہ جو ستار ج خان قیصر خاقان
وہ اسپن تیغ جن سے تھے مہر بیخ سرگردان	زل زلی زل کہ جب کا مالک وارث شدہ ملان
وفا کے تاج کا تمغا علی بن ابیطالب	
خدا کی راہ میں سرو سینہ والا تھا مولا	نکالا تیر سجد یمن اوسے صد پتہ کمر پونجا
نماز عاشقان ترک و جد و ست او کو نہ تھا	حضور قلب الاعمال بالیتہ کا دیا جا
ملا دے ربی الاعلیٰ علی بن ابیطالب	
سر مسجد بن بلعم نے کعبہ دین کا ڈبایا	خدا کے گھر میں جا کر میرا مولا مسخو آیا
تہ محراب تیغ انعام واسجد و اقرب پایا	زمین لرزی علی سجد یمن ٹھہرے عرش تھایا

فوا مولودا ویا علی بن ابیطالب	
علی نے جام شربت ایسا بھیجا بن مجھ کو	کہ اسکا ایک قطرہ سر کر دیتا جنتم کو
وہ کیوں پتیا کہ پتیا آئینا تھا اور ان ظلم کو	جو یہ تو کب نہ بھلا ہو لگا کیوں ہم کو
سخا و فیض کا دریا علی بن ابیطالب	
علی نفس نبی تھا اور اس کی بات کوئی ہوتا	یہ ناسمکن تھا احمد کا برادر بہر کوئی ہوتا
نبوت گہری تھی آخر امت پر کوئی ہوتا	پیر بعد ختم المسالین کیونکر کوئی ہوتا
اگر پوتا تو سچہ رہتا علی بن ابیطالب	
علی کی ذات سے کامل ہوا اسلام میرا	ہر اک ساعت ہر اک خطہ ہر اک دم میرا
معاذ اللہ جو وہ بھوکے ٹھکانا ہی کہیں میرا	پڑے ہوں بکرو دید و عمر و پر کوئی نہیں میرا
مرا مولو مرا آقا علی بن ابیطالب	
تو لے علی کے دلوں میں جوش ستانہ	نفس کی کم کشی جو مجھ میں نقد جان ہی بیجا نہ
ارگین نل نگین دل ہو قرابہ آنکھ بیجانہ	مرا سیدہ نعم سے ہے غدیر نغم ہی بیخانہ
دہان پیر مغان میرا علی بن ابیطالب	
سلام قبلہ دین اسلام کے کوئے عالم	سلام لے نور اسوۃ السلام کی چشمہ زمزم
سلام و دارش فوج اسلام ای وارشا دم	سلام لے حجۃ اللہ السلام لے بیت اعظم
سلام لے مصحف گو یا علی بن ابیطالب	
سفینہ فوج کا ہر اہل بیت سر و ظالم	مگر فوج اہل سفینہ پر تھاری ذات ہوتا
وہ ناجی ہو گیا جس نے دل سے تمہیں چاہا	دل فگدیم بسم اللہ مجر بہادری نہا
لگا دو پار بیڑا یا علی بن ابیطالب	

خمار نشاہ دنیا سے مولا حال ہی ابتر	نہ چھپکتا جو در دل نہ اٹھ سکتا جو درد
قیامت میں ہی کتا ہوا اونچوں لب کٹو	الایا ایسا قاتی کوثر دم ہی دوشٹوں پر
ادیر کا سا دنا دلہا علی بن ابیطالب	
زمانہ چھر گیا تقدیر پلٹی سب نے منہ پھیرا	غم دنیا و دین ششہ بن بن کر مجھے گھیرا
یہاں بھی آسرترا وہاں بھی آسرترا	سوا تیرے نہیں کوئی کہیں فریاد میرا
اٹھنی انت مولا نا علی بن ابیطالب	
بسرا چھی ہوئی اب تک سے اقبال ہی مولا	مگر بندہ تر آفت میں ہی دو سال ہی مولا
چھڑا جھکوخدا کیو لے سب جہاں ہی مولا	چھر غم میں چلا ہر شیا میرے حال ہی مولا
سنبھال لے عروۃ الثقی علی بن ابیطالب	
مے دلکو سوراگھو نکو نور لے نور ایمان دے	دے مقصود دنیا میں موج ای بحر غمان دے
ربانی پیچہ ادا بار سے ای شیر نریدان دے	خلاصی مجھ کو قیامت سے ای شاہ زمان دے
اشیاء یرم کا صدق علی بن ابیطالب	
علیہ در شاہ بیکس و مظلوم کا صدقہ	علی قاسم کا صدقہ عابد معصوم کا صدقہ
سکینہ شہر انور زینب و کلثوم کا صدقہ	علی اکبر کا صدقہ اصغر معصوم کا صدقہ
مجھے ادنی سے کر علی علی بن ابیطالب	
حسن کا واسطہ جھکو مجھے سہ سہ کر مولا	حسین پاک کا صدقہ رہوں میں سرخوردہ ہوا
پے سجاو چپکا دے مری تقدیر کا لکھا	ابھی ہر خطہ پشیمانی کا میری کچھہ کھنچا
جو بہر جائے قلم تیرا علی بن ابیطالب	
تصدق با تو صادق کا صدق القول ہو جا	پے کاظم مجھے کر کا ظیل الغیظ میں شامل

رضا کے فیض سے حکم رضا پر دل سے ہائیں	تقی کا واسطہ سمجھو جو تو چاہے تو کیا مشکل
نہ ٹوٹے اب مر تقویٰ علی بن ابیطالب	
تصدق میں تقی کو خاک سے مین پاک ہو جاؤ	منقی کر گناہوں سے نجات کی خاک ہو جاؤ
نہ فوج غم میں گر کر ہند میں غناک ہو جاؤ	نہ پامال سپاہ گرد و شل فلاک ہو جاؤ
تصدق عسکری کا یا علی بن ابیطالب	
ثراسے تانزیا انگھون کے نیچے اندھیرا ہے	فلاک سے گلے چنچر ہے آب پھیرا ہے
علم فلاسٹ و جال بکھر سمجھو گھیرا ہے	سجبتائیم آل عبا یہ حال میرا ہے
مجھے دے اس سے چھٹکارا علی بن ابیطالب	
بٹھایا بیخ کے کسار نے تیری دہائی ہو	ستایا چرخ کج رفتار نے تیری دہائی ہو
رولایا قہقہہ دیوار نے تیری دہائی ہو	دبایا گنبد دیوار نے تیری دہائی ہو
مے خیر شکن آقا علی بن ابیطالب	
مر بخت میرا سیر میرا مولا	یہ لاگن سناں پیچھے پڑ گیا اٹھون پر مولا
امان و الامان و الحفیظ و الحذر مولا	کہ گہوار میں اژدر تو نے پھینکا چکر مولا
دہائی ہے دہائی یا علی بن ابیطالب	
غضب ہے گرد شل یا مہ بھی لکھا میرا ہے	ستم کا سناں ہے آسمان ٹوٹا بلکا ہے
مے مولا مے حق میں ترا کافی اشارا ہے	ہوئی ہے صحت خورشید سورج تو بھیرا ہے
مے دن بھییر دینا کیا علی بن ابیطالب	
تہنیک کلکشتا ہوا ہم مشک کشتائی ہو	تہنیک جان سلمان شیر مولا چائی ہو
مرد کو دڑے کلتد میری باری آئی ہو	اکیلا پا کے شیر غم نے گھیرا ہو دہائی ہو

مرے شیر خدا مولا علی بن ابیطالب	
پے قرآن مجھے بھی علم سے پہنچا نہ دیا پے آل نبی اولاد سے ہو خانہ افروز کیا	جہاد و نکاح تصدیق ہو وعدہ پر مجھ کو فیروز کیا برائے فاتح آل عبا ہو وسعت روز کیا
مجھے دے میرا منہ مانگا علی بن ابیطالب	
ہوا ہی قدر بقدر راج کل مداح حضرت کا یہ برگ بنبر لے آیا ہو تحفہ کس لیاقت کا	علی بن اسم رکھا باندہ گر گریہ حجت کا میں اسکا صلہ ہی پس فقط پیشم اجابت کا
تم اسپر صا د کرد نیا علی بن ابیطالب	
ۛ ۛ ۛ	



ایک نہ محبوب

در مدح بندگان عالی حضور پر نور آصفیہ نظام الملک
میر محبوب علی شاہ فتح جنگ فاضل فرمای ملک و کن خلد اللہ ملکہ

خسر و باد بہاری کا کھنچا دل بادل
چوب خیمہ ہے دھنک بنہ ہر خوش گل
سبکو ہر سیر کے دکھا جاتی ہر سبکی شعل
سبز جھاڑوں پگستان میں چڑی لال کنول
لن ترانی کی ندرے تدبیر صنّاع ازل
دست صنّاع ازل میں ہر بخار کی گل
گہ فرنگی کا عمل ہر کبھی رنگی کا عمل
کہ گل لالہ پرداغ سے تاودج زحل
کہ تمام ابر کا کالا ہوا اوجسب لکنیل

باغ پر آج گھٹا ٹوپ ڈھابہ بادل
ابر خیمہ ہے تو بوندیں ہیں ملنا خیمہ
جھک پڑی کالی گھٹا دن ہوا برانگی را
باغ میں چاروں طرف آگ لگائی گل نے
شجر الاخصر ہزار اکا تراشا بچھا
ابر باد و مد و غور شید فلک کا لاند
کبھی چھایا ہو سفید ابر کبھی ابر سیاہ
تحت و فوق ایسی بیماری فی لگائی ہو گل
ابکی سال دھٹھ ہیں اسد رجب بخارات سیاہ

و

ہو کے کیجا وہ بخارا سے گہرا کیا بادل
 ابھی اوٹھیں جو گھٹائیں تو گھری برج محل
 برق نے ابر کے ماتھے پہ لگایا مندل
 ہی و سن برق دمان ابر سید را جانل
 برق کا پاؤں ہر اک مرتبہ جاتا پھریل
 لال سیل نظر آتے ہیں فلک پر بادل
 لیچلے ابر جو بھر بھر کے کپھالین چھاگل
 انہیں شیدی نظر آتا ہے مجھے ہر اکیل
 ایک ستارہ ڈالا ہے غضب کا بل چل
 ڈنڈ پر خاک چڑھا دی ہے آندہ پہاڑ
 انکو شمشاد کے طرے کو بڑھانے پہاڑ
 دونوں جانب سے وہ خم ٹھوک کر اڑا بادل
 سرو کے سمجھو انان جبین کا دنگل
 بان خبردار خبردار سنبھل دیکھ سنبھل
 بارگاہ ہے بتوں کی زبان پر پہل
 جیسے چوٹی کے شوالے میں چڑھ لگا جل
 جس طرح سینہ معشوق پر اڑی ہریکل

آتش نالہ طاوس سے اوٹھا جو وہاں
 یہ وہ اندر مہین کہ جیوا انکو گل جاتے ہیں
 درد سراو سکے ہوا سنکے صدای طاوس
 اک برس بعد ہم آغوش ہوئے ہیں دیوان
 آگئی ابر میں پانی سے غضب کی پھسلن
 جا بجا لالہ و صبر گہین یہ عکس فگن
 کانٹو دیوان کی زبانوں میں پڑے تھے شاید
 وہ اوٹھیں کالی گھٹائیں کہ خدا خیر کرے
 پہچ میں پڑے ہوئے اوٹھیں بنکایا ہی
 اینڈ و ایلہ محتاب بنا لاتا ہے
 وز زشین کرنے لگیں نہر چین کی جوبنا
 بدیا ہے چمنستان میں اکھاڑا کبے
 گل کے ماتھے ہی ہمار کا پیالہ اس فضل
 رعہ چلا کے یہ ہر ایک سے کہ جاتا ہے
 حقہ مار کے گل کہتے ہیں سجان اللہ
 یون شراور مہین باران بہاری ہی سرد
 ابر پر یون نظر آتا ہے خم قوس قزح

مطلع

جس طرح کانور تھی لیکے چلین گنگا جل

یون اوڑاٹے لئے جاتی ہیں ہوا میں بادل

پرو لے ہین باد بہاری پہ جوانان چین
 گری پڑتی ہے درختوں پہ صباستان
 مسکراتا ہے کوئی کوئی ہنس پڑتا ہے
 کوئی گل پہ لگا نشوونہ کوئی پس لہو لگا
 لہلہاتا ہے وہ سبز کہ ٹھہرتی نہیں لگہ
 زخم گل باغ میں یک لخت ہے ہو جان
 کیا یہ نوباد وہ گلشن ہرین ہرود کو درخت
 کچھ نظر کام نہیں کرتی ہے ہریالی
 کیا اگر خاک پہ یارب فلک مینائی
 ڈالیاں ہرین دم طاؤس گھنے پتوں سے
 منہ کو دھودھا کے وہ رومی ڈاٹھلایا پڑ
 ماہ تابان نے ہر اک نہر کی قلعی کھولی
 گرد ہالہ ہے کہ کھینچا ہو کوئی خط حصا
 قاز سے اڑتی چلی آتی ہین پران یعنی
 یوں گھرا کر سورج نظر اتا ہی نہیں
 مہر یوں ابر کے لگو نہیں چھپا رہتا ہے
 ابرین ڈوب گیا مہر تج سے ہم کمال
 قوس خورشید تہ ابر نظر آتا ہے
 چرخ اول ہر ستاروں سے زمین گلشن

شاخیں ملتی ہین کہ شاوی سجا ہین لیل
 غنچے کتے ہین چنگ کر کہ سنبھل دیکھ سنبھل
 غنچہ و گل ہین صبح سی زوتی چٹکل
 راستہ حالمہ غنچہ بہت سے است کل
 محفل سبز چہ طرح ہو خواب محفل
 چمن تیغ ہواست یزیدین ہرقتل
 ہری کو بل ہر شامین سے ہر پھل
 پاست بھی نظر آتے نہیں تو تے ہریں
 سبز دامن سے چوٹی تک اکیلے کھیل
 ابھی طاؤس کی چوٹی ہو جو پھوڑی کوں
 چاند شفاف ہوا اوکھلا جب بادل
 ہو گیا آئینہ آب روان چھیل
 ماہ شب نیز نے چلیں پڑا کوئی نعل
 وہ بخار وٹھے پہاڑوں سے وہ آئے بادل
 ایک سو نیکا و ق ہو گیا کیڑ ہین تل
 جیسے اکثر گھنے پتوں میں پچا پھس
 کہ دے روئی کے گالے میں چلیں
 جیسے ندی میں بھنور یا کسی پانی میں کو
 ہوز میں سبزہ نوخیز سے چرخ اول

گولیان نالہ بلبل کی پلین سو ملک
 چرخ نیلی نظر آتا ہے گل نیلوفر
 شور و سحر سے درداو سکے اٹھاتا میں
 باغ نگین پہ بہر وقت بھر کار تھا ہر
 کہوئے ہرین باغ نے اپنے ورق نگار
 قابل سجدہ شکرانہ ہے گلشن کی زمین
 سرو نے اٹھکالی دھانی ہر شہادت کے لئے
 یہ چین زار کجا گلشن فرخار کجا
 گل کی شاخوں پہ عنادل کا چمکانا کھو
 زربہ گل پہلو ہرین بلبل کی فغان ناخ
 سرو نے نالہ قری کا اثر دیکھ لیا
 کیمیا کی کوئی بوئی نکل آئی شاید
 ہو ہی آتش گل تیر تو اک دن سنا
 ناف آہوی زمین ہرین گل خود شاید
 عارض گل ہرچہ شفاف کہ لگتا نہیں باغ
 گل وہ چھوڑ میں کہ چھپا لیں غول امین
 گل ہوسن کو جو توڑ تو مر بخت سیاہ
 سونگھو لالے کو تو یک نخت مرا خون جگر
 کیا ہی شاداب ہرین گل ننگ چاڑتا ہر

خوف سے ٹوٹ بجائے کہیں شیش محل
 حوض تالاب لبالب ہرین سبز میں جل تھل
 ملن یا چرخ کے ماتھے پہ سحر نے صندل
 کہیں گلدرست شیشہ نہ چوہ سنج اول
 اوس پہ بیٹے کی بنائی ہر دھنک نے جدول
 جو چلا برستہ قطرہ وہ گرا کر سکہ بھل
 بید ہے ساجد درگاہ خداعز وجل
 نقش ثانی کو پونچتا نہیں نقش اول
 روضہ خوانی کے لئے بیٹھے ہرین ہنر بھل
 کسی نادار کی سنتے ہرین کہیں بل دول
 جو ستا ہے کسی کو وہ نہیں پاتا پھل
 آتش گل سے جو گلزار بنا ہے بے نقل
 نخل موہن کی طرح جا بگا نخل گھل
 مشک کی بو سی مہک دھٹا ہر سار جنگل
 ہاتھ تو ہاتھ نظر جاتی ہے گلچین کی پھل
 جیسے بھونر کو چھپا لیتا ہر بانی کینول
 سرو و شمشاد کو چھانٹو تو مر اطلول
 دیکھو سنبل کو تو بالکل مری قسمت کا بل
 سناخ گل کہتی ہر بلبل سے کہ ہر مند ملی

شہر چھگے تو معطر ہو دماغ لذت

بیٹہ جا لے جو کسی پھول چہ زبور عسل

مطلع

شہر فصل بہاری ہر غضب کی چنیل
 سونوں نے لبغچہ پہلی ہے سستی
 شاخیں جھک جھک پڑیں یا شاخ فصل گل
 سوسون سج لیل کا بھی مدہم ہر رنگ
 شیشیان عطر کی کوئی ہرین گل شبنو نے
 سرو کے سائے آنکھیں نہیں کتنی جو با
 خسرو گل کو کی کیا گتہ شبنم کی
 ایسی برسات کے پانی بیا لبہ زین چہن
 چوبچینی ہر گل ہر رخ نے کما ئی شاید
 ہر جو خدمت میں جو انان چہن کی سرگرم
 قابل دید ہر گلشن میں ریاضی کی بہار
 سطح گلشن پہ پھیں ہیچ چہنوں کی شکلیں
 روشنی قلعہ عریضیں سرو چہن اون پھوود
 قائمہ زاویہ ہر کنج گلستان ہر ایک
 بیلچہ ہاتھ میں پرگار ہے تختہ گلزار
 کیا ہی موقع سے لگا ئیں ہرین گلی لہوود
 کیا ملا لے ہرین درختوں نے قدیم گلشن میں

ق

کبھی پھولوں سے ہنسی ہر کڑی غنچوں سے چل
 چشم ز گس میں خالق نے لگا یا کا حل
 ناز سے ڈال لیا سہرہ او لٹکا آغل
 زلف لیلی کی سوا ہے کہیں ہنبل کا بل
 تادماغ گل زہنق سے نکلا جائے خل
 حب طرح سائے دو لہا کرد و لہن پہا سل
 راجا گہ موتیوں کا کال نہیں ہر وہ شل
 پھول جواوں کی ادھر ہیں ہر ہولہ ہرین کنول
 نرگسوں کے لئے طیار ہوا اطر لفل
 باغبان تھجھک ملیگا تری خدمت کا پھل
 ہی عجب ہندسہ قدرت متراض ازل
 گول ہرین کوئی تلوئی میں کوئی نہشت پھل
 اکثاروں کے محیطوں نے کیا اپنا عمل
 دیکھ لی مہد کی ٹٹی نے بنا کر جدول
 باغبان روز کیا کرتا ہے سب سنگین حل
 جس جگہ جاکر قریب ہے جہاں چہن کا حل
 گل شبنو بھی لگا لے ہر کھڑا منہ ہی گل

سرو کپتان تو شمشاد بنا ہے کرنل	لال کرتی کی پالں چڑشقاہیں کا جوم
مطلع	
<p>کہ جوانان چین آج ہیں کچھ اور مہین گل کیا عجب گردشِ افلاک میں آجاتی خدل کیا عجب ہاتھ کے تل سے کوئی پھوٹے کوئل کیا عجب آنچ جوڑ جائیں نکل آئیں چھل کیا عجب لہ نہ سمجھ سے ادگے نخل امل خاک سے یہ ہروٹی کی طرح آئے نکل کبھے ڈالکے پانی میں جو رنگار کھل باتیں کرنے لگے تو تے کی طرح ہر توں شجر قد میں قدم کھتے ہی پھوٹی کوئل مانگ کے بدے نکل آئیں شاخِ صندل شاخ میں گاد زمین کے وہ لگا ہلکے پل قوتِ نامیہ سے کیا ہی پڑا ہی ل چل واہ و ازورنو کیا ہی نکالا ہے بل نامیہ سے بڑے زور وں پہ ہر سارا بگ چھیلتے چھیلتے مالی ہو جاتے ہیں شل صبح تک سبزہ او بھرتا ہے دود و انگل جھک کوڑے کہیں ضوان ہی نور و دود</p>	<p>قوتِ نامیہ ہی اڑھتی جوانی ہریل کیا عجب سرو پہ چھو یہ بگردن ٹکجاسے کیا عجب لوگ تھیلی پہ جمالیں ہر مون کیا عجب پیکر عشاق نہیں خاک چین کیا عجب شتہ زار سے بلیر چھلیریں کیا عجب حشیدان بھی پے دیدہ ہا کیا تعجب سے کہ تر سے ادگے بہتر کیا تعجب سے کہ شیشے کی ہی پھوڑ بان باغ میں جائیں جو گلہ نئے جو بن ابھریں لعل نہ سو گھہ کے معشوق تاشا ہو گئے قلبہ رانی میں کشادہ زیر چلاتے ہیں شاخ و شاخ ہوئے گاد زمین تو فلک کھچکے سنبھل ہیڑ باک ہکشان ہی او بھیا صورتِ گلشن شہزادہ او بھجائے کہیں گھانس سی گانس ہی ادغنی فیض نو شام تک خاک بھی چھل جاتی ہر دود و باشت باغبان چنستان کا ہی گردون پے باغ</p>

سبز و شاد دست ثمنش او چو طوبی است بنبه
جو یونین پھواستی خیلای ہی گاش مہار
کیا تعجب ہے جو گو کر میں نکل تے پول
کیا تعجب ہے کہ تہر میں غویب را ہو
داسن نیگری اوٹھکے ہو چرخ نیلی
ہست : الو کا نظر آنے لگے ملک کن
کہکشان ہی کہ نظر آتی ہے ہوسنی ندی
مکہ مسجد نظر آتی ہے کہ میت المعمور
حیدر آباد ہے اونچا فلک چارم سے
ہو وہ حورشید علم اس فلک چارم پر
مہر گستر فلک ملک کا شاہِ خاور
شاہ محبوب علی بادشاہ ملک کن
عمر وہ جس سے ہو وابستہ ہلال گردن
سر سرتاج جہان وہ کہ دبے قبة عرش
چہرہ وہ ماہ شب چادر ہم جس سے خجل
وہ جبین جس سے کہ اقبال کا تارا جھلکے
آنکھ وہ جمین رویت، بھری مش نگاہ
وہ زبان نقطۂ معلوم بموصل جس سے
لب وہ جاں بخش کہ امرت ری یانی پانی

سینہ وہ سینہ کہ کھلے نہ کبھی یا و خدا ہاتھ وہ ہاتھ کہ دل غلق کر لیں تلخ توں ہاتھ ہاتھ نہ نکون ہو لگا دی دل جان ہاتھ بڑا ساری دنیا کو سنبھالی ہوئے ہرچ فنون قدم ایک تو قطب جنوبی ہو کہ قایم ہے جہان یا آئی میں جنون خفا کف پاسے حضور نہ کہیں نقش قدم مجھ کو بنانا یا رب ہاتھ ملتا رہوں رہوار کی تیزی سے پڑا	دل وہ دل حسین سمائے نہ کبھی طوطی اہل پاؤں وہ پاؤں کہ ثابت قدمی پر ہو گل پاؤں کو چوم کے اسے طبع رواں گئے چل انہیں قدموں کے نشان سے یہ معا ہوا چل دوسرا قطب شمالی ہو کہ عالم ہے اہل انہیں قدموں سے رہوں ناکہ لگا ہر اک چل کہ جدا ہو کے کہیں مجھ سے قدم ہاتھ کو مل نہ یہ تشکی کہیں کا نور ہو یہ چل وہ چل
---	--

مطلع

کیسا رہوار سہرا یہ ہو کی ہے کل گنڈا کرنے میں بنے شاخ خمیدہ گردن یہ اگر ابلق ایام کو ٹاپین مارے چاند نعل سکے ہرین یا چار ہلال گردن کبھی مشرق سے اگر جست کرے مغرب تیر جہ طرح کمان پر کوئی جو ٹپے ہو کھڑا کون سی کھیت کا سبزہ ہے یہ ماشاء اللہ اکل اشارہ جو کرین اسکو حضور پر نور اوسکے سوچ کو وہ یوں ٹاپے ٹھکرا کر کے دیکھ لے تاکہ خلافت کی قیامت کی ہو چال	بے سہرا یہی یہ بنتا ہے ہوا کی ہیکل تھوٹی غنچہ رسوسن سب گن ہوں کھل شب شود نیم رخ و روز شود مستقبل راہ یکساں ہے چہر تین طرادوں میں غل چاند ٹیکا ہو تو نور شید بنے داغ کھل اسکا ٹھہراؤ بھی چلنے پہ تلا ہے ہر چل قدم او ٹھہرنے نظر آتے ہیں اٹھتی کو پل شیر گردن سے لڑے پھانڈ کے گرد نکاحل کہ ڈھلکتا ہوا تو چاند کے مطلع سے نکل اسمیں ہے ابلق ایام سے بڑا کھجمل بل
--	--

واہ کیا میرے سلیمان کی سوار کی ہو دہوم آگے ان پر یون کو دیکھو تو کئی دیو سیاہ	سب یہ پر یون کا چلاوا ہی کہ کوٹھڑ کوئل سیت ہاتھی ہرین کہ تھپا کا اٹھتا ہر بادل
--	---

مصطلح

ہر گیت گنگو گنگٹا ہاتھیوں کا دل کا دل پاؤں ہو گا د زمین کو یہ ابھی ملٹ لین دیکھئے دور سے آنکس ہو کہ نکا ہے ہلال منتظر ہو جو کوئی اسکی سبک چالون کا کالے بادل جو دے پاؤں چلے جاتی ہیں کہیں بادل کی گرج بھی زمین ہتی ہی بڑھکے ہاتھی نے اگر عرش سے نکلنی ہو طور پر ہی شب معراج کہ اس قدیم رنگ پہلے ہم عرش کی زنجیر بنا کرتے تھے لیکے یہ سو ٹنڈین پانی کو اوڑھنے چھپا کالے بادل میں نظر آنے لگا لان نہک زین عمارت میں مرے قبلہ عالم جو آ تیغ در دست ہرین ہاتھی پہ حضور پر نور	کجلی بن دہوم جسے جگ میں سنا سنگل فیل بان بٹھیکے کے مستکت جو کہ دین تل دیکھئے پاس سے ہاتھی ہو کہ پرخ اول یہ سیر رنگ پھرے آنکھوں میں جگر کا جل بے صدا پاؤں یہ دہتا ہو زمین پر پہل اسکی چنگھاڑ سے ہوتی ہو فلک کو ہل چل سایہ ویرانی اعدا کو بنا گھٹ کر جل دانت ہرین وادی موسیٰ کی دکھتی شعل دیکھ کہ کرو ٹنڈین زنجیر وہ عقدہ ہو جل سارے ناکم کو نظر آئے برستا بادل یہ رنگی سو ٹنڈ سے دکھلاے جو کا اسکل پوشش کعبہ سیہ ہرین ہاتھی کا محل کالے بادل میں چمک جاتی ہو جلی مل
---	--

مصطلح

ہر سر پا چلو افتح کا تلوار کا پھل جب جو ہرنے دکھائی مالک الدن کو گنگہ	بے سرا پا بھی لو ابھی یہ میان مقتل پہر کبھی موت سے اس نہ ہوئی دو بدل
--	---

<p>یہ ہزاروں میں نکلتی ہو پڑی ہو چھل کام موقع پہ کرے تیغ ہے یا ضرب مثل لال چھو لو نہیں لہی جاتی ہے آتھی کوئل جس طرح ایک کو دو دیکھ لے چشم حول جو گیا سامنے اسکے وہ گراسر کے بھل میں کمون قہر کی نایاب کہ تیر کا کس بل آج اک برق ہو کیا ابر میں ڈوبا ہو چھل کام تلوار کا کرتا ہے اسی کا مصقل عید قربان کا کیا کام میان مقتل توپ وہ توپ کہ ہو چرخ کو جس سے بلچل</p>	<p>آف رس جو ہر ترسے دیکھ کی صفائی دیکھو کھینکے چلنے ہی لگے تیغ ہو یا موج شراب نیمچہ سبز ہے پر خون میں ہیرا جاتا ہے اسکے جو ہر کو عدد وہی نظر آتا ہے کسی مسجد کی ہو محراب یہ بحرانی تیغ چشم معشوق میں ڈورے ہیں کابرو بتاں اب تک تنگ ہو کیا تھر ہے تلوار کی آئین لوگ پس کتے ہیں صحبت کا اثر ہوتا ہو چرخ پر چڑھ کے جو اتری تو بنی عید کا چاند چرخ خالی جو ہو توپ نے لی اسکی جگہ</p>
--	---

مص

<p>ساتون افلاک کو گولی کی طرح جاگل خوب باروت ہوتا ہی دہوان دہارل توپ جیوت غنی دختے ہی گر جے بادل اسکی متاب ہو یا ماہ سپہراول پٹر کی کیلین میں کہ سب عقدہ مالانخل گرہ نارسے یا توپ کی ساری ہیکل گولادہ گولا کہ قلعوں کو کرے مستاصل سانپ کے کاٹنے سے کالے ہو لڑا جال</p>	<p>اژدہا توپ سے دم اسکا ہو وہ ضرب مثل سو رکھا جاتی ہو پر مارا دگل دیتی ہے اسکی برنگ بواڑی دڑتی ہی جلی چکی چرخ پر توپ سے یا کاکشان چرخ پہر اسکا پٹر دیکھتے سب خرم فاطون آب آب پٹر کے پیچے ہیں کہ طین میں ونون جاب توپ وہ توپ کہ دب جائی حصار گردون یہ پیالے کے فیتلے سے ہوں ہی کالی</p>
---	---

میں سمجھوں کسی چیز کی نیکو سیٹاؤ گھڑ چڑھی تو میں ہر سرکاری کیا ٹوپی یہ دعا کرتی نہیں اور دعا کرتی ہیں گولہ انداز ہی مشتاق ہیں سجان صحیح کو جو رہنے عدل کا جامہ پہنے	ریل سے پیلن مان اسکو اگر سر کر بھل توپوں گھوڑے ہیں پر گھوڑوں پہ تو پوچھا محل اپنی گھوڑوں سے ہی تیر چلیں وقت بدل شب کو یوں جوڑ کے نقطے کو اور ایندھن پہر تو سونا سے دربار کو دوری پیدل
---	---

مطلع

شیر بکری ہیں قرین پہر نہیں کوئی سب کو اک عام اجازت سے غنی ہو کہ نہ او کی خلوت کو جو پوچھو تو بہ از جوت سے ہر شجاعت میں جو دیکھو تو وہ بے مثل نظیر نہر ہے تن میں روان خون رنگ لالہ سانے آتے ہی ستم کا بھی قالب ہوتی گیو و ستم سے ہی بڑھکے پایا ہی و کا دیکھتے ہیں کو تھکان جنگ میں پیدل ہوا سب عرب کہتے ہیں تیری مین قمر کی تاثیر او کی خیانت و سخاوت کا نہ پوچھو مذکور سوئے چاندی کی اینٹیں ہیں کہ میں شمس و قمر کردیا کشتی درویش کو زور کی کشتی قوت زر سے ہوئے زال بھی سب لالہ	دیکھو میں ایک ہی پنگے یں سدا و مل ایک انورہ رہا کرتا ہے ہر دم ہر مل فوج کی فوج سما جاے وہ ہر گوشہ محل اوس سے انگین جو ملائے کوئی ملین مل متحرک نہ رنگ گل کی طرح ہوا محسوس رم کرے سامنے سے بنکدہ رم کی سگ نیزہ و گر ز سے لئے کام اگر وقت بدل گر زار سے تو سوار نکو بنا لئے پیدل جہشی اوسکے ہیں دشمن کے بٹانے کو ز مل سپید گچ ہر سے بھری بٹیں ہیں پانی و بھل بہر دیا اوسنے زرو سیم سے کروڑ کا محل سامنا ہوتے ہی سیلی جی کلے کی ہیکل کہ جوانی سے بڑھاپے کو دیا اوسنے بل
---	--

ملک اور ملک ہے خدا یا کہ کوئی جنت ہے	جس جگہ دیکھیے سب عیش میں تہیہ چل
مطلع	
<p>ہاں مے ساتی بدست بجا اپنی بزل دیکھنا آج وہ ہن برسیگا انشا اللہ بٹھے ہیں تخت سخاوت پہ حضور پر نور شاہ حبیباہ جو کھوس کا خزانہ بنا ہم تو مداح حضور ہیں کی کیا ہرین گئی پشتوں سے نکھڑا ہرین گدھی کے پشتہا پشت سے اس در کے زمین گیر ہیں ہم صاف باطن ہی کہ سرکار پہ کی جان فدا اک نظر پہ قادیون پہ بھی عار بر سخا لاکھ امیدوں کی امید یہی ہے اپنی دوسرے نہ کہیں جا کے صلہ مانگو قدر جو یونہی مانگنے کی اوکو پڑی ہو عادت تخت طاووسی کر رہی ہے جب تک قائم یا خدا عرش پہ پونچھ تری کرسی حلال زرفشان تاج ہو خورشید کے سر پر جب تک یا خدا ملک کا ستارچ رہے تیرا تاج ماہ خورشید ہو جب تک کہ کر کے ضیا</p>	<p>دیکھ دھن سے برستا ہوا آیا بادل غربا ہند کے سونے کے اٹھا بیگنے محل قلعہ افلاس کا کیوں بڑے نہ ہوتا محل زر امید سے بھر جائیگے سب کے بچل نہ فلک سے کوئی ڈر ہے نہ زمانے سے غل شکر ہے سابق الایمان ہرین ہرین پڑھیں باپ داد بھی ہوئے دفن میاں بزل یہ صفائی تھی کدائی اونہی نئی مل میں اصل سب کہیں سوکھے ہو گھیت پہ بہا بادل اب جاؤں کہیں میں چوڑے کے یہ رنگ محل بس یہی سکے قصیدے کا صلہ ہو محل اپنے سرکار کی مانگے وہ دعا ہر اکہل جب تک اس تخت کا پایہ رہے جرجاوا پائے عرش کے اوس پار رہے تیرا محل جب ملک تیغ ہلال ہو گئے میں ہیکل تیری تلوار کا بیٹھا رہے دنیا میں گل جب ملک خوسے ہو یہ بام فلک کی شعل</p>

یا خدایا شاد رہے تیرا وزیر لایق
 فوجیں بہن ثابت دیتا رکھ جب تک قائم
 یا خدا خلق میں سب نظم و نسق تیرا ہو
 حوت جب تک رنج و فداک میں برج آخر
 یا خدا زیر سب سے ترا قبضہ پھیلے
 کہ کشتان رات کو جب تک سے فلک پراں
 یا خدا عرش پر گرجا جے حضوری جہنم
 مشتری سات ستاروں میں ہر جگہ ہمای
 یا خدا تیرے محبوب کا چمک جائے نام
 کرین گون کشیاں تو وہیں گردن کھجما
 ہفت قلزم میں زمانے میں جہاں تک جاری
 یا خدا تیرے عہد کا نہ لگے تہل بڑا
 کچھ جوا وہرین تو گرسے برق غضب کے دھنکے
 قدر دان ہاں کہیں غصہ نہ تمہیں آجائے
 ہی جو سرکار کا دشمن تو مرسے گاہے موت
 فاختہ روح ولی پھین پڑ رہا ہے ضرور
 گو کہ اس بات پر دونوں کی سخن میں شاید
 پراد سے ہند کا ستھفہ یہ قہر دہلیجاؤ
 گور سے اوٹھکے کے صل علی صل علی

خوش رہیں او کی یا قوت سب علی علی
 جب تک اس نظم سے آئینہ دنیا میں خلل
 ساری دنیا میں بند ہر فوج حضوری کا
 رہے جب تک کہ حمل چرخ کا برج اول
 شاخ و شاخ رہے تیرا عمل تا چرخ
 دن کو جب تک سے کرن پاؤ فلک کی چپا
 تیری نصرت کے لواہیں کہی آئے نہ خلل
 سب سیارہ میں جب تک کہ ہر نام چل
 تیرے دشمن رہیں دنیا کے ذلیل و خوار
 سرا و ٹھاکرین تو گرین خاک پڑے کہ ہل
 برن جس وقت تک مہر سے جاتا ہو کھیل
 دست و پاؤں کے گلین پیر میں ہو کر شل
 کچھ جوڈو میں تھا وہیں تباہ میرا جی رہا
 ہستین نہ پڑاؤ کہ ہو سب میں پھیل
 مے کو مارنے سے ٹکویا گیا پھیل
 کہ دکن میں وہی شاعر ہوا سب سے افضل
 نقش ثانی ہو سے تم اور وہ نقش اول
 کہ ہر اک شعرا کا عقدہ مالا جیل
 مردے جی دھکے دکن میں ہو ہی ضرب

نزد وید وہی سہکار کو تم پہلے پیل	اس قصیدہ کا جائزہ محبوب نام
شعر گئے ہوں جو منظور تو کیا شکل ہے حیدر آباد کے اعدا گنیں اہل محل	۲۳۰
<p>قصیدہ مہر منیر درج نواب سالا چنگل سیرالہ ولہ مختار الملک میر لائق علی خان بہادر عماد السلطنہ مدار المہام سرکار عالی دہلی قباۃ</p>	
<p>سہ برانڈی کہیں شیریں کہیں بوتل میں سیر خانقہ سونی ہے محراب تہی غم منبر مے لٹا ہی ایسے چھلکتے ہیں سب و ساغر پھول سے پھول کی بو کماتی ہی باہم بکڑ دورہ شامیں ہے کہیں تا وقت سحر مشکو نہیں سقون نے بہری ہے شرابِ احمر لو پیو آؤ ادھر آؤ ادھر آؤ ادھر شور ہے مست رہو مست رہو اٹھ پیر فکر ہے پیو نیلام کرو سارا گھر نکر کوئیٹن پھنگتی نہیں اگر دم بھر تاچیں کہ تا ہی جادو کوئی زہرہ پیکر شور قلقل کا اڑاتا ہے کہیں ہوش بستر</p>	<p>نرہا محتسب وقاضی و مفتی کا خطہ کہیں زاہد ہی کہیں شیخ کہیں اعظامت پچھلا پڑتا ہے کوئی ٹھوکرین کھاتا ہے کوئی دریچخانہ سے پیلا ہے دریاغ تلک کہیں ٹھوکر کی سبیلین ہیں کہیں پھولوں کی کان اڑتے ہیں کٹورہن ہی کی جھنکاروں سے دیتے پرتے ہیں صدا کوئی نہ پیاسا جائے دھوم ہے آئی بہار آئی بہار ان روز دن ذکر ہے پیو اسباب پہ چٹھی ڈالو ہاے کیا فصل بہاری ہے عجب مہم ہے کہیں بائیں کی گنگ سے کہیں بجا ہوتا جلتہ رنگوں کی صدا کے کوئی سچ تین ہے</p>

<p>کوئی پڑھتا ہے کہیں شہنوی میر حسن بر زبان ہے کہیں مجنون کہیں فراد کا حال جنگِ زندگی ہے کہیں واقعہ رومی ہے کہیں رستم کی لطافت کہیں سہراب کی رزم کہیں کسریٰ کی عدالت کہیں حاتم کی سخا جو رنگ آئی جسے باندھ دیا جھاڑ پہاڑ رند و آزاد و بفکر ہرین میخانے میں جمع یہ زلّ قافیہ سن سکے نہ تاب آئی مجھے چشم دیدہ منو مجھے نہ شنیدہ مانو</p>	<p>میر کی غزلیں کوئی گاتا ہے بہت بہتر کہیں لیلیٰ کہیں شیرین کی حکایت ازب جنگِ دارا ہے کہیں واقعہ اسکندر سام کا حال کہیں واقعہ زال ز کہیں حسان کی فصاحت کہیں سہبا کا نر جبکہ منہ میں جو کچھ آئی وہ آئی سب پر غم غلط کرتے ہیں نیلھے ہوئے یوں ہی اکثر اون ہنگون سے کہ میں نے فراد ہیان آدہ گور کے مردے اوکھیرا کر داٹھہ سپر</p>
--	--

مطلع

<p>دیکھنا خط شاعری کی بنا کر سطر مخم خامہ میں لون کیسے اگر یا عباس گارڈون معرکہ مدح میں جھنڈا پنا ہان مری طبع رسا خاک و آفتاب پر چڑھ ہان مرے دستِ میانِ عرش کی زنجیر بلا ہان مرے شورِ مقاماتِ بجا دئے نکا ہان مرے ہم روان اوٹھکے بٹا دو گنگ ہان بلاغت وہ فصاحت سے نادر خطبہ اوکی آواز سے گورِ تیشی ہلجاسے</p>	<p>وہ لکھوں نور کے اشعار کہ میر کی نظر کھینچ لون تیغِ زبان کیسے اگر یا حیدر عرش سے جھولتی رہا مری تیغِ دوسر ہان مری فکرِ لبنتِ آج پہنچ کر سی ہان مرے پائی شاعرش کو اوس پار ہان مرے زورِ خیالاتِ بجا دئے لشکر ہان مری فہمِ جوان بڑھکے چھا دی سنبر سنکے سودا بھی کیسے مسلسل علی چلا کر ہند سے تا عرب تک دھوم رہا اٹھہ سپر</p>
---	---

<p>جو ہر خوش روی کے چہما دون تیور یوں مضامین ہی ہوا پر ہر مارتخت پھر اوسکا علاج بنون ہے جو سلیمان نظر میر لائق علی لائق دزدی ختم و ہر میر عالم کے گرانے میں طرانا نام آور دہوم ہر دہوم کہ تھی باپ پیشان اکبر اوسکے قامت کی قبا ٹھیک ہے اکبر پر جیسے اللہ کا پیار ہے مرا خیمہ راسے وہ کا پنتا ہے صبح کو صبح تھمر اگیا حکم روان اوسکا جسم ہو کر</p>	<p>تیغ ہندی جو کھنچے نور کے جوہر حکیمین جیسے پران لکھی ہر تین سلیمان کا تخت لیکے تیخت ہنر جاوون مثال آصف وہ سلیمان ہے نواب منیر الہ خود بخنی ابن بخنی باپ وزیر اپنے زیر حد اعلیٰ کی وہ شہرت تھی کہ ہر عالمگیر باپ کے نسل ہوا ملک بین مختار الملک میرے محبوب علی شاہ کا محبوب ہے وہ عقل وہ جس سے کہ پشت فلک پر خیم بادپا اوسنے سواری کو منگایا جدم</p>
---	---

مطلع

<p>چاند ہے برق جھندہ ہے کہ اک باد حشر دست و پا چارون بہن یہ چار ہوا میں ملکر اوسکی رفتار کی تیری ہے کہ باد صبر چال میں چہو نہیں پاتا اوسے سایہ دم بہر تھو تنی ابر کا لکھ ہے تو دندان خستہ چال وہ اسنڈی چلی آتی ہے موج کوثر کتا ہے دونوں جہانین نہیں میرا ہر صفت تو صفت ہو کوٹن سے دنیا بلی دھر کر ہر کوٹن</p>	<p>اوسکا شب بیز چلا داتا ہے کہ اک تیر نظر اک دہور ایک صبا ایک شمال یک جنوب باد پاس ہے پسک سیر کہ چوبانی ہے اپنے سائے سے پھر کتا ہے کلیلین دیکھو رات قطبین پر یا کالون پر اندھیری ہے وہ سبک خیز کہ پانی کا کٹور اکھڑو دونوں باگون پے غضب ہو متا رہا جو وہ جب صفت نرم میں نیم کو چوڑ کر کے چلے</p>
---	--

تیغ در دست جو نواب سواراوسپر ہوں
 تیغ وہ تیز سائے جو کہیں آنکھوں میں ٹو
 جھک کے اعدا سے وہ ملتی ہے تو وضع ایسی
 او سکے سلغری ہے اک کشتی ساغر خورشید
 مثل شمشیر ہے قبضے میں دبیل قاطع
 بگھیاں نور کی بگی ہین سواری کے لئے
 ریل گاڑی کی اوڑھاتی ہین دھوئین چلنے میں
 ہاں کسی عہد میں تاخت سلیمان مشہور
 داسن دولت جاوید ہے اسکا دارن
 وہ سہارا ہے غریبوں کے لئے صبح و سہا
 وہ خطا پوش ہے مجرم کے لئے سرتاپا
 وہ ارادوں کے لئے جاے نماز حاجت
 وہ بلاؤں کے لئے پردہ و حجب
 وہ یہ شے ہے کہ دے او کو تے گرد و نسا
 وہ سحاب گہرا نشان ہے چلین اہل نیاز
 وہ جھکار تھا ہے کیا سوچیے اخلاق کا حال
 وہ مرے ذہن میں اک بے رقی و نصرت
 وہ مری دید میں اک پردہ چشم غفور
 وہ مری عقل میں اک سلسلہ غرض

کرۂ باد پر اک برق پڑے سب کو نظر
 کا جل آنکھوں کا اوڑے پر نہوتلی کو خبر
 سچ ہے دشمن سے بھی جھک جاتا ہین سب ہی ہوا
 او سکے خجھر کا ہے میں خج خج
 ہے دعا سے غزب پشت پہ مانند سپر
 عقل چکے میں ٹپت دیکھکے جھکا چکر
 اس زمانے میں تو ممکن نہیں ادوں کا ٹکر
 پروہ کا نون سے سنا اور یہ میں پیش نظر
 در اسید و در فیض ابد او سکا در
 یہ گزرا ہے فقیروں کے لئے شام و صبح
 یہ عطا پاش ہے سایل کے لئے سرتاسر
 یہ مرادوں کے لئے سجدہ گاہ نظر
 یہ دعاؤں کے لئے راہبیر راہ اثر
 یہ وہ جا ہے کہ جہاں پہنکدین سرکش فسر
 یہ جناب ہنر آرا ہے بڑھین اہل تہنہ
 یہ کھلار تھا ہے کیا پوچھیے باطن کی خبر
 یہ مری یاد میں چار آئینہ فتح و ظفر
 یہ مری چشم میں اک حلقہ چشم قصہ
 یہ مرے علم میں اک آئینہ انکسار

یہ میرے درک میں کشتی شرافت کا گزر	چھ مہری فکر میں اک دامن دریائے جلال
یہ میرے دھم میں آغوش حیاتے دلبر	توہ مہری فہم میں دست ہوس طالب یار
یہ میرے پیو میں سہ میت مقدس کا در	وہ مہرے دہیان میں برگ شجر طوبی ہے

مطلع

جنذا وار شب بر چین میر زاد و گھر	میر جاحامی سحرین در علم و ہنر
میری عزت کے وفاتر کا ہو صندوق یہ	تیرا دامن مجھے جز دان کتاب سمیت
روح محفوظ یہ چوکھٹے مجھے ستر	خط نقدیر ہے میرا اسی دامن پہ لکھا
در زمین میرے سفینے کا میں ہر لنگر	باد بان ہر مہری کشتی کا نہیں یہ امن
میرا خود قسمت سے ترا حلقہ در	ہر میرے ہاتھ کا دستا نہ تیرا دامن
اب نہ اڑو گنگا نہ اڑو گنگا وہ چوکھٹے میر	اب بچھوڑو گنگا بچھوڑو گنگا وہ دامن میر
میں مسافر ہوں تو میں آپ مسافر ہو	میں جو بندہ ہوں تو میں آپ کے بندہ ہوں
بھکونے میں سماتے کہیں دیکھا ہوا	تیری دیکھا سخاوت کا بیان میں ہی کر
گلی تھو کے تو بے گرتے ہو آگ بگ	دردندان کا کوئی فیض واثر دیکھے تو
وقت خواب کو سمجھتے تھے سو نیکا گھر	سہر دیا خانہ درویش میں زرتو نے تمام
سن گئے تیری عدالت کی خبر لیل نہر	میرے مضمون کسی ہی نہیں اڑنے پاتے
ہاتھ پر سونا اوچھا لاکرے شاہ خاؤ	ٹوک سکتا نہیں مشرق کسی کوئی مغرب تک
بنگیا گر یہ مسکین یہ دبا ضمیر نہ	خلق میں دہاک تھوڑی بندہ ہی ہر سی
نام ہی میرے سعادت علی فی جوار	وہ شجاعت کہ ہر ہالی ہی شجاع الدلو
یہ ہلال فلک الجہ ہے بدر آٹھ پہر	خود ہی ہر ہی ہو خودی میں بزرگی پیدا

عقل مرہ سپہ کار طوسے زمانہ کیلئے یوں ہر وہ قوت بازو سے جہاں لالا جہذا رستم میدانِ شجاعت سے مرہ مرجبا حاتم شیلانِ سخاوت سے مرہ واہ کسر اسے شبستانِ عدالت سے مرہ یہ صفات او کی ہے ذاتی محبوب کی ہر ذات قدر تر آئے تھے کس کام کو کرنے لگے کیا ہوش میں آؤ ذرا چشمِ خرد مل ٹالو	طالع ایسے ہیں کہ تصویر بنے اسکندر جس طرح قوت بازو سے پیمبر حیدر بلکہ رستم ہی سنے نام تو کانپنے سے تر بلکہ حاکم کو یہ قدرت تھی نہ یہ زور نہ بلکہ کسریٰ شہ بیہن تھا وہ دیندار فر ذاتِ قلام سے جب تک ہے صفاتِ ہر چڑ ہے کرسی پہ تو بہر عرش کو چلو بڑھ کر لو اوٹھو صبح ہوئی مانگو دعا وقتِ سحر
---	--

مطلع

میرے ساتی نے مرے منہ سے لگایا سحر منہ چوہا تہہ مرا تھا م لو دوڑو دوڑو میکشورہ سے اٹھو اور خم و جام و سبو نشہ کیا چایا کہ انگہوں میں اندہ ہر چایا نشہ میں چورہوں چھپتے نہیں سر زلی اپنے آقا کو نہ میں جاگتے سوتے بھولا جب تکاستم یہ زمین اور زمین پر فلک اون ستارہ نہیں ہر جب تک کہ نظامِ شمسی رہے زہرہ تری محفل میں ہمیشہ نقصان شمس ہر صبح رہے آئینہ بردار ترا	مطر بوجھکو سبنا لو میں گر کر بر لب پر خدمت پیرِ مغان میں مجھے پونچا و نگہ مست ہوں مست ہوں گلاب کی مہری ٹھوکر اب سیر مست نظر آتا ہے میخانہ بھر دل میں جوتا ہے آتا ہے زبان پر زور رونگٹارو نگٹا دیتا ہے دعا آٹھ ہر اور افلاک پہ ثابت ہیں جہاں تک اختر سب سے ستارہ کا جب تک ہے فلک پر چکر خود طار در ترے دفتر کا رہے سر دفتر انجمن کا تری ارکان بنے ہر شام
---	--

تیرے دربار کا قاضی رہے سعد اکبر
 کہ یہ بخت کرے اور پہر آئے در در
 کھینچ کر پیہر دے مریخ تھا پر خنجر
 کیلئے اک تازہ غل خاتمہ دعوت پر
 وہ نئے طائر ایجاد کے نکلیں شہر

بڑھ کے ہے حکم قضاسی ترا حکم حکم
 تیرے اعدا کو زحل چرین لینے دیکھیں
 پہر تے پہر تے جو عدد تہمت کے گرین منہ کر
 ختم کر دیجئے اسے قدر دعا سے شری
 ہوش ڈرا دیجئے بلبل کے رنگ بلبل

غزل

کیون نہ منہ نہ دیکھے دیباے کھنڈا بکا
 تاکہ وہ دیکھ لے اوسین رخ انور ان کا
 سلسلہ ہے مجھے گیسو سے معبر ان کا
 آب حیوان میں بچھا رکھا ہے خنجر ان کا
 یہ خداوند میں بندہ بے زرا بکا
 اوسین جہ چاہیں چلا آئیں ہی گہرا ان کا
 دل یہ ہی ہر دم و محبت میں فنا گرا ان کا
 رہے انپر بھی نظر گے قدر ان کا

چشمہ خضر سے لب نہ کہیں بہتر ایکا
 تھی نقطہ جام بنانے سے ہی جگر خنجر
 بے وسیلے تو خدا تک ہی رسائی ہو حال
 اک اشارہ ہو جو ابرو کا تو میں جی جاؤں
 میں یہ مخدوم میں سو جان بکا کا خادم
 بے تکلف ہوں مگر دل کا نہ پوچھو حال
 رکھ دیا نام قصیدے کا مری میر منیر
 قدر کو آپ کے دربار میں لایا ہوں میں

دارالامارۃ

درمہج جناب امیرالوہ سعید الملک راجہ محمد حیرن خان بھباد
ممتاز جنگ سحر تخلص والی ریاست محمود آباد ملک اودھ

بند ہا عروس بہاری کے در پہ بندھنوا
سفید ابر ہی چھایا تو ہو گیا گلنار
حنالکے ہوئے پنچے میں جو کچھ چنا
بڑ ہار ہے جو ششاد طرہ طرار
جو غازہ ملتی ہے رخ سپہاؤ فصل بہار
جو داغ بیل لگائی وہ ہو گئی زنار
سکھایا سوچ نے ہر نہر کو نکھار نکھار
ادھر کو سب بڑ خوابیدہ ہو گیا بیدار
ادھر چین دم طادس بگیا اکبار
ادھر ہوا لب لالہ بھی پان سے گلنار
ادھر بھی کوند کے بجلی دکھا گئی دیدار

چمن کا بیاہ ہے کیلون کا ہو گیا انبار
بدل کر آئی ہے مشاطہ صبا جوڑا
دھڑی جمائے ہوئے سوسن آہ بھڑکنا
اوگی ہوئی ہے لب نہر باغ میں کنگھی
گلون کے چہرے پر افشان چنی خوشنم
مثال سینہ معشوق پٹریان ہین صفا
بتائی مایون نے سر کو تراش خراش
گئی چمن سے اودھر خواہنا زین گرس
اودھر ہوا سے ہوئے لکھائے ابرخود
اودھر دھنکے بھرا اپنی مانگ میں ہینڈ
اودھر جو نہر چین کو ہوانے لہرایا

<p>ادھر گلون نے لکا لاطلاے دست افشا ادھر ہی جوہم کر آیا سحاب گویا ادھر گلون نے سرون پر بھی نمی دتار ادھر لٹکے گئے سبیل کے شے تابہ کنار ادھر جھپک گئی نرگس کہ غیطف الصبا ادھر سحر کو کھلی چشم نرگس بیار</p>	<p>ادھر قصید سے پڑھے بلبلون نے ناکون ادھر کیلے صدق برگ کے ارتشہ ادھر چین نے کمال قبا سے اتبرق ادھر جو طرہ شمشاد بڑ گئے تادوش ادھر گشتا سے ہوئی چٹنگ یکا دالبرق ادھر چلی جو چین میں ہوا سے راح افزا</p>
<h3>مطلع</h3>	
<p>عجب نہیں ہے اگر کو لیدین لب گفتار عجب نہیں ہے زبان آوری کرے ہر خا عجب نہیں ہے سجا نفس ہو یاد مبار کرین چین میں بگوئے کی طرح خود فنا عجب نہیں ہے کہ دال و ٹٹھ طوطی زنگار چمن سے چین تک ملک چین سما گلدار اگر بزرگ قلم صدر تے کند نگار تو نکلیں نہر میں مرغایان قضا و قضا عجب نہیں ہے کہ بادل ہو مرغ آشوا عجب نہیں کہ ہزار سے سنکلی صوت ہزار ہو امین نہیں بنے ہنس سے ہو سقا</p>	<p>چمن میں برگ گل تر بصورت لب یار عجب نہیں ہے زبان ہو دہان غنچہ چین چک چک کے کہیں غنچہ قم باذن اللہ عجب نہیں ہے جو یہ سنکے سرجل نکلیں عجب نہیں ہے کہ آئینہ آب حیوان ہو عجب نہیں ہے بقول ظہیر فارابی زاعتدال ہو احکم جانور گید عجب نہیں ہے جو چھوٹیں جاب کے بیضے عجب نہیں ہے کہ بجلی ہو مرغ آتش زن عجب نہیں گل لالہ پڑے جلال کی طرح صدے رعد سے ملکر ہر ایک قطرہ آب</p>

مطلع

بنی ہر زخم ہر اک عند لیب کی منتقار
 گرج ہے بادلوں کی یا لنگ ہی طبلے کی
 سمان بند ہے جو گاتے ہیں کیلیان ملی
 لگائی ہے گل شبنو نے نہر سے شہنائی
 ادھر ہر جو ملے بجاتے ہیں تالیان پتے
 گرے جو برگ ہوا میں دلٹھے وہ قطن نان
 بہرے ہوئے ہیں بیابان گلوں کے شبنم سے
 ہر اس بہا میں لیا سبز زون کا جوتن خرو
 یہ حال دیکھ کے صوفی ہی دجہ کرتے ہیں
 لگا رہی ہے وہ بالاسے سر و قری ضربا
 زمین کرنے لگی آسمان سے باتیں
 او دھر تو فاختہ سے غل مچا جو کو کو کا
 او دھر ہے سر و پحق سرہ کا ہر گامہ
 وہ بھلیوں کی چوکا اسیچہ بادلوں کی گرج
 وہ آبشار کے لٹے وہ موج باد صبا
 وہ آمدند ہیون کی وہ مہا کا سناٹا
 وہ ساؤنی کی بہار میں وہ راکساؤن کی
 بھی ہی حیار و نظرون ایک رگ رنگ کی دھرم

جہان پڑی رگ گل پر بجا چین ہیں شمار
 جو مورنا چتے ہیں ہل رہا ہے سب گلزار
 کہ پل ہے کاسہ طنبور سیان ہیں تار
 جو پتے پتے ہیں جہا انھیں جہا تے ہیں انتبا
 او ہر ہوا سے بہاری الاپتی ہی بہار
 لئے یہ ناچ میں توڑے صبا کی ہر اک بار
 پڑی جو شاخ اوٹھی جلتی رگ کی جھکنا
 مثال سلسلہ بچھا اٹھسا چین کا بجا
 ہوئی ہیں حال سے بچال قمریان نزا
 کہ جیسے کوئی افان دے سر بلند بنار
 چکور مور او دھر او طرٹ کلنگ دسا
 او دھر بند ہے پیہ پیون کی کہان کا تار
 او دھر ہے آنک کے اوپر کو کو کی پکار
 وہ خندہ گل تراوسپہ ناہما سے ہزار
 وہ قرقردن کی صدائیں وہ سارونکی بجا
 وہ میہ کا زور وہ پانی کی ہر طرف بوجھا
 وہ کو لیونکی صدائیں وہ پیگٹ رمار
 ہوا ہے سارا سمان بندہ کے باغ کی دیوا

<p> یہی جو دہوم رہی طفل غنچہ دہین گئے یہی جو دہوم رہی کان اوڑھینگے پھول گئے یہی جو دہوم رہی نیندا اوڑھینگے نرس کی یہی جو دہوم رہی سرد اوچھل ٹپٹپٹ نام یہی جو دہوم رہی کانپا دھینگے شہت چل یہی جو دہوم رہی قدر سرد اوڑھینگے یہی جو دہوم رہی او سکی مد خوانی کی یہی جو دہوم رہی چھت اوڑھینگے گردن کی </p>	<p> کھلینگے پھول تو میکا گشتہ رنگزار سینگا کون پہراک آہ بلبس نادار نظر لگائی محسن چمن کو بیل و ہمار رکیگا سرو کی چوٹی پر چرخ کج رفتار چمن میں آئینگے اوڑا اوڑ کے لالہ کسا ہوائیں بانہ بگاڑ پڑے کے مدح کو منتہا اوڑھینگے چار و نظرت ایک داہ واک کی پکار حجاب اوڑھینگے نظرتیر جاگی اوس پار </p>
--	--

مطلع

<p> وہ عرش پایہ وہ عرش آستان وہ عرش قفا خدا گمان و خداوند نعمت ابرار جناب امیر حسن خان بھادرجار ہزار دل سے غلام ائمہ اطہار وہ نثر دان کہ رہے نثر او سکے سر پٹا بنایا تختہ نکا نڈ کو اوسنے سنبل زار وہ چپ رار مضامین کہ طے طور طرار دات او کی ہوئی عینک اولی الالبابا مری طرح قلم او سکا ہے ایک سحر نگار تخلص او سکا ہے جو سحر وہ لکھا سوا بار </p>	<p> دکھائی دیکھا وہ ظل خدا وہ عرش مار کہ بندگی ہے جسے رتبہ خداوندی امیر دولہ و نیا و دین سقید الملک ہزار جان سے قربان الہیت کرام وہ شعر فہم کہ قربان جسے ہو شعری ہوئے نثر نگاری جو آگئی دل میں وہ صاف صاف عبارت کہ صاف شفا ہوئے او کا قلم میل چشم مینائی مری طرح قلم او سکا ہے واسطی اہل قلم نے سحر نگاری کا رتبہ یوں پایا </p>
---	--

قلم میر کا ہے کیوں لکھے نہ صد ہا سطر
 قلم نہیں ہے مگر صنم نطق کا آلہ +
 کیا ہے صفحہ کا غنہ کو شک کی پڑیا
 قلم ہے یا کوئی مجنون سلسلہ پر پا
 عبارت اس کے قلم کی ہے بادشاہ پسند
 ہمارے اوج سعادت سے خامۂ عالی
 قلم کے تحت میں ہے سب سیاہی کا غنہ
 حروف میں کہ ٹھائی ہے چون پٹیاں ڈرین
 عطار دوز حل لئے ہیں ایک مرکز پر
 سید زبان جو خامہ بچ گیا کب دشمن
 صریح خامہ نہیں ہے صغیر بلبل ہی
 قلم ہے سدرہ و دین السطور نہیں ہیں
 اسی طرح ہوئی معجز بیان زبان قلم
 قلم کی نوک سے مضمون نکالتا ہے وہ یون
 روار دی ہے قلم کو بھی فکر عالی میں
 یہ دوز بانوں سے لکھنے کو ہر گھڑی مہذب
 قلم سے کیا سب معنی سے کلام وہاں
 قلم ہے جو ہے خود لکھو اور خود کٹے
 جو باغبان کبھی ریحان کبھی اکاؤنگل

عصا کلیم کا ہے کیوں نہ اوگلے سیکڑوں
 قلم نہیں ہے مگر مرغ منکر کی منتقا
 قلم کی نال ہے یا نات آہوتا نار
 حروف کیا ہیں کہ لیلیٰ کے شہد کے نقش نگار
 صدف سے اس کی نکلتے ہیں گوہر شہوار
 رقم ہے غفلت ہا جب تو ہو سیاہی دا
 اوسیکے ہاتھ میں ہے انتظام ملن نہا
 قلم ہے یا کوئی طوطی شکرین گفتار
 قلم کے نیچے سیاہی کے کب ہیں نقش نگار
 دھارے بد سے نکال رہے اس نے دل کا غبار
 یہ اس کے ہاتھ کی قدرت ہے وزرہ کو کما
 سطور اس کے ہیں جنات تحت الالہا
 کہ جیسے حضرت عیسیٰ اچسے تیر ہر دہا
 کہ زبان سے اترتے ہیں جہجہ طبع ہمار
 جو میں خرام میں بگب درمی کہ کسار
 وہ دوز بانوں سے ہیں اندر نیکو پہنچا
 یہ کیا ہاؤن سے چلتا ہے لہجہ کنا
 یہ خود سمنہ سب خود تازیانہ رفتار
 تو یہ لکھ خطا ریحان کبھی ڈاکٹر ار

<p>ہے یا دگار قلم سطر کا چڑھا ٹوڈا تار جو اس پہ قہ کوئی رکھے تو اور ہو طرار یہ سر جو کائے ہر جیسے حضور کی تلوار</p>	<p>گیا ہے سانپ پراو سکی لکیر باقی ہر جو شمع کا کوئی گل لے تو اور روشن ہریشہ سانے مالک کے اپنے ناصیہ سا</p>
<h2>مطلع</h2>	
<p>اوٹھی تو جوت گری تو تمک کے وار سے پا ہریشہ فتح کے نشانی میں رہی شہار کلید فتح نمایاں ہے خود دم پیکار غضب کا اور میں ہے کس بل تو قہ کی جھکا ہے سانپ کھلی مین او سکی تیج جو ہڑا جو اد کے نہہ پہ چڑھا کر دیا او سے فی الہا وہ ایک پاؤں سے چلتی ہو کیا ہی ملما کبھی ہین بازو دیکھی پھلیوں پراو کو دار کہ جیسے ایک خار سے میں لہر و خمدار لپٹ کے پھولوں کی چادر میں سج گئے کا ہا جو صید گاہ ہے مقتل تو مرغ و شکار جو کار پو چھیے اسکا تو عید قربان کا یہ آپ مار کے خون روئے ہفتہ رنگا جو اپنے میان میں آئی تو ہر وہی تلوار تو اد سکی آہ ہے ہر شیر درغن عیار</p>	<p>ہین آسمان وز مین پر برابر او سکے وا گری وہ جھوم کے توڑی ہر جی گردن وہ کہولیتی ہے اعدا کے بند بند کھنڈ جو جلیوں کی لپک سے تو باد لوگی گرج وہ جھکو سستی ہو پانی ہی مانگتا نہیں نہ وہ پیلا نہیں دو رخ کا اکٹہ بانہ ہر عدو کو بھاگتے ملتی نہیں عدم تک راہ کبھی فلک پہ وہ کرتی ہر جوت کو جو رنگ جبر ہر کمر او سے دتی ہر ک خار سے بن چمن پراو کے گلے لگ گئے ہین لاکھ کو جو دام او مین ہین جو ہر تو پیلا کنبہا جو کل دیکھے محراب عید گاہ قتال یہ لکے مار سے حریفوں کو اس قدر تران چلی قضای سعلق پڑی تو مہر م ہے جو اد کا میان ہے زلیل رنگ عیائی</p>

گلے میں لے ہوئے شاد و فضا کو باغ جو او کی چوٹیں ہرین اعدا کا دل چلی تار ہمیشہ رہتی ہے رنگین رنگتس قریح یہ ایک وار ہین اعدا کو چاکر کرتی ہے	یہ کرتی ہے دم و خم سے ہمیشہ ہون کنا کہ جیسے گھاؤ کرے دل میں ابر و دلدار لوہر س گیا نکلی جہان دم پیکار کہ جیسے نعل سمنہ حضور پڑتے ہین چا
---	--

مطلع

عجب سمنہ گلہ میں جو نعل دسکے لدا عجب سمنہ چو پال پری ہین جیکے پال عجب سمنہ چو پانی پہ جاے نعل ہوا عجب سمنہ چو پتلی پہ جو ہرے کا دا عجب سمنہ چو کچھنے میں ہو کی گردن عجب سمنہ ہے دونوں کنوئیاں میں تیر عجب سمنہ رے کسے جب ہی باو پاک لدا بھرے طارہ تو سجلی کی چو کر ہی ہو لے جو بے لگام ہی پیر دوتاں ہی پر جا ہو صورت دل بیتاب نعل درتش وہ سمنہ میں لیکے دہانیکو یوں چباا ہے زمین چڑھا ہوا گورا اسی کو کہتے ہین سوار ہو جو اسی پر کوئی تو پاتا ہے اسے وہ راہوار جو کا دے میں گردش تقدیر	وہ تیر کام کہ ہوتا رہتی اک طیار عجب سمنہ ہے چو پایہ ہو گیا پر وار عجب سمنہ ہوا پر چڑھے جو نعل بنار عجب سمنہ ہے فقط پہ جو بنے پر کار عجب سمنہ جو چلے میں کبک کی زنا عجب سمنہ ہے کٹر اکمان ہے ہر بار عجب سمنہ بند ہے جب ہی نام ہو ہوا جو مارے ٹاپ تو سید ہا چوچ کھنٹا غریب ایسا کہ بچہ ہی اوسپہ ہولی ہوا کسی جگہ کسی پہلو نہیں ہے او کو قرار کہ جیسے ہونٹہ چباتے ہین غصے میں جبار فلک کی طرح زمین گرد سب اسکا غبار غرض ثبوت ہوا لا جو اسے رہوار سوار وہ مری قسمت کا چرچا رہوار
---	---

مطلع

وہ زلف و رخ کہ جو وہ رخ کرے ادھر کیا رہا
کیا ہے اوسنے بڑے کشتہ لکھو یوں سیدنا
کل دسے ہاتھ میں ہی پھیر دے جدہم چاہے
ملائے آنکھ کہ طاری ہو خواب مقناطیس
رموزِ خلق کھلے دفتر اوسنے جب کہولا
ہوا عروجِ نوا اور اوسکو انکسار ہوا
کبھی جو خواب بھی دیکھے تو ہوا تو عروج
جو بارگاہ میں بیٹھے وہ آفتابِ عروج
جو اوسکے باغ کے انگور کی بنائیں شراب
قمر کو روزِ پنجہتی ہے کھیر کی قفلی
مگر یہ کیا کہ مجھے اب تلک نہ یاد کیا
کھٹکتے رہتے ہرین مجھے حضور کے خادم
مری جبین تراستان یا قسمت
فلک پہ مہر منور زمین پر ذرات
قمر کجاؤ کجا خوشہاے بے دانہ
حضور قبلہ عالم میں مرغِ قبلہ نما
غرض کہ آپ سے میں آپ ہی کو چاہتا ہوں
نگاہ رو بردارے قدر ان ہل کمال

ابھی تو لیتا ہے کروٹ ہمارا میل و نہا
کہ جنتری سے کوئی جطر حنکالے تار
ہے اختیار میں اوسکے ہر ایک خود مختار
دکھائے آنکھ کہ ادگلے عدولی اسرار
بنا ہے اوس سے سکندر کا ائینہ دریا
پڑا جو نشانہ تو وہ اور ہو گیا ہمشیا
کبھی جو نیند بھی آئے تو نیت ہوں ہرید
تو سایہ تک بھی نہ اترے کبھی تہ دیوار
عروجِ نجست سے نشاے کا ہو کبھی آفتاب
جو سر پہ خوان اوٹھاتے تیرے اُسکی خوشنلاز
غضب سے نام تو قدر اور یہ ذلیل و خوار
وہ جانتے ہیں یہ ہی ہو شیارِ خدنگار
منزل ہے خاک ہم از تو وہ کلاںِ بڑا
اودہر طلوع ہوا اس طرف پڑے انوار
اودہر جو کھیت کیا ہیں اودہر یہ دانہ دار
جدہر حضور اودہر میں ہزار دل سے نثار
میں ہے حسنِ طلب ہے مجھے حسنِ درگا
دعا وہ دون کہ ہر گرج جائیں ببولی اللہ

وہ خاک ہوں جو اڑائے ہو اُردھر مجھے
 غبارِ حجبہ گردنِ دلیلِ بارانِ است
 تو ادس سے خلق ہو سبزہ زبانِ کھسوت
 دعائیں دیتا ہوا خاک سے اٹھائے سر
 جہانِ تلک رہے زینتِ فلک کی انجم سے
 رہے وہ بزمِ سعادت ہمیشہ روز افزون
 جہانِ تلک سے سج بس المہاو مہد آرا
 ہمیشہ مدِ خرابی میں تکیہ نہ ہوں
 جہانِ تلک ہے گردن کا تختِ طواغی
 جہانِ تلک ہے اس فوج میں قمرِ سلطان
 خدا کرے کہ رہیں شاداؤں کے دیاری
 جہانِ تلک رہے دارِ القصاصِ سلطانی
 جو سر اوٹھا میں عداؤں کے خاکِ بیخِ بھائی
 اوٹھیں تو گردنِ فلک میں ہی ڈالے
 جہانِ تلک شہِ خاؤر سے قیدیِ مسیح
 جہانِ تلک رہے گردن کے سرِ پشتی ہر
 خدا کرے یہ قیدی رہے امیرِ پند

میں آسمان پہ چڑھ جاؤں وٹھکے نسلِ غبار
 برس پڑوں تو سے گلشن پہ بنک ابر بہار
 خضر کا رنگ ہو سپید اسبج کی گفتار
 کما سے بہار و خزانِ آفرین ہر گلزار
 جہانِ تلک یہ صبا سجِ دینوی ہوں بکا
 رہے وہ شمعِ عبادت تمام شبِ بیدار
 جہانِ تلک رہے سہم تل میں مزید کی تکرار
 ہمیشہ ہیہ نارِ غضب رہیں اشعار
 جہانِ تلک ہے فوجِ فتوایت و ستار
 جہانِ تلک شہِ خاؤر ہو کا با جگزار
 خدا کرے کہ رہے اوس سرخرو دربار
 جہانِ تلک رہے دارِ القصاصِ درودار
 ہر ایک حال میں پائین وہ کیفِ کردار
 گرین تو خاک میں ملے ہی زمینِ فشار
 جہانِ تلک گہرا انجم کے ہوں صلیبِ شہار
 جہانِ تلک رہے اس جایزے کا دارودار
 کہ نام دارالامارۃ ہوا ہے ہکا تار

نقشِ فنک

درمخ ولیم ہنڈ فورڈ صاحب بہادر ڈاکٹر شریتر تعلیم اودہ

المعروف بہ گلدستہ اول

یہ ہوا میں ہے بروست کا اثر
ایسی ٹھنڈی ہو گئی لالے کی آگ
جو بخارا و ٹھٹھا زمین باغ سے
سوسنوں کے ہونٹھ نیلے ہو گئے
رونگٹے سردی سے ہیں سوکڑے
عندلیبوں کے گلے بڑ پڑ گئے
آندرے سردی کا بیتی ہونٹھ
قمریون میں جاڑی سے ہوتی جی
اسقدر سردی سے دم زکنے لگا
خون سردی سے چھپیں ہل پل تنگ
اسقدر بار دسہ گلشن کی ہوا

باد لون کو ہے ز کام آٹھوں ہیر
کو نکلا جھب کر ہوا داغ جگر
ہو گیا سنبل وہ ٹھٹھا اسقدر
سروا کرے کھا کے جاڑا رات بہر
کب زمین سے سبزہ آیا ہوا بھر
ٹھنڈی ٹھنڈی ہو چلی باد چر
کرتی ہے کس درجہ ہو ہو سردی
گو قبا سنجاب کی ہے زیب
پتھرون میں چھپتے بہتے ہیں شر
آڑ میں پتون کے چھپتے ہیں شر
پیر ہو کوئی جوان جائے اگر

باغ میں سردی سے کلیان کیا گلیں
 شمع انگشت حسائی ہو گئی
 ہے بروقت سے زنگل زعفران
 بلبلوں کا آشیانِ خُشنا ہے
 اب کنول کا پھول چھوٹ چکا
 بھیڑی بھیڑی بوسے کیا بیگی حیرت
 لاکھ گل بوٹے جائیں باغبان
 تقلیان میں برف کی غنچے تمام
 زخم گل پر چکایا پالاتم
 جگے سب پتے زرد بن گئے
 باغ میں جگر بنے گیندے کا پھول
 آتے آتے ہو ٹھٹھک ایسی جی
 برق گر کر تار برقی بس گئی
 برف سے انگور ادا لے بن گئے
 جگمگی منقارِ مبل کیا کھلے
 ہو گئی ہے سنگ مرمر کی روش
 ہو گیا سردی سے بحرِ نمند
 سخت ہو کر نخلِ مرجان ہو گئے
 پل کے چر سے مین پٹاری برف کے

گل کو پیدا ہو گیا نقوے کا ڈر
 بزم تک پھیلی ہے سردی اس قدر
 خطہ کشمیر گلشن ہے مگر
 کر دیا ہے اس قدر شبنم نے تر
 باغ میں پالا پڑا وہ رات بہر
 عطر میں ڈوبی ہے لیسے سر بہر
 برف جم جائیگی ناندون میں مگر
 مین پیالے برف کے گلاب سے تر
 مرجم کا فور ہو کر سر بہر
 قطرہ شبنم بنے جگر گہر
 ہو گیا فصلِ خزان کا جب گذر
 بات دانتوں سے ہی کچھ ہرخت
 اچھی لینے آئی سردی کی خبر
 ابر کی رگ پیل آتی ہے نظر
 ٹھنڈ ہی سانسین کیوں بہر زیندہ
 نہر گلشن نیگی جگر حجب
 اس قدر پالا پڑا ہے حوض پر
 جم جا کر ساوئی کی سب شجر
 برف کے کھتے کھنڈ میں مین سر

برف سے ہر باغ پر برس رہا ہے نور
 ٹیٹیاں مندی کی بچ بستہ ہوئیں
 کر دیا ہے برف نے ایسا سفید
 نخل گل ہیں برف کے گویا کپاس
 مالیوں کے سیلچے سین ہوئے
 باغ بہر جاڑے میں بچ بستہ ہو تھا
 پانچل تھے سب جوانان چمن
 نہر نے چھینٹے دئے ہر سد کو
 نرگسون نے باد کو پہر آنکھ دی
 ابر نے شانہ لگایا مہر کو
 اور پھپکا کر کرن کے ہاتھ کو
 ہیچ بے گلشن میں ایسا آفتاب
 برق کانپ اوٹھی رخ شفاف سے
 فیض وہ ہو اوس شبنم پر پڑے
 کون وہ خورشید برج برتری
 دستگیرِ خلق ولیم ہدیہ فرور
 عاقل و صاحب تمیز و ہوشیار
 میں اوستے کیونکر نہ سیاہ کھون
 ہند سے میں اس قدر باریک بین

جھاڑ شیشے کا ہوا ہے شہر بہر
 ٹیٹیاں ابرک کی آتی ہیں نظر
 آئینہ ہیں باغ کی دیوار و در
 غوزہ پنہ ہیں غنچے سرسبز
 برف تھا لون میں جمی تھی تاکر
 تھے بہت اطفال غنچہ تنگ تر
 دل بہر آیا نہر کا یہ دیکھ کر
 سر رونے لگس کو رکھا بازہ پر
 باد نے بادل کو سنکایا ادھر
 مہر نے سکر اوتار تاج زر
 کی دعا سے خالق ہر شک و تر
 سد مہری جس سے کر جائے سفر
 اوڑ کے سب پالا پکارے الحمد
 نام وہ بلبیل رٹے آٹھون پہر
 کون وہ درج شرافت کا گھر
 ڈاکٹر علم و فن کا راہب
 عالم و دانا سختی و نامور
 دور سے میں رہتا ہی وہ رشک قمر
 مرد مک نقطہ ہے خطا نظر

<p>سہ پہر با بر قسمت خلد آمد رنزدان علم ہیأت اسقدر ہو گیا نخل ریاضی بارور پتی پتی بوٹی بوٹی سے سہر خاک کو چاندی کرے چاندی کو زہر جب ہے لب کھل گیا سمکت کا در گوہر دندان پر صدقے میں کہ جس سے مالا مال ہوں اہل نہر</p>	<p>سہ خفیف اوس سے بہت تھریں گردش قسمت سے میری اوسکے ہاتھ اوسنے بویا جس جگہ تخم ریاض واقف اسرار علم کیبیا خاک ارون کو ترقی بخشے چھپ گیا تخم میں فراطون شرم سے لعل و یاقوت اوسکے ہونچھین پڑا مطلع اک وصف سخاوت میں پڑ پڑا</p>
--	--

مطلع

<p>کاسے بہر ہر لگیے شمس و قمر بانٹ دی قارون کے چالیں گھر وہ اوڑا اوسے چنگیوں میں بات پر کشتی درویش ڈوبے سر بہر لگیاموتی فلک بھر کر سپر ہاتھ پر سونا اوچھاٹے پنجہ ہر سوچ ہیماں اور بد سے ہوں بخور عدل و سکا سنگے اہل ہنر ایک ہی پٹنگے میں باندھ دیا ہر مرغ آتش زن بنے مرغ ہنر</p>	<p>اسقدر اوسنے لٹا یا سیم و زر جب چہل بدال دس سو مانگ ڈھین گنج باو آور بھی کچھ مال ہے جوش زن اوسکا ہو جب دیر لے فیض کیسے تارے اوسکے ہر فیض سے محسوس کھد رکھ اوسکے درمیں وہ سمندر میں جود ہوئے اپنے ہاتھ کیا مرے مضمون سے مضمون اڑائیں منطقی میں شہیر بکری ایک بین ہو خدا کا کردہ وہ غصے میں آگ</p>
---	---

یہ مرسلع رٹے آٹھوں سچسہ	شہر ہو دیکھ کا صفیہ غریب
مطلع	
<p>پھول میں زیرہ ہے یا گہوا میں زر دیکھے چشم گرم سے جب اک نظر دم میں سلوی بھٹکے ہو ہر جانور پھول شمع طور کے گہکے تر شعلہ جو اللہ جوش آئے نظر پھول کی رگ جھلکے بجائے اگر سر و درشت او کو سمجھیں لب بشر ہو وہ گرمی صحن گلشن ہو قمر آتش قمر او کی دیکھینگے اگر او سکے غصے کی اوڑا لے جب خبر سہے یہ تھوڑا بچکے جو بال و پر الحفیظ والا مان والی حذر ہو گیا رحم اوس سے دفنا جلوہ گر نذر لایا یہ چار شہر تر</p>	<p>آتش گل میں ہے گرمی استدر باغ بھر گلزار ابراہیم ہو شاخ گل بجائے اک سینہ کباب ہر شجر گلشن میں منسل طور ہو دیکھلے دم بھر جو چشم قمر گو نہ ہی پیڑوں کا سکے مثل عود جھلکے ہو سر و چراغان نخل سرو شعلہ اژدر بنے ہر ایک شاخ لال بجائینگے طوطے باغ میں لو کی صورت گرم ہو باد صبا قمر یون کی ہے قباخا ستری جب کلی جھکی تو کلی چسدا جب صدا صاحب کے کان میں پڑی باغبان گلشن سے ڈالی کے عوض</p>
مطلع	
<p>چو گنا ہے رحم غصہ حقد وقت منسل پر غیہ بونکی سب</p>	<p>ابر بجلی سے کہیں ہے بیشتر دھوپ میں جیسے دھت سایہ</p>

آنکھ مجرم پر کبھی اٹھتی نہیں
 جب کلی چٹلی تو دل اوسکا دکھا
 پاونہیں ہائی کے جب کاٹا جھما
 پھڑپھڑا کر دل رہ گیا
 بوسہ گل کو کیوں پریشانی ہوئی
 فیض سے اوسکے چمن سیرا ہے
 ابرنیشان باغ پر گھر آ رہا ہے
 رات دن بادل ذرا کھلتا نہیں
 رستے ہتھیا کی کہ بجلی بن جی باغ
 بادلوں کی وہ گرج وہ زور شور
 کوکتے ہیں مورس پڑنا نہیں
 ہیں ہی دہو میں توسن لینا کبھی
 بادل اکثر سقدر جبک جبک پڑے
 لاکھ پتوں نے سنبھالیں چتر پان
 سجلیان کو ندین تو انکھیں بند کیں
 گپڑی مالی کی سنبھلتی ہی نہیں
 جب صبا کا پاؤں پھلا باغ میں
 سجلیان کو ندین تو دکھائی دیا
 موج شاخیں گل ہوئے سین پیلے

ہے مروت آنکھ میں مثل نظر
 رنگ اور اٹکلا ہے جب گھماؤ تر
 لگ گئی پھانسل اوسکے دین مکیک
 دام میں دیکھا جو کوئی جانور
 ہے دماغ اوسکا پریشان سبیر
 جو بخارا وٹھا بنا وہ ابر تر
 بوند کے بدلے برستے ہیں گھر
 باغ میں یکساں ہیں آب ٹھون پھر
 پیل مست آئے کہ بادل جو دم کر
 شق ہوا ہے طفل غنچہ کا جگر
 کان اوڑے جاتے ہیں پروں کو مگر
 گر پڑے گا حل نخل بارور
 سرو سے ٹکرائے ہیں بیشتر
 پر ہوا رخت نہال باغ تر
 ہو گئی خیرہ یہ نرکس کی نظر
 زور سے پڑتی ہے بوجھار نقد
 تالیان دینے لگے برگ تجر
 طفل غنچہ کے ہی ہر مٹھی میں زر
 ہو گیا اب تو سمندر باغ بھر

بیچہ مالی کا ہے کشتی کی ڈانڈ
 خندا اے جوش دریا سے کرم
 شمع کی صورت ہے میرا حال زار
 شمع سے باز آرمیر اگر تم تھا
 شمع سے تھا غرش پر میرا داغ
 شمع سے سکے تھے میرے ہر جگہ
 شمع سے میرے منور تھا جہان
 شمع سے آنکھوں پہ تھی میری جگہ
 شمع سے مشہور تھا میں دور دور
 بار بار ہو کر ہوا میں سب پہ بار
 تجھ سامدھوچ اور مجھ سامدھو
 چاک کی صورت نہیں دم بہ قرار
 ہوں یہاں بے خانمان و بیدار
 دیکھ لے تلوار چلتی ہے تو کیا
 باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا
 مانگتا ہوں یہ قہصیب کا صلہ
 نام سکا کہ یا نقش فرنگ
 ہاں ادب سے قدریگستانیان
 ہاتھ پیلائے تو مانگو یہ دعا

ناوکا تختہ ہے ہر تختہ مگر
 مر جا اے بحر غمش کے گہر
 چپ جو رہتا ہوں تو پھنکتا ہے جگر
 کھوٹے داموں اب بکا میرا ہنر
 بخت و اژدہا نے بٹھایا خاک پر
 اب وہی سکے ہوئے داغ جگر
 اب یہ بخت اور میں آٹھون پہر
 اب گرا آنکھوں سے ہو کر در بدر
 دور دراب مجھے رہتے ہیں شبر
 کیا یہی تھا اس ریاضت کا ثمر
 قہصیب جس پر پریشان اقتدار
 گرد و شین ہی گرد شین ہیں الخذر
 تیرے در کو چوڑ کر جاؤں کدھر
 قبضہ مالک میں رہتی ہے جگر
 تو ہی تو ہے سرخرو میں ہوں
 دوسرے کے کچھ نہ مانگوں غم
 تاجے نقش مراد آٹھون چہر
 دیکھ کر فیاض پھیلے کف در
 یا آئی یا خدا سے عجز و بر

<p>سہے زمین پر باغ جب تک جلو گر پھول سے ہی جب تک بو کا گر ہے صبا جب تک جہان میں شہر جس سے ہیں سبز سبیل ہر خاک کی ہے نوک جب تک نیست</p>	<p>جب تک پانی یہ قائم ہو زمین باغ میں جب تک ہو پھولوں کی بہار بوسے گل جب تک صبا کی ساتھ ہے شاد ہوا باد ہو سبز ہو یا آہی جب تک گل میں ہو خار</p>
<p>اوسکے حاسد کی رگ چان بہن چھ نوک خار بیچ و غم آنکھوں پر</p>	
<h2>شام اودہ</h2>	
<p>درج بہار اجا مان سنگہ صاحب بہادر قائم جنگ</p>	
<p>اسٹار آف انڈیا المعروف بہ گلہ ستہ دوم</p>	
<p>ہے کمکشان ہی صورت شاخ چین ہری سورج کھی ہوا گل خورشید غاوری</p>	<p>آئی بہار سبز ہوا چین اختری کیا لالہ زار ہے شفق جہنم جہنمی</p>
<p>ابکی بہار آئی ہے کیسی ہری بہری</p>	
<p>رندو نکا از دحام ہے فصل بہار ہے ختم سب ہے جام ہے فصل بہار ہے</p>	<p>ہر سمت دہوم دہام ہے فصل بہار ہے ساقی کا اہتمام ہے فصل بہار ہے</p>

کرتا ہے ابر تک عجب فیض گسری	
طاؤس پہر ہے ہین خزان چمن چمن	ہین یاہین و سنبل و ریحان چمن چمن
کیسا اکلا ہوا ہے گلستان چمن چمن	اتو ہوا ہے تخت سلیمان چمن چمن
بوٹے ادگے ہین باغ میں سال کیا پری	
گل ڈال ڈال ہے تو صبا پات پات	یہ باغ بہر کی روح ہو کیا اسکی باسے
سبزہ ادگا ہے وہ کہ خضر جس سے ماتا	گلزار میں ہے حوض کد آب حیات
دیوار بوستان ہے کہ سد سکنری	
باندھے ہوئے ہیں اپنی ہو کیا گلوں کی بو	اک شور قرقروں کا ہے بالائے آجھو
درہ میں پیپے کو نکلیں ہین کسی جاہو	آفت وہ پئی کمان وہ قیامت کہو کہو
طوے چمن کا بوتنا ہے وہ ہوا بہری	
مہندی کا رنگ وڑا تو یہ نقشاد کھادیا	بن بنکے لال آہ صبح سنا دیا
گل نہس پڑا گل نے الگ سکرا دیا	لیکن صبا نے دونوں کو بتا دیا
گل سے صبا سے ہونے لگی جگن گری	
سب صحن باغ ہو گیا میدان کا زار	لالے کی پٹنوں نے جمائی الگ قطار
ہر شاخ گل کمان ہوئی خم کما کے لکیا	پتوں کی نوکین ہو گئیں پیکار کی بلر
بن بگٹی ہر اک رگ گل تیر کی سری	
ہے آبرو بہار کی ابو خدا کے ہاتھ	پھیرے ہین باغبان نے کس کس کے تھ
رہ گیا چنار بھی اپنے بڑے ہاتھ	پھیلے ہوئے ہین باغ میں ج صبا کے تھ
پیڑوں کے تھالے ہو گئے ہو لگی ہو لگی	

طارم کنچا تو عرش معلیٰ سے بڑھ گیا	شمنشا داوٹھا تو سدرہ وطلول سی بڑھ گیا
سبزہ چلا تو فخر و سیما سے بڑھ گیا	سنبھل بڑھا تو زلف چلیبا سے بڑھ گیا
ایک اک کو صحن باغ میں کچھ کس قدر چری	
اللہ کیا ہوا سے گلستان چو لبسند	ایسی خنک کہ ہوتی ہے زکس کی نگہ بند
کشمیر ریز میں چین کو ہے رشخند	موج صبا سے ابر ہی رہتا ہی بہرہ مند
اللہ اکبر ایسی ہے گلزار میں تری	
پہرے پہ سرو ہی درگکش سے ہوشیار	سقای ابر چوڑا ہے ہر طن پھمار
سبزہ اگر ہر فرش تو دلاش ہے بہار	بلبل جو ہے نقیب تو شمشاد چو بدار
اکا صبا کا بانٹا بہر تاسے نو کری	
دیکھو تو منتظر گل و زکس ہیں کس قدر	آہٹ پہ کان ہیں تو در باغ پر نظر
مجرے کو جب کہ رہے ہیں درختان باؤ	لانا ہے ایچی صبا ہر گھڑی خبر
آتا ہے نو نہال گلستان بہتری	
کیا مر جا قدوم سعادت لازم ہو	ہر چار سمت صحیح اہل علوم ہو
دہو میں ہٹو بچو کی ہیں ادب پر جو دم ہو	مہراج مان سنگہ بہادر کی ہو دم ہو
اللہ در سے عادل سخی و عاقل و جری	
شبہ یزاد و سکار بق جنہ ہے یا ہوا	دوڑ گیا او سکے آگے سنہ خیال کیا
چلنے میں دیکھتے تو ابھی تھا ابھی نہ تھا	پوچھے صبا نے پاؤں وہ جادو کا بادیا
گوڑا ہے یا چملا واسے یا سحر سامری	
سرعت میں ماہ سے ہی قتل و سکار ہوا	کرتا ہی جبارون نعلون سے پیدا ہلال چار

بارہ ہلال تین طارون میں ہرین شمار	کیسا لہ راہ جاے جو اوڑ جاے تین بار
پوسنچے اوسے خیال ہلالی نہ انوری	
سجلی ہے بوسے گل ہی عجیب ہوا رہے	سب تیلیوں پر انگہ کی تپلی شمار ہے
گاہے زمین پہ گاہہ فلک پر مدار ہے	گو یا ہوا کے گھوڑے پہ گھوڑا سوار ہے
اوسکی کنوٹیوں میں ہے ہر قی غصہ ہری	
تعریف پیل ست جو تحریر ہوا بھی	فکر بلند عرش پہ شبگیر ہوا بھی
آہ قلم میں کچھ بھی جو تاثیر ہوا بھی	خرطوم فیل عرش کی زنجیر ہوا بھی
چلنے سے اوسکے گا وزمین کو تو تھرتھری	
رنگ سیاہ اور وہ قد بلند تر	پہلے فلک پہ خود شب یلدا ہے جلوہ گر
وہ لابنہ دانت عرش کی ساتین ہرین	ہو ج نہیں ہے تخت سلیمان ہی سر پٹیا
بیشک لباس دیو میں آئی سیہ پری	
حلقے میں پیل ست ہرین یوں جھوٹی کٹرے	جیسے گٹائیں آتی ہوں باؤن میں جوم کے
چنگھاڑیں ہاتھوں کی وہ دستی وہ دولے	بادل گرج رہے ہرین بڑے زور شور سے
اسد سے رعب کا پنا ہے چرخ چنبری	
رکتا ہی تیغ کو وہ جبری اپنے جی کے ساتھ	دم بہر رہی ہی تیغ ہی او کا خوشی کے ساتھ
رکتی نہیں تہر لگی لٹی کسی کے ساتھ	دو ٹکڑے بات کہتی ہی کس منصفی کے ساتھ
رستم بھی ہو تو کہتی ہی نہ نہ پر کھری کھری	
تلوار وہ کٹا کرے پر کٹا کرے	بندوق وہ دغا کرے پر دغا کرے
وہ پیش قبض قبض جو رد حین کیا کرے	دشمن کو ڈال نیل کا ٹیکا دیا کرے

ساری سپر مردم چشم دلاوری	
سر کاٹکر کیا کیا خاک سر بسر	دو کر دیا کسی کو کمر سے ادھر ادھر
طوفان آب تیغ نہ رہتا ہے باٹھ پر	دم بہر گلے گلے ہے جو دم بہر کمر
کیا جزو مدد کھاتی چڑاؤ کی سپہکری	
بخشی گری فوج عطار کو بخش دی	مریخ نے سپاہ مین کی اوکی نوکری
خدمت ملی شہسوار کو آئینہ دار کی	زہرہ رہی وہ بزم طرب کی سہجری
دوڑا کے اوکی بزم مین مین نہ دشتی	
یہ مہر کی نگاہ کمان یہ ادا کسان	یہ خوش مزاجیان یہ نفاست بہلا کمان
وہ اس طرح جان کا حاجت روا کمان	باتین کمان یہ رمز کمان منتہا کمان
آئینہ کر سکے گانہ او کی برابری	
سب نظر سے عین غنایت ہے آنکھ مین	سر سے کے برے کل مروست ہے آنکھ مین
پتلی سیاہ مہر محبت ہے آنکھ مین	تارنگہ رشتہ الفیت ہے آنکھ مین
مد نظر ہے مردم دنیا کی بہتری	
نظرون مین گردن یہ مجھے کب ہر س	ہر آنکھ او کی پلہ سنگ تیاں ہے
کیا مردم سیہ کی محکم دے پاس ہے	نظرون مین جانچ لیتا ہے مردم نشان
جس طرح سے پر کھلے جواہر کو جوہری	
گو لاکھ فکر لاکھ ہے غور قدر کو	ایسا نظر نہ آئی کا اب اور قدر کو
کردیگا کامیاب وہ فی الفور قدر کو	عادت ہے بند کی کی اسی یلوقہ کو
جس طور او کی ذات مین ہے بندہ پوری	

مرد خدا جان میں جب تک صبر ہو	جب تک رخ عبادت نے اہ پر نور ہو
شہرہ خدا کرے کہ بہت دور دور ہو	شکی کا اوسکے ہاتھ سے ہو جب غلام ہو
بخت سعید کے لئے جب تک سے ہنستری	
کالی بلا جان میں جب تک سے ہا خدا	جب تک جان میں ہو شب یلدا کا سنا
جب تک سیاہ کار میں بدنام جا بجا	مشہور جب تک سے ہے ٹیکا کلنگ کا
اوسکے حد و کا بخت ہو کا جل کی کوٹھری	
عیسیٰ کے معجزوں کی بیان کیا شمار ہے	میرا قصیدہ قدرت پروردگار ہے
رکھا جو نام شام اودہ یادگار ہے	شام اودہ پہ صبح بنارس شمار ہے
آنگین کھلین جو ایک نظر دیکھے انوری	
<p style="text-align: center;">چ م ی</p>	
<p style="text-align: center;">* * *</p>	

گل عجماس

در مدح ڈپٹی میئر زامحرم عباس بیگ خان بہادر کسٹراسٹنٹ

اکشنر لکھنؤ المعروف بہ گلستہ سوم

مصیبت وہ پڑی ہم پر کلیجا ہو گیا پانی
پلک پر جب تلک تھا بن جہی تک قدر تو تھی
جگر کی کاوشوں نے ایک یہ بھی گل کھلایا تھا
مگر ان انقلاب ہر گرد و شاہ سے دوران سے
تو ہو گا نامیہ سے کچھ عجبا لم زمانے کا
بنے گا کوئی تختہ لاجوردی کوئی زنگاری
ہجوم خار ہو گا جا بجا صحرا کی راہوں میں
لٹک کر خاک پر گر جائیگے شمشاد کے ٹرے
چمن میں بیٹیاں موندی کی شکل میں نکالینگیں
ہرے ہونگے درخت تاک طارم پھیل جائے گا
نشیم سرور پرکھے گا اپنا طائر سردہ

بنا جو اشک کا قطرہ ہوا غسل بخشانی
کسی نے گرتے گرتے آنکھ سے صورت نہ بچانی
سود بکر خاک میں اب بنگیا وہ جو ہر کانی
کہی جیب خاک پر بادل کرے گا قطرہ نشانی
بنے گا تختہ صحن چمن اک تختہ مانی
بٹھے گا لیستی کوئی کوئی کا ہی کوئی دہانی
نئی شاخیں نکالیں گے ہر کر شاخ نیلا نی
کہ جس سے زلف سنبھل کو بھی ہوگی اک پریشانی
کہ راسے باغبان پنہم ہوگی ہندوستانی
سچیلین گے خوشہ انگور صحرائی دبستانی
کہیں طوبی سے بھی ہوگی زیادہ اوکی طولانی

بنے گا سبزہ نو خیز رش مخضر صحرائین
 زمین باغ و کمالیگی برغ سبز گردن کلا
 نظر آئیگی سب بھولی ہوئیں شہر و کمی دیوارین
 یہ عالم دیکھ کر مہنون کے زخم دل ہری ہونگے
 کہیں سبز ہے پر اگر سائب شب بہرہ چائین گے
 اندر داشت میں کر دینگے گہر کر بانس کے کوٹھے
 زمین پر سبزہ وہ پھیلے گا مٹ جائینگے سب جاد
 پہاڑوں پر دکھائی دے گا ایسا ایملون سبزہ
 نہ ٹھہرے گا کہی نظروں میں سبزہ دشت میر کا
 کرن ہوئے گی جب خورشید تاباں کچھ پہاڑوں
 خمیدہ ہوگا کیسویہ مہنون سبز ہو کر
 کسی جنگل میں ہونگی بوٹیاں اکیس کی پیدا
 جیگی اس قدر کائی کہ سب پتھر ہرے ہونگے
 پڑے گا عکس سبزہ اس قدر انسان کی آنکھوں میں
 بشر کو یہ گمان ہوگا ہری عینک چڑائی
 زمین سبز آسمان سبز اس طرف سبزہ اودھ سبزہ
 گل سرخ اونٹوں کی کہیں ٹی ہو پڑے نہ پائیگا
 وہ جب میلدن باغ و رباغ بالکل چھان مائیگا

بے شک عشق پیمان موسے درویشان سلسانی
 وہ جنگ کی طرح ساری کمکشان ہو جائیگی ہانی
 ہمارے فرے ہوئینگے سب آزاد و زندانی
 یہ موسم دیکھ کر لیلی بھی ہو جائیگی دیوانی
 کسی میدان میں کوک اوٹھینگے گلاؤس بیابانی
 کٹھرے میں پڑینگے خود بخود شیر نیستانی
 بھٹک کر خضر کو بھی ہونگی لاکھوں ٹھوکر کی کہانی
 کہ گویا جڑ دے ہیں سنگ پر فیروزہ کاٹی
 کر گی چاندنی جب کھیت جنگل ہو گا نوزانی
 تو غل طور کی سرخسل پر ہوگی چراغانی
 ہر اہو جائیگا اک سمت انجیر کھرتانی
 کہیں چاندی کے پیر لینی ہی دکھائیگی طولانی
 پہاڑوں پر چڑھتے گا ہوگا ایسا جوش میں پائی
 ہر اہو جائے گا تارنگہ چشم انسانی
 نظر دوڑائینگے جس سمت بڑھ جائیگی حیرانی
 ہری پٹ پر دکھائی دے گی بادی ویرانی
 جو گلہ سستے میں ہوگی حابیت گہاے ربانی
 سمنہ فکر کو بے دے چکے گا خوب جولانی

مطلع

اودھر چھپتا ہوتا آئے گا وہ ظلم کا بانی
 وہاں وہ خون گرفتہ آئے آئے دیکھتا کیا ہے
 درخت ازخون یا ساؤنی یا نخل لالہ ہے
 بھبھو کے خونین ڈوبے ہو کب لال انکار ہے
 کہ جن پر اُس سے دلکی فتنہ اور نو میدی
 جگر کی تاب طاقت قدر کی نکمہ کی مینائی
 جو بوجہ ہے خون کی بوجہ جو رنگت خون کی گرت
 غرض وہ مفت برہو اور گل جو بندہ یا بندہ
 پہر او نکمے تین گلدستے بنائے واہ ری قسمت
 جہان کوئی اونہیں دیکھے اونہیں کا ہو رہو آخر
 وہ خود مختار ہے پوچھے کچھ لہجہ کے گلدستہ
 وہاں سی پائے سٹربائیکٹ کے نام کی چٹھی
 پھر اوسکو لاکہ مین روکا کروں شاہ کبری
 ملے دیبان و خدام و رفیقان مصاحبے
 وہاں سبھی وہی ہو ہر تو یا تقدیر یا قسمت
 مجھے جسم ملے مین یہ کہوں کیوں مین جو کشتا
 سنا ہو تو نے ہی ثالث بنیز گے تری قسمت
 نیا ارض و سما پائے نیا صحن و فضا پائے

مرا آنسو گرا تھا جس جگہ ہو کر ہو پانی
 زمین سے پھوٹ کر نکلا ہے اک نخل بیابانی
 وہ بکا نور کا بالکل سہنجے نسل طور کا ثانی
 لگے مین تین گل رشک گل مس درخشان
 کہ جن پر کٹ سے روح بنائی روح حیوانی
 قلع خانہ ویرانی سرور غ سخت جانی
 صدا جتکے چکھنے کی صراے مرثیہ خوانی
 بڑا کر ہاتھ توڑے اونکو با صد خندہ پیشانی
 وہ گلدستے ہوں یا گنج طلسم عالم فانی
 پہر اس مین خواہ مومن خواہ ہند خواہ نصرانی
 حضور ڈاکٹر گنڈر رکھدے اپن مین مانی
 مگر ناکام پھلے نہ ہے تقیر ربانی
 کرے مہراج قائم جنگ کے ڈیوٹری کی بانی
 بہر صورت مہاراجا کو دے گلدستہ ثانی
 سر بازار پڑھو اتا پہرے تحریر پیشانی
 چراکارے کند عاقل کہ باز آید پیشانی
 چلا چل ساتھ میرے دیکھ پہر اسریر زوانی
 نئی آب و ہوا پائے نیا دانہ نیا پانی

زمین جسکی فلک سے آسمان عرش معلیٰ ہے
عجب بے ہوا جس سے دم عیسیٰ پر شہنشاہ
کین نہرین کہین گلشن ہر آگے ہو ہی کوٹھی
رفیع اسدرجہ رفعت پست جس سے بہت حاتم
سرگردن کشان ہی پکڑیاں جسے لکڑیں ہرین
سچی اتنی دامن ہی منہ چپا جس سے گنوت میں
یہ را کہ کبریا میرے چپا سے چپ نہیں سکتا
اویسی کرسی پر اک اسد اکبر عرش کا تارا
جو یا عباس کمر میں اوٹھا لون نیز کا خامہ
ابھی تو مدح کے میدان میں گونسا ہے طر جندا
ابھی احسنت گویا لوح سودا چونک اٹھتی ہے
ابھی منہ چوتے ہیں آس کے جبریل میں میرا
امیر وقت ڈپٹی میرزا عباس خان صاحب
نمازی متقی پر ہیز گار و مومن و صالح
سخی ایسا کہی رہنے نہ پائے گا نہ میں بیبا
سبب یہ ہی علو مرتبت پر خاک ساری ہے
بخیر انجام ہوگا او کا ہے نیت بخیر او سکی
یہ فکرین ہرین و شیقے اور نشین سبکی باری ہے
کہ سر رکھتے ہیں لیکن سر کا کچھ سامان نہیں رکھتے

عجب صحن کشادہ جس طرح حاتم کی پیشانی
جہان کی سرزمین کا آج دانہ قوت و وحانی
جو ہے جنات تجری تحتہا الانار کے ثانی
وسیع اسدرجہ وسعت تنگ جس سے غم سلطان
بلندی وہ مہ گردون گھسے چو کھٹ پیشانی
ہزاروں کرسیاں میں ہرین جلو قصہ ہر طولانی
کہ ہر اون کرسیوں میں ایک کرسی سب سے نورانی
کہ جسکے نور سے برق طبیعت کو ہو جولانی
جو کہ کمریا علی میں کینچ لون تیغ شاخوانی
ابھی تو جہولتی ہے عرش سے تیغ بانڈانی
ابھی رشا باش خوانان دوڑتا ہے خاقانی
کہ ہاں اس منہ سے نکلے نام عجب خاص و عالی
کہ جسکی فاست سے عزت و نوابی و خانی
کہ جسکے آب گل میں ہے قیام کن یانی
جو کچھ پائے بہا لیجائے او کا جوش فضا
بہلا اونچی زمین میں جمع ہوتا ہے کین پانی
کہ الاعمال بالنیات دینی ایک س پانی
گدا ہو گئے خدام و حقداران سلطانی
برا سے نام باقی رہ گئی نوابی و خانی

دیا دلوا دیا دینے کی راہیں اوسنے بتلا دیں
 چپا کر پردہ داروں کو دیا کیا پردہ پوشی ہے
 زبان چشم عقل و دل پر اوسکے ختم بچاروں
 شب معراج موسے سرہین سرعزل آئی ہے
 عجب نام خدا ہے ملبسم اللہ ہر ابرو
 کتاب شمع کمناد اسکے رخسارے کا حسن ہے
 صراحی ہے جسے حب علی کی گردن نازک
 غدیر خم کا میخانہ ہے سینہ خم ہے دل روکا
 جو آتش چاہیے ہو دین کی و سکو حرات ہے
 وہی ہے کہ کچھ جمع ہوتی ہے پیاؤ میں
 غم شبیر کرفشاے میں یہ مدہوش ہوتا ہے
 کہلا ہے یہ کہ وہ بغض و حسد کی نہین کہتا
 ہلائے لب تو ہر اک سنگدل کو موم کڑالا
 وہ موتی روتا ہے اور کیا کیا لعل و گلستا ہے
 جہان جسے ملائی آنکھ اوسنے دم نہ مارا ہے
 عدو رو باہ بازی کر کے اوسے پیش کپ پائے
 ہلا آسمان بچائے لعل اشنب خامہ
 سواری کی صفت میں اسقدر میدان بانڈ نہیں
 وہ گھوڑے اوسکی ہین چالاک کچھ ٹھہرتی کچھ ٹھہرتی

کمیٹی کی کہ ہو محتاج لوگوں کی تن آسانی
 خبر پہنچی نہ کانوں کان دیکھو فیض پہناتی
 خدا کوئی خدا بینی حقدانھی حقدادانی
 رخ پر نور تر آن لوح قرآن اوسکی پیشانی
 وہ آنکھیں چہرے پر قرآن میں ہیں آیات قرآنی
 کہ ہے ریش مبارک صل قرآن مسلمان
 چھلکتی رشتی ہے جبین شراب نقبت خوانی
 کہ ہے مہر علی سے جوش سے ہے جوش عرفا
 رگون کی نل سے کنہی ہو شراب مہر عمرانی
 محرم میں جہی ہوتی ہر آنکھیں اسکی طوفانی
 نہ آئے ہوش میں آنکھیں نہ چڑکین جیتا لپکانی
 ہے اثنا صاف سینہ دیکھ لو اسرار پہناتی
 ہے اعجاز کلیم ایسا کہ پتھر ہو گیا پانی
 جو باتیں ہیں درغلطان تو لب ہیں لعل ربانی
 نگاہ قہر اسکی سہمہ و تیغ صفا بانی
 کہ ہے پیچے میں دامان دفاع شیر یزدانی
 ملاوے عرش سے ڈانٹا مرزا درسخندان
 فضاے لامکان ہو صفحہ کاغذ کی طولانی
 کسی شاعر سے بندہ سکے نہیں اتنی ہی جولانی

<p>وہ گھوڑے بہن کہ جسے فقرہ مستجاب اُنی ہو قدم کا واٹرین میٹھی پوئی دوڑنا جیسا کشادہ سینہ و سم پیشیں پس بھاری کرنا رک بلا کا کچنا ہے آفت کا کنڈا کرنا ہے اونکا وہ چو کئے اونہیں سے تازیانہ دم کا چو جانا قدم سبازا سیسے گویا زیر پا سواج دریائی اشاروں پر چلا کرتے ہیں وہ شاید تگہ پڑتے طارا بہر کے مارا تے ہیں ٹاپیں شیر گردوں کو</p>	<p>مثال اہل حق ایام صورت اون کی نورانی بہن سب ہوں میں ترکی اور تازی اور کلا ثانی ذرا سی تھو تھتی چوٹی کنوٹی چوڑی پیشانی کرین خود اپنی دم سے اپنی چہر کی گسارنی کھڑک پتے کی جی اونکو کنوٹی اونکی ہلجانی سبک خیز اس قدر ہلنے نہ پاسے پیٹ کا پانی کہ صورت اونکی حیوانی ہے سیرت اونکی انسانی نشان میں اونکے سم کے یہ وہ و مہر و خسانی</p>
---	--

مطلع

<p>انہیں آتش کے پر کا لون میں ہی بجلی کی جلالی سمجھ کر موقوف کہ تازیانہ صاف اوڑ جائیں لالی سخن بجا میں ہونٹوں پر د غلطان کہیں شیریں ادا کیٹھے پوئی میں جو کڑی ہوں اشاروں میں اوڑیں ڈر کر کئی برہوں پر جاوڑیں یہی ثابت ہو جاتا ہے ہوا پر ابر کا لکھ جو نکلے حیم منہ سے چین میں تو لام لہن میں خبر تیچے پڑی رہتی ہی وہ آگے پونچتے ہیں ہو جسطور بادل کو اوڑا لیجاتی ہے کون کلین میں یا گہوڑے ریل ہی یا سچ گاڑی ہے</p>	<p>ہو اچوتی نہیں ممکن ہوا دھیر کرب ہو اکسانی مرقع میں اگر کہینے اونہیں بہنہ دریا پانی کرین آقا سے نعمت پہ پیٹھ پر اونکی چوستانی یہ سب نقل کو اکب پسے ہوں ریک بیابانی معاذ اللہ براق اونکو نہ سمجھے کوئی دہقانی چڑ ہے اونپر جو کوئی اوڑ ہر بارش میں بارانی سواروں سے ذرا چل سکے دیکھے اونکی جولانی بنی ہے تار برقی سے دم اونکی میں نیچانی وہ یونہیں بگیو کو کھینچ لیجا میں آبسانی پری ہر باد پاسے گھیان تخت سلیمانی</p>
---	---

خداوند ایگھوڑے ہین زمین پر پافرشتے ہین سٹرک پر نفل سے رشتے ہین آتش زیر پاگھوڑے سواراون پر وہ جسے فریض وہ سرچہ بہت	آہی بگیان ہین یا سٹرک پر روف ثانی دخانی کشتیوں کا بھیدوں سے ہی حکربانی کہ جسکی موج آب تیغ سے عالم ہو طوفانی
---	---

مطلع

گلے مل ملے ہو اسکے عدو کی دشمن جانی چم و خم صورت شاخ خمیدہ کیوں ہنو او سمین لوہیتی ہے لیکن پیٹ پہر خالی کا خالی ہے وہ زخمی ہی اگر چوڑے تو ہو اسکی چکا قاتل کبھی وہ سان پر چڑھتی نہیں کیا آبداری ہو جہان گردن کشی دیکھی وہین طوق گریبان ہے صراط حشر کا پل جو سنا ہو گا خم او سکا ہے وہ جھنکارین کہ طوطی بولتا ہے جنگین او سکا بڑی رنگین بیان ہو کیا ہی چلتی ہو زبان اسکی بڑی آتش زبان ہو سنہ سے او سکے پھول بھرتے ہیں برابر نصف کراتی ہے انصاف اسکو کہتے ہین وہ منصف ہے کہ جسکے سامنے شہر مذہب عادل نہ وہ بخشش کہ جس سے فسق کو باز رکھو گرمی نہ اتار رحم جس سے بے ادب ہو جائیں بے فکر نہ تارو کی طرح آنسو نکھنے بس نکھنے جب	کہ سر سہلاے بھیجا کہا سے وہ تیغ صفائی کہ او سپر لڑکے بیٹھا ہے عدو کا مرغ روحانی مگر شیطان کی ہے آنت گویا او سکی طولانی کہ جیسے چاندنی گہا میں پوڑنی او سکی ستوانی ہلال سانسہ سیکھ آسمان پر گردش کمانی کیا جب سامنا جھٹے ہین ہو چین پیشانی بری ہے تیغ ہے مار حمیم اوس تیغ کا پانی چمک لسی چمک چار آئینے کو جس سے حیرانی دلان زخم سے اکثر کیا کرتی ہے لسانی لگائے آگ پانی میں وہ او سکی شعلہ افشانی پہر اسکو ایک منصف کی نفل میں پرورش پانی مثال طاق کسری جگمگائے انصاف کے بانی تہ نخل ایا کہ جس سے زہد کا رخسار نورانی نہ اتنا غمہ جس سے خادمون کا ہو لوہو پانی نہ مثل صبح صادق او سکو جب آئی ہنسی آئی
--	---

نہ وہ کوتاہ قدی جس سے اوٹھے فتنہ محشر
 نہ وہ کثرت کہ پیداک غلو نہ ہی جس سے
 غرض خیر الامور اوسط پہ سپہ دار و دار کا
 عجب فیض ہوا دسکا کہ بہن فیاض ایک کے تک
 ہم دسکے فیض میں ڈوبے ہیں کہہ کہیں تو کیا کیے
 رخ و گیسو کے اضمحنون تک ہم سے نہیں بندتے
 یہ اس کے بارنت میں دسے ہیں ایک مدت سے

نہ وہ کوتاہ قدی جس سے اوٹھے فتنہ محشر

مطلع

گھٹا اوٹھی ہے کہہ کہ طرف ہی ایسی نورانی
 اوٹھی کالی گٹھیا رب کہ کہے کا اٹھا پردہ
 نہ کہہ قاضی کا خطرہ ہے نہ کچھ مفتی کا دھڑکا
 سچے ہر بزرگ میخانہ میں گپڑی دھچھ شیشی کی
 لگائے تاک جانا کہ سدرہ ہر پرست شیشی میں
 کہ ہر ہے ساتی نگین کہ ہر ہے مطرب سین
 سنا دے قتل سے چھوڑ دے ظہور کے پردے
 قرا بہ مولد سے کا سامان اک بانہ دی لگا
 چڑھادے آتشی عینک کہ مجھ کو دور کی سوج
 چڑھ ہے وہ قدر کو نشا کہ اسکو حال جالی
 جسے جو کہد یا تم سے پہر و میں بل نہیں پڑتا

کہ پی آئی ہوں مزم کے کنوین کا جطر پانی
 گنہ دہو جائیگی اس برہمت سے بآسانی
 برسنے میں نہ کرے بھلیکے وہ ظلم کے بانی
 اسی تنور سے اکبار کی محفل ہو طوفانی
 نہو ہیر مغان سے دختر رز کی نگہ بانی
 کسان ہے قوت جانی کمان ہے قوت روحانی
 کہ ہر ہے غرت حکم طوطے حشر و ثانی
 سب سے اک فیض کا دریا و س کے بہتا ہوا پانی
 سنا دے راگ پیکا گلا ہو شمع نورانی
 بڑا اعدا والا ہے بڑا مجذوب حقانی
 کیا کرتا ہے لیکن اپنے آقا کی شاخانی

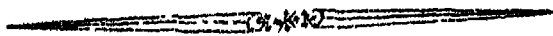
کھربا رب جب تلک پانی پہ ہو فرش زمین قائم
 ہو اسے نامیہ ہو نامیہ سے رنگ ہو پیدا
 جہاں تک بوجھل ہوئے مشام فکر عطر افشان
 اتنی ہو مرا مدوح مدوح جہاں ہر دم
 شگفتہ ہو گل خورشید کی صورت رخ انور
 سکندر کی طرح نام او سکاروشن ہوزانے میں
 خداوند جہاں تک ہوں بخارات زمین پیدا
 ہے پانی سے جب تک ہر ہمند ر موجزن یارب
 ہے طوفان سے جب تک تلاطم جہتی میں
 اتنی او سکے دشمن پر ہے بوجھا لعنت کی
 جواو بھرے وہ تواد پیر گڑے برق غضب یارب
 گل عجب اس رکھا نام ہے اس قصید کا

زمین پہ جب تلک موج ہوا کو ہو ہوا کھانی
 جہاں تک رنگ و بو ہو آب و رنگ روکستانی
 جہاں تک فکر سے گرامے بازار سخن رانی
 کسے ہر ایک شاعر او کی ہریت میں سخن رانی
 بزرگ صبح صادق ہو ہریشہ خندہ پیشانی
 اتنی مثل غنچہ عمر او کی ہو طولانی
 بخارات زمین سے ابر ہوا اور ابر سے پانی
 ہے موج کی جہاں تک روک سطح خاک طوفانی
 تلاطم سے ہے جب تک بشکر کو دہشت جانی
 ہے طوفان غم کی استعدا و سپر فلانی
 جو ڈوبے پہر نہاد ہرے استعدا و سپر پانی
 کرین نامیہ زاعباس میں سنکر زافشانی

یہ

م

یہ



قصید کشت زعفران

دورح جناب شہزادین صاحب دروڑ چٹی اسپیکر ضلع لکھنؤ

عید کا چاند آج ہوگا عیب گل ہوگی ہریان
دورے کوٹھے کی طرن ہم لب لگا کر زبان
تارے سب بارہ تہی زینہ تہا خط لکھا
اس طرح اوس زبان میں ہمیں تھے فرد و گل
یا زمین نے ماتہ پہلائے بسوے آسمان
یا جہلی ہر شاخاے تور گردون الامان
یا عروس شب نے زلفین اپنی چوڑی تان
یا اوٹھے کچے سے دو گلرستہ بانگ اذان
یا جہلی ہر سسہ و طوبی کی بچی ڈالیاں
یا زمین نے ماہر بھیک کسداستحان
اک جینے سے کیا تہا بنداستحان
اور اکٹھا ہو گئے اُس چت پہ سب پیر و جان
دور میں خادم سے اوٹھو تہا کوئی ناتوان

اک بنجم نے کہا دنیسویں کو ناگ سان
خیر و شرہ سنا جدم تو سکر و قریہ شام
کوئی آگے کوئی پیچھے جیسے مالے بن گہر
ایک سطر شرح سے جیسے ہرے بن السطوہ
یا فلک نے پاؤں لٹکائے اور نے کے لئے
یا اوٹھے گا زمین کے سینک دنوں الجھٹا
یا منڈ ہے بیلین چڑہیں نوشاہ روز عیش کی
یا زمین پر جبک پڑے بیت المقدس کی منا
یا چمن سے بڑھ چلے افلاک کو شمشاد و سرو
یا فلک نے شست ڈالی ہو ماہی زمین
یا شکنجے میں کبھی تکلیف ماہ صوم کی
الغرض جب پڑھ گئے کوٹھے پہ ہر پہنہ دار
کوئی عینک سے سو مغرب لڑا تہا نظر

کوئی یونہی نہ نکلی مغرب کی جانب باندھتا
 کوئی کتا تھا وہ کیا میں رہ کر نکلا ہلال
 کوئی حتماً سے چلاتا تھا حضرت بندگی
 کوئی تارا دیکھ کر اونگی سے بتلاتا تھا چاہے
 آنکھ نہ لکے کوئی کتا تھا چکا چوند آگئی
 تھک تھکا کر لوگ جا بیٹھے منڈیرن پر لگ
 کوئی پوپ کی طرف جاتا کوئی دکن طرف
 میرے خادم کی نظر اتر کی جانب جا پڑی
 ابرسا پہاتا چلاتا ہے اک خط سیاہ
 یا ہوا ہے موجزن دریا سے نیل زنگبار
 یا ہوتا ہے چارے ہوا سے قاف پر
 یا ہوا ہے کوہ تبت مشکل فشان مندر پر
 یا فلک میں لگ چلا ہے چاند کی صورت گمن
 دیکھ کر یہ حال مجھے میرے خادم نے کہا
 ڈانٹ کر میں نے کہا اوس سے تجھے کچھ قتل ہے
 ناد میں کیوں خاک لڑاتا ہے یہ کیا سوچی تجھے
 بڑھتے بڑھتے جب خطا و عطا سما پر آگیا
 رفتہ رفتہ اک عیب آواز پیدا ہو گئی
 غور سے دیکھا نہ وہ خط تھا نہ وہ آندھی نہ ابر

کوئی ٹیٹھی آنکھ پر رکھ کر بنا آ دید بان
 کوئی سے سر ملا کر ہنس کے کتا تھا کمان
 کوئی کتا تھا مبارک عید نکو چاند حسان
 کوئی بے دیکھے ملا دیتا تھا فوراً ان میں
 میری آنکھوں کے سے اڑنے لگی تیلیاں
 اور کچھ ہٹلا کے ہر سمت بالاسے مکان
 کوئی پیچ میں شفق کا دیکھتا ہے تراسان
 آسمان پر دیکھتا کیا ہے طلسمات جہان
 جیسے لٹہ کر نیلے کاغذ پر سیاہی ہو دانا
 یا بخارِ بحرِ اسود چھپ گیا تا آسمان
 یا ہوا ہے قاف سے سمرغ کوہی پر فشان
 یا ہمالہ کے کسی چوٹی سے اٹھا ہر دیوان
 یا زحل کے مثل کالا ہو چلا ہے آسمان
 کالی آندھی اوٹھی ہے کب تک ٹھہرے گی بیان
 خیرِ زندہ میرے کرتا ہے کیوں شور و فغان
 آج کل جاٹے ہیں جازون میں ہلا آندھی کمان
 سن سننا ہٹ پہ تو اک ہونے لگی اوس سے بیان
 شور تھا ہنگامہ تھا ہر اک طرف تپتی زبان
 آ رہی تھیں اک پر باندھے ہوئے مرغابان

بولے سب جاباب کیا جاڑا پڑا کشمیر میں
 سنکے یہ مرغایوں نے صورتِ بکبک سی
 آتے ہیں کشمیر سے کافا سے نعمت ریل پر
 ذاتِ عالی کیا ہے افریقہ فیضِ بیشمار
 ریل ہے تختِ روان وہ شاہِ تختِ علم و فضل
 ریل ہے یا کوہِ آدم یا کہ سنگدِ پ ہے
 بھاگتی چلتی ہے رم پیدا ہوئی جو اسکے ساتھ
 کیا تماشا ہے کہ گھر بیٹھے کرو عالم کی سیر
 ایک لہجہ کینچ لے سب گاڑیوں کو دوا دوا
 مرغ کہہ سکتے ہیں لیکن مرغِ آتشخوار ہے
 ریل برجِ آتشی را کہ ہے ہر برجِ عقل
 ریل کہ حکمِ روان ہے وہ شہِ رنگین ادا
 ریل تو ہے لکھ ابراور وہ ہے برقِ جن
 ریل ہے دیو پر پوش وہ پر بخوان کمال
 ریل ہے یا کہ شبِ قدر اور تری جو افلاک سے
 قدر دان اہلِ معنی اسرارِ علم
 نامِ بڑی شیونر میں کام ہو نامِ آوری
 حاتمِ بزمِ سخاوت رستمِ میدانِ عزم
 مطلعِ پرنور ایک ایسا پڑھوں باب و تاب

ماتے جاٹھے کے یا ڈرائیں ہو ہندوستان
 مار کر اک قہقہہ اس رنگ سے کہولی زبان
 ہم یہ سوچے سب کو دین چلکر مبارکبادیان
 ریل کیا ہے اک ہنگ بج بھرو بکیران
 ریل ہے تختِ سلیمان وہ سلیمانِ جہان
 ریل ہے یا اژدہا ہے یا کہ طاؤسِ جہان
 ریل سے رم مہر د ہے جو لہجہ تلخ بخیران
 کیا تماشا ہے سا فرسا کن و منزلِ روان
 ایک رستم فتح کرے ہفتخوان کا ہفتخوان
 کوہ کہہ سکتے ہیں اسکو ہم مگر آتشِ فشان
 ریل ہے ختمِ فلاطون وہ فلاطونِ زمان
 ریل کہ سرِ خزان ہے وہ شہِ شکِ بوستان
 ریل تو گردون گردان ہے وہ ماہِ آسمان
 ریل سیمِ رغِ دخالی ہے وہ رستمِ ہلو ان
 اسکا را کہ ہے کہ یاربِ قدر کا ہو قدر دان
 علم آموز فصاحتِ افصحِ ہندوستان
 نامِ رونا مور نامِ اور نامِ آوران *
 کاہِ وقت انکسار کوہِ وقتِ استخوان
 جس سے چمکے خود مثالِ کمکشان میرِ خیابان

مطلع

ہو نہ تہ ہی گوہر فشان ہے ہاتھ سے زرفشان
یہ دردندان کی اوکی دَر فشان دیکھئے
فیض و سکا اتنا جاری ہو چودے سائل کو ہیک
کیون نہ چمکے اشرفی ہے میل و سکی ہاتھ کا
کوئی کیا جانے لبازک ہرین و سکی سرخ کیون
لب کے شیرینی سے تما مشہور وہ شیرین سخن
خاک پر او سکا طلائی رخ جو ہوسا یہ فنگن
عقل کی رو جو پوچھو عاقل ہفتاد سال
دنکو دور سے مین رہا کرتا ہے مثل آفتاب
شکور ہوتا ہے کتب مینی کا او سکو شمسہ
صبح سے چلتا ہے خامہ حبطر خط شمع
ابتدا و انتہا ہے نشر ہے خامہ کے ہاتھ
صورت تحریر ہے تقریر او سکی دلپذیر
ہے زبان اک برگ لیکن گفتگو میں باغ باغ
یہ بیان اسد کبر اس دہان تنگ پر
او سکے دریا سے موت کا جو اک شمع لکھون
رشتہ الفت لپٹ کر بنگلیا تار نگاہ
مش خراگان کوئی کیا استاد کی او س کرے

اک سخن سے ایک فیاضی ہی دونوں سحر کان
گرتے گرتے ہوں زمین پر آب گوہر گلیان
کشتی درویش ہوسائل کے ہاتھ میں ان
کیون نہ ہو سکے روان ہے او سکے قدم کا نشان
ستھادہ بچپن سے زمانے میں غضب رنگین ہیں
جب سے خط نکلا ہوا وہ طوطی ہندوستان
پیڑ چاندی کے او گین یا کیمیا کی بوٹیاں
عمر کی رو سے جو دیکھو سخت کوش نوجوان
شہرہ مشرق سے ہی مغرب تک جہاں کیودہا
بال بنکر سے نکلا ہے چراغون کا دہوان
شام سے پرتا ہے خامہ جیسے خط اک نشان
جیسے ہرے کے کنارے پر او گر فر جان
آپ اپنا ہے وہ ثانی آپ اپنا تر جان
ہے دہن اک غنیمت پر لبیک صورت خوش ریا
کیا تماشا ہے کہ اک کوزے میں ہی دریا روان
موج کی مانند نیرا خامہ ہو و طلب لسان
آویست لکھن مین آئی ہے بنکر تیلیان
صورت ابرو جھکا رہتا ہے ہر دم ہر زبان

<p>تیر کوئی ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے اک کمان یون ہے سب میں ج طرح بتین دن تو نین بان یا آئی کیا گر پئی میں بجائے استخوان ہر جگہ سے وہ خمیدہ ہے مثال آسمان ایک سے شخص آن واحد میں بنے پیر و جوان یہ اشارہ ہے کہ بس یہ آن ہے اپنی ہر آن کوئی طرار او کے آگے جب کہاے شوخان شمع سکرش کی طرح گوئندہ سے نکلی ہو زبان غنچہ بستہ کی صورت ہوں تالو میں نہان لالہ سان اکدم نہوتن میں لمو ہرگز روان عجب سے تانظر جگر اوڑے مثل دھان آئینہ تہر ہو تپے سب سکت ہو خاک سان اسکی قلعی کہولہ سے کہولے سب کی سختیاں</p>	<p>کوئی سکرش ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے سکر گو کرے کوئی درشتی او کو ہے نرمی ہو کام سے لیکر پاؤں تک ہرگز نہیں سختی کہیں او سکا تہہ ہے بلند او سپہ تواضع دیکھنا جھک کے وہ تعظیم سے اوٹھا ہو لے شان و خا قد بالاسپہ الف جرم جگہ انون ہو گیا اس تواضع پر وہ عجب او سکا جما ہے خلق میں مثل شعلہ کانپ کانپ اوٹھے زبان آشین دس زبانیں مثل سوسن بھی اگر بالفرض ہوں بنض سے جنش اڑی بالکل گک کل کی طرح پتلیاں تہر کر انکھوں میں بنید گل جل کے داغ آدمی تصویر بنجائے تو تصویر آئینہ ہو سکوت اس میں تواو میں صاف حیرانی ہو</p>
--	---

مطلع

<p>جدا لے جیسی درد درون ناتوان ذکر عالی تیرا میرے مہر دل کا آسمان کان تیرے دونوں میری جو ہراتی کی کان گلشن رخسار تیرا میری سر پر گلستان تیرے لب لعل ناتوان و زار کو یا قومستان</p>	<p>مہر جالے تاب و ح ناتوان نیچان فکر و شن میری تیری بام شہرت کا قمر ہاتھ تیرے دونوں میرے قفل معنی کے کلید طرہ کیسوتر اطہر مری دستار کا تیرے دندان اس دل بیمار کو حسب الشفا</p>
--	--

تیری پیشانی کی چینین موج دریا سے سخا
 تیری پتلی وقت مشکل پر غریبوں کی سپر
 تیری آنکھیں میری خاطر اہودشت مراد
 یک نظر فرما کہ مستغنی شو مزا بنائے جس
 بلکہ وہ خود تہ پہلائین تو دون نقد صلہ
 روشنی پہیلے یہ میری وہ کریں کسب ضیا
 تیرے مداحوں میں جیسے نام میرا راج ہے
 تو گلوں کا رنگ ہے میں بلبوں کا رنگ ہوں
 تو ہے عادل کا عدل اب میں ظہور کا ظہور
 جب برس پڑتا ہے تو اوس دم چکلا ڈھتا ہوں
 جس جگہ ڈوگلفشان ہے اس جگہ گلچین ہوں
 تیرا دست فیض میرا خاہد رک سکتا نہیں
 تیرا رخ پر نور ہے میرا سخن شہور ہے
 فیض ہیں تیرے نہاں رباب گوہر کی طرح
 عیب ہیں میرے گراں سب کا غذا کی طرح
 جب تلک فیضوں سے ہوں ارباب حاجت فیضیاب
 جتنے تیرے دوست ہیں حاجت سے ادنیٰ روا
 جتنے میرا جانی ہیں تم کو دعا میں رات دن
 بلکہ خود ہوں دوستوں کا فیض جاری اس قدر

تیرے ابرو کشتی سحر بخت بیکران
 تیری ہلکین میرے دشمن کیلئے تیرونان
 تیری نظریں میرے حق میں دو کنا رننان
 ہاتھ پہلانا پڑے مجھ کو نہ پیش ناکسان
 بلکہ وہ خود آ کے چلا میں تو دون اوقنان
 مہر گردون میں بنوں وہ لوگ ماہ آسمان
 شکرستان تو بنائیں طوطی ہندوستان
 تو جو ہے فخر امیران میں ہوں فخر شاعران
 تو اویں عہد ہر باب میں ہوں سلمان زمان
 تو ہے اک برس خاوت میں ہوں اک برق زمان
 تو جہاں ہی باغ ترست میں دہان ہوں باغبان
 جو تری طبع روان ہے وہ مری طبع روان
 تجھ پر آنکھیں پڑتی ہیں اوشمتی ہیں مجھ پر انگلیاں
 سال کوئی شکل سے ہو جاتے ہیں لیکن عیان
 قافیے ہیں شایگان لیکن ہیں گنج شایگان
 جب تلک میوں سے ہوں اہل معانی سرگران
 جتنے تیرے ہیں عدد پائین نہ عیون سے امان
 جتنے ہیں عدد منکر جبل میں ہر ہر زمان
 بلکہ خود ہوں دشمنوں کا عیب اس درجہ عیان

دوستو کی جو دشمن ہیں وہ سب ہو جائیں دوست دوست دشمن کا جو قصہ قدر سن پائی ذرا نزد رود اعدا کو روئے خندہ رود احباب کو	دشمنوں کے دوست جو جو ہیں وہ ہوں سب خصم جان دو ہی لفظوں میں کرے بس ختم ساری داستان نام رکھ کر اس قصید کا وہ کشت زعفران
---	---

قطعہ

جناب منشی عالی گھر جو اہل لال جو دنگو دھوپ سے ہر سر پر تورات کو شہنم بہت ستایا ہر جی میں گراو پناہ پڑیں تمام بانسو کی خاطر کنوئیں میں بانس پڑے سنار کی ایک تحصیل میں ہیں بانس بہت مجھے بھی دیکھئے اونیں سے اسی تو بانس جو کچھ بڑگی کٹائی ڈھلائی میں حاضر بڑا جو مانو بڑا ماننے کی بات نہیں جوان دگے نہ جب تک نہیں قدرت کو چین	میں جس مکان میں ہوتا ہوں اچھا حال یہ خشک تر ہے مری جان کیلئے جو حال یقین ہے اسے مار گیا آپ کا اقبال مگر کسی نے نہ اک بانس کیا اقبال جہاں گنج میں آئے وہاں ہاں کی ٹال جو حکم ہوا وہی کٹائیں کہ نہیں کے حال قرار رکھتے آزادگان گیر دماں نہ آپ ہو گئے امیر حسین روز میرنگال نہ صبر درویش عاشق نہ آپ غریباں
---	---

قطعہ

تو ہے وہ نخل سنا دوحہ باغِ حرمت کہ جو کاٹا ہی لگے میر تو ہو ہو کو تنگ تو موافق ہو تو کیا مجھے مخالفت کی چلے دیکھ عزت مجھے اصرار کی ذلت میں ڈال	تو ہے وہ میری دوامر ہر خم دل نش کہ جو پونچے مجھے کچھ دیکھ بھی تو ہو ہو کو کش تو حوسید ہا ہو تو کیا کر سکے چرخ بدیش نوش دیکھ نہ لگا قہر کی رنبر کی غیش
---	--

<p>میرے احوال سے کچھ بڑا کچھ اچھی ہے تباہ میرے دانتوں تو نہ ٹوٹیں گے تو کچھ گو ترقی ہوئی پر ایسی ترقی کو سلام جو کہ مفلس نہیں ہرگز نہیں پورا شاعر</p>	<p>دو تباہ ہو گیا جو ہر سادہ تباہی ہو یہ سنا ہی کہ کہیں جوڑ دے لو کہ ہو ہمیں غلام شیخ تیری تصدیق ہو جو کہ قانع نہیں ہرگز نہیں کیل درویش</p>
<h3>رقم نکاح</h3>	
<p>عروسِ حمد کی برقع کشائے کجا خامہ کجا وہ رو سے نیکو نقابِ نفست اولٹ کر دیکھتے خوب دلِ زعشقِ محمد ریش دارم پہر او کے خویش کا یہ حستِ سلار ہوں ملا ان دونوں نے وہ غارہ دین ادھر اے ساقی رنگین ادا دیکھ نئی مسچی ہے اک طرفہ رقم ہے مرادین آج منہ مانگی ملی ہیں مری آنکھوں کا تارا راحتِ جان اویسکی دہوم یہ ساری مچی ہے سنوارے گی جو گلیو گیا رہو شیب اویس شب کو خوابندی کریں گے جو چکے بارہوین شب کا ستارا</p>	<p>ہے معشوقِ ازل کی رومنائی براست عاشقانِ بشتاخ آہو کہ محبوبِ حقیقی کا ہے محبوب رقابت با خدا سے خویش دارم علیٰ نفسِ نبی ہے کیوں پناہوں ہے رو سے فائز کو اٹا لائے گین لنگھیں ہی سے اے ظالم اذکر قلم پنا برائندی کی قلم ہے تراش خامہ کی یا چھین کین ہیں مراد نورِ نظر و داج علی خان مہ ذیقعدہ میں شادی رچی ہے کریں گے رسمِ باجی کا اداس نئی چالون کی پابندی کریں گے تو ہر اک مہربان ہو محفلِ آرا</p>

<p> مری آنکسین برین فرش راه احباب سپر او سپر روشنی نور اعلیٰ نور که گردشش زنی ہوئے گا زمانا فلک کے تھمہ پہ چوٹے گی ہوائی جو سب آجائیں ہو گھر میں مری مجھے یہ آپ کا آنا مبارک مبارک تین دن کی بادشاہی بحق نون و صا دو قاف فی لیلین </p>	<p> کہ خدستہ ہوگی خاطر خواہ احباب برات اوس رات کو ہے چشم بدور رہیگا ایسا شرب ناچ گانا ہو اسے وہ کہ گئی چرخ سائی مہ شوال ہے احباب کی دید مرایہ آپ کو لانا مبارک اسے واجبہ علیٰ کو یا آئی کہیں روح الامین سدرہ سی آیین </p>
---	--

رقص نکاح

<p> کہ نقد نعت احمد رو نما خواست علی شد بستہ دام ہو ایش بعقد رشتہ اش پیوند حیدر بہاران فرش بزم انبساط است بود ہر غنچہ دل صحن گلشن صغیر عند لیب از برگ ریزد مبارک باد گوید با عنادل فلک را شد منور چشم دیدار بلفظ بزم طوی آسمش ادا کرد کہ بزم کہ حنہ دانی ساز دادند </p>	<p> عروس حمیرہ زان جلوہ آراست بزللف نعت و انداز سایش تبار نفس او نیش نواگر بیاساتی بیاجوش نشاط است بدہ جامی کہ باز آرد شگفتن چو موج قلقل ازین است خیزد صدای خند ہائے غنچہ دل کہ اید دن از فروغ بہت بیدار ورتزہست بر دے خلق و اگر د بزمہ از زمین آواز دادند </p>
--	--

چہ طوی است اختر رونق خزانے	فروغ شمع زینت آسمانے
فلک زینت و ہفت این ^۹	محمد ضامن اکبر طالع
ربیع الاخر و ہجرت و شنبہ	برائے انجمن بست و ششم یہ
چوردے روز بند و برقع شام	ناید بست و ہفتم چہ از بام
شب بزم و پردین مہین است	مہین است و شب ترین مہین است
تعال اسد چو انجم دوستانند	باوج فرقدان نسرقم رسانند
بدنیا میسر سادوم بہ آدم	من و احباب و شوخیر مقدم

مصع اول از رمل مضاعف الارکان کہ ہر مصرع و دھندیا چھ شش رکن دارد

المشہور بحس طویل

سال نو کی ہے زبانی سنو اک رام کہانی یہ کتنا سب سے ہر پانی گلزار کی بانی نیا انبار ہے یہ بھی
یار و کی زل ہے یہ بھی اک اپنی پھل ہے نہ کہیں جنگ و جدل ہے نہ کہیں کوئی لڑائی وہ بکر کو دیا
ذری شکر رتائی ہوئی گلے کی صفائی کہیں رستم کا سچ و گل کہیں فوجوں کی بند ہے دل کہیں
انسان کا جنگل کہیں جنگل میں ہے گل بھی رن بول رہا تھا وہ کمر بول رہا تھا وہ اسی رول رہا تھا یہ
اوسے تول رہا تھا کیا سرکار نے داوا دیا گھوڑوں کو جو کا داہا پر یون کا چھلواوا ہوا حشت کا ملاو چلے
بجلی سے جو لشکر وہیں بودا یا مچھن روہ گری سیپ ٹپک کر ہوا کابل کا کچھوڑہ جو بھیڑوں کے گھبان
تھے میان شیر علی خان نہا جب سروسامان ہوئے بے دم ہی گریزان جو ہزار آئے وہاں
تو دے کر گئے جھانے کہ دبے پاؤں جہان سے و گزری گئے جان سے رہے یعقوب علی خان
صفت یوسف کتخان دہرین تھے قیدی زندان ہوئی چٹکار سے سے شادان لکھنؤ دکن یک آخر

ہوئے سرکار میں حاضر یہ بھی خیر لوگ تھی خاطر کہ وہیں صلح ہوئی پہر ہوئی کابل کی امارت گئی کابل کو
 سفارت ہوئی پہر تازہ شرارت دہی ڈاکا دہی غارت دہی ہنگامہ دہی غل نہ کیا غور و تامل جو سفیر آیا تھا
 کابل ماو سے قہمہ کیا بالکل جو او سے مار ہی ڈالا تو حصہ ایک تھا بالا او سے کر کے تہہ بالا یا مرنے
 کا سہنالا ہوئی سرکار یہی برہم چلی اک فوج صبا دم وہ سوار دہی جہا جہم وہ پیادوں کی چھاچم وہ سپاہوں کا
 بیابان کہیں جہاڑی کہیں سیدان کہیں وہ ہرنیستان کہیں وہ خار نیلان کہیں نالا کہیں جھتر
 کہیں بیٹر کہیں بچہ کہیں روڑے کہیں تہر کہیں ریتل کہیں ٹھیک کہیں گہوڑوں کی وہ پڑ پڑ کہیں ساز پڑ
 وہ کٹر کٹر کہیں تو پونگی وہ گرا گرا کہیں بند تو کٹی پڑ کہیں برچہ نکا وہ دم کہیں سنگین کی چم چم
 کہیں وردی کا وہ عالم کہیں فوج کی ہا ہم جو چلیں تو پین دناون جو کچھیں تھیں زنا زون ملی دن دن
 سے وہ سن سن کہ ہلی قبر متن رہا گولی کا جو بلا کیا شیر دن نے وہ ہلا پھٹا رہا ہون کا گلا ہوا سیدان
 تجلا وہ بھی فتح کی نوبت وہ کہلی بیرق نصرت وہ پکی ناسے حکومت وہ پڑا سکہ دولت جو چن ہو گیا
 داعی تو ہوئے خار وہ باغی چڑھے پہانسی پہ وہ باغی چڑھے سولی کے چراغی پہر امیر آئے ٹھٹک کر
 گرے قدموں پہ لپک کر بھی تقدیر چپک کر رہی قسمت کا ہے چکر کہ او دہر سے ہر شکایت تو ادھر سے
 ہے نہامت جو کہلی چشم بصیرت تو نظر آتی ہے عبرت کہ ابھی راے زنی تھی ابھی دونوں میں بنی تھی
 ابھی تو صلح ٹہنی تھی ابھی تو گلاڑی چینی تھی بھی الفت کی تھی چور سر کہ ہوا کھنڈہ اترا ابھی تو تاج تھا سر پہ
 ابھی شیش رہے بر سر یہ فلک کے ہیں سر وہیں اسناد کے ہیں گن ہیں اس چکی کی ہو وہیں کہ پے گیہون میں
 گہن گئے کابل سے نکالے ہوئے گوش کے حوالے بنے وہ زخم دلائے کپڑے جان کے لالے
 جو پڑے شیر و فاختے جو پڑے مرد و فاختے جو پٹھانوں کے چپا تھے وہ گئے ہند کے ماتھے یہ ہے
 حکمت کی شجاعت یہ ہے حکمت کی عدالت یہ ہے حکمت کی سخاوت یہ ہے حکمت کی مارت یہ ہے
 حکمت کی سفارت یہ ہے حکمت کی لیاقت یہ ہے حکمت کی حکومت جو لڑائی لڑے

مصنع دوم

اس طرف تو تہا یہ دنگا اور ہر اک کا لاجنگا دہ شہرت کا پنگا دہی جنگلی بہلا چنگا دہی نہن و ہئی کو
 دہی یعنی نہ زولو دہی یعنی سیٹو او دہ اوٹھا لو لوسہ لولو تو ہوا کیپ بین اک غل کہ ہے
 سیمرخ کا چنگل دہ دبار ستخ نابل دہ شاشہ دہ کابل نہ پٹھا لو کی پٹھا نی نہ جوانون کی جوانی جو کما نین ہون
 کیانی جو ہون تیغین صفہانی ابھی سرچوڑ دے سبکا ابھی سرچوڑ دے سبکا ابھی تہہ موڑ دے سبکا
 ابھی دم توڑ دے سبکا ہی ٹڑ قاتل خونخوار بزار نہن غذا بڑا دیو سیہ کار بڑی اکی ہے پھنکار بڑا قہر کا
 قلم ہے بڑی سوڈ بڑی دم ہین بڑے سینگ بڑے سم کہین گینڈے سے ہی دم سم ہو میدان ہین
 آئے تو بڑی دنگا چائے ابھی رن سر پہ اوٹھا نے ابھی دہکار سے چھانٹے یہ خبر تار پہ آئی ہوئی لندن
 سے چڑھائی ٹھنی اک باری لڑائی لو کی ندی بہائی چھٹے تیر دن کے سپنو لے بڑے بس فوج میں گولے
 چلے تو پون کے دہ گولے کہ پڑے کیت میں اولے جو پرنس آف فرانس آئی پڑے زولو بدراغی غضب
 چار و نظرف چھائی یہ شہزادے پی رخ لاسے کہ دنیا سے سدا سے وہ گئے کیپ بین مارے ہوے
 مغرور پندارے گئے بہرنے وہ طرارے کئے اون زولو کون نے وار چلے جب دہ جفا کار بڑے یہاں
 ہی جلا رہے خوب ہی تلوار کمانوں کا اک کنا دہ جوانوں کا پکنا دہ فیلکون کا پکنا دہ دیجیون کا سکنا
 ہوا ہنگامہ محشر جو تلا حے پر لشکر دہ جلی قہر کی صرصر دہ اٹھی آندہی برابر کہ وہ دن ہو گیا کالا ہوا میدان
 تہ دبا لاجوڑ کا بڑہ کے رسالا ہوا کیا راجا لا تو عجیب رنگ دکھایا کہ سہ میدان صفایا سیٹو ابوکا پڑا
 او سے مجبوس بنایا تو گر جنے لگے طنہور ہوئے کیپ پہ منصور دہی عیش کا مذکور دہی جیش بدستور
 ہوا صاف دہ میدان نہ ہوا اقبال دہ شہر شان کہ ہوئی فتح نمایاں ہوا صحیح دہ پریشان جو ذرا راست کیا
 دم تو اوٹھا غلغلہ پیہم مچی برہا میں ہی گم گم کہ دنا نکاشہ اظلم ہی لگا سر پہ اوٹھا نے وہ لگا سوڈ

ہلانے جو ہرین خویش اور یگانے وہ لگائے ہرین ٹھکانے یہ خبر سننے سے کہ گشتا چاہی ہی غم کی اور کہ
 اک برق ہی چکی ہوئی سرکار سے وہ کی یونین وہ مصر کا پاشا ہوا پانی کا بتا یونین بیوقوف تھا شاہو
 ناگوں کا تا شاہ یونین پونا کی بغاوت یونین ہریا کی شکایت یونین کشمیر کی بدعت کہ ہوئی تھوٹ کی شدت چلو
 کی بن آئی جوئے سیر ٹھکانے تو لگے سیر گھٹائی یہ سب اک بہاؤ لگائی کہیں کشمیری بڑھی ہے
 کہیں تل چار دھڑی سب ابھی ٹکسوں کی پڑی ہے کہ نئی دہول بڑی اٹھ ہے ہرین میان ٹکس غصے کے
 بڑے مخبر ہرین یہ سب کے بڑے ہے جو ہے نئے ڈھربے کے یہ لگائے گئے دیکے ہرین کیا دیکھا دے
 ہرین کیا ٹکس دہرائے کہ ادھر چار کماے تو ادھر آٹھ اڑائے ہرین کیونکر ہو وہی نہ رباعی نہ خماسی
 کہ حقیقت سے ذرا سی کہی جیتی نہیں باسی نہ کہی بیچ و من ہے نہ تو اتھے پہ نکلن ہے وہی دل
 اپنا لگن ہے وہی آزادہ چلن ہے وہی سفینے کی تین ہرین وہی پہاڑ کی چھتین ہرین وہی چکنے کی
 دھتین ہرین وہی پینے کی لٹین ہرین وہی پہر پھینتین ہرین وہی ردو کی گتین ہرین ہی پہر تھنیتین ہرین کہ خوشی
 ہے بڑے دن کی

ترجمنی چھند

سچے ابر جو بن نکھر گلشن اتر دکن کجیل بن	سجلی کی چکاسے گل کی مہک ہے دل کی پاک ہے سیاہ
سور دہی وہ کو کین نہ نہ چکر کچن نہ تو کین لہر گن	پہلو نہ وہ میل سرو چلصل عشق و سمن و لہار
کوئل کی صلیٹین ٹھنڈی امین وہی گشتا یونین	وہ نور کی نہر نہر کی لہر نظیرین ٹھہرین بجائین
سجلی کے جگر کو نور قمر کو موج گھر کو تر پائین	سبز کی لہک پر گل کی مہک جو حیرین فلک پر ترا
حیران ہرین مالی جانین خالی سی جالی ہر مالی	گو چھٹ ہی چکی چڑ پڑی کی ہی ایسی چکی چڑ پڑی
تا کو کا خرم چم ستون کا عالم شاخ ہے پیہم متوالی	سب پہول جو کسل کر گر پڑی لہر کر تون لے مکاوی
وہ رنہ کی سیلے ستون کرے سیلے ٹھیلے البیلے	وہ اونچی دکان نیچی تانین کتی ہرین جانین لسلے

وہ کال گل ترصدتے ہوں پر لب کے مگر ہوسے	وہ ناز کا لہنا گرد ہی رہنا بجے یہ کتنا غم جھیلے
رند و نکا چلن ہے شیشہ گنج قندین ہر خندان کا	آباد دکان ہے یرینان ہے ایک تان ہے سامان ہے
گرمے نہیں باقی یہ شقائق کتنا ہر ساقی مان مان	مستونگی و ہوش غم نہیں مطلق جان ہوشی جانان
ساقی جو ہمارا پیارا ہے سوسے سالہ رخ لالا	ساقی جو نرالا ہو لا بہالا آنکھ سے پیلا ستوالا
ساقی ہر غصہ کی پیار کے دھوکے وعدہ تہا کیا ٹالا	ساقی ہے بلا کا دل ہی تو ہا کا مارا داد کا اک بہالا
داعظا کی خرابی ملے کہاں آئے شرابی دنگا ہے	زقار باہر فتنہ بپا ہے غل یہ بچا ہے لینا ہے
ہتھ پیری ہو رند جو ہو وہ بونچ کا ابو دودرا	پکڑی جو سنبھالی بڑے کچے دھپال جتنی ہر ہا گاہ
پر کا لہ آفت برج لطافت نور ظرافت سیارا	ہر شہنچ ہمارا آنکھوں کا تارا سب کا بیار اول آرا
نفشی جو لہ کا پتلا داد کا اوسنے تہا کا وہ ملا	شاعر جو ستم کا لاکھونہ چپکا اسکا ڈوہ کا دل ہارا
رنگین وہ فقرے ناز کا ایسے گل بہر قطر شوق کے	جو بٹنہ قلم کے دہن کو فقرے ستم کے کیا چمکے
ہو غصہ اپنے جو کھولے طوطی بولے موتی رول عالم کے	جب نازک ادائیں باندھیں ہو این سیرین گٹا تہم گئے
لو تیرہ صدی کا ختم ہو دور دور کے بلا تارہ چلن	عالم پیو جو بن بدلی ہر جوتون گلشن سرودن
یہ حال ہے ہر انکا عہد بیکر کا نام ہے جن کا لاؤرین	سہر سال نو آیا شردہ لایا اپنا پرایا دل ہو گن
بخشش میں ہر جہاں تہا ہر مین ستم شکل علم ہر پانی	کسری کی نشانی عدل کو بانی فیض سانی لانا ہی
راضی ہے رعیت اہری حکمت نبض حکومت پہچانی	میراج کے جواہر بلبل حصا خاص مصاحب کجانی
بید خلی کیسی کھیت رہی سب کو یعنی چیکا یا	قانون بنایا خوش ہو پر یاد دخل رعایا فرمایا
کتنا ہے یہ عالم شکر ہے ہر دم حاکم حکم اب آیا	اخباروں کو شادی دی آزادی سب نے ملائی با
سہر ملک و دہ کا بخت ہے چیکا کیسا سارا ہوتا بان	شادی ہر نمایان خوش ہیں انسان شکر پزدان سہرا
دربار میں بیٹے ملکر ایسے رجبے نصیب چکے بیان	وہ دونوں داور عمر مسرور ماہ انور تازہ روان

آبادی ہر عالم خلق ہے بے غم عیش کا ہر دم سامان ہے کب فیض قدم کا ایسا دیکھا ہر اک صحرائے شان ہے	جو پیر و جوان تازہ روان ہے طرہ سماں نمازان ہے حاکم کی مدد و لطف ہمدرد کچھ بھی حد پائان ہے
جے جے ہر یہ عادل حاکم کا مل کا مقابل کیا یا جے جے یہ تماشا دیکھو دورا ثابت نکلا سیارا	جے جے پزل اہر اس کی سہارا انکھو نکا تار ہو پیرا جے جے ہر یہ داوڑ کے برابر کب سے مسکن زیادا

قطعہ در رفع اعتراض حافظ شیراز

بدین فروغ گہر بار داز سحاب کجا بہین تفاوت رہ از کجا ستا کجا ز لفظ تا کجا و دگر خراب کجا خطا ست بہر خطا حکم از کجا کجا تراست پایہ این بایہ احتساب کجا نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا بہر عقل بود و ضرورتا کجا صلاح کار کجا و من خراب کجا بہین تفاوت رہ از کجا ستا کجا اگر خطا بود اینہا دگر صواب کجا	نوشست مطلع پر نور خواجہ شمس الدین صلاح کار کجا و من خراب کجا فتاویٰ عقدہ در اندیشہ خردہ گیرانرا کہ یک سو متحرک در گروے ساکن غلو اگر چہ بود عیب مرقوا فی را مباش غرہ بدین یک دو نکتہ در متن بسوے عیب چو شاعر کنا شاؤ لغز نخست گفت کہ اے صاحبان دانش داد سپہن نفس خطا تازہ کردہ ضرر خطا اشارہ چیت و عبارت بلین و عذر بطین
--	--

مباش رنجہ ز غوغاے مدعی لے قدر
سخن کیے است جواب ترا جواب کجا

شنوی کلید دمنہ ناتمام

نقل ہے ہادی خدا نبی
وعظ میں اک کتاب کہ چو چکا
گرم بازار پسند ہوتا تھا
ہو رہے تھے بلند آواز سے
تھے خریدار سب امیر و فقیر
آخر اک پادشہ نے لیکے کتاب
ہو گیا صاف تارک الدنیا
منجھی ہاتھ لگی خموشی کی
ہوا صحرائیں وہ فرزانہ
ایک دن اس کے دل میں آیا خیال
کہ مصنف پہ بھی اثر کچھ ہے
آیا قزوین میں جب بے نفع کے گھر
دھوم ہے اس کے گرامیری کی
گوڑے باندھے ہیں سیخ زین میں
دیکھ کر اس کا روپ چکرایا
خوب دھوکا دیا قصہ مصافحہ
چاندی سونے کی سیخیں اوجی دواہ

واعظ دین رنج قزوینی
جا بجا اس کا ہو گیا شہرہ
جو اوسے سنتا تھا وہ روتا تھا
کس لگے تھے جنان کے دروازے
جان دیتے تھے بادشاہ و وزیر
غور سے دیکھ اس کے سب لباب
بند کی آنکھ کہ کھل گیا پردا
گنج و ثروت سے چشم پوشی کی
گنج پونچا بسوسے دیرانہ
چلکے دیکھ آئے رفیع کا حال
لون شہر میں وہ باخبر کچھ ہے
دیکھتا کیا ہے شاہ بے لشکر
کہیں بوتل نہین فقیری کی
خود ہے بزم بہشت آئین میں
جا کے واعظ کے پاس فرمایا
اب کہلے آپ کے تمام اوصاف
مر جا مر جا جزا کا اللہ

کوئی باتوں میں سلطنت چھوڑے
 سسکے واعظ رنج تا نگیب
 میخ زرین بگل زدم نہ بدل
 کیسے کرتا دھما یا ملل کا
 آئے گھر میں جو وہ خدا کے شیر
 بولا انا ہمارے واسطے ہے
 نہ مرے فعل میں جنسل کر دم
 سپر یہ واعظ نے پذیرائی
 اک مسافر ہنس گیا رستہ
 ایک انسان اور دیرانہ
 جہاڑی جوڑی ہوئیں چٹانیں صا
 کہیں جادے کا تہانہ نام و نشان
 نقش پا کے نشان زمین ہی گم
 کہیں پتا جہاں کھڑتا تھا
 اوس سے خوش و طیور بہا گئے تہی
 جس طرف سے ذرا غبار اٹھا
 گاہ اوہر دوڑا گاہ اوہر دوڑا
 جا کے پونچھا جو برسر الوند
 کی صبا نے جو باد پھیلائی

کوئی سونے میں لاوی گھوڑے
 بولا سائے تاجدار ملک حیا
 ساری دولت گئی چرخک میں مل
 ٹاٹ کا انگر کس اٹھل آیا
 ایک بد مہنا تھا یا کتب کا ڈھیر
 اور جو ہے ہمارے ڈاکٹر ہے
 میسے اقبال پر عمل کر دم
 کہ یہ لو اک مثال یاوائی
 کوہ و صحرا میں ہو گیا خستہ
 جس سے سبز و تلک تہا بیگانہ
 سنگ مرمر کے طور سے شقائق
 جس طرح چاندنی میں کا کشان
 جس طرح دھوپ میں نہون انجم
 یہ اوہر کی طرف لپکتا تھا
 خضر بھی دور دور بہا گئے تہی
 اوسط میں سرد وڑ کر پکارا دھما
 جان پر کیسے لگا کوہ پر دوڑا
 ہو گیا سازگار بخت بلند
 اک طرف سے صدائے سنگ کی

پیچھے یہ تھا صدا ہی پیشانی
 دشت سے صورت ہوا نکلا
 جیسے چوٹے کا ہی کمان ہی تیر
 بھونکتا تھا جہاں وہی گتا
 گاؤں سے پانی منزل مقصود
 ارے بدراہ جاے عبرت سے
 کیسا پونچھا دیا مسافر کو
 لیکن اسکا ہوا بھی بڑا پاک
 ٹھیک منزل پہ اپنی جا پونچھا
 برسر سولان بلاغ باشد و بس
 سکے کہیل اور اپنے منہ سے بول
 کیوں ہے درپے تجھے ہر کیا ہے
 کسکا کیا رنگ سے خدا معلوم
 کون کس بن مین ہے خدا جانے
 محتسب را درون خانہ پر کار

اوسی آواز پر چلا دل ریش
 کوہ سے صورت صدا نکلا
 تیز جاتا تھا اس طرح دل گیس
 جاتے جاتے یہ گاؤں میں پونچھا
 ہوا گتے سے جبکہ گاؤں نمود
 دیکھ لے شاہ جاے عبرت سے
 ایک گتے نے دیکھ کر کو
 نہوا پاک وہ سگ ناپاک
 تو ہی سنکر مری صرا پونچھا
 تجھ کو کیا مین کوئی ہوں کس کس
 دیکھ لے قدر را بڑا نکسین کہول
 صاف ظاہر پرست دینا ہے
 دل کا احوال تجھ کو کیا معلوم
 کیوں کسی کو برا بھلا جانے
 حال دل کا سمجھنا ہے دشوار

قطعہ در سپارش محمد یسین بخاریت مہراج نراین تحصیلدار مہر دینی

اس دہر مین رکھے تجھے اللہ سلامت
 رخ پھول ہے لب غنچہ ہی شمشاد ہی قاسم

اے قبلہ حاجت مے مہراج نراین
 ویدار ترا جلوہ گل چال بہار سے

<p>محراب سے ابرو تو جاحت صفِ نرگاز اوپنسا ترا ماتھا ہے اقبال کی پہچان باتوں کی کین زندہ اشاروں ہی جلان سیر بہن فیضوں سے ترے خضر و سجا انصاف سے اس فیض پہ بزمِ ہون میں اب تک نہ یہ بیچارہ ٹکے کا ہوا تو کر سب ہنستے بہن جو پہر کہ عجب کی تھی سفار اے قدر یہ کیا بکتا ہے کج بوی و کجگو کر دیگا اگر عین عنایت سے اشارہ دیتا ہوں دعا ٹکویہ ہے میرا طریقہ جب تک کہ ہر عالم ہے اقبالِ عالم</p>	<p>پتلی تری کرتی ہے اسی صف کی مائت بوٹا سا ترا قد ہے فراست کی علامت ہے تیرے لب و چہرے میں اعجاز و کرات یہ دونوں مرگے نہ کہیں تا بقیامت یہیں ہے تاگر کے ہر جھکوند امت کو دیکھئے ابا کے نصیبوں کی بھی شامت میں آجکا کھلا کے سہوں ایسی مائت لا حول و لا کوئی گئی تیری بھی کیا امت یہیں کو ہوگی کسی عمر سے پاقامت محسن کی پرستش ہے شب و روز امت جب تک کہ ہے دنیا رہو دنیا میں امت</p>
--	---

مثنوی ناتمام ترنجشہ کلیدہ دمنہ

اصلیت کتاب معقل انقلاب

<p>اوپر سے تخمِ دوات کا سر پوش بادہ او بلے سخن پرستی کا نقل ہوں فقط یکدہ ہو کتاب پست ہر خود پرست ہو جائے مے کہنہ ہو داستانِ کمن</p>	<p>ہاں فلاطون خامہ آئے وہ جوش جوش و ٹھکے سیاہ مستی کا صفحہ ساغر ہو سطر موج شراب جو سننے سنکے مست ہو جائے چوب چینی بنے نہال سخن</p>
---	--

ایسی اک شاخ داستان ہوٹے
 شوق دلو کے سبکو القصد
 پاس کسری کے اک برہمن تھا
 بزم افروز بندہ گوئے و ندیم
 ایک دن آیا جب وہ فرانا
 لوگ یونان میں کرتے ہیں تذکرہ
 اونیں ایسی دو این بولتے ہیں
 اے برہمن تو ایسی چالیں چل
 ہنسکے بولادے اے شہ عالی
 نہ کہیں کوہ ہے نہ اوسین دوا
 ہندیوں کا یہ زہر بویا ہے
 اصل مطلب میرا سکا یعنی ادا
 کوہ سمجھے ہیں جنکو لوگ دبان
 اونکی باتیں ہیں ساری کام دانا
 جو کہ ہیں بوقوفے جاہل لوگ
 باتیں سن سکے جبہ ہوش میں آئے
 سیکہ سب ہڈی پڑی تھی فانی سے
 جو باتیں اونیں دہاٹھیں
 الغرض ملکہ کا رداون نے

بے زبانوں کی ہی زبان ہوٹے
 اب سنا تا ہوں بحسب فقہ
 جسکا ہندوستان میں سکنا تھا
 حکمت اندہ دزدیکوئے حکیم
 پوچھا نو مشیر طان نے اے دانا
 ہند میں چند کوہ ہیں مشہور
 جس سے مراد ہے ہی زندہ ہوتا ہیں
 ہاتھ آئیں مری وہ امرست پھل
 لوگ بٹھتے ہیں ہول کی رستی
 نہ کوئی مردہ ہے نہ اوسکو شفا
 اس میں اک تہ کی بات گویا ہے
 لفظ بیشک یہی ہیں معنی اور
 ہیں وہ فرزا نگان ہندوستان
 لوگ سمجھے ہیں جنکا نام دوا
 کہتے ہیں مردہ اونکو کامل لوگ
 نوشدارو سے مدی ہوش میں آئے
 جی اوٹھے آب زندگانی سے
 موج حشر پیکر بقاء ٹھہریں
 عقلمندوں نے خوش بیاون نے

ایسی چن چٹکے چیدہ باتیں متام
 ہے وہ زریب خسریہ شامان
 تودہ مخفی خسریہ ہاتھ لگے
 جب یہ نوشیروان کے کان پڑے
 ایک بزویہ تما طبیب دہان
 دئے ادسکو ہزار ہا توڑے
 سو سے ہندوستان چلا جائے
 چلتا پرتا ابھی نظر آئے
 بس چلا سو سے ہند وہ گمیر
 نظر و برق و تیر و آہ بنا
 ملک ایران کجا کجا پونچا
 آیا وہ شوق کا مرانی مین
 راے پر تاب چند صاحب فوج
 اوکی بستی مین آ کے بزویہ
 اک برہمن سے گتہ گیانی لہال
 دیکھا بزویہ کا جو علم نہر
 گو برہمن نے گر جو ششی کی
 خوب نظرون مین جب دسے تو لا
 بے زبانوں سے جب زبان لڑی

رکھ دیا ہے کلید و سنہ نام
 ہوا دنین سے اگر کوئی خواہان
 حکمتوں کا سفینہ ہاتھ لگے
 جان مین او کی تازہ جان پڑے
 تھا جہان گرد او چیدہ جوان
 تاکہ وہ رشتہ وطن توڑے
 جانب بوستان صبا جائے
 اور لیکر کتاب گہر آئے
 جیسے چوٹے کڑی مکان سوتیر
 صبر و فکر و موج و ماہ بنا
 ملک ہندوستان مین آپونچا
 راے رایان کی راج دہانی مین
 راے رایان شہنشاہ قنوج
 شہر مین پھپھرا کے بزویہ
 راے ہندی کے تھا جونا کابال
 برہمن نے ہٹایا آنکھوں پر
 پر بہت اسنے راز پوشی کی
 ایک دن ہستے ہستے یوں بولا
 سر مخفی سے میرا دیوان لڑی

عاشقوں کو اشارہ کافی ہے
 ہنکے بولا اچھڑی کرنا غور
 گنج حکمت کو تم کرو پا مال
 سفت میں سبکو داغ دیا جو
 اپنے شہ سے ہو سرخرو جا کر
 تم بڑے ہوشیار ہو صاحب
 بل بے عیقل کی توانائی
 مرد دانا کو آٹھ باتوں سے
 اور شہرمان بری سلاطین کی
 پوشش راز ہاے ہر کردار
 بیٹھ کر محفلوں میں کم گوئی
 یہی آٹھوں میں تھے دانش کے
 تجھ میں آٹھوں میں سب میں بڑی
 دل و دین جان و جسم دے ڈالے
 چاہیے آنکھوں سے بجالانا
 بیچ کر جان و دل کتاب تجھے
 شکر تیرا نہ مجھ سے ہو گا ادا
 خاک از تودہ کلان بردار
 دی برہمن نے او کو پنهانی

او کی محکمہ تلاش دانی ہے
 وہ برہمن اوچھل پڑانی الفور
 ہر سے اوڑتے ہوتا اوڑا مال
 سلطنت کا چرخ لیا جو
 ہکلو یون سبز باغ دکھلا کر
 تم بڑے پختہ کار ہو صاحب
 آف سے دانا یہ تیری دانائی
 جو کہ ہو عقل مند پہچانے
 بر دباری و خوشی شستن داری
 اور تشخیص محرم اسرار
 اہل دربار کی رضا جوئی
 کچھ نہ کہنا بغیر پرسش کے
 خصلتیں یہ عجب ہیں برزویہ
 ایسے انسان کو کوئی کیا ٹالے
 اس کے مجھ کو تیرا فرمانا
 کس طرح صاف ددن جواب تجھے
 بولا برزویہ تجھ پہ جان فدا
 بیچ ہے جو نامہ میں ہے قول کبار
 الغرض وہ کتاب لاثانی

لیکے ہر زویہ نے لکھی وہ کتاب
 جو میں ہر آب رفتہ آپونچا
 عفتل کی دماغ ایران میں
 آئی گمان میں بوسے پیراہن
 ہوئی سب زکشت ایرانی
 ہوا انہوہ خاص و عام سے بشن
 لیکے اوٹھا کتاب ہرزویہ
 اوٹھی اک ۲۱۰ داہ تا بفلک
 لیکیا شاہ او سے خزانے میں
 بولا ہرزویہ مال ہے کیا مال
 ذکر میرا سہی اس کتاب میں ہو
 کمانہ نے گردن میں شاد تجھے
 پھر حکم شہ سخی و کریم
 پہلوی میں لکھی تمام کتاب
 سولہون اس حساب سے لکھے
 اور چہ خود بڑا دے اوسنے
 عہد نوشتہ وان سے ایران میں
 سب ملوک بنیم نے حوست کی
 یہ سفینہ عجیب سفینہ تھا

نقل کر کے گیا وطن کو شتاب
 بحر لغت کا آشنا پونچا
 نور آیا چہ سراغ ایران میں
 پھر رہا آری جانب گلشن
 سوکھے دھانوں پہ پڑ گیا پانی
 کیا کسریٰ نے دھوم دھام جشن
 پڑہ گیا سارے باب ہرزویہ
 اوڑ گئی آسمان کی چہ پست تک
 کہ کمی اب نہ کرادٹھانے میں
 میں جو مانگون نہ رہو میرا سوال
 تار ہوں یاد اہل عالم کو
 تیری منہ مانگی دون ملا دیجھے
 لکھتے بیٹھا ہر چہ حکیم
 او میں ٹھہرا بے اوسنے سولہ باب
 دس تو اصل کتاب سے لکھے
 دوا دائل کے چالا داخر کے
 اسکو رکھتے تھے گنج پنهان میں
 یعنی اسکی بہت حفاظت کی
 بادشاہوں کا علم سینہ تھا

سب میں تھا جو درانی مشہور
 ابو الحسن جو بن المقفع تھا
 ہودہ مصروف سحر سازی میں
 پہلوی کا بدل گیا پہلو
 فارسی ہو گئی بہ آسانی
 فارسی میں کیا اسے شظوم
 جو کہ سعود شہ کا لڑکا تھا
 ابو المعالی دنام نصر اللہ
 اپنے جو ہر دکھا دے اسے دانا
 جو لکھی ہے بن المقفع نے
 ماہ منتخب اسل سی میں دکھا
 فارسی میں اسے بنا لایا
 اور الفافا سخت دیکھ لکھی تھے
 تھا سہولت کے جسکے طبع کو سیل
 چاٹا ملا حسین واعظ نے
 نظم عمدہ تمام نثر نفیس *
 چکے انوار خیم بخت کتاب
 شاہ دہلی و معدلت گستر
 شیخ ابو الفضل اکبر آبادی

جب خلیفہ ہوا ابو المنصور
 اوسنے اک بار اسکو حکم دیا
 کہ لکھے پہلوی سے تازی میں
 عربی کا جو چل گیا پہلو
 پھر حکم نصیب سامانی
 رودکی نے بھی ڈالی اپنی دھوم
 ہوا ابھرام غزنوی پیدا
 اسکا دیدار تھا ایک صاحب جاہ
 اسکو بہرام نے بلا کے کسا
 عربی کی کلیہ دمنہ سے
 ترجمہ کر کے فارسی میں دکھا
 الغرض حکم وہ جیسا لایا
 عربی شعر اومیں داخل تھے
 پس حکم امیر ششم سہیل
 نسخہ پورا حسین واعظ نے
 کیا ہی لکھی عبارت اسکی سلیس
 کم کئے اوسنے اولین دو باب
 پھر حکم جلال دین اکبر
 لکھ کے لایا زروے استاد

<p>اور رکھ کا عیار دانش نام کیا چائیں ہین قدر زہد ہین سے قائم حبان مین یا قوم</p>	<p>سولہون باب اوسین لکے تہم اب اوسے نظم کر کے ارد مین سولہون باب اس مین مہین منظوم</p>
<p>فتح الابواب</p>	
<p>گفتگو سے بزرگ چہر حکیم اور سب قیل و قال بزدویہ کہ نہ سنئے سخن سخن چین کا + ہے مناسب برائے بدکاران دوستوں کے جو یکدلی مین تھی نہ فریب عدو سے رہے نڈر پھرتے ہر مقصد طلب کا کس بیان اور انجام اس خرابی کا کس طرح دشمنوں سے پائی پیش نہ خوشا مدد پرانگی ہو بے فکر کہ جو داخل ہے رسم شاہان مین ہے خبر و سزا سے کار ضرور اور افزون طلب کے راز مین ہے ہے گزرا باری نمایان مین ان سے اور انکی باتوں سے پرہیز</p>	<p>باب اول مین ہو گئی ترقیم باب ثانی مین حال بزدویہ باب ثالث لکھا اس قرین کا باب چارم سزا سے بدکاران باب پنجم مین فائدہ لکے اور باب ششم مین دی خیر باب ہفتم مین ذکر بے خبران باب ششم مین شرتابی کا سے نوین باب مین کہ دورانیش باب سوان سے کینہ و رکا ذکر گیارہوان باب عفو عصیانین بارہوین باب مین یہ ہندکور تیرہوان باب حرص و آرزوین ہے چودہوان باب حلم شاہان مین باب پندرہوان بیوفاسی گریز</p>

سولہویں باب میں یہی ہے خبر و در گردون پر التفاس نکر

باب اول سخنان بزرگ مہر زبان بزرگ مہر

درج و انا دے کا در یتیم
یون پر و تا ہے در سلک سخن
کہ زبانوں میں بے زبانوں کی
نام حب کا ہے کر نک و در نک
دل لگی میں طائی حکمت و پند
خسر و سالون کو تا گوارا ہو
اور جب او کو فہم کامل ہو
جیسے کوئی خزانہ دفن کرے
اد کے لڑکے کے ہاتھ میں پڑ جا
ہے غرض یہ کتاب عجب وہ
پر ہے اسکے مطالعی میں شرط
بحر دانش میں خوب ہو غوص
نہ کہ سب چاٹتا چلا جاے
پڑ ہے جاے نہ سمجھے یا سمجھے
پڑ ہے بے سمجھے او کو جو بعینہ نقل

کون لیٹنے بزر چہر حکیم
یون روان کر رہا ہے کلک سخن
ہند یون نے کتاب ایک لکھی
اوسمیں دس باب سب ہیں آخر تک
تلخ دار و میں جیسے شکر و قد
کسیل میں یاد نسخہ سارا ہو
تجربہ پہلے ہی سے حاصل ہو
اور پھر بعد ایک مدرس کے
مدۃ المہفتہ چین اوڑاے
طالبان سخن کے مطلوبہ
کرے معنی میں اسکے غور بہ فرط
تاملے گوہر معانی خاص
گہانس سی کا ٹٹا چلا جاے
ایسا سمجھے تو کوئی کیا سمجھے
اصل ہے اس کے واسطے نقل

حکایت

اہلہ اندر خسرایہ یافتہ گنج

قول سعدی سے ایک دن بے رنج

<p>دل میں سوچا جو آپ اٹھاؤں میں شہر سے لاکے بار بردار می نہیں بہتہ جو بار ہا لیاؤں چند حال ایسے لے آیا سب خزانہ لدا دیا اون پر آپ پیچھے ٹھٹھک رہا حق اوسکی نظر من سے ہو گئی جب دیر کے بعد وہ بھی گھر آیا کہن افسوس ملکہ کہتا تھا اوسنے عجلت جو کے نادانی اصل ہر چیز کا سمجھنا ہے ایسا رٹنا حق نہایت ہے</p>	<p>عمارتی کمان سے پائون لیچلون دولت اپنے گہری دفعۂ سب کے سب اٹھایا جنگا گہر کوچ جانتا ہی نہ تھا تاکہ پونچھا یکن جا کے کیرے گہر تاکہ تہمت لگے نہ حق ناحق لے اوڑے اپنے اپنے گہر دو اوسکو گھر میں نہ ز نظر آیا اوڑ گئی ہاس سونے کی چڑیا رگھئی مفت کی پشیمانی ورنہ رٹنے میں فائدہ کیا ہے میں نے اسکی عجب حکایت ہے</p>
<h3 style="text-align: center;">حکایت</h3>	
<p>ایک جاہل کو یہ مسانی دہن ایک فاضل سے اوس سے الفت تھی کہ مجھے فارسی زبان لکھدے جب کہ تختی پہ لکھ چکا فاضل دیکھا کرتا تھا جب نہ تب تختی + چاہیے مجھ کو مرجبا کہنا</p>	<p>کہ کرے فارسی میں طرز سخن ایک تختی اوس سے سنہری سی لکھدے لے میرے مہربان لکھدے گھر اٹھالایا اپنے وہ جاہل سوچا میں پڑہ گیا یہ سب تختی + اب مری فارسی کا کیا کہنا</p>

ایک دن فارسی میں منہ کھولا
 اوس سے اک شخص نے کیا یہ بیان
 قہقہہ مار کر کہا کیا خوب
 کچھ تمیز آپ کو ہی ہے کہ نہیں
 اوس پہ لکھی ہے فارسی کی زبان
 اور تو کیسے کہوں تمہیں برو
 پس مناسب کہ صاحبانِ قوت
 علم کا گو جان ہے محتاج
 بے سمجھ آدمی نہیں ہوتا
 فہم سے تجربہ ہی ہو حاصل
 سیکھیں دانا دل سے طرزِ ادب
 مرد دانش سے ہو خجستہ شمار
 جو سمجھ بوجھ کر ہو دارستہ
 جیسے کوئی مسافر بد راہ
 اور اوسے راہ پر چلا جائے
 یا ہو بیمار جیسے کوئی بشر
 جانکر اوس غذا کو کھائے وہ
 مثلاً وہ بشر کہ نوئیں میں گرین
 لیکن اون میں عجب تماشا ہو

منہ تو کھولا مگر غلط بولا
 تیری یہ فارسی غلط ہے زبان
 یہی منہ جو مرے نکالو خوب
 ہے مرے پاس تختہٴ زرین
 بہترین بولوں غلط خدا کی شان
 ہے مثل اپنے منہ میانِ شو
 کسبِ دانش میں چل ہی ہوں مٹو
 فہم لیکن ہے علم کی ستیاج
 یوں نبی جی رٹا کرے تو تا
 لوگ ہوں تجربے سے دانا دل
 با ادب با نصیب ہوتے ہیں
 ہو کم آزار اور نیو کو کار
 ہو وہ دامِ بلا میں پابستہ
 کہ رہے پر خط سے ہو آگاہ
 خود لٹے وہ کیسے کیا جائے
 اور خود جانے اک غذا کا ضرر
 شاذ ہے یہ کہ مرنے جائے وہ
 نہ قضا آئے دونوں جیتے بہرین
 ایک انکھیا را ایک اندام ہو

گو وہ دونوں چلے تھے موت کی راہ
مگر اندھا تو اونچین ہو معذور
نہجید دو انگلیں اذین تیز نظر
سنکے یہ سامنے وہ منہ نہ کرے
چشم سان لاجواب ہو بینا
منزل دانشوری کا ہے شمس
وہ شریفوں میں سب سے اولیٰ ہے
جب کہ دانش سے ہوا دسے بہرہ
پہلے خود دیکھ لے تو سکھائے
پہلے خود اپنے گھر جلسے چراغ
پہلے خود آپ کو غیور کرے
پہلے خود خلق کا بنے مشاق
نہ کرے آپ کو جو پہلے ہرست
اوس سے بڑھ کر نہیں ہر کوئی ذلیل
کہ خود اک عارف نے مین مرتا ہے
جھکود نیا سے جتنی الفت ہو
مال دنیا بار بار مانہ رہا
حال دنیا اسی طرح ہے مگر
اول اسباب نے ندگی کی تلاش

تھا وہاں لحد دہانہ لچھا
عذر بینا نہ ہو کبھی منظور
پھر گرا دیکھ بہ بال کر گونہ
کیا عجب ہے کونین مین ڈوب کرے
چشم سان آب ہو بینا
کہ شریف النفس ہو اصل بشر
جسکو حاصل رہا ہے مولیٰ ہے
سہیر نہ اور دن کو رکھے بے بہرہ
پہلے خود دیکھ لے تو دکھائے
پہلے مسی مین لیکے جائے چراغ
پہلے لوگون کا فقر دور کرے
پہلے سکھائے خلق کو اخلاق
اور تعلیم پر پہنچت
ہے وہ گویا کہ اک طبیب علیل
دوسروں کا علاج کرتا ہے
اوسکو کہنے پر ادنیٰ کلفت ہو
مفت کا رنج جسا و دانہ رہا
تین امرون مین سی ہے بہتر
کہ رہے جس سے مین مین ساش

دوسرے خوش بے جا ملے رہنا
 تیسرے زار و راہ ملک عدم
 چہمین دیکھے صلاح عقل و شعور
 ہے مناسب کہ کسب مال کرے
 گو خدا رحمت انتہائی کرے
 پہر ہی کوشش کرے تو کیا نقصان
 دوزخ و پوہ آبی کی شام و بکاہ
 اوس پہنچا ہی ہے ہشیاری
 یا تو غفلت کو چنگیوں پر اوڑھ لے
 اگلوں کو اپنا استاد کرے
 اونکی ستیر پہ کر کے خوب نگاہ
 اونکے جو تجربے ہوئے ہوں بہم
 اوسی ڈھترے ہی پر چلا جائے
 رکھے اس پیر ہی پہ سب بنیاد
 بات کوئی اگر نہ یہ مانے
 عمر اتنی کہاں سے لائے وہ
 مینے مانا کہ وہ بے فرض محال
 محنتیں سیکڑ دن اوڑھائے گا
 اوس پہ کڑکا لگا ہے ہو کہ نہو

راست باز دن کا وہ کیا کہنا
 ہے کمزور تو پھر اوس کی غلام
 کرے پرہیز گاری اوسین ضرور
 پروہ کسب از رہ حلال کرے
 گوزمانہ کسی کام ہی بہرے
 پھر ہی بہو لائنو تو کوئی بیان
 بخدا ہے خدا کے دین کی راہ
 چشم پوشی ہے عین بیداری
 یا تو کل کے چھٹیے منہ پر کما لے
 حسن اخلاق اوسکے یاد کرے
 کرے کاموں میں اون سے بہرہ مند
 بس اونہیں پر چلے قدم بقدم
 اوسی چپا پے پہ کاڑھنا جائے
 کہ یہ تقلید ہے بہ از ایجاد
 معتبر اپنا تجربہ یہ جانے
 کہ ہر اک بات آزمائے وہ
 تجربے خود کرے ہزار دن سال
 جب کوئی نکتہ آزمائے گا
 نسخہ رکیمیا ہے ہو کہ نہو

چکا کما نا نہیں وہ کما تا ہے
 گو کہ اک سود ہر زبان میں ہے
 کیون نہیں سود بے زبان لیتا
 ان نصیاح سے ہو جو روگردان
 نہیں ستانہ سن ہماری بات
 فوج غم جب کرے کسی کو تباہ
 استقامت نہ ہر خطا پر کرے
 جرم کر کے نہ بہت دہری
 نام اسکا ثبات عز نہیں
 ہے سراپا اور آبِ ثیرین اور
 کرے پالغز پر جو استقلال
 جیسے بے سمجھ اور بے بوجہ
 اور وہ راہ میں بھٹک جائے ق
 کبھی پائے نہ منزل مقصود
 بلکہ جتنا بڑے وہ نا آگاہ
 یا پڑے جکے غار آنکھوں میں
 نہ نکالے وہ دروغ غلط سے
 ہے وہی مرد اور دانشمند
 منہ نہ ہوڑے کڑی اڑھانی سے

پہنچ کما کما کے خود پکاتا ہے
 اک نتیجہ ہر امتحان میں ہے
 کیون زبان کا ہے امتحان لیتا
 ہے وہ شکل آئینہ حیران
 نہیں پتیا نہ پی تو آبِ حیات
 قلعہ راستی میں لے وہ پناہ
 ہر جگہ اپنی بات پر نہ مرے
 نہیں بہتر خطا میں سرگرمی
 نہیں ہر گز یہ عزم جزم نہیں
 آب اور آبِ غنچہ کین اور
 ایسے بد راہ کی یہی ہے مثال
 کوئی اک سمجھ جائے بے پوچہ
 چلتے چلتے ہزار تھک جائے
 ادکی کوشش تمام ہو بے سود
 ہوتا جائے اوسقیدر گمراہ
 درد ہو بے شمار آنکھوں میں
 ہاتھ دھوئے کہو بھاری سے
 جو خدا کی خوشی پہ ہنر حسد
 جی نہ ہارے بلائیں آنے سے

<p>پھر ہری تدریس کے بازار ہے جو پڑے کوئی عہدہ تقدیر جو کہ اپنے لئے کرے نہ پسند کیونکہ ہر کام کا ہے بدلہ ایک ہے نتیجہ ترے عمل کے ساتھ پس مناسب ہے جو پڑے یہ کتاب دیکھتا اور بھالتا جائے جب کہ مطلب سمجھ لے اپنا تمام اسکے آگے ہن سب کتب بیکار</p>	<p>درہمست ہمیشہ باز رہے صاف چل جائے ناخن تیر دوسرے کے لئے کرے نہ پسند بد کو ملتا ہے بد تو نیک کو نیک تے تو اس ہاتھ اور لے اس ہاتھ چاہیے ہو بغور معنی یاب اپنا مطلب نکالتا جائے اوسکے موجب کیا کرے ہر کام یہ نمونہ ہے بہت برا خرواہ</p>
--	--

باب دوم برزویہ کی کہانی اوسکی زبانی

<p>میرے ساتی ذرا شراب مجھے ایک بوند ایک گونٹ ایک جلو جب تلک مانگے جاؤں لا لڑبا کرے دریا سے جو طغیانی فکر کو کر دے جو ش بادہ صاف بچ ہو سب پھٹک کے یکسو یہ یوں گنڈا ہاتا وہ شراب سخن کہ مبرا باپ اک سپاہی تھا</p>	<p>تعمیم نے کیا کیا مجھے ایک جام ایک شیشہ ایک سبو جس قدر میں پیوں پلائے جا پہیرے میرے خمار پر پانی کھن دریا سے ہو زیا دہ صاف بک اٹھوں داستان برزویہ یوں دکھاتا ہے آب و تاب سخن مرد میدان کچلا جی تھا</p>
---	--

حال مادر ہے سب پہ روشن
 دشتہ عالمان زردشتی ڈ
 جب مری عمر کے ستارے کا
 ساتویں سال میں قدم رکھا
 باپ مان پڑھنے کو بٹھا فرنگے
 جیسا سن میرا پڑھتا جاتا تھا
 پڑھتے پڑھتے مجھے ہوا یہ شعور
 ہو کے آگاہ اصل نقل سے پھر
 کہ ہر اس علم کے نتیجے چار
 ایکٹ تو جمع کر کے کچھ زوال
 یا کروٹن ایسا کار دنیا میں
 یا کروٹن وہ نبی عالم میں
 یا کہ ڈر پردہ سب سے ہو کے جلا
 میں تو پہلے سے جانتا یہ بات
 جو کرے جس جگہ علاج جلیل
 اس میں دنیا کا فائدہ اک سمت
 ہے مفاد اس میں دین و دنیا کا
 کہیت ہوتے ہیں جہ طرح سو کسان
 منون غلہ و کاٹ لاتے ہیں

گبر و آتش پرست سخی مادر
 لعل و دودمان زردشتی
 ہفتین چرخ پر دماغ گیا
 دوش پر ہوش کا علم رکھا
 مجھ کو مکتب میں طب پڑھانے لگے
 دیا دل دیکھ پڑھتا جاتا تھا
 میں طبابت میں ہو گیا مشہور
 راسے لی میں نے پیر عقل ہو پیر
 کس پہ رکھوں میں اپنا دار و مدار
 باغ عالم میں مثل گل ہوں نہال
 کہ رہے یادگار دنیا میں
 کہ سچے واہ واہ عالم میں
 رہوں میں طالب رضاے خدا
 کہ وہی ہے طبیب نیک صفات
 سمجھے اس میں رضاے رب جلیل
 اور خوشنودی خدا اک سمت
 وہ مثل ہم نواب و ہم خرم
 پاک کے طیار ہوتے ہیں جہان
 چار بیلون کا مفت پاتے ہیں

<p> الغرض میں نے بعد رفتہ قبول کہ کمر باندھ کر مذاوا پر یوں ہیں چند سے بسر ہوئی میری میں نے دیکھا کہ اور مجھے طبیب جو پہ سختی سے دن گزرتے ہیں تھایہ نزدیک سوچ کر یہ اسے کہ یکا یک ثبات کا شکر نفس سے کش کو پا مال کیا دیکھ کر میں نے دل کے پانڈاز </p>	<p> راے چارم کو کر لیا مقبول ہو اراضی راجھا سے سولا پر پھر طبع پر نظر ہوئی میری کایا بی میں میں بلند نصیب اور وہ لوگ چین کرتے ہیں راہ تسلیم سے قدم ڈگ جاتے دشمن نفس پر گرا اگر ٹوٹا خنجر صبر سے حلال کیا اس طرح کہین نصیحتیں آغاز </p>
--	--

غزل

<p> تجھ کو حاسد وہ جوش سودا ہے تیرے افلاس چہ ہو کسے نام روشن کی کا ہو تجھے کیا اوٹلی قسمت میں ہے وہ پاتے ہیں اس حد سے تو خون تھو کے گا جائے عالی ہے عالم علوی لوٹ ہو دیکھ کر نہ سبغ و شید بندہ حصد و آذ ہے کیوں قد تجھ کو درپیش ہے وہ سخت سفر </p>	<p> کہ حد ایک خار صحرا ہے سمجھ حد نمون پہ پیاب ہے مفت ناری جلا ہی مڑا ہے تجھ کو کیا کچھ ترا اجالا ہے یہی سو مان روح فرسا ہے جو دنی ہے اوی کی دنیا ہے ارے بچوں کا یہ گھر زندا ہے کچھ ہی تجھ کو خیال سولا ہے ہر قدم پر ہیں حسین لاکھ خطر </p>
--	---

نہ کوئی سیر کاروان طریق
 جا بجا ٹھگ جا بجا تذوق
 کوچ نزدیک اوس پر غم کا جو دم
 دیکھئے آدمی کی یہ ہیکل
 جس کا ہے بیخ زندگی پر مدار
 گر کیے زین چار شد غالب
 جیسے ڈھانچا بنا دوسرے کا
 بیچ میں سب کے ایک کیل لگاؤ
 کیل دم بھجے اگر مو جائے
 تن سے یوں ہین جو دم نکل جائی
 جسم ٹھٹھا ہو رنگ پیلا ہو
 سب یہ مٹی کا کام مٹی ہو
 پدر و مادر و زن و فرزند
 جیتے جی کے یہ ساری رشتے ہین
 اسی شادی نہ جان یہ غم ہے
 کان دھرا اپنی سانس پر تو ذرا
 اونکی خاطر کیا رہا ہے تو
 دھیان اونہیں کی جی جاگتے سوتے
 جمع کرتا ہے مال اونکے لئے

نہ کوئی آشنائے کوئی رفیق ہو
 ہین جو ساتھی وہ سب ہیں اہل نفاق
 وقت رخصت مگر نہیں معلوم
 ایک خاکی و قدرتی ہے کل
 چار پرزے ہین اوس پر غم چار
 جان شیریں برآمد از قالب
 عضو عضو اسکا ایک ایک ہو جا
 کہ ہر اک جزو کا ہو اوس ہی لگاؤ
 ساری مورت تتر بتر ہو جائے
 ساری ہیکل ابھی بدل جائے
 جسم کا بند بند ڈھیسلا ہو
 اینٹ کا گھستام مٹی ہو
 دوست احباب اور بہائی بند
 سب ترے موت کے فشتے ہین
 بلکہ غم سے بھی مرتبہ کم ہے
 الفراق الفراق کی ہر صدا
 جان اپنی کھپا رہا ہے تو
 اوڑ گئے تیری عقل کے توتے
 مجھے سن یہ مثال اونکے لئے

جیسے سداؤ عود دان میں عود
 عود ہوا آپ جلکے خاک سیاہ
 کون سمجھے کہ عود جلتا ہے
 یا کوئی بحسب طرح جلائے شمع
 شمع کو سوخت ہے تو بزم کو نود
 بزم کو کیا جلے تو شمع جلے
 الغرض سب میں چڑی آسان
 لیکن اوس میں یہ التفات نہ کر
 ہر طرف شور اوٹھے حکیم حکیم
 بلکہ ہر دم یہ تیری نیست ہو
 حق نما ہو ترا دل صافی
 تاکہ دست شفاعت ہو جائے
 راہ حق پر علاج کر کامل
 لوٹ دینا سے جو کہ پاک نہو
 ہو مداو امین جو کوئی طامع
 دل میں سوچے کہ کون ٹھوکرین کہا
 کون جانے کہ حشر میں کیا ہو
 یوں ہے وہ جیسے کوئی سوداگر
 اوسے پڑ جائیں دامون کر لائے

کرے سب کو معطل اوس کا دود
 ہونہ اپنے شتمیم سے آگاہ
 کون سمجھے کہ تو بجھتا ہے
 ساری مجالس کو جگہ گائی شمع
 شمع روتی ہے بزم ہے مسرور
 لوگوں کو کیا کیلے تو جھکو کیلے
 کہ ہو شغل علاج بیماران
 کہ مجھے سب بٹھائیں انکھوں پر
 دین سب اوٹھ اوٹھکے سر قد متعظیم
 جس پہ ڈالوں میں ہاتھ صحت ہو
 دل سے ننھے پہ لکھ ہو انشانی
 ہاتھ چپ پر پڑے شفا ہو جائی
 غرض دینیوی نکر شامل
 دے وہ اکیر بھی تو خاک نہو
 کرے اوس کا ثواب بھی ضایع
 کون نسے پہ اپنا نقد گنوائے
 یہیں بلجائے جو کہ ملنا ہو
 مال کو رکھے رکھے گھبرا کر
 اوسے پونے وہ بیچ ہی ڈالے

جب کیا میں نے نفس کو عاری
 گل امید رنگ لانے لگا،
 پختہ کاری کے پھل اترنے لگے
 بیروانی کے گل گئے خرمن
 لگا کرنے علاج ہر بیمار
 وسعت رزق کا بھی ڈھنگ جما
 قدر دانوں نے قدر دانی کی
 ہوا منظور چشم سلطان
 کبھی خلعت ملا کبھی انعام
 اثر علم بے بین غور ہوا
 اصل صحت پر آئے جس مزاج
 نہ کہ سے عود چھڑے بیماری
 عارضہ کیا کہ او سکی جڑ جائے
 ہر عیش ظاہری علاج ہے

کر کے ایسی نصیحتیں کاری
 دوحہ مسلم لہما نے لگا،
 خوشہ ہاتھ عمل اترنے لگے
 راست بازی سے بہر گئے دین
 ہو کے بے لوث و بیرون اکبار
 رفتہ رفتہ جو میرا رنگ جما
 محسوس بانوں نے مہربانی کی
 جوش پر آیا فضل ربانی
 ہوئے طالع بلند چمکانام
 جب میرا یاد دور دور ہو
 کوئی سوچھا نہ مجھ کو ایسا علما
 امن کلی ہو جس سے اکباری
 درعلت میں قفل پڑ جائے
 جب یہ کیفیت مزاج ہے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۰۔ سنہ فقی ہو سحر بنکر جس سے شب مکان کا
جب توڑ کے ہر ٹکڑا کا پڑے سی جیون بھانکا
صحرا امرا سینہ تہادہ اوس میں غزیرہ تھا
اک طرفہ رقمین تہادو نون نے کیا سا جا
سمجھے تھے حبیب پنا اوس سے نصیب اپنا
وہ یوسف سنجیدہ وہ خواجہ سبتم دیدہ
خلق او میں جو پایا ہے اپنوں میں ملایا کر
وہ پر تو کامل ہے وہ نور مقابل ہے
سُخ اور کا جو پاؤں لگا کام اپنا بنا دن کا

وہ مہر قیامت سے طلع مئے دیوان کا
چاک اپنے گریبان کا جادہ تہا بیابان کا
مٹی میں دفینہ تھک گنجینہ پنہان کا
الفیس نے مجھے پر کما جرم سے مجھے آن کا
نکلا وہ قریب اپنا رشتہ تھا گر جان کا
تھا فتنہ خواہیدہ اوس زگرستان کا
صوفی نے بتایا ہے مشکل اوسے انسان کا
وہ جو ہر قابل ہے ائینہ اعیان کا
ائینہ دکھاؤں گا میں دیدہ حیران کا

گو ذرہ عالم ہوں پر وصل سے محرم ہوں
 سینہ مراد روشن ہے یا طور کا دامن ہے
 وہ پاک محبت سے اک نور کی وحشت سے
 کیا مشترک دھڑکا ہے غور شید ہو ہر کا ہے
 لا حول ولا قوۃ انسان کی کیا قدرت
 قاصد ہونہ بہت میں کرسی طریقت میں
 گو دل مر ازندہ ہے پر نفس کشندہ ہے
 ہر شیاد دل آگہ نامت حسیل اللہ
 پھانسی سے ہن دل پر غم ہر حلقے میں ہر ماتم
 اس دشت میں ہن اکثر پا مال بلا سہر
 دل تنگ ہے دنیا میں یا آگ ہے خار امین
 خود بوجہ خودی کا ہے خود نفس دل بچتا ہے
 جو معتبر رہی سانوں سے ہوا پر ہے
 تعویذ لید پایا جب دھڑکے چین آیا
 سبحان تری قدرت آسودہ ہے سب خلقت
 تھا حق تک تیرا آفت سے نہ منہ پھیرا
 قربت میں جو دم ٹوٹے وقت کا تو غم چھوٹے
 جب اسم ترا دم ہو گرتے ہی یہ عالم ہو
 جس وقت ذرا تیری رحمت کی چڑھی ندی

میں قطرہ شبنم ہوں اوس صحران کا
 یا وادی امین ہے یہ موسیٰ فلان کا
 دروازہ بہشت سے چاک اپنے گریبان کا
 اک نور کا تڑکا ہے میری شب بھیران کا
 غم کرنے سے بدعت شاگرد ہوشیطان کا
 معراج حقیقت میں دل عرش ہے زندان کا
 یہ گرگ درندہ ہے اوس یوسف کعبان کا
 پایاں میں لکڑتا رہ جو کام ہو عنوان کا
 ادن گیسٹون پر عالم ہے شام کے زندان کا
 دستا بخضر کر کے جادہ ہے بیابان کا
 یادست زینب امین دامن کعبان کا
 خود میرے تیرے پاس ہے گوشہ سے دامان کا
 وقف رہ مصر پر خرم سے دہقان کا
 تعویذ یہ لکھوایا اس خواب پر نشان کا
 پھلی کی کرین دعوت یہ منہ ہر سلیمان کا
 ہے زخم جگر میرا مہسان نکلان کا
 خنجر کے منے لٹے زخمی ترے پیکان کا
 ہر درک جہنم ہوا یک تخته گلستان کا
 بس ناؤ ہے کاغذ کی ٹیڑھے عصیان کا

منوں سے ہر عنوان مشکور رہا ہر پان	سبے ہر دوقی دیوان دفتر ترستہ اسان کا
ہر نفا میں معنی کا اک شور ہے شونی کا	سے قدر ہے پنج پچھ کا سعدی ملکدان کا
<p>۱۵</p> <p>راہ نجات و معصیت رہا جلیل کا طوطی حنظل زن ہو جو بارش جلیل کا سیر اسباو کے نہیں سے ہرین بلذی حیات مانند مددک نرہی طاقت تمام فرعون اور تبت ہو دعوی ہر سری و اعظمت تو کہ عہد دل کو خداست دور سالک رہ نما میں نہ ہر شکا کسی تکبر ممکن نہیں کہ تیری کہانی تمام ہو بقراط کیا سیج سے ممکن نہیں طمان کیون اس قدر ماوٹا ہے ہول سر جڑا سما شیرین ہے جس کو کام انا طالع العرب یہ آپ ہی کا دل ہے دیان غنڈہ کو بیت زنی میں بھی غلام کرو گناہ اجنا اس پاؤں سے بکا بیتن اک آہ پاکچہ</p>	<p>پہل بگیا معصا سے قلم و وکیل کا ناسے کو مرتبہ ہو چہرہ بربیل کا پانی پیٹے ہوئے میں یہ ہلکے جیل کا یار جو ہوا تری چشم کھیل کا شاید بکا دیاست کہین ماٹیل کا احوال کیا سنا میں معاصیل کا سنگ سحر سے کام لیا سنگ میل کا دفتر ہزار بار کھلے قال و قیل کا مٹا نہیں خزان ہی تیرے علیل کا اک کنکرہ سب یار کی قصر جلیل کا شوریدہ و فریفتہ ہوں اوس جیل کا جس بکا کہ کا پتا ہے بکا جیل کا نہمہ صبح کو خدا نکا کائے جیل کا یون نظر کرنا ہوں میں کوس جیل کا</p>
دشمن اگر تو کسرت ندبان قوی ہے است	سے قدر تھے مال سنا جلیل کا

<p>۱۴ معلوم ہے آغا زہ نجب ام خدا کا پایا جو کرم ٹوٹ پڑے ساری خلائق خالی نہیں حکمت سے کبھی فعل حکیمان ہو خاک وہ دل جو نکرے یاد آئی ہر فصل میں ہو جاتی ہیں فصل کی چیز ہے خانہ تن مظهر انوار آئی یہ ماضی چوڑیہ سود انہیں چھپا جب نام سنوا دے گا کہو جل جلالہ سب ذکر کیا کرتے ہیں جن و ملکائیں ہر بار گزر جائے زشت تو نگی گواہی بالفرض جو سیکین بر جبریل کو بروا خالق کی عنایت ہے خلائق کی شفاعت اکملت لکم دینکم اتممت علیکم ہیں آل نبی نوح پیبر کا سفینہ حیدر کا عدو دشمن احمد ہے مقبر</p>	<p>آگے جو بڑ ہے کوئی تو پہ نام خدا کا اللہ غنی فیض ہے کیا عام خدا کا ہے مصلحت آمیز ہر اک کام خدا کا پھنسیا سے وہ طائر جو نہ لے نام خدا کا بٹجاتا ہے ہر قسم کا انعام خدا کا یہ دیدہ و دل ہے کہ درد و بام خدا کا کیون ہوتا ہے تو مورد الزام خدا کا تعظیم کرو نفس رض ہے اگر نام خدا کا وحش و حشر است او دود و دام خدا کا تو نام رٹا کر سحر و شام خدا کا پائین نہ پٹا طائر ادا دام خدا کا دیتے تھے محمد یونہیں پیغام خدا کا تقیر ہوا خلق میں انعام خدا کا ناجی ہے ہر اک بندہ اسلام خدا کا احمد کا عدو دشمن ناکام خدا کا</p>
<p>ہے بعد ولایت کے یہ رتبہ عجب ہے قدر شاعر کو ہوا کرتا ہے الامام خدا کا</p>	
<p>۱۴ لکھتا ہے وصف غازی لدل سوار کا کیا خوف جبکہ ابلق لیل و نہار کا</p>	<p>نیزہ بلند ہے سلم حق نگار کا دامان زین سے ہاتھ میں لدل سوار کا</p>

ساقی سے غدیر کا سا غریب رہا ہے سوار مر کے جان نصیری میں آگئی موتے ہیں ہم فقیر جناب اسیر ہو کرنا مدد صراط پید شاہ ذوالفقار لکھا جو وصف آپ کا معراج ہو گئی جا کر مئے بخت میں جسے خون قبر ہو حُب علی جہاں ہین باغ مراد ہے کس سے بیخ پوش کے لئے ردیا ہو نہیں اپنا ہر ایک مصرع تر تیع تیز ہو کیا کیا کوئین جن کا تے ہرین نیاسن شنا	ہنگام نزع وقت سے میرے غم کا پانی تھا شاید آب بقا ذوالفقار کا دُرخفت ہو سنگ ہمارے مزار کا کیونکر کئے کا راستہ خنجر کی دہار کا پونچا دماغ عرش پہ اس خاکسار کا دھڑکا سوال کا ہے نہ لٹکا فشار کا یہ راستہ ہے خلد ہمیشہ بہار کا یا قوت سنگ سے ہے موت مزار کا جاری زبان پہ وصف رہی ذوالفقار کا کیا کوئی اعتبار کرے یار غار کا
سلمان و ابن یاسر و مقداد و بلو ذرا یک شیمی مرا طریق ہے آگے خدا کا نام تاریکی لحد کا نہیں دل میں دوسرے	میں ہوں جو معتقد تو انہیں چار یار کا بیشک علی ہی نام ہے پروردگار کا حُب علی چراغ ہے اپنے مزار کا

دن پیر و شنبہ و جمعہ و خورشید یا علی

شاکی بہ قدر گردش لیل و نہار کا

خم سے جام شراب نکلا ہم خواب میں جانتے تھے ہے وصل دوڑ دوڑ و کلیسم دوڑ و آنکھوں میں کہتا تھا وہ گل تر	۱۸	کھسارت آفتاب نکلا آخر وہ خیال خواب نکلا وہ بام پہ بے نقاب نکلا استکون کے عوض گلاب نکلا
--	----	---

<p>گو خون بلا حساب نکلا دل کو وہ بھی خراب نکلا پوچھٹکی آفتاب نکلا ہر اشک شراب ناب نکلا اک مطلع آفتاب نکلا سچا مرثب کا خواب نکلا یا آئینے میں جناب نکلا بارے تیرا حجاب نکلا پستان بکر شباب نکلا ایک ایک درخوش آب نکلا کا کل سے نہ بیچ و تاب نکلا مغرب سے جب آفتاب نکلا لے گھر میں ترا جواب نکلا</p>	<p>فصدون سے گیا نہ اپنا سودا لاکھوں میں چنا تھا اک خداوار خط بنگیا صاف ہو گیا منہ دیکھو غم عشق چہم مخمور چسبہ اجب دا غدار دل کو آج آپ نے نصیب جاگے دل میں ہوا آبلہ نمودار * غش کما کے گل میں شعلہ طور کیون ترک نہ سکے انگل کی سمجھاتا میں جنگو اکلمہ میں شک رستی تو جہلی مگر با بل سو کر شب وصل میں کب اٹھے اچھا ہوا اور آئینہ دیکھ</p>	
	<p>۱۔ قدر زرین نے جب دیا شہر سے یا بونتراسب نکلا *</p>	✓
<p>کام کر جائے سپاہی نام ہو سوار کا ملکے گلہ ستہ بنا ہے حسن کے گلزار کا جائے مردم آنکھ میں پیدا چو شیر کا شہر ہے دستار کا گفتار کا فترا کا</p>	۲۲	<p>ہو گیا ابرو کی سفاکی سے شہر یار کا لال دُور سے کالی آنکھ میں گور اکٹر یار کا ہوں وہ طالب شوق ہو مجھ کو اگر دیدار کا تسے کل محبوب بیل بند شرمندہ تدر کا</p>

<p>کیا خوشامد ہے اس زخم دامندار کا بوجہ ہلکا ہے کہین تسبیح سے زنا رکا</p>	<p>بہر نہیں سکتے سلیمان ہی تھے سائل کل نہ واقعی اسلام کا پیکر ان سے کفر سے</p>
<p>دم گلے میں آسکے اٹکا ہے ترسے بیمار کا پڑھ گئے کوٹھے پہ ہمنزینہ لگا کر دار کا وہ اندھیری راستہ تلو و نمین پہننا خار کا شہرہ سن سنکر تھاری گرمی رفتار کا پساندنا شکل نہیں کچھ یار کی دیوار کا جس طرح پہرے نہ ٹوٹے مردم بیمار کا وصف لکھتا ہوں تمہارے مصحف خسار کا واہ کیا چمکا ستارہ دیدہ بیدار کا پورا چربا ہوں میں ابراہیم کی گنار کا بنگیا محراب کعبہ خیم تری تلوار کا نخل گل میں یاد آتا ہے نکلنا خار کا دیکھ پایا گھر فرشتوں نے دل بیمار کا آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا اور خزرگان پری سایہ ہے ہر اک خار کا گل وہی گل ہے جو طرہ ہو تری دستار کا</p>	<p>کوچہ شہر کے کیا تیرا محل نزدیک سے مثل عیسیٰ اونکی خدمت میں رسائی ہو گئی زلف و مژگان دیکھ کر یاد آگیا شہزاد آتش خیمت میر قفقس بنگیا بک در ی جانے واسے خلد میں جائینگے مہمت چاہے عید کو میخانے میں ہم رہند پونچے اسطرح ہوں میں شاگرد خدا تران کو کر ناموں نظم رات کو انکھوں کے نیچے ہر گئی تصویر یار واغ سوزان پول میں تیری محبت میں مجھو سرجہ کا ہے مثل ساجد ہرقتیل عشق کا گالیان دیتا ہے جب مجھ کویت نگین جلاز آتی ہے جب فصل گل پڑ جاتی ہیں سینہ میں غ قالب خالی کی آبادی ہے اونکی ذات سے غول لکھنویں روشن ہیں مے صحر کر پول دل وہی دل ہے جو رہتا ہو ترے سر پرتار</p>
<p>قد ر کیا اصلاح غالب سے مری شہرت ہوئی وہ مثل ہے باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا</p>	<p>طبرہ</p>

<p> پتا لگا پلے غفا کے آشیانے کا قدم رسول ہوا پتہ آستانے کا کہ چار شانے گرا چیت فختہ شانے کا یہ لاغری ہے کہ تنکا ہوں آشیانے کا گلے پڑو جو مزہ ہو گلے لگانے کا جو کس گیا کہیں ختم مرے فسانے کا بنا بہشت کا دروازہ ایک لانے کا یہ روز رنگ بدلتا ہے ہر زمانے کا سیاہ رنگ سہرت بت پہ شامیانے کا یہ مختصر سا ہے میدان مے فسانے کا نشان ملا ہے سمندر کے آشیانے کا بتا دے راستہ کوئی شر جانے کا کہ سنگ سزمہ ہوا پتہ آستانے کا مثال چرخ ہے اوند ہا چلن زمانے کا جڑ و مزار پہ سنگ اپنے آستانے کا چمک رہا ہے کلس پیر اجمانے کا کہ وہ کلیں تو قیض ہی خزانے کا یہی تو راستہ ہے دلیں آئے جانے کا کہ بند کول دیا مشک کے دہانے کا </p>	<p> ۲۵ عدم سے لائے ہیں مضمون تری دیانے کا شرف بڑا گیا قاصد غریب خانے کا سڑپ کے دن نے وہ پھینکا گنہ کا پشانے کا جلانہ دے کہیں ہو کے مین باغبان مجھ کو ابھی تو عاشقوں سے دور دو بہا گئے ہو گریگے جہوم کے خواب جل میں کر دبی چارے شک سے ملتی ہو کر بے یار کی راہ کہی ہو روز کہی شب کہی سحر کہی شام یہاں ہی شامت اعمال نے چھڑا ستا ہوا بند ہی ہے بیابان بندگی مجھ سے ہمارا سینہ پر سوز دل سے روشن ہے بہنگتا پرتا ہے مسجد کی راہ میں داعظ جو تیرے درپے ملین آنکھیں دید بازوں نے کوئی جہان مین اگر ٹھہر نہیں سکتا اسی بہانے یکشتہ رہی قدم کے تے تمہاری آنکھ پر آیا مردل روشن تمہارے ابرو و خال جبین سے بچہ کیلا نہ میری آنکھ سے چھپو نہ ٹھو کریں کہاؤ ہوئے ہیں ہر بہن کو مزہ سی جاری اشک </p>
---	--

<p>کہ اوس نگاہ سے منہ نہ پر گیا جو بانے کا کہ یہ نشان ہے قارون کے خزانے کا ہو ادہ خلق میں محتاج دانے دانے کا چھنا ہوا ہے جگر کیون تمام شانے کا کہ چھپے بار نہ پانی کا ہونہ دانے کا</p>	<p>بل کے پینترے نیاں بتائیں ایسی لکھا ہوا ہے ہر اک کیمیا کی بوٹی پر تمہارے خال کے سوکے جسے نہ پیرا یہ پہلے کس کسی بٹیاب کا کلیجا تھا قفس میں بلبل تصویر ہون میں اے صبا</p>
<p>گر گیا آپ عدد ڈٹال جائے لے قر کہ منہ کی کمانا ہے چوکا ہوا نشانے کا</p>	
<p>سما ہے حسن بادل ہٹاتا رانگل آیا ملع تھا کہ سونا اوڑ گیا تا نسا نکل آیا گئے جبرائیل میں اک نہاک اپنا نکل آیا بہان میری لحد کو دی وہاں تلو نکل آیا لفافہ کو تے ہی اک ورق سا نکل آیا خدا نے خیر کی تقدیر کا لکھا نکل آیا ہٹو کر جانے دو صبح کا تارا نکل آیا جہان کچھ گرد بیٹی ناقہ لسیا نکل آیا چہا جب پانچین سر سر کا نسا نکل آیا غضب جو بن نکل لے عجب سینا نکل آیا خدا کے فطرت میں جس جگہ ڈبا نکل آیا گریدی جب مری مٹی اک ایٹنا نکل آیا</p>	<p>تری پٹی جو سر کی خال باتے کا نکل آیا شباب اپنا جو گزرا کلجھا پھر نکل آیا ازل میں رہا تار و خون کیا نسا نکل آیا خدا کیا مار و نامرے پر ہی نہ جائیگا جواب صاف ہیجا اوس نے درپردہ تیرا معاذ اللہ تعزیرات عصیان مجھ نہ تیرے دکھا کر وصل میں تجھنی گلے کی بار کتا ہی یہ جذب عشق دیکھو خاک اور تاج جلا جھوٹا سر پا آبلہ میں بگیا ہوں دشت و شت میں ہوئے طیار باز و واہ کیا شانی بہر تیر مجھے ہوش اکیا جب غلو کا عشق باری میں پتہ دل کا لگا ہے یا کو میری ستانے سے</p>

<p>یہ سنکر نہ تہی گلیں ہرٹ میں صفا چھانک لیا جہاں جنبش ہوئی نہ تہی سے مے نالاکھ لیا مے پر خیر بار سے کچھ نہ کچھ ستا نکھ لیا اجی جو بندہ یا بندہ جہاں دموند نکھ لیا لحد پر ضیہ فولاد سے غفت نکھ لیا اسے یہ کوٹھری کا جل کی تھی کو نکھ لیا یہ دل تڑپا نعل میں اک طرف پڑ نکھ لیا</p>	<p>✓ کما میں نے تم آؤ گے تم آؤ گے تم آؤ گے جس ہوں درد دل ہی چکے بیٹھو ہر چھ دو سال یا رہو گا قبر میں آخر ہی ٹھیری میں وہ اللہ رستا تھا تو زار چہ نہ ہوتا دہان یا رکی الفت نے مجھ کو مار کر کما ہے سما کر یا رکی آنکھوں میں تو کیونکر چکا دل مری بیتا بیان میری چپاڑ چپین سکتی</p>
<p>بنالے قدر کس خوش رو پیتری آنکھ پڑتی؟ گر ہے پڑ پڑ گئے آنکھوں میں نہ تہی تیر نکھ لیا</p>	
<p>دور ہوا اہل سیف و اہل قلم کا غنجیہ کہلا اس صبا سے باغ عدیم کا او سکو بہر و سائین خدا کے کرم کا عشق میں ڈنکا ہے اپنی طبع و علم کا مجھ کو نہیں اعتبار قول و قسم کا + صبح کا تارا فلک پہ شام سے چمکا مشک سے بیان آہواں سہم کا یونہی نہیں ہے شمار تیرے ستم کا ایک اشارہ ادھر ہی چشم کرم کا اڑنے لگا یہ غبار نقش قدم کا</p>	<p>۱۹ ابرو موعے بتان کا عشق جو چمکا فکر سے عقدہ کہلا دہان صم کا واغظ بیچارہ کیا گناہ کرے گا سینہ زنی جب میں ہی کہہ کر ہر خوب پھنسے آج آپ جانے نہ بنگا قہر ہوا کوٹھے پر نقاب اولٹا چہرے پر آنکھیں ہیں وہ آنکھوں میں کا جل جیسے نہیں اے فلک شاد کئی گنتی ایک پیالہ ادھر ہی ساتی محفل خاک نشینان عشق ہو گئے برباد</p>

<p>آس ہو کچا آس ہو نہ یاس ہو کہہ یاس دم پہ مجھے ملاتے ہیں آپ غضب سے ہو گیا طیار میرے روئے کا گنبد دل کی تمناؤں کو مٹاؤ نہ صاحب تیز زبانی پر ایسی تنگ دہانی گات پر رکتی ہے ہاتھ ہو گیا ثابت گہل کے بنو کا میں تیرا خط کھ پا عرش نشینان صلح سیر کران ہین</p>	<p>ہکو خوشی کی خوشی ہے غم ہی نہ غم کا ابو بہر و سانہین سہ ایک ہی دم کا تو وہ بنایہ تمہارے تیر ستم کا چاہیے کہ صید آہوان حرم کا حل ہوا مسئلہ جود و عدم کا کیون نہ تو تیر کہ سہ یہ عینہ صفر کا مشکے میں ہو گا غبار تیرے قدم کا کوٹھے سے کوٹھا ملا ہے دیو حرم کا</p>
--	---

عمنزہ و ناز و اد اکنا یہ اشارہ
سب پر کشمہ ہے یا قدر کے دم کا

<p>یا داکھوں کی ہوئی ابروؤ کا دہیان ہوا ۱۳۳ پہلے وحشت ہوئی پہر لکھو ترا دہیان ہوا منتین کر کے بتو آپ سے حیران ہوا اک کھ خاک سے دیکھی تری جنت کیا جب کہا چشمہ حیات سے دہن کئے لگے ہجرت سے موت نے یا ناز و ادانے مارا میرے دل کو تری آنکھوں نے اڑیا ہوتا آیتیں آگہیں ہین خط سبز ہی بار و ہین مرقد غیر کو کیوں تنے لگا لی ٹھوکر</p>	<p>دیدہ دل میں مے تھرکا گھسان ہوا ہو کے دیران مزار باغ پرستان ہوا اب بولو گے تو لو قدر سلمان ہوا مورچہ کوئی بن کوئی سلیمان ہوا لیجئے اور نیا مجھ پہ یہ طوفان ہوا انہیں دو چار میں ایک ادہ کا احسان ہوا اپنے قرآن کا اللہ نگہبان ہوا یہی مل جل کے تو زار کا فتن ہوا کوئی مر جائے گا اتنا نہ تمہیں ہیان ہوا</p>
--	---

<p>لاکھ تو تائیہ رٹا پربھی نہ انسان ہوا مسجد میں سوئی ہوئیں تنگدہ انسان ہوا ملک الموت مجھے یار کا دربان ہوا</p>	<p>مردم چشم کے پائے نہ اشاری رہے نیک و بد میں نہیں رونق وہ زمانہ آیا آمد و رفت نفس تھا مرا آنا جانا</p>
<p>خاکساری میں فقط ہوش سنبھال دینے قدر سے خاک ہو خاک سے انسان ہوا</p>	
<p>گنبد فرار کا ہے کہ بیباک شراب کا کشتی می سے بہتا ہے دریا شراب کا نشا ہے تھکے کوٹھن کا زکاء شراب کا بوٹل سے رنگ پھوٹے نکلا شراب کا بالو گھڑی ہوا ملر شیشہ شراب کا ہر خط جام میر احمد کا شراب کا بجاسے ہر حجاب پیالہ شراب کا تم اور ہکودیتے ہو چھینٹا شراب کا دریا پہ یہ چڑھاتے ہیں بیڑا شراب کا پیتے ہی پہول لگ گیا کاٹا شراب کا کچھ قحط ہے گندک کا نہ توڑا شراب کا بالکل ہے گوشت پوست ہمارا شراب کا جتنا ہے درد تہ میں مصفا شراب کا دریا بہا دیا لب دریا شراب کا</p>	<p>۲۱ مرنے پہ کس گیا مر پینا شراب کا اوس آنکھ سے ادبیتا ہو نثار شراب کا کھڑا غضب کا رنگ ستم کا بلا کی آنکھ اونکے گلے سے پان کی سرجی ہوئی عشر نگہ تہا دل و فکر ہی جرح سے اے محنت بنے علم سے قدح حمد نامہ ہے دریا میں تو نہاے جوئے ست جام ناز و اعطایہ ہم سے وصف شراب طہور کا وہ مری چشم سے لڑا تے ہیں چشم بست چوتے ہی گال خار مرہ دلمین چھپے لخت جگر کے ساتھ سلامت چشم تر دوڑی ہوئے رگوں میں ہمارا جہاں اہل صفا سے اہل کدورت بین کیوں ساقی گہل گیا مے رونے پہ استقر</p>

ہے ذکر مثل قنقل مینا شراب کا کیا طاق مین دہرا ہے پیالہ شراب کا واعظ نے توڑ ڈالا ہے ٹکا شراب کا دوڑا کو میکہ سے مین کوٹا شراب کا بوتل سے جس طرح کوئی قطر شراب کا دیکھیں جو رنگ خضر و سبھا شراب کا	ہے درد سے کاسب جو انگور پر پلیم ساتی کی انگہہ چرخم آبرو کو دیکھنا اسپرکین نماز مین گنبد نہ پٹ چڑے ساتی نے آج انگہہ چرائی ہے سیکھو دل سے دکھائی دیتا ہے ایک دہ آلیہ آب حیات چشمہ خورشید گرد ہو
---	--

اے قدر بخشے جاتے ہیں بری طفیل نیک
کوثر پہ دھل گیا مراد تھا شراب کا

چشمہ چراغ میکہ پیمانہ ہو گیا وہ کچھ ہوا کہ شہر مین فسانہ ہو گیا میں خانہ کو تو دیکھتے بخانہ ہو گیا سر گر ٹپا تو جہ شکرانہ ہو گیا کہتے ہی میکہ سے کا پر سخا نہ ہو گیا مجھ سے بچے جو خاک تو پروانہ ہو گیا توڑا جو تو نے شیشہ تو بیمانہ ہو گیا پیکا جو انک کو ہر یکا نہ ہو گیا سچا مالگا تو وہ پروانہ ہو گیا وہ لہر آبہ لیب جو پر سخا نہ ہو گیا سایہ ہا کا انسر شام نہ ہو گیا	۱۹ جبے شیبہ زکس ستانہ ہو گیا ہم پر تمہارے عشق مین کیا کیا نہ ہو گیا ساتی کی انگہہ مین مجھے تلی نظر پڑی اٹھی جو تیغ ناز تو محراب ہو گئی کہنچتے ہی خم مین لال پری ہو گئی شراب تم سے بچا جو نور ہوئی روشنی شمع چوٹا نہ متسبب و سامان میکشی شکل دولی پسند نہیں میری انگہہ کو کچھ میری شمع داغ کی سوزش نہ چوڑی دیرانگی عشق رہی حسن کو پسند واعظ سیاہ کار و نکار تہہ بلند ہے
--	--

<p>بلیل کی ہرج کیا سے تن میں سمائی رخصت کے بعد حالت دل کچھ نہ پوچھی کچھ باغبان کو دخل نہ گلچین کو باز دل کو دیاں دلف و نگہ نے بنا لیا دیکر وہ بوسہ بہ رخسار کہتے ہیں حسن ملیح یا رسنے کہ بنا دیا پہلے ہمارا یہ دل حیل رن تھا آئینہ</p>	<p>جب انگلی بہار میں دیوانہ ہو گیا سونا ہوا اجڑ گیا دیرانہ ہو گیا میں اس چمن میں سبزہ بیگانہ ہو گیا خطلی ہوا سٹری ہوا دیوانہ ہو گیا بس بیجئے یہ آبکا ماہ نہ ہو گیا کان نک شکر کا پیمانہ ہو گیا جسدن سے چاک چاک ہوا شانہ ہو گیا</p>
--	--

اوس زلف کے دماغ پریشان کر دیا
 تھوڑا ہے قدر جو ستجھ سودا نہ ہو گیا

<p>دل ارفتمہ میں چہ دیباں دس نہر کی گالون کا پڑے ہیں چور پر کچا حیرن مستانہ چالون کا خیال آتا ہے ہر بھر کرسنزل ناکہ والون کا لحد میں لیچلے ہرن غہم ادن گل ہو گالون کا چھٹے ہر شیار ہو کر دیوئی نگر دنگی خندان میں سمک بھی یون خدا یا زیر بار خاک کب ہوگی ہوئے ہیں طائر روح شہیدان یہ تریس میں بڑے کام آئے لے اغوش حشر تکلیہ ملو غبار اوٹکرا چلا ہی سقفت گردن کے ہلا نیکو دل نازک میں اپنی کب گئیں میں نازنین کمرن</p>	۳۱	<p>یہ سالک کیونے والا ہے ان صاحبک لون کا ہلیگا حشر تک مدفن تھا سے پانیالون کا یہ دل ہے یا آئی یا کہ رہنا ہے غزالون کا ہمارے عرس میں میلاد میگا بھول دالون کا یہ سہنے جاگتے میں خواب کیگا ہی خیالون کا دل بیتاب وراو سپر غبار انا ملا لون کا ذرا سہر دیکھ لے قاتل قفس ننگوا کے لالون کا جدائی کی شبون میں ہی غمزہ اوٹا وصالون کا ذرا تو حوصلہ تو دیکھ اپنے پامیالون کا دماغ اس عرش پر رہتا ہے ان نازک خیالون کا</p>
--	----	---

خللاں بنا قد لا عنف و بان گور میں ہو گا
 گہیوں میں گریہ و زاری میں مثل مردم دیدہ
 دل پناختہ گاشن بنا جسد خم خیال یا
 یہ سبکے مارا اعمال میرا ایک فقرہ ہے
 ہماری انگلی میں ہرین صورتین یا ران رفتہ کی
 عجب کیا صورت پیران ابھی سے سر پہ اپنا
 بغیر آہ و نالہ دل سمجھ لے دلی دل ہی میں
 بہرین ہرین آرزو میں مردہ ماتم کا مرقع ہے
 ترے ہاتھوں میں ایسا طائر نگ حنا ٹھیرا
 کیا اسماء الیسا الفت چشم غزالی نے
 پیش دلی بڑی جب یاد کین انکھیلیاں تیری
 دہن محدود مہی تیرا تو نکھے کا م اشاروں سے
 جیسا بے طفل ننگ گہوئیں فوراً پیگیا اونکو
 بنے سبائرے کینچے جو خط نقاش قدرت نے
 مراخل تمنای شہادت وہ پہلا ہوا لا ڈ
 کرو گلی تو ہو آب گہرا شیر وندان سے
 تصور اسمین جب آیا تری تشبیہ کامل تھی
 ہمارے خون میں ڈوبی ہوئیں ہرین سیکڑ تین
 ہماری خشکی کی حسرتوں نے وہ کیا ماتم

یہ شبت استخوان کی کب سہا اسکے دونوںوں کا
 بنا دے بار آٹما مجھ کو تو پتلا ملا لون کا
 ترے ان گل ہی گاون کا ترے سنبل ہی بالوں کا
 صفت محشر نہیں اک بند ہی میرے سوالوں کا
 یہ اپنے سانسے رکھا ہر جام جم حنیہ لون کا
 نقد و جمکیا ہے خوب اسمین تیری چالوں کا
 یہ گونگا آپ ہی دے لے جو اپنے سوالوں کا
 یہ دل ہے حسرتوں کی پوٹ یا پتلا ملا لون کا
 کہ مرغ دست پر در ہو گیا جوڑا یہ لا لون کا
 مے روغن کا گند ہو گیا گند غزلوں کا
 ہمارا سر پہ راجب ہیان باندہ تیری چالوں کا
 میں لون چشم سخنگو سے جواب اپنے سوالوں کا
 دل نکلین جو یارب یا کہ مرن خرد سالوں کا
 لپٹا موبود کیہا پنے گونگرواے بالوں کا
 کہ تلوار و نکا پہلے آ یا جو پہلا پول ڈھالوں کا
 بنے سلک گہرچ ہدینک دو ڈور اخلا لون کا
 دل رنگین ہمارا ہو گیا دست و نشانوں کا
 شفق پہلے تو اسمین ہو گیا جہڑ ہلا لون کا
 کہ مرن جا بجا شوق ہو گیا ہم خستہ حالوں کا

دل آزاری سے تیری دوش پر گسیونکتے ہیں	یونہی صبح کے شانوں پر اک جڑا ہوا کالون کا
سوال بوسہ پر لے کر کیا کیلے لب شیریں	مری تقریر سے دم بند تھا شیریں مقالون کا
<p>بندگو یومین خرابات میں کل جاؤنگا ۱۹</p> <p>لاکھ وحشت ترے کو چے سوکاں جھکو</p> <p>ہر گھڑی ناوک مرگان پہ دہرتے کیا ہو</p> <p>کاٹ چھاٹ آپ بہت جھکو دکھایا لکڑیا</p> <p>صنعت میں ہی تری جہراہ پر دنگا اڑ</p> <p>اشک ہوں جب میں گرا میرنا دنگا ہرگز</p>	<p>مشتبہ چیز نہیں ہوں کہ بدل جاؤنگا</p> <p>میں گریبان نہیں ہوں کہ نکل جاؤنگا</p> <p>کیا میں بزدل کا جگر ہوں کہ بدل جاؤنگا</p> <p>کیا میں ہوں تیغ کہ ہر بات پہ چل جاؤنگا</p> <p>دو پہر میں نہیں جو گشت میں بدل جاؤنگا</p> <p>طبع بیا نہیں ہوں کہ سنبھل جاؤنگا</p>
<p>تو مجھے خانہ دل سے کبھی باہر نکال</p> <p>ایک عالم ہے مرا لاکھ رسے گردش ہر</p> <p>برق حسن انہی چکی مرے سر لکھوں پہ</p> <p>شیشے کو پینکٹے خم جا کے اوٹھا لاسا</p> <p>چاندنی ہوں کہ رہو نگا میں تری کوٹھے پر</p> <p>لاکھ دنیا ہو دالی کا گھر وندا تو کیا</p> <p>سرو مری فلک سے مجھے اندیشہ نہیں</p> <p>گالیان دو مجھے پامال کر دھت کہو</p> <p>گریبان لاکھ کروا بنہ سپو جگا کبھی</p> <p>ہوں وہ بنیاد کہ پڑتے ہی مٹا نام و نشان</p>	<p>تیرا ریاں نہیں میں کہ نکل جاؤنگا</p> <p>میں ہی کیا آپ ہوا ہوں کہ بدل جاؤنگا</p> <p>شجر طور نہیں ہوں کہ میں بدل جاؤنگا</p> <p>کچھ تنک ظرف نہیں میں کہ بدل جاؤنگا</p> <p>نہیں سہا کہ ترے زیر محسوس جاؤنگا</p> <p>طبع طفلان تو نہیں میں کہ بدل جاؤنگا</p> <p>سخت نازک ہوں کہ پانی میں جل جاؤنگا</p> <p>دل نازک نہیں جو بات میں مل جاؤنگا</p> <p>میں کوئی شمع نہیں ہوں کہ بگھل جاؤنگا</p> <p>میں وہ افتاد نہیں ہوں کہ سنبھل جاؤنگا</p>

<p>تیرا جو بن تو نہیں ہوں کہ میں ڈہل جاؤنگا طبع حاسد تو نہیں ہوں کہ میں جل جاؤنگا</p>	<p>آن بان اپنی رنگی ہی پیری میں ہی گرم بازار ہو یا رب مے بچھشمون کا</p>
<p>کیا رہوں گردش ایام میں ثابت اے قرار میں ہی کیا آج ہوں جو تج نہ کل حسب ادراک</p>	<p>۱۸ عبادت تو سمجھتا ہے اگر بیدار کر لینا ہے ورد اپنا سمجھ کہ نالہ و فدا کر لینا</p>
<p>وضو میرے لہوت پہلے اے جلاؤ کر لینا ہر صورت کسی پر سے میں تھکواؤ کر لینا میں ڈیو ہڑری پر ہوں حاضر مجھ کو فوراً یاد کر لینا فسان پر تیر خنجر چاہیے جلاؤ کر لینا ادھر فریاد کر لینا ادھر فریاد کر لینا مگر مان اک مذاک صورت سے تھکواؤ کر لینا یہ اپنے ماتم سے ہی آپ پر بیداؤ کر لینا ہمارا ذکر گلچین سے ہی اے صیاد کر لینا ذرا اس وقت اے صاحب ہمیں ہی یاد کر لینا جگمہ پانا تو خیمہ آہ کا استاداؤ کر لینا مقدم کا خم سرد کا تھا اے فرماؤ کر لینا اسی آسان نہیں ہے عشق آدم زاد کر لینا اوجاڑا ہے مجھے اب باغ تو آباد کر لینا جو پیغام زبان ہی ہو وہ ازبر یاد کر لینا کوئی دم جا کے سیر گلشن شداد کر لینا</p>	<p>۱۸ عبادت تو سمجھتا ہے اگر بیدار کر لینا ہے ورد اپنا سمجھ کہ نالہ و فدا کر لینا سنا دھوکہ نہ کر کر آپ کو جدم فراغت ہو چلا ہے فوج کو انکھوئیں تو سرمہ لگا کر چل تڑپتا ہے شب فرقت میں اس پہلو ہوا دن پہلو نماز و روزہ و تسبیح و استغفار شکل ہے ہوؤں گو کیوں چھو اتنا اسے کیا بن پڑی مجھ کو وہ معشوق کا دشمن اور تو عشاق کا صیدی بہت بڑھ بڑھ کر جب اغیار بولیں آپ کے اگر جو اے دل دونوں انگ میں بیکر آنسو تھوپے پکا پتھر یہ کیا سوچی سمجھی اے کو بھی لیکر ڈوب جانا تھا فرشتہ تو لگو جنکا تے ہیں کوئین یہ خاک کو پتلے کہہ ہر ہے باغبان کیلئے اس چمن میں چند بولینگے جواب خط تو لانا اتنی قاصد اور سنتا جا جو ہر اے روح چلتے چلتے حشر باغ عالم کی</p>

<p>وہ آئینکے مین لپٹو لگا جو چوٹکے پر دھان کیا ہے تڑپے میری تو واقف نہیں سینے سے جلیجے ٹھنا</p>	<p>تصور کے یہ معنی ہیں دل اپنا شاہ درلینا مجھے جبروت پورا فوج لے جلا درلینا</p>
<p>نہ جاوے نہ خُب کا نقش ہے اسی قدر ضعیف یہ گرتجھ کو بتایا اسکو از بریا درلینا</p>	
<p>۱۹ وصل کی رات کو مین بیاہ کی محفل سمجھا پیسے پیسے کو شگون منجسم غافل سمجھا ہا سے بیتا بیوے دل کو نہ مین دل سمجھا پر ماہی تری پلکوں کو مراد دل سمجھا کیسں سمجھا کیا ہرگز نہ وہ بسمل سمجھا بچکے دزدیدہ نگہ سے تری زلفین کلون اُہ کیا نکلتے کد اخون ہی ہوئی مہر سکوت نہیں جنت نہ سی خیر عزم ہی سی بیٹھتے بیٹھتے دل لوٹا ہوا جاتا ہے انگہ سمجھا جو کہیں کوئی پسیا لہ پوٹا دور باند ماترے تا شیر دہن نے ایسا عشق گید سو دھوان اوٹتا ہی اسد رذاب پہلے سن یار کے باریکین نہ کچھ کہہ دھنا کان بستے ہیں یہ ہون تظ فضل ہا دونوں ابرو مین غضب ایک کی تصویر ہو یک</p>	<p>حبیب بھی اونکی چٹری شور جلا جل سمجھا ہاں مگر دہنی تہیل کا اسی تل سمجھا کہی پارا کہی بحبلی کہی بسمل سمجھا مچھلی آنکھوں کو بہودن کو لب سا جل سمجھا رنگ ہوئی کامے خون کو قاتل سمجھا چور پیرے کے تیلکے کو مین غافل سمجھا دل کی دل ہی مین شب ہجر مراد دل سمجھا اتنا توڑا ہے مجھے تو کسے قابل سمجھا محفل یا کو مین حال کی محفل سمجھا کوئی شیشہ کہیں ٹوٹا میں دسویں سمجھا خطا جو نکلا تو مین او کو خط باطل سمجھا ہر کوئی میری لحد کو چربا بل سمجھا ہر جو سمجھا نا ہو اسے دعا کا مل سمجھا پتا کہ نکلا تو مین آواز عناد دل سمجھا ایک کا ایک کو مین مدعتا بل سمجھا</p>

<p>چو گئی گات تو کیا مال نہ ڈھونڈ نہ ہوا اپنا دیکھ کر میری خوب مارے ہنسی کے لوٹا پیش غم سے ہر دونوں میں عجیب بدل</p>	<p>اچھا اچھا نظریہ آریا میں یہاں مل سبھا وہ مجھے اور میں جسلا د کو بسمل سبھا میں جگر بائیں طرف دہنی طرف مل سبھا</p>
<p>جب لگایا دگل رخ میں اہل کا چھند قدر رچکی کو میں آواز غنم دل سبھا</p>	
<p>خون روان خشک گلی سے تہ خنجر ہوا ضد میں ان ماہ جبینوں کی کوئی ورنہ یہ تو کہتے نہیں ہم شکر کدن چوٹا ہر زادہ و جام مے نابہ دیتا ہے خدا شب فرقت نہ کٹے گی نہ کٹے گی یارب خامشی سے ہوا ایسا میں عزیز بزل تیری بلکوں حذر چاہی لے قاتل خلق نکلے کیا کیا نہ چمک کر مہ و نور شہد گمر</p>	<p>۱۸ پاک اوشا میں کہ دامن بھی طر تر نہوا کپڑے پہاڑے جو کہیں پہو لون کا زور نہوا پر سہاری شب فرقت کی برابر نہوا جو فرشتہ تو نکو تھا رے بھی میسر نہوا میں شب جگر کا اب تک کہی غور نہوا مثل تصویر کسی پر کہی دھج نہوا یہ وہ ناوک ہیں کہ جن سے کوئی جا نہوا دونوں میں کوئی رخ یار کا ہمسر نہوا</p>
<p>در دندان آواز مجھ سو کے گھاٹوں جان باہر ہو دین سے وہ فدا دین کسیلے شیشہ ہرین دریا پوہ چمیل کا شکار آہنگ ہکو یہ نفرت رہی کجا زون سے نئے بگڑے ہیں بھی کچھ نہیں سامان دہشت جار ہے گور میں نفرت یہ ہوئی عالم سر</p>	<p>ایک قطرہ بھی دم نزع میسر نہوا پر کہی آپکے فرمانے سے باہر نہوا ہا سے اسوقت ہمارا دل مضطرب نہوا دل کہی شیفہ ابرو دلبدر نہوا اپنی محفل میں جو شیشہ ہوا ساغر نہوا ایسا گھر ڈھونڈ لیا جبین کوئی دھوا</p>

<p>خط تقدیر ہمارا خط ساغرا بنوا مر ہے خاک چہرہ دکر بستر بنوا اتنے آئے کوئی یوسف سایہ بنوا</p>	<p>چہرہ ساقی در ساقی کی سر بنوئی روٹی جسد نہ ملی پیٹ پہ تیرا نڈا حسن و چہرہ اللہ کی گہرین ہی ہوئی</p>
<p>روز کہتے ہیں چلنے کے عدم آباد کو قوت کوئی تاریخ کوئی روز مقرر نہ ہوا</p>	
<p>ٹوٹ کر ی پہولون کی سارا آشیان ہو جائیگا دوست برگشتہ نصیب دشمنان ہو جائیگا جب اوڑھے گا خم کا سر روئیں آسمان ہو جائیگا نخل تابوت شہیدان ارغوان ہو جائیگا خم تری تلوار کا پشت کمان ہو جائیگا سنگ مقناطیس سنگ آستان ہو جائیگا حسم پر ہر روگنٹا سیہ از زبان ہو جائیگا منہ پچب مارو گے تم ٹھہرت کمان ہو جائیگا پادون تیری تیغ کا خود در میان ہو جائیگا دل مرچہ حضرت کریمینان ہو جائیگا جو بگولا اوٹھے گا سرگردان ہو جائیگا تنگ ہو ہو کر سروے میان ہو جائیگا خارماہی گہل کے ہر اک استخوان ہو جائیگا بے دہانی پردہ یون آتش زبان ہو جائیگا</p>	<p>۱۵ جب ذرا لغون سے بلبیل گلغشان ہو جائیگا غیر کی قسمت سے وہ نامہربان ہو جائیگا جب دھڑکے جوش سے بجائیگا وہ آفتاب جو شرن ہوتا رہیگا تالحد دریا سے خون آب اوڑھی جب ذرا چائگی میرا خون گرم تیرے قیدی کوئے تو پاؤں دہرنے کی جگہ ہر بن موت سے بہرہ نگا دم مین دم ترا خود تمہیں یہ چاند سا کھڑا کریگا یہ حجاب جسم و جان کا فیصلہ سارا اسیکے ہاتھ ہے چشم ساقی کا پیالہ پی لیا ہے ست ہون دید بازی سے یہ صحر ہے ہمارا حسن خیر ہے کم معدوم لیکن ہے دہن معدوم تر الہام الہی بیتابی میں ایسی لاغری واہ شور لہن ترانی کو یہ معلوم تھا</p>

دیکھنا اے قدر جو یونہی رہی فکر سخن
سحر پاتک گل کے تن شکل زبان چو لکھا

<p>۱۵</p> <p>تو ستم سے زرد روئے نوجوان ہو جائیگا ریشک چشم و گوش گلودیان جہان ہو جائیگا ریخ کا سودا تما کفن تک دہجیان ہو جائیگا تیری ایک ککن سے پیدا ہوگی ایک ککنا ٹانکے ٹوٹینگے تو بیگی صدا سے لفرق دل میں خود مختار غم ہوگا تکلف بر طرف میرے جلنے سے کھلیگا راز گریہ خلق پر معجز شوق القدر کھلے گی انگشت حسن و دہشت صیاد سے زنجیر پانچائیگی رند و مان عمامہ زاہر پہ ہون تہہ پیریا اضطراب دشت پیمائی نہ چوٹے گا کبھی ہا کیون عیث پتہ ہی ہم رند دن کے سر پائین مین نہ کدو لگا جو کچھ تو نے لکھا مینے کیا اوسکی اس مہربانی پر تو مین دیتا ہوں جان</p>	<p>سبزہ رخسار کشت عفران ہو جائیگا چشم ز گس کو گوش گل گران ہو جائیگا چاند کے پر تو سے یہ جامہ کتان ہو جائیگا تیرا ایک اک حسنہ ایک ککنا استان ہو جائیگا رخسم بولے گا تو شور آمان ہو جائیگا رہتے رہتے یہ مان ہی سین زبان ہو جائیگا اوشکے گھر سوزش دل کا دھوان ہو جائیگا چاند تیرے پر تو سے خود کتان ہو جائیگا خود نفس ہمو ہمارا آشیان ہو جائیگا کشتی سے کا اک اچھا بادبان ہو جائیگا خاک ہوگا جب بدن یک روان ہو جائیگا ٹوکرا بدنامیوں کا آسمان ہو جائیگا خود خط تقیر ہی خط امان ہو جائیگا کیا قیامت ہوگی جب وہ مہربان ہو جائیگا</p>
---	---

سہرچین چھنکر بلائیں آئیگی خاموش قدر
آہ کہینچو گے تو چپنی آسمان ہو جائیگا

آئے لحد پر آج بڑا حوصلہ کیا ۱۴
اللہ کیا حضور نے خوف خدا کیا ۱۵

کہہ کہے باتیر کا لون پرین لانا کیا پہر روح لعلہ نے لگی سیر باغ پر وہ دم پچڑھ گئے کہی میں م پچڑھ گیا لپٹا جوا ہر دن ہر دن آنکھوں کی یاد میں لیتے ہی میرے شیشہ دل کو پگڈیا مہوے کی سے سیر ہر پلا تا خوب تھا کیا پوچھنا ہی کیا سے دہو گئے حفظ ٹھوکر لگائی اپنے مڑے اچھل پڑی کیوں منکرو نکیر کو بھیجا اتنا یا خدا کیا صاف حسن ہو گیا کیسے نہ گئے اک دن خیال آتا ہمارا رخسار کا تری اے یار آنکھ لڑتے ہی بری لگی نگاہ	ویدے کے سینہ گہرین تیری ستا کیا پہر موسم بہار نے مجھ کو ہر اک کیا میسر کیا کیا کہی اپنا کیا کیا کن شکون سے قیس نے مجھ کو ہر اک کیا میسر کیا نہ اپنا کیا ان کی کیا کیا ساتی تمام رات مل سر پر کیا آئینہ سادہ لوح ہی کیوں سانا کیا جبنا چنے کٹرے ہوئے محشر پاک کیا کیا جانوں میں کہ نیند میں کیا کیا کیا چہرے کو بونچہ پانچھلے کیا آئینا کیا دو تین چار روز مرا جسم پر کیا آنکھوں سے خون ہو کے کلیجا ہر کیا
اے قدر را سیا آدمی اپنی پسند ہے جو دل میں آیا کہد یا جو کچھ کیا	
نیچ جب کہینچے جلا دیا واہ رنگین بخشنی کیا کہنا اللہ اللہ تاثیر لوح فرار دام میں مجھ کو پھڑکتے دیکھا حاکم وقت ہم سوداے فراق	۱۴ مجھ کو اس وقت خدا یاد آیا خود مرے دام میں صیاد آیا سر تربت وہ پرزاد آیا کیا سپرکتا ہوا صیاد آیا ہاتھ باندھے ہوئے فضا دیا

آئکہ ملے ہی کیا صید مجھے	تیر چوڑے ہوئے صیاد آیا
آما دوس گل کی جو گلشن میں ہوئی	در تلک دروڑ کے نشاد آیا
مارے غصہ کے چڑ ہے میں ابرو	اوپے بنکے وہ حبلا د آیا
اوٹھہ چکے پول ہی جدم فوس	جب مراغیت شمشاد آیا
اپنے کوٹھے سے وہ دروڑ آئے	جب سنا عاشق ناشاد آیا
لے حصا ر غم زفت قربان	قاف سے اوڑ کے پرزاد آیا
صد تھے اس منہ کے پکارا کسکو	کچھ مجھ ہوتا ہے ارشاد آیا
شیشہ سے کو لگی ہے جھکی	یکسی مست کو کیاد آیا

ق در گنگو گنگوٹ چھائی ہے

موسم نالہ دروڑ یاد آیا

چچھا کوئی قفس میں نہ ہمیں یاد آیا	۱۲۷	ریز کر نے ہی نہ پائے تھو کہ صیاد آیا
اک طرف پول کسے بلبل ناشاد آیا		اک طرف باغ میں گلچین مع صیاد آیا
قید کرتے تو کیا پہر نہ او سے یاد آیا		دانہ پانی ہی نہ دینے مجھے صیاد آیا
شیشہ سے مجھ جھوایا مرکز سانی		راجا اندر کے اکھاڑیے پرزاد آیا
دہن زخم تھا ہر نقش قدم مقتل میں		مندی چوٹی جو وہ ترکہ تم سجا د آیا
میرا سودا نہ گیا قید میں بے سر کاٹے		اوٹھہ گیا پاس سے حلا د توجلا د آیا
دیکھتا رہتا ہوں پہر پہر کے ہو گلشن کی	۱۲۸	پٹا کڑکا تو میں سمجھا کہ وہ صیاد آیا
حشر میں ہی نہ چٹا سلسلہ زلف بتان		بیڑیاں پینے ہوئے عاشق ناشاد آیا
دم آخر ہی رہے دید سے محروم فوس		بندہ چکی آنکھوں پہ پٹی تو وہ جلا د آیا

<p>نقش ہے دل پہ ہمارے صورتی تصویر دل روشن ہیں کب اور تری ہو تمہاری تصویر سخنِ اقرب کا الفت کہیں چ دیا گردن پر ہچکیاں آتی ہیں تلوار کا پانی پی لوں</p>	<p>تیری تصویر عبث کہیں بنے بسزا دیا آئینہ خانہ الفت میں پہنچا دیا خط لگا نیکے لئے جب مرا حلا دیا شاید اس قاتل پر رحم کو میں یاد دیا</p>
<p>قدر انسان کی لئے قدر ہو انسان کے بعد جب مجھے قتل کیا جب میں انہیں یاد دیا</p>	
<p>۱۸ مہ عارض شجے کوٹ میں بدلتے دیکھا زندگی جسم میں خود مایہ بیتابی ہے ڈبڈبائیں دہرائیں کہ ہوئے تنک و ان قد بالا میں تماشا ہے یہ رخسار یہ گات تزع میں جان نے ہرگز نیا جسم کا ساتھ نہ کہی یا پرہیز بات میں ہٹ دھری کر وہ مری آنکھ سے ڈھلے ہوئے آنسو دیکھ باندھ کر ماتہ ادب سے ہوئے سڑاؤ تیرے غم میں نہ سنبھلتا نہ سنبھلاؤں سہی قہر سیرا برو سے اشارے ہو گئے دیکھ لے مہر کو گردن پہ ادھر تے دم صبح اشک گرم آنکھ سے نکلے جو بڑی نور نزل سبز خط پہ بہت زبرد گلتے دیکھے</p>	<p>چاند کو ڈوبتے سورج کو نکلتے دیکھا ✓ روح جس گم میں ہوئی اس کو اچھلتے دیکھا طفل پیدا ہوئے اک سمت کہ چلتے دیکھا آج تو سر کو سہی پہلے پھلتے دیکھا وقت پر دوستوں کو ہنسنے بھکتے دیکھا نہ کہی آئی ہوئی موت کو ٹلتے دیکھا جنسے لڑکوں کو نہ ہو ضد میں مچلتے دیکھا روشن بلغ پہ جب تکو ٹھلتے دیکھا ایسے ڈوبے ہوؤں کو کسے لو چلتے دیکھا آج تو خواہ میں تلوار کو چلتے دیکھا نہ خم سے کو ہو و اعظا جو ادب لے دیکھا ہنسنے جلتا ہوا تنور ادب لے دیکھا خال شہرنگ پہ نیل آنکھوں کا ڈھلتے دیکھا</p>

یا آئی جیہ منہ میں کہ پہلنا پتہ آہ سوزن سے مری تیرا پیجا دل سخت تھے چہرے سے تلون ترا کلبا تلبہ لاکہ سینے سے لگائے رہے رونا گیا	ان پہ ہر اک کی طبیعت کو پہنچا دیکھا اے صنم آج تو تیرا کو بیگھلے دیکھا ہیں اس ہول کو سوز نکٹے لئے دیکھا طفلیں لکونہ کسی ان جھلتے دیکھا
---	--

واہ اے قدر نہ اشکون تجھی دل کی لگی ہیں برسات میں گسرا چکا جلتے دیکھا

دل ہمارا مور و جو رہ جھٹا کیونکر ہوا زخمی تیغ تبسم نے کہا جلال جائے قتل جس سخن حق کی صدا زنگی روح اپنی تو نے ہو کی ہر جو میر و حسین بے دہن باتیں بنانے سے عقیدہ پہر گیا جذبہ لغت جب نہ وہ دین ترپ کس کام کی یا تو کچھ بیٹے نکالا نہ رہے سے یا تو زکما دل سے نکالی آہ پر ہی دل مرا افسرہ جی میرے دل سے تھا وہ خود میں کہ قدر آشنا جو مہینوں بعد آتے تھے قدیمی ہو گئے جسٹا مالے ہمارے عرش پر جانے لگے یوسف ثانی کے کہنے چخا ہو کر کھس	ہے یہ حیرت اپنا کعبہ کر بلا کیونکر ہوا ہنسکے بوسے پر کہ تو گیا ہوا کیونکر ہوا گردن منصور بوتل کا گلا کیونکر ہوا خبط ہے واعظ کو میں تجھے جدا کیونکر چکو حیرت ہے ہر اک بت خدا کیونکر ہوا مرغ بسل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا میرا تیرا تذکرہ یوں جا بجا کیونکر ہوا تھے چہر جانے سے غنچہ گل صبا کیونکر ہوا میرہ آئینے سے تیرا تماشا کیا کیونکر ہوا روز جو آتا تھا وہ بندہ نیا کیونکر ہوا بولے ہسکرا سمان میں راستا کیونکر ہوا خیر سے کچھ میرا ہمسرہ کیونکر ہوا
--	---

✓ قدر کا تو حال ظاہر ہے کہ لاندہ تھپا وہ

<p>۱۸</p> <p>اے سحاب مکررت قسط کے کو دریا کر دیا گل کو بہرہ کر دیا نرگس کو اندر کر دیا آنکھوں کو نظارے نے پھولوں کا دکھا کر دیا میری خاطر تو نے خالی ایک کو بنا کر دیا ہنکے میرے سامنے شوخی سے تلو کر دیا کچھ نہ کچھ آنکھوں نے ابرو کو اشارہ کر دیا یار نے اپنے کیلے بالوں کو جوڑا کر دیا آب زر نے صفحہ قدس میں مطلقا کر دیا رخ کو گوارا کر دیا زلفوں کو کالا کر دیا مارے بوجھارے پھولوں کا سچو بنا کر دیا دست قدرت نے اس آئینے پہ مینا کر دیا رخ فروغ نے ابھی سے جھک کر بوڑھا کر دیا قمریوں نے باغ میں اک حشر برپا کر دیا آپ نے دل لیکے مجھے جان میں کیا کر دیا آفتاب شب کو نقش کھنپا کر دیا کیون نہ تو نے یار کے دل کا سوید کر دیا منہ بگڑنا رہ گیا تباہی جہنم کا کر دیا</p>	<p>اوس کی کیا حقیقت تھی اوس کی کیا کر دیا حسن دیکھو سنے ایک اک عیب پیدا کر دیا اوس کے چہرے سے نقاب اٹھیں چہن پاک کر دیا اے زمین محشر تک احسان نہ ہو لے گا ترا یار سے طالب ہو اجب بوسہ خسار کا تیغون پر تغیر کیا نون پر کیا نین کنج گشتین حلقہ مارے ابکدن دیکھا تاشا پیا پتہ جب شراب غفرانی پی دیکل دٹھا وہ رخ جوڑا کا جوڑا دسنے دنیا میں بنایا جگہ ایسا سونا کیا جو ٹوٹن کان ادا رہا بار خال و خط سے اوس ہی چہر کی آرایش ہوئی دل پہ کیا صدمہ کہنے میں نہیں ہیں اتنی یاد باغبان نے سر کو چھٹا چمن پٹا گیا سچ یہ کہتے ہیں کہ دیوانی جوانی ہوتی ہے مندى مل ملکہ حلا مشرک چالیندہ قمر یا خدا یونہی میں سیہ روئی جو ہوتی تھی مجھ ناک ہوں ایسی چڑھائی شکل بگڑی ہوئی</p>
--	---

ذراے کو سورج کیا قطع کر کو دریا کر دیا	
<p>۱۲</p> <p>پہوڑے سے سوا ہے دل یوانہ ہمارا دم آنکھوں میں اشک ہے ذرا شکل کما دو عیش و شوق کی چالیں ہیں یہ الفت کی ہیں مین میرے دل شفاف کو صدا چاک چو دکھیا ہے داغ جنوں تاج غم و یاس ختم ہو الفت کے یہ معنی ہیں او سے نیند نہ آئی تقدیر میں لکھا ہے تو وہ اوڑھے لہیگا کیا صبر کو فخر ملے ہو یہ دل سے نہوگا سائے کے لئے ابر سیہ جو کم کر آیا بہوڑے سے بھی صاحب کبھی تشریف نہ لایا جنتا تمہیں دیکھا تھا برابر ہی آنسو</p>	<p>تربت میں ہلائے نہ کوئی شانہ ہمارا جسد آؤ کہ لب زیر ہے پیمانہ ہمارا دو فستردنیں ہو جاتا ہی میگا نہ ہمارا بولے کہ یہ آئینہ ہے یا شانہ ہمارا دیکھو تو ذرا اٹھا ٹٹہ امیر نہ ہمارا جب تک نہ سنایا نے افسانہ ہمارا ہو گا تہ کسار اگر دانہ ہمارا یہ عھت کی بات وریہ دیوانہ ہمارا جب قصہ ہو اجانب میخانہ ہمارا ہاں آپ کے قابل نہیں کافرانہ ہمارا ہر دیدہ ہے پیو و کا پیمانہ ہمارا</p>
صدقے تھے اکبار سرد بریم یہ کدے ہم شمع ہیں یہ قندریہ پر دانہ ہمارا	
<p>۱۳</p> <p>مزاج پوچھا جو کرتے تھے صبح و شام ہمارا بند ہا ہے کائنات سر میں خیال ساقی کوثر ہیں کس شام میں کیا موت کیا حیات ہمارا بناؤ کر کے یہ فرما ہے وہ رشک نے لیجا ہے یہ آنکھی محبت مبارک آپ کو صاحب</p>	<p>قبول ہو تا نہیں اس بلان سلام ہمارا بھلا ہے بادہ حب علی سے جام ہمارا فقیر عشق میں کیا کوچ کیا مقام ہمارا عزیز مصر ہی ہے اندون غلام ہمارا جو غیر مچرے کو آئین تو بس سلام ہمارا</p>

<p> بڑی گھٹا لڑ رہا ہے آج دام ہمارا بہلا بڑا کوئی نہ کھلانے سے کام ہمارا اسی سے بن ہمارے چلیگا نام ہمارا چھپا ہے آنکھ سے انسان کے امام ہمارا خدا کے مثل کسی جان نہیں قیام ہمارا تو اتنا اور ٹھہر کام پوہت سام ہمارا یہی سلام ہے قاصد یہی پیام ہمارا وصولِ دل ہے آج دام دام ہمارا جو مٹی دیکھا ہمیں سر و خوشخرام ہمارا بکے گا کاغذ نہ کہیٹ سچ کلام ہمارا </p>	<p> فلک کے پار گزر جائیگے فراق میں نالے گلے ملے نہ پریا گلے پر آپ نے فسخہ ہم اپنے شعر کو اولاد سے سمجھتے ہیں بہتر تقیہ اپنے طریقے میں کس طرح نہ وہ حجب زبان ہم کھر نکلتا ہے اپنے دلی تڑپ سے تہہ پرے کے نیچے فرا دم تو لینے دی ہرین قاتل یہ کہنا یا رسی بچا ہمارا بند عیش ہے دے بڑے داغ تو ہم بھی نیل بوس کی ڈالی جریہ میں کو ہم ٹھیک کر اٹھینے لگے بہر ہے چہرے کا مضمون کوٹ کو لکھیں </p>
<p> خدا ہمارا ہے رب اور قدر کو ہے ہر قبلہ محمد اپنا نبی ہے سارے امام ہمارا </p>	
<p> ۱۲ میں جہان بیٹھا بزرگ شمع جہل کر رہ گیا سایہ دیوار جانان سے کچل کر رہ گیا کچھ نہ سمجھ ہم یہ کیا منہ سے نکل کر رہ گیا ناقہ لیلیٰ بھی ددھی گام چپل کر رہ گیا قتل کرتے تو کیا پر ہاتھ مل کر رہ گیا منہ سے نالہ آنکھ سے آنسو نکل کر رہ گیا یار کے کوچے میں میں صورت بدل کر رہ گیا </p>	<p> دل شرتا سوزش غم سے اوچل کر رہ گیا ڈھل گئی جب پہر طاقت سے میں بھی ڈھل گیا گالی دیتے تھے کہ بوسے کی اجازت تھی نہیں سخی میں آنکھوں سے اکے ریا بہا یا قیس نے منفعل قاتل کو میری سرفروشی کی کیا جب ناگہرے قدم رکھا ہے باہر پار نے ضعف بھی کچھ کم نہیں ہر رخ عیار سے </p>

سخت جانی سداہ مرگ آئے ہو گئی بچ گیا دل رگیا سفاک پلکین مار کر تیغ کما کر صورت گرداب چکرا جو میں کٹ رہے احباب جب مجھ کو آواز قبر میں	خنج قاتل مری گردن چپسل کر گیا ترک چشمہ یا رگویا ہاتھ مل کر گیا سوج کی مانف قاتل ہاتھ مل کر گیا قافلہ منبہ نزل دل چپسل کر گیا
--	---

قدسیوں کے کان کو لے کر میری آہ ہے
مٹے محرمی کر اک گوشہ جل کر گیا

عاشقوں کو تپ کا حیلہ ہو گیا روکن ایلی کو حیلہ ہو گیا پھیت کو چوٹی سے دل بیتاب کو ایک بوسے سے ہوا رنگ مسی میسے نالے سنکے کتا ہو وہ شوخ اوس سنہری رنگ میں ہر وہ چمک جب بھر کر اٹھے مرے غم جنون ہر بہانے موت پر ہر حیلے رزق یار خفصے سے گل عمنابنا عشق نے پونچھ لیا اوندک	۱۱ گہل گئے تن رنگ پیلا ہو گیا روسیہ سارا قبیلا ہو گیا دیکھئے موبانف ڈھیلا ہو گیا نازک اوسکا ہونٹھ نیلا ہو گیا کیا گلا انکا سر دیا ہو گیا نٹھ کا سونا رخ سے پیلا ہو گیا کوہ طور ایک ایک ٹیلا ہو گیا مر گئے فرقت کا حیلہ ہو گیا بوسہ مانگا لال پیلا ہو گیا خیر اکبت کا وسیلا ہو گیا
---	---

قبر نے ایسا دیا ہم کو فشار
بنہ بندے قدر ڈھیلا ہو گیا

کسی پایا رانگھون میں نقشہ تمہارا
مہ چاہے خشب سے بکھڑا تمہارا

<p>نہ کیونکر نہیے ساتھ میرا ہوتا کنہیا بنایا ہے خوشی لئے مجھ کو کما ہنسنے دل لیکے تنہے جلایا</p>	<p>کہ تم ہو پری مین ہوں سیاتہارا یہ رگ رگ میں دھڑا ہوا ہوتا بکڑ کر وہ بولے کلیجہ ہوتا</p>
<p>عجبت پوچھتے ہو کہ بندہ کیوں گھڑی بہرین ناراض مہرین اضی تمہیں لگئے تھے مراد دل دی ہو جو تم ایک بٹو کر سے ہم کو جلا دو بلند اس قدر حسن کا ترسہ مراد دل چہ اگر اسی مین دہرا یہ الٹ پنے کا چلن اتو چوڑو اوڑین ہوش پر یونگی پر یونگی صورت مزا دید کا اپنی آنکھوں نے لوٹا</p>	<p>کما تو تمھارا تمھارا تمھارا مزاج ایسا ہے تو کہ مانتا ہوتا کنچا ہے مے دل پہ نقشہ ہوتا قدم چو مین بانیان سیاتہارا کہ نور شید گردن ہی سیاتہارا بہت آج اونچا ہے جوڑا ہوتا لکھتا ہی صاحب ڈو پٹا ہوتا اگر اون پہ پڑ جاے سیاتہارا حیرہ کون سے دیکھا جھکڑا ہوتا</p>
<p>دل یاد نکالے اے وقت در پونچے ہوا غش تک بول بالاتھارا</p>	
<p>کمان تک کون میوفا یاد رکھنا بھین بھولنا دیکھنا یاد رکھنا یہ کہہ لکے سمجھاتے رہتے ہرین لگو گزر جائیگی شب پلک مارے مین یہی کام اپنا ہے اہل وفا ہین</p>	<p>سبق ہو گیا روز کا یاد رکھنا خبر دارا چہا بھلا یاد رکھنا جو ہو لے مین اوں کو کیا یاد رکھنا پراسوقت کی التجا یاد رکھنا جسے دیکھت اہلالتا یاد رکھنا</p>

<p>یہ اٹکھیلیاں لے صبا یاد رکھنا بہت بھول جانا ذرا یاد رکھنا میری ہے وہاں کا پتہ یاد رکھنا کمان سے یہ سیکھ لیا یاد رکھنا غضب سے جو تہمتیں چھوایا یاد رکھنا چلو جاؤ لائے بڑا یاد رکھنا یہ چہلپٹن یہ جلسے ذرا یاد رکھنا</p>	<p>اوڑا لے لئے سپرتی چو خاک میری خدا جانے کس نے سکھایا ہے تھکو نہ آگے بڑھینگے قدم تیرے قاصد رقیبوں کا مذکور رہتا ہے ہر دم یہ کہتے ہوئے پاس لے تے ہیں میرے کہا یاد رکھنا تو بولے بگڑ کر کبھی بچھ رہی اچان تکلیف کرنا</p>
<p>جنون ہو گالے قدر عشق پری مین یہ اس دم کا کھنکھن مراد رکھنا</p>	
<p>تپ یہ ہے ہاتھ جو رکتا پڑھتا ہوتا خفت فاش اڈھاتا جو سچا ہوتا منہ سوبا وہ جو کرتے تو وہ سرکا ہوتا یہ بھی ممکن تھا کہ ہم سے کبھی پردا ہوتا چہرہ سیمین تھا تو موافق سنہرا ہوتا تم ہی آجاتے تو میلے میں تماشا ہوتا آنکھ جب کہو لے تے ہم آپ کا جلو ہوتا کہہ کہو ترہی مراسونے کی چڑیا ہوتا جب تماشا تھا کہ لیلی کو بھی سودا ہوتا ترابت رات رات رات رات رات ہوتا</p>	<p>پاس آتا مے عیسیٰ تو وہ موسیٰ ہوتا ۱۴ تیرے جانے سے ہی درد جگایا ہوتا واعظون سا ہی ترش و زہین کیا تھنے نہ ہوئے حضرت موسیٰ کہ دکھا دیتے ہم کتنی انمیل طبیعت ہم تمہاری صاحب بہتر ہے قتل کو سب مجھ کو لے جاؤ ہین خواب میں ہی یہ تناسف تھیں تم ہوتے ادھو لکھتا میں رخ زرد کا احوال سیا خوب زور و نپ نہ تھا قیس کا ہنگامہ عشق گوں دامار کے سوا رہتا ہوا مجھ کو</p>

<p>نام تو آپکا تھا کام ہمارا ہوتا آپ کب بچتے اگر میں کہیں رسوا ہوتا کیا کہیں تم نہ ہوئے آگے جو ہونا ہوتا تم اگر باتیں نہ کرتے مجھے سکتا ہوتا کہیں پانی کہیں ٹاپو کہیں صحن ہوتا</p>	<p>ایک بوسہ جو ہمیں آپ عنایت کرتے چلتے محشر میں تو دامن میں گم دی لیتا شب کو خالی تھا مکان اور اندر گہرا گہرا دہن تنگ میں حیرت تھی نہایت جھکو اوس جگہ جھکو جنوں میں کوئی پونچھا دیتا</p>
<p>قد رکھ کر خیر سے کہنے کی ہر ساری باتیں ادن سے بہت کر کوئی ہوتا تو ہبلا کیا ہوتا</p>	
<p>کر کے ہر بار ذرا مایا صبا تھی میں نہ تھا ابتدا میں ریل کی کچھ انتہا تھی میں نہ تھا کیا کمون جب آپ کو شرم و حیا تھی میں نہ تھا مصلحت خالق کی اُن روزوں و باتوں میں نہ تھا اب نہ مانو گناہ جو کیئے گناہ تھی میں نہ تھا سچ جو پوچھو پوچھو میں اک ہوا تھی میں نہ تھا تیرے گہر میں آنے کے قابل صبا تھی میں نہ تھا</p>	<p>۸ جب ملایا خاک میں بولے قصدا تھی میں نہ تھا سب ہی تھو دل ہی تھی تن ہی تھی جان وہی ابتدا میں صحبت اچھی چاہیئے انسان کو چین کرتا ہوں سد بارے و اہمق و فرماؤں غیر مندی پیستے ہیں یوں جلاتے ہو مجھے کیا سبک عالم میں گزری جب ملک زہرا کوچہ گردوں سے جو صحبت ہے مبارک ہو تجھے</p>
<p>قد راں مردہ پسندوں نے مجھے تڑپا دیا غم ہی ہے میری شہرت جا بجا تھی میں نہ تھا</p>	
<p>خطِ غیب را گوگرد ملال ہونا تھا طلوع بدر سے پہلے ہلال ہونا تھا مرادہ رنگ تھا راہِ حال ہونا تھا</p>	<p>۱۶ غضب سے سبز ہلائے جمال ہونا تھا جکے ہی رتے جو صاحب کمال ہونا تھا مجھے جنوں پر تھیں اور مجھے خوشی تھی</p>

<p>زمین کی شکل مجھے پایاں ہونا تھا ایدہر ہی دوری کہ نہ سال ہونا تھا اس آفتاب کا اب تو زوال ہونا تھا وہی جنون مجھے ہر ایک سال ہونا تھا خود اپنے ہاتھوں ہمیں پایاں ہونا تھا ہمیں تو عاشق رخسار و خال ہونا تھا بزرگ شمع مرا انتقال ہونا تھا ہمارے شیر کو صید غزال ہونا تھا تو اضعون میں مجھے پایاں ہونا تھا تمہیں ہی بار ہمارا خیال ہونا تھا تمہارے آتے مرا انتقال ہونا تھا کہ ہر طرح سے مجھے انفعال ہونا تھا</p>	<p>فلک کے طرح نہ کیونکر شاتے چلتے وہ کبھی جوانوں پر بھی چشم لطف پیر نہان ہوا میں سر دگر سوز داغ دل ہر وہی نہزار دن پر سے اوڑنا لباس ہستی کے قدم کو چوکے پسے صورت خدایت نہ تھے خلیل جو دم ہر تے چاند تار و کا جگر پہنکا جو تپ غم سے جان ہی و کر پڑی ہے آنکھ دل داغدار پر اوں کے نہ تھا میں سبزہ بیکانہ گرد راہ تہا میں ہمیں تو چین نہیں ایک دم تھا سے بغیر بلا یا تم نے تو میں ضعف تن ہر جا لکھا زمین میں آہ میں گرا گرا گیا نہ راستے</p>
<p>ہمارے سینے سے ای قدر وہ لپٹ جاتے جگر کے زخموں کا یوں اندمال ہونا تھا</p>	
<p>تاک بڑھ بڑ گئی نشہ میں ہوئی چور گھٹا چمن ساقی دی مطرب و طنبور گھٹا میں ہوا لشک فشان ہو گئی شہر گھٹا بجلی ہے نیک تجلی صفت طور گھٹا یا آئی کہیں طول شب و بچو گھٹا</p>	<p>آئی تھی باغ میں کسار سے محمود گھٹا ۱۲ یار اب پیٹنگ نہ راجح بن اسباب طرب داسن حسرت باری میں چپا میرا راز گرم و تر میں ترا حبلوہ نظر آیا بھگو یہ سیاہی تو مرے نامہ اعمال میں لکھی</p>

<p>یہ تو بجانا ہے دو دہل رنجور گھٹا تمک اٹھتی صفت موسے سر جو گھٹا بس گیا دو دہل عاشق رنجور گھٹا جس قدر عشق بڑا یہ تن رنجور گھٹا سر پہ جبک جبک پڑے اسی ساقی مغرور گھٹا زیر انگور ہون یکشس ارگو گھٹا</p>	<p>آئیے آئیے بارش کا ہاں کیا ہے لطف تما بینک بڑھانے میں جو کھٹا جو دھوپ میں تنے بٹھایا تو نہ ایل پونجی خاک میں ملگئی بنیا جڑ ماجب دریا کس طرف دھیان جو ہو لے پتہ تری بال کھٹے یا آئی یونین کس بڑے باغ مراد</p>
<p>یہ ہی اللہ کا بندہ ہے اسے کم نہ سمجھو قدر کی قدر نہ تو لے بت مغرور گھٹا</p>	
<p>خائے ہستی پہ پانی بھی گیا طاق سے شیشہ ہمارا گر گیا برق چمکی اور بادل گھر گیا طوق گردن ڈھسلا ہو کر گیا تیشہ فولاد کا منہ بچھ گیا کس ترکے سے وہ بت کاف گیا جب ندی قیمت تو سودا پر گیا نیچا سفاک کا کر گر گیا خیر گر تو بچ گیا تو بچ گیا کوئی بھی جیفاسق و فاجر گیا ڈوبتے ہی ڈوبتے وہ تر گیا</p>	<p>۱۴ روز کا روناد م آخ گیا ابرو دلدار سے دل چھ گیا اشک اڈے ہجرین جباہ کی لاغری میں قید و حشر سے چھٹے خون منہ راد اس قدر شیریں ہوا مین چلانا تو سنالہ پنکٹا دل نہ ہاتھ آیا نہ جب بوسہ دیا سخت جانی نے کیا پتھر مجھے لے صنم مجھ سے خدا سید ہار ہے تے در پر عابد و زاہر ہوا موج دریا سے کرم نے کی مدد</p>

گھس گھس ہر پہ جہاں سے میرا آہر واسنے ملائی خاک میں	ہر کوئی دم بھبھک کر آیا پھر گیا طفل اشک آنکھوں سے میری گر گیا
کیا عجب ہے قدر دن پہیرے سے جسکے فرمانے سے سورج پھر گیا	
دیکھنا غافل نہ رہنا چشم تر سے دیکھنا ہم بھی دانتوں پر کیسے پہرا کمالے آتے ہیں زلف و رخ و کمال کے کوٹھے سے اشارہ کر گئے ایک نالہ تو مرے منہ سے نکلتے کہیں بکھرے شب جہاں کی آمد کو نہ پوچھو ہمارو یہ سمجھنا شاعر و عفت اپنسا ہر دم میں یا ر آنکھوں سے گرے ہیں نعلین لال شکو کوستا حسن میں کسی ملاحظت کا فرسا ہے داعظم صبح تک ان سوکھے ہونٹوں سے دعا ہو اور ہم جب شہید ناز کا نکلے جنازہ اے صنم آؤی سب خوبصورت ہیں محبت چاہیے غیر سے آنکھیں لڑی ہیں کچھ خبر میری نہیں دم بدم اسکی لچک کرتی ہے جھکو بقیار ڈبل رہا ہے نیل آنکھوں کا ذرا صورت دکھاؤ	۱۵ آئینہ جب دیکھنا میری نظر سے دیکھنا کہدو حور دن سے ذرا قصر گھر سے دیکھنا راہ میری شام تک وقت سے دیکھنا آپ گہرا کر نکل آؤ گے گھر سے دیکھنا رنگ سے میرے چہرے کا دم دھپ سے دیکھنا بال جب لٹکے ہوئے اونگی کمر سے دیکھنا موتیوں کے ساتھ مین یا تو تیر سے دیکھنا رخ ملا کر یار کا ششدر ق سے دیکھنا شام تک پہرا ۱۵ اونکی چشم تر سے دیکھنا اک نظر تو جہانک کر دیوار و در سے دیکھنا چاہیے لیلیٰ کو مجنون کی نظر سے دیکھنا اک نظر اس سمت بھی پہر کر ادھر سے دیکھنا مین لپٹ جاؤ گا اس نازک کمر سے دیکھنا کب نصیب انکو ہوا ہے عمر بھر سے دیکھنا
طبع زادوں کی سب لائی چاہتے ہو تم اگر	

سپاہ شہرے قدر دشمن کی نظر سے بکھینا

<p>تمنے مکھڑے پہ جو گیسو پریشان چھوڑا دیکھنا نہ کر کو پیش قد جانان چھوڑا جذب ل کہینچکے لایا تو قیسمت دیکھو آپ تو جو برین لیکن ملک الموت حسین تنگ آیا ہوں بہت دست جنوں سیار دل پرواغ کو لپکا ہے تری آنکھوں کا کوچہ یار سے بھکا نہ مجھے اے وعظ ہاے اس موت نے پران کیا کس کو بادبان تھے اوتا توڑ کی کشتی عمر دیر و مسجد میں ترا ذکر ہے اللہ اللہ نہ تو آسکتا ہوں صیا نہ جاسکتا ہوں سیر ہے داغ جو رونے میں چک جاتا ہے بہر رخ و زلف دکھا کدہ چلے گھر کی طرف پاسے مجروح پہ مجنون کی بہت کام آیا</p>	۱۵	<p>کالا پردہ کو بے پیر می جان چھوڑا خطایخ دیکھ کے نظارہ ریمان چھوڑا راہ وہ کا سٹ گئی گنج شہیدان چھوڑا ایک بھی خلق میں زندہ نہ مری جان چھوڑا جا کے دامن میں ہنسنا جب گریبان چھوڑا ہمنے جیتے کو پے صید غنلان چھوڑا باز آیا یہ ترار و ضہ رضوان چھوڑا کوہ فید دے مجنون نے بیابان چھوڑا مر گئے ہاتھ سے قاتل کا جو دامن چھوڑا حسن الطاف نے ہندو نہ مسلمان چھوڑا پر کتر کر پس دیوار گلستان چھوڑا تو نے دریا میں چل رخ ایدل سوزن چھوڑا الغرض پہر مجھے حیران و پریشان چھوڑا ہمنے دامن جو سر خار غنلان چھوڑا</p>
<p>ایک ہی دار میں تھا قاتل کا دار انبار ایک ہاتھ اور نہ لے قاتل دوران چھوڑا</p>		
<p>کیوں جمع کروں وقت ہے ہر وقت اجل کا اقرار عدم میں ہوا ایک ایک عمل کا</p>	۱۵	<p>توشہ بھی کل کا تو بہر دسانین کل کا حاکم نے لیا چور کچھ سری میں بھلکا</p>

<p>تربت میں نکیرین سے کیا بنتی ہو دیکھیں شبنم کا ڈوپٹا تو سنبھلا نہیں جاتا بس آئی قضا و سکی ادا جسکو دکھائی محشر میں بھی پہچان نہ چٹا ضعف آفوا جب آنکھ کھلی جس میں تے ہوئے اوٹھے دل چاک ہوا الفت ابرو میں چارا موندی نہ چھٹے گی تہمین آنا ہو تو آؤ درون کی طرح خال ک سودی میں ہوں رخسار دلب یار کی یاد اگئی جبرم پہلو میں ہوتے ہو گردل سے خبردار رفت سبھی ادنیٰ مری عمر روان سے کیا نور کے پیدا کئے مضمون سراپا</p>	<p>جاسمہ نیا سابقہ ہے پہلے پہل کا نازک ہو بہت رنگ بھی رنگواؤ تو بلکا تم حور ہو غمغزہ فرشتہ ہر جل کا ملکا ہوا پلہ مری میسران عمل کا لو صبح ہوئی اور کسلا پہل کنول کا دروازہ نہ طیار ہوا آنکے محل کا مہمان ہوں میں تو کوئی دم کا کوئی ملک کا کیسا مرے طالع میں پڑا جگہ رحل کا جنت میں مزار نہ ہوا خضر عمل کا دیکھو کہیں ہوڑا نہ دے بائیں لبس کا لیکن قد بالا ہے مرے طول امل کا دم بہر تار ہوں شاگردی استاد ازل کا</p>
<p>عقدے دہن تنگ کے سب قدر فی کوئے اک بوسے دیجئے انعام غنڈل کا</p>	
<p>دعویٰ کیا ہے اونکے رخ بیتال کا ۱۴ زلفون کے بل نے حسن بڑھایا جمال کا وارث ہو کیون نہ خرد بزرگون کے مال کا چشم دول و جگر ترے در پر لگتے ہیں تصویر بن گیا ہوں جسکے نہیں پلک</p>	<p>کہا دق سے داغ تو دہو ڈالے گال کا گویا سمند ناز کو کوڑا ہے بال کا ہے قیسوین کو بھی غم سر ہلال کا نیلام آج ہوتا ہے غفلت کے مال کا وقت نے دم نکال لیا بال بال کا</p>

<p>سرمہ بنا مے لئے گرد ملال کا شہر ہے باغ باغ تری بول چال کا کیا حال پوچھتے ہو دل خستہ حال کا پروردگار بندر ہے لب سوال کا ہوتا ہے غریب حسن کے نقصان لک کیا نیچے نے چہرہ بگاڑا ہے ڈال کا یوں تو سیاہ تھا کہیں چہرہ ہلال کا چڑھ جاے لاکھ خرچ یہ تینا ہلال کا</p>	<p>جب سے کہلی ہے انگٹھ نہر کیا سواریج لب لب لبب کہیں کہیں ملا دس پہ خطاب داغوں پہ داغ زخموں پہ زخم آہوں پرچہ جب باب رزق بند ہو یہ در نہ کھل پڑے جو مجھ پر آنی تھی مے دل پر گزر گئی شق القمر اشارہ انگٹھ سے ہوا معنی میں نور چاہئے صورت میں ہونو دم بند ہو گا سامنے ابرو سے یار کے</p>
<p>سودا سا مجھ کو ہوتا ہے اے قدر خیر سے کیون ذکر چھپتے ہو ہبلا اگلے سال کا</p>	
<p>آج تک نظم میں قرآن نہوا تھا سو ہوا ہنسکے شرم کے کہا بن نہوا تھا سو ہوا اب تلک دفن کا سامان نہوا تھا سو ہوا ساکن شہر خرموشان نہوا تھا سو ہوا مور بی پر ہی سلیمان نہوا تھا سو ہوا رخ چسپ رخ تہ داماں نہوا تھا سو ہوا باغ میں سرو خزان نہوا تھا سو ہوا اوسکے تنکے کا ہی احسان نہوا تھا سو ہوا</p>	<p>وصف رخسارہ جانان نہوا تھا سو ہوا ۹ حال پوچھا جو شب وصل کا ہمارا رون تم جو مردے پہ مے آئی ہو کچھ دیر میں مار رکھا دہن یار کی الفت نے مجھ دی رقیبوں کو انگوٹھی جو نشانی تھنے اب تو گونگٹ کو اوٹھا وچلو دیکھا دیکھا مے مقتل میں عجب چال سے آیا قاتل خط کے آنے سے مجھ بوسہ دیا خود اپنے</p>
<p>کیون نہ انگٹھوں گے گردن برقی کی خدمت سے قدر</p>	

ہند میں غیبتِ حسان نہوا تھا سو ہوا

۱۸ تھا جو میں پا مال فوج گردشِ فلاک کا
 مٹ گئے لیکن وہی ہے جو اوس سفاک کا
 رطب یا بس بیج جمیلا گردشِ فلاک کا
 گرد آلودہ ہے دامن اوس بت سفاک کا
 باعثِ حیرت ہے ہر سبز و سوسے آتشاک کا
 گر یہ وزاری کی کثرت بنا ہو نہیں جناب
 افسی کا کل سر کیا پونچے گا عاشق کو گردن
 آمد و رفتِ نفس ہی جھکے آتا ہے یہ خوف
 رند باتوں میں بتاتے ہیں جنبِ معراج کی
 فیصلہ بخش میں یوں ہو گا خدا کے سامنے
 ساقی حوش سیو میخانے کا درجہ ہی بلند
 جھک جو حیرت ہو تو آئینہ بھی لمبا ہے اور
 خاکسار دشن جہی میں عرشِ یوں کی گردن
 پی گیا آنسو جو میں وہ اور اندر وہ ہوا
 اس قدر چھوٹا ہے یہ زبور کی کچھ جانت میں
 جو تو کل کرتے ہیں او نکو پریشانی سہا کم
 جامِ حشریم یار کے نزدیک مار زلف ہیں

سب کھارونچ بنایا چاک میری خاک کا
 مر گئے پر ہی بنا تو وہ ہمارے خاک کا
 یا بہنور پانی کا ہون میں یا بگولا خاک کا
 یہ دماغ اٹھ اکبر میری مشیت خاک کا
 ہے تعجب آگ میں رہنا خضرِ خاشاک کا
 آنکھوں میں دم آ رہا ہے عاشقِ غنا کا
 خال رو سے یاز میں ہے خاصۃً تریاک کا
 کیا بگولا بنکر اوڑ جائیگا پتلا خاک کا
 عرش سے ٹکریا کرتا ہے طارم تاک کا
 ہاتھ میرا اور دامن اوس بت سفاک کا
 دورہ سا غریبی گویا دور ہے افلاک کا
 یار نے شانہ بنایا ہے دل صدیاں کا
 کیوں نہ سجد ملا ناگ ہو یہ پتلا خاک کا
 دل پہ پالا بڑ گیا ہے دیدہ نمناک کا
 ہے دہن گویا بلات ای یار تیری ناگ کا
 زہر کم چلتا ہے اب بستہ میں تیرا کاک
 سامنا پر ہو گیا جمشید سے صخاک کا

و رہے سے ق ر جھکونا نام ابن بوترا ب

ہاتھ میں کنٹھیا رہا کرتا ہے خاک پاک کا	
<p>چھوٹا ہے گال کہ چوہا ہے جو ہوا سو ہوا تم اس سے غیر کو آنے نہ دو ہوا سو ہوا ہمارا نامہ اعمال دہو ہوا سو ہوا خدا کے واسطے موندی ملو ہوا سو ہوا منگا کر آئینہ تم دیکھ لو ہوا سو ہوا نصیب جاگے ہیں سوتے رہو ہوا سو ہوا</p>	<p>۷ بزمک زلف نہا بل کی لو ہوا سو ہوا وہی حضور وہی میں ہی نظر وہی آنکھ ہم انفعال میں روتے ہیں اسباب کما ہمارے قتل کلاے یا رسوگ کیا کرنا نہ پوچھو ہم سے کہ تہہ لائی یا گل کیوں شب وصال میں فرقت کا حال سنکے کما</p>
<p>سنا ہے عشق پر یزاد ترک کرتے ہو قدر یہ کون بات سحر دیوانے ہو ہوا سو ہوا</p>	
<p>۲۳ ایک منٹ ایک پہر ہو گیا داغ جو کسایا تو شمر ہو گیا منہ سے وہ نکلا کہ اثر ہو گیا تارِ نظر ہو سے کمر ہو گیا طائر دل مرغِ سحر ہو گیا یٹھیے پس اپکا گھر ہو گیا تو جو تھما در در جگر ہو گیا یار سے میں شیر و شکر ہو گیا آنکھ سے نکلا تو گھر ہو گیا میلے میں اپنا سہی گزر ہو گیا</p>	<p>وصل کا دن جلد بر ہو گیا آہ جو کہینچی تو شجر ہو گیا ہم تو اسی شجر کو کہتے ہیں شجر بس کمر یا نظر آچکی دیکھ کے رخسار وہ نالے کئے بے طلب آئے مے گھر آئے ٹپے کسے روکن میں آدرہ دلی وصل میں مل سکے زبا میں لڑین آب رہا آنکھ میں جب تک رہا عالم اسباب کماں ہم کماں</p>

<p>دیکھا جسے مد نظر ہو گیا یار جد ہر تھا میں اودہر ہو گیا چہرہ تمہارا گل تر ہو گیا کان منک زخم جگر ہو گیا خوب ہوا شہر بد ہو گیا آئینہ آئینے کا گھر ہو گیا عیب ہی صاحب میں ہنر ہو گیا دل کا سودا ہی شہر ہو گیا گاہ پری گاہ بشر ہو گیا قلعہ کوئی تھا کہ وہ سر ہو گیا دن تو امید دن میں بسر ہو گیا ٹکڑے مراخت جگر ہو گیا</p>	<p>کیا مری آنکھوں کی ہے عادت بڑی داور محشر کا قصور اس میں کیا گرمی سے ہے جو عرق آگیا ہجرت میں جب پی گئے ہر شک سوز نتی رمضان میں مری حالت تباہ دل میں سما یا ترے چہرے کا وہاں بے دہنی اور شگوفہ ہوئی ختم ہوئی سنگدلی آپ پر یار چلا داسہ کہ انسان ہے آپ تو دل لیکے بہت خوش ہوئے رات کو یاد آپ کی لے گا کون چیر لیا لوگوں نے نغمہ شہر</p>
<p>حالت غش دیکھنے آیا تھا یار قدر کو جب تک کہ خبر ہو گیا</p>	
<p>مٹی میں تو عزت کو ملا یا نہیں جاتا لوہے کا چنا ہے کہ چبایا نہیں جاتا تلوار کے منہ پر کبھی جبا یا نہیں جاتا جاتے ہیں تو سپر کس لئے آیا نہیں جاتا لیکن وہ دہن تو کہیں پایا نہیں جاتا</p>	<p>۱۸ درباروں میں خاک اوڑتی ہے جبا یا نہیں جاتا اوس خال کا چتر کبھی کس یا نہیں جاتا رابطہ ابرو قاتل سے بڑھا یا نہیں جاتا جنت نہیں کو چتر اسے حور تو کیا ہے بوسے ہی زخندان سے لئے چنے جبین تک</p>

<p>ہو سکتی نہیں دل شکنی مجھے کیسی اس ضعف میں یہ عشق کہیں گزرتا نہیں متر ہون میں اسپر کہ وہ آواز سنائیں بیٹھا ہوا بس دور سے دیکھا کرے اونکو لے رہا شک چمن خاک مروت نہیں چھین غنی کی روکش دم بخود اس باغ میں نہیں ہاتھ اٹکوا غیار لگاتے ہیں غضب سے ہر چند کہ ہم دل سے بہلاتے ہیں توں کو فرمائے تو قتل پہ کیوں ہاتھ اٹھاتا سید ہی ہی جو کتا ہوں سمجھتے ہوں اولیٰ برگ ہے وہ بت کیجے کس طرح صفائی مضمون جو مرا لے کوئی کیونکر زمین رو کوں</p>	<p>کعبہ تو سلمان سے ڈبا یا نہیں جاتا یہ بوجہ تو گر دون سے ادھیا یا نہیں جاتا لو سورہ یسین ہی سنایا نہیں جاتا نازک ہیں بہت ہاتھ لگایا نہیں جاتا اک ہول ہی تربت پہ چڑھایا نہیں جاتا بلبل کی طرح شور مچایا نہیں جاتا اک نیچے کا ہاتھ لگایا نہیں جاتا کیا قوس سر دہیان اکھا خدایا نہیں جاتا عاشق کا جنازہ اب اٹھایا نہیں جاتا کچھ آج مزاج اکا پایا نہیں جاتا پتھر کی لکیر دن کو مٹایا نہیں جاتا فرزند تو ہاتھوں سے گنوا یا نہیں جاتا</p>
--	--

ان خاک کے پتلون پہ ہم لے قدر مرین کیا
مٹی میں جوانی کو ملایا نہیں جاتا

<p>اویٹکے فتر سر آسمان کی آرخ آہونے لاسکان کا نکھتا کو بٹھا جو اوس جو ان میں چڑکے پانیسی بکھو جاکا نہر رپا ہود میان کا چا دعقا ہے مرغ جان کا عدم کی ہستی کا مین مین ہون تھا جان ہون ہون ہون ہوا خزان کی یہ نگاہی کہ ہم ہون کی خاک ڈالئی</p>	<p>۳۳ پڑا رہا شور الامان کل دہرا رہا غل کمان کمان کا کیا سوال اوس آسمان کا دیا جواب اوس نے ریمان کا اشارہ اوس ترکے جو ان کے خدگ سے اک کڑی کمان کا نہر اٹھول میں تو کہ نہیں ہون غیا ہون صحن مکان کا وہ زر دانہ ہی چرین میں آئی پتا نہیں آج آشیان کا</p>
---	--

خجستہ پائی ترشہ نہ پایا تو شمع سوزان منہ بے بنایا
 فقط نہ سینہ ہی تو کڑکا زحک ہو ہی حاضر چہ دل چاہی
 یوں بہن جو دل سوز غم سہیگا تو صبح نکاح کیا رہیگا
 خوشائیں کی ہوا تہا کچھ بھی کچھ ہی کچھ ہی کچھ
 ابھی ہم آغوش تو کی جا ہی لیٹ سہی جا کھیر کیا ہے
 پڑا جو غم سے کا دل چہ بہا لہجہ کے پلکوں پہ وہ ڈالا
 ہم ناپا حشر بہر ہوا دل جو لیکے بیٹھے میان محفل
 پڑ گیا کیر گریوں کا سایا تو حسن مر جا کی عشق ہو گیا
 ہزار نالے کروئی کیا ہو کہین سماعت ہی یا خدا ہر
 سہار کی جب ہوا سائی تو قسمتوں سے خزان سے آئی
 عجب پری ہو گاہ جادو کہ تیر کچھ خطا ی بازو
 کہیں سے سوئی چرخ گردان چلا تہا مالہ بشور و افغان
 ہزار پرے میں نکلائی مگر جوانی نہ چھینے پائی
 پڑین تہا بچے اگر ہوا کے تو پرزے پڑی راڈیں گنگا
 جو پیش لے محبت گل رہا نہ ہوا من تو سل
 وہ برق طور سخی آرا کیم نے جس سے دم نہ مارا
 دل و جگر کی جو پوچھتا ہی تو دونوں گم ہو گیا سماعت

کہ خار پاتے جو سار ٹھایا بنا وہ کا شامری زبان کی
 بتا تو ہے تیر عشق آخر تر ارادہ ہے اکہل کی کا
 کہ شمع سا شکرین بہیگا گھل کے مغز بنی استخوان کی
 بڑا ہر حشوت سے سوا کچھ نہ باغ و باجی پاسبان کی
 کہ ناف تک ختم کچا ہو بہر دساکیا تیرے نیجان کی
 نہ دل نے اکھون کو دیکھا بہا لہ انکھون نے دیکھا کاجا
 ہوا یہ سیکو بقیہ کل مل کہ اک مرتع کھلا حبان کی
 بنے کا ہر فٹھکے تنکا چین میں قمری کے اشیاں کی
 شوالہ میں سیکھ سیک کہ ہا ہی تو شور کبے میں اذان کی
 گلاب کی جبلم لگائی تو ہول دتر ہے زعفران کی
 بہت بلوں پر تہا حو ابرو کہ خانہ ہر عجب ہر کمان کی
 ہونے ایسا کیا پریشان بازین کا نہ آسمان کی
 شباب کی جبلم سنگائی تو جو بن و بھر کسی جوت کی
 بس آگے ہزار دسا کہ یہ حال ہو چرم آسمان کی
 جو خاک ہو جا جسم بلبل عبا ہو صحن بوستان کی
 بجھا ہوا تاکوئی خراہ حضور کے سنگستان کی
 ادھر ہی کہ گما تیر کا ہو ادھر ہی کہ خرم ہر کمان کی

کمان میں قہر اصل سیدہ نگاہ دار ہو کر شیدہ
 ہوا وہ ترکش سی تیر حیدہ چڑا وہ چلے تری کمان کی

بڑا ہوا گس جھٹکان کا دھول وٹھا سوتیش نہان کا
 ہدف ہوں مڑگان جان ستان کیش ہوں تیرا امان کا
 وہ حسن، غمزدہ نہان کا کہ ہوش اور عشق جانتا تھا
 ہی یاد بکنے والے کونسا وہ آپ ہی آپ داس ہوتا
 ہو خانہ داری جنوں کاں جہان رنگ یکساں دیکھ لیں
 اسی وہ سویا ہی سودا اسی کی چمکتی ہو کیون ہوا
 یہ تنگ دل کی تھی کس رازی چلی نہ حسرت کی فقرہ بازی
 سجا کب سے پالپٹی جاؤ کمان کے بوسہ زبان لاؤ
 گر تو زخمی جگر تہا را وہ جلوہ رخ نے مارا دھارا
 قدم کے قدموں سے یہ جدا ہوں جس وقت کہ تیرے قافل
 جسے سمجھتی ہو چرخِ بخت نہی ہو تصویر خود بدولت
 بتائیں دل نے کبھی ایسی گمان کیوں غم کی پیڑائیں
 تری تھی میں خیال نکلا کہ نقد دستِ جمال نکلا
 سر آدینا میں جب میں آیا رعادوی اپنی ساتھ لایا
 نہ ہاں کس سر سے امتحان دینے عیدِ شریعت جہان کا
 وہ زرد رنگتہ چہلم غمزدہ سے غربت قدم پر
 جنہیں سمجھتے ہیں لگتا ہے وہ چیدہ ہون پارسا رازی
 سینے کی کیا چاکہ بیٹھانے لگا جگر کہ فرخہ ہوش
 جو صحن بڑھنے کا دھیرا کیا کسی کو پہر خاک میں ملایا

۲۴

یہ دم گھٹنا کچھ دل تپان کا سمٹ کر چھپا لایا زبان کا
 مراد مانگے ہر ایک کا لہر پہ چلے بندہ کمان کا
 خدا ہی حافظ ہی نقد جان کا کہ چورِ عزت پاسبان کا
 وہ آپ نہاں وہ آپ ذرا دھنکسا ہوا ابے دھان کا
 چمن میں تشنگے چنیں جنال جو سحرین سودا ہوشیاری کا
 نہ چونکا دیکھتے کہیں صدیوں داغ نازک ہی باخبان کا
 کہ جیسے وہی زبان دہری گھر سے تنگی وہاں کا
 قبا و قار نقاب نہاؤ تھاؤ جگر ابھی یہ کمان کا
 پتار ہے چاندنی نے مالِ محمد پر نگہ رکھو کمان کا
 جہا ہوں پر خاک میں ہوں نقش ہوں پاک کمان کا
 جسے بتاتے ہیں لوگ جنت وہ نقشہ ہے آپ کے مکان کا
 سین میں جو اس نے زبان کی باتیں مڑھ لایا جگر زبان کا
 اذان میں بلال نکلا کہ ہاتھ گلہ ستہ ہوا ان کا
 خدا نے تے بلا ملا بنایا ازل کے دن گرد کا دان کا
 سنا ہوں زندانِ مومنان میں فرخہ کفار کی جہان کا
 گر سے جواؤ کر حسین سے باہر وہ زرد پتہ ہون خزان کا
 یہ سہنے آہوں کے تیرا سے کہ سینہ چیلنے ہی آسمان کا
 جسے میں سمجھتا ہوں کہ ہونے کام کرنے لگی سنان کا
 نیا اوٹھا ہی پہر ایک پایا چٹا ہی لاشہ کسی جوان کا

<p>نہیں لیلیٰ سنی کسی کے محلِ شہرِ مانت پیسے دل جگر آگہ سینہ سار دزدان ہم نے چھان مارا ہر قفلِ بلبلِ تہا بری قامت ہی میری تان پہلِ چوخت جو خاکساروں کی کچھ نہیں ڈی تو کیوں خوشامد ہی ہر شاکر</p>	<p>تمہارے ہنٹھو نہیں تان کی سوا اثر ہے رنگینی بیان کا وہاں ہاں اب کریں گزارا پتا بتاؤ جہاں جہاں کا تمام چہرہ جو باغِ جنتِ حق ہے سبیلِ دلی جہاں کا زمین کے پاؤں پر سہل سہل چھکا ہو جو آسمان کا</p>
<p>وہ اپنی صورت پہ خود دھار ہے یہ خود دئے اپنی لے رہا ہے نہ یار محتاجِ قدر کا ہے نہ قدر محتاجِ قدر دان کا</p>	
<p>اولٹ دیا و طبعِ زمین کی پتا نہیں جیتے ہمتیر کا ۳۱ جو داغِ عشقِ نوشین کا جو نشین ہے دلِ خزین کا نشان ہے یہ ابروِ حمید کا اثر ہے یہ زلفِ عنبرین کا رہ گیا قاتل نہ تو کہیں کا نشان ہے یہ بسلِ خزین کا گئی نہ مرکزِ بہ کینہ خواہی ملا کے ششِ مین کی بنا ہا تین گنگہ پیادہ کی ہے محفلِ رامری سیر دیکھ قاتل ترقیوں میں کیوں مجاہدِ عسکری سختی خدا ہی شاہد یہ سرمہ جو بارے ستار کہ آنگھیلِ دھنسی نہیں بنی اوپر کلیم تم نے نہ او کی مانی تو غش میں واجب تھی تابانی ترکا ہے رگِ زون میں است قاتلِ مارِ دودم طرحِ سوایل توشہ پوچھ پوچھ پان کی کو نہیں تم کو کمان کمان کی ذرا ہی ممکن نہیں انی ضیف ہے ہر گنا گمانی چھپا نہیں مجھ شہرین کیا گندہ گمراہ اعضا ہیں پشیم</p>	<p>بڑا ہوا دلِ خزین کا کہ مجھ کو رکھا نہیں کہیں کا وہی ہے تمغا مری جہین کا وہی سلیمان مے نگین کا کہ داغِ اپنے دلِ خزین کی چوشت کا نغزالِ جہین کا غبار تو پونچھ لے جب تک کہ تو دھو ڈال آستین کا مری طرح سے کہیں تھی فلک بھی موند نہ زمین کا کہ ہو رہا ہے جو تیرا سب لگا ہو گھنگھرو دم پسین کا کر گیا رفعِ یدین زائد تو بت کر گیا ہر آستین کا کمند کے حلقوں میں برابر گلا پسنا ہر غزالِ جہین کا جو چہتری تھی جنتِ ان ترائی جوابے یا تانا بان نہیں کا کہ خونِ بیل سے حلقِ بسبل بنا ہی خود حلقہ آستین کا اسی ہے گردِ نالِ آسمان کی اسی سے ہے زلزلہ زمین کا کہ صورتِ اشکِ ثاوتانی جہاں گرا میں ہوا میں کا یہ ماتمہ خود اپنے حق میں میں ہم ہر ایک ہے سنا آستین کا</p>

جہاں سر پر اٹھارہ ہون جنوین جہاں چار ہون
جو دم بخود ہوں لمحہ کر اندر ضرور ہوں کچھ نشان باہر
نہ صحتیوں کا خیال ہی چہ نہ میرے دل کا مال پوچھو
کرم میں کہو غضب میں کہو کیا جو متا ز سب میں کہو
کرے نہ کیوں یا رہم سے غمراہ نور پر خاک سے بھرا
جو حلقہ زلفوں کی ہاتھ آیا تو شکنا فہ حق کا پایا
میں اسکی سنتا نہیں مگر میری سنتا نہیں بھائی
یہ پہنچو نہ دن تجھے نہ دشکر میں صبا کندن تھکا نہ
جو شک خون متصل گیا ہی اوسی میں ہر لخت دل گیا
کیسے چتا لیچے بیان ہی تو جا کہ محشر میں او نکو پانے
کہلا وہ باغِ خلیل ہو کر بنا سر طور غسلِ خضر
ہزار صحبت ہوا دن کے بیہوب بدو کے نیکو کی کیا چوں
کیسی حد تک یہ کیا رو کما کی نہیں ہی کی جال ہارائی
یہ لاغری استہ خاڑا من کہ اوٹھ نہیں کتا بار ایں
بہین جنم ہی خوف سے کہ انکھل ٹڈیوں نے بیہوب
تعلق اوٹھو جو ہے رکھا تو مہنے بیٹا او کو دم سی رکھا
میانِ محشر ملا لٹن میں شمع ہوئی کی حال لٹن سے

جو پشت میں نکال ڈل رہا ہوں مانع گردن چو زین کا
مزار پر سرسری ہو چادریں کشتہ ہوں چشم سبکدین کا
نہ اگلے دقتوں کا حال پوچھو آئینہ تناکسی میں کا
مہارنجی شنام لب میں ہو کو مڑ ملا نہ ہوا بنگدین کا
کمان سے سورج کمان میں ذکر کہ فرق ہے آسمان زمین کا
جو کا حل ان آنکھوں کا چڑا تو مشک پایا غزال حین کا
ادھر ہی ان ہاں گل میں مجا چو شور اور چو غنچہ نہیں کا
دیا ہی بوسہ ترش جو ہو کر تو ذائقہ ہے سکے بغین کا
کہ بیتے بانی میں مل گیا ہی قیاسیماں کج نگین کا
نہ بیچہ خون عاشقان سے چٹے گر بیان استین کا
ہوا سے جھڑ کر گرا زمین پر چو ایک پولا آتشین کا
کہ تلخی زہر نیش ہو کہ مڑہ بدلتا ہے انگین کا
کہ رنگیاب تم سے ہوتا پائی جواب کیا اس نہیں کا
جو پاؤں اپنا ہی تار دامن تو ہاتھ جو تار استین کا
خزانہ آنکھوں کا جو باب ہر ہی فوارہ استین کا
نہ کام دیر و حرم سے رکھا شادیا قفہ فردین کا
کہ پاؤں تک سو خجالتوں سے عرق بہا ہر جبین کا

سخن کو قیاس و راج دے زبان ہو کہ تخم افشاں ہوا مکان سے
کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند تر تہہ ان میں کا

اسی منہ پر زبا پر شکستے ہمیں سبز باغ دکھا دیا
 اسے میں نے دل جو دکھا دیا مجھے اوس نے چہرہ دکھا دیا
 یہ لگا میں قبر کو کورین کہ لہجے سے مجھ کو دہلا دیا
 کبھی لائے ابرودن ہر وہ بل کبھی لب سے کہے ملا دیا
 وہ تو دل تہا زلف سیاہ جین جیون سناؤ جلی کٹی
 چہری ہجر نے تو نہ پیری تھی ہون تو در تو سرخ کون
 جو تو بونگا دی کا ٹیگا جو کر گیا تو وہ بہرے کا تو
 جو نہیں مجھ درد دل جگر تو جلی کٹی میں کمان اثر
 نہ سونگا اسٹھ اہم کیا دماغوں نے بڑا غضب
 شب ہجر میں گرے اسی جگہ اٹھینکے روز قیام کو
 یہ تو اپنی اپنی برقیں تھیں کہ ہزار دن ہاتھ خدک میں
 نہ حکومتوں سے تو بل کی لے نہ سخاوتوں پہ گہم نہ کر
 جو دل اپنا مانگتا ہوں تو اسی توڑنے پر باتے ہو
 ادھر آؤ گے کہ نہ آؤ گے کہو سینہ مجھ سے ملاؤ گے
 وہ لگایا منہ وہ لگایا منہ وہ لگایا منہ کہ بنایا منہ
 وہ نظر تمہاری ادھر مل رہا جگر سے تیر گز گیا
 مجھے ایک عالم ترع جو نہ مرد کا میں نہ بچو نگا میں
 تری باتیں نقش جگر میں ہیں پیچھے چلے ہو پیکر سے
 یہ تمہیں گلہ نہ ہیں گلہ کہ خدا نے کر دیا فیصلہ

نہ ملا دیا نہ دکھا دیا نہ بتا دیا نہ پتا دیا
 اوسے میں نے آئینہ لا دیا مجھے اوسنے آئینہ لا دیا
 ابھی آنکھ لگ گئی تھی ذرا ابھی آکر اُسے جگا دیا
 کبھی مار ڈالا اشارے میں کبھی یکہ میں جلا دیا
 وہ اندر چہرے کہہ کر چلے تھا جیون نہ سی تھے بھایا
 مری آنکھ تم ملو تو دل سے کہ تمہیں فریب حسا دیا
 ترے کام کچھ ہی جو آئینکا تو ہمیں کا تیرا لیا دیا
 جو تک ملا نہ کہا میں تو کہا ہے نہ مزا دیا
 کہ لہو جگر سے ادب پڑا مرا شانہ اتنا ہلا دیا
 دے روز صدیوں پہ صد وہ کہ قد بلند نے ڈھل دیا
 مجھے بوسہ لگا دلا دیا جو غصہ کو آب بقا دیا
 جو خدا نے کام دیا کیا جو خدا نے بھکودیا دیا
 نکلے نماں کو پہنے کہو کعبہ تم نے نہ ڈھ دیا
 مراد غ دل ہی مٹاؤ گے کہ مجھی کو تھے مٹا دیا
 وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا کہ دلا دیا
 وہ پلک تمہاری دھر اٹھی وہ نشانہ تیرا اڑا دیا
 ترے لب سے جام بقا دیا ترے خط نے زہر فنا دیا
 یہ جلا دیا یہ کڑھ دیا کہ مرا کلیجہ پکا دیا
 تمہیں چہرہ چاند سا دیدیا ہمیں تسا ماہ نقا دیا

کبھی ایک بوسہ بہرین دیا تو پہرہ او سکا ذکر ہی نہ کیا	میرے دل میں سمجھتے تھے کہ فقیر کو جو دیا دیا
یہ نیاز و نیاز کی بات ہے یہ حجابِ راز کی بات ہے کہو تم کو قدر نے کیا دیا کہو میں نے قدر کو کیا دیا	
<p>۱۵</p> <p>اک نقطہ سیہ ہی تیرا دہن نہوتا شرمندہ مجھ سے یا رب دزدِ کفن نہوتا کب تک خیال تھمکو لے جان میں نہوتا میری نظر نہ پڑتی تو وہ دہن نہوتا نرگس کا فصل گل میں نشاء ہر نہوتا ہرگز نصیب مجھ کو دگر کفن نہوتا کیا تھیں لہو اذکا چاہِ ذوق نہوتا زخمون میں شل غنچہ ہرگز دہن نہوتا ہندوستان بہرین سوچ گمن نہوتا دنیا رداغِ غم کا اتنا چلن نہوتا میں شل مہر یا رب داغِ وطن نہوتا پیداختن میں ہرگز مشکِ غنچہ نہوتا سر و چین نہوتا یا نارون نہوتا تلوار میں جو تیری قاتل چین نہوتا</p>	<p>مستی پہ توجہ مائل لے گلبدن نہوتا افلاس مر گئے پراٹنا سلوک کرتا تیرا خیال ہر دم ہے جانِ دل سے تھمکو سچ کہتے ہیں مہندس ہر خط کی حد پھر نقطہ مستی میں تم کہاتے اوسکو اگر نہ لکھیں مرنے پہ ہی جو میرا سوز جگر جھبھٹکتا ملتا نہ چاہِ یوسف آج اپنے ڈوبو کو اوس چشمِ سگرین کی تیر نظر جو پڑتی جو گلہ سیہ پر میرے نہ سوچ آتا سلطانِ عاشق کا سکہ اگر نہ پڑتا کس کام کی ہر دنوت بزمِ میان ہون چین اوس دلف کی جو خوشبو لیکر صبا نہ جاتی باغِ جہان میں لے گل لکدن جواب تفتے بلبل کبھی نہ بنتی مقتل میں روح اپنی</p>
قاضی کو کیا تر دد مضی کو کیا علاقہ کیا وقت در عمر ہر تک تو یہ شکن نہوتا	

۱۶ تجھے قول کا دہیان ڈارنا مجھے تجھے یقین دلانا
 کبھی مر کے بھی تہی نہ رہی کبھی سو جاگی کئی نہ رہی
 میں ہیماں تھا اویں تنگہ بان کہ لو گائیں گئے ہجر پنا
 جو گرفتہ میلزل مرده ہوا کرے آہ و فغان گم کردہ ہوا
 ہرین عزیز مجھے ملے اشک ان سے ہر نور نظر ہوا
 رہی احمد وصال پہلے حرکت کہ تباہی ہو گئی ہو گئی
 مری تان پوئی تھی تا بفلک مری آہ پکڑتے جھلک
 تن درج کش ملایا ہی رہا مری جل میں رہی آہی رہا
 کہیں بات کا پس آج رطبت طو چھٹے یہ رواج رہا
 تری وید پر جو ستر کٹا ہوئے وہ پڑی ہوئی اوسیں بکا ہوئی
 میں وجود عدم میں ہاں کہہ کر پیچیدہ شہود کا نہیں اثر
 ہی تمہارے فیض کل حال حجب پیری پیچیدہ ہو گیا غیب
 تر حلقہ زلف نے پہنچ کر تو دلونچ ہی راستے گھر کر گئے
 رہی رنگ جو ترے زیر قدم جو قدم سے چھوڑے فنا ہوئے ہم
 ملے غمزدہ و ناز و داد دیا مجھے فوج کیا یہ ستم ہونا

مرا پیش ہوا کہ بجا نرا مراد دم ہوا تو کہ رہا نرا
 کبھی قبر کی خاک بھی نہ رہی کبھی سبزہ کو گلہ نرا
 میرے سال میں چوسی ہر تو نے زبان کہ نہ نہیں کئی گلہ نرا
 مرا غمچہ ہنچہ فسرہ ہوا کہ گزرا نسیم و صبا نرا
 کبھی آنکھوں سے یہی بانہ نہاں کبھی پیروی وہ چہ نرا
 ترے جسم لطیف سے سیاحت میں جلد ہی ہاتھ نرا
 ترکی فصاحت سے ہر سانس تک سکت نہ رہی وہ گلہ نرا
 شب روز گئے سو لگا ہی رہا کوئی دم نہ ہو جہ نرا
 نہ وہ وضع رہی نہ فرج رہا نہ وہ لوگ سے نہ زما نرا
 رہی لالہ کی شکل ثانی ہوئے کوئی نہ ختم نہ شہدا نرا
 نہ یہ جسم سے جائیں ٹین نظر کوئی ایسا بقا میں فنا نرا
 کوئی گالی ملے کوئی بوسہ لب کہ مقام و عاودا نرا
 دھوینا نہ جو کہو دے کوئی قیدی زلف و دوتا نرا
 کہ ہمارا نشان بہی تب ہم کہیں صورت رنگ حنا نرا
 مراد عوی خون بہی پیش گیا کہ قصاص کسی سپرد نرا

وہی ہوش خرد میں نظر رہی ہی لقمہ نہ رہی ہو گئی کہا

وہی یاد عزیز میں گہر نہ رہی ہو چلے گئے آپ تو کیا نرا

وہ پیر دے کہ سرمہ ڈاندر ہا وہ پیچیدہ رنگ حنا نرا

ہوا ابلہ بلہ ایسا ہم کوئی آئینہ کف با نہ رہا

جو شیدہ لگا ہوا نرا تو سما کا اد کے پتا نرا

رہے شوق میں تو میں غم نہ ہو غم کہ پتا نہیں غم کا پتا نہ رہا

شب بصل مرین نہ ترا دیکھتے ہی مرتی کہ سرگرمی کا تری
حق و ناحق اگر ہر یا خفا تو مٹا یا کرین اوی اہل وفا
جو جفا کش غرہ دید رہا و اہل کاندید شیند رہا
لے پے ہا ما اوٹھا مرتی کان نہ گشت دہن ہی نہ جان نہ کیا
کہی نہی نہی تو ہر کام مراد کہی نہی غسہ ہوتا ہر دور
جو زمانہ کے ربط کو ترک کیا نہ پھنسنے کہی نہی ہم تمام رہا
مجھ کیڑوں آپنے دل غ دلی گہی نہی کسی نہی شگونی
مری سینہ تلک سے کہ مرسی ہی کیا ہر مجھ کیڑے کہ تو نہی
ہوا آب جگر کا یہ حال ہوا ہوا خاک بیدل کو ملال ہوا
جو شباب میں غنچہ دل نہ کہلا تو بڑا پرمین ہی مجھ کیڑے
ہمیں غمیرو پگانہ کرنا تو ہے یونین کوئی نہ کوئی ستارہ
خط سبز کو دیکھ کے برسر پہ ہی بوسہ لب کی دل کو طلب
ہے مہر ستم میں دانا کی ہوئی خوب فراغت تازہ و می

کہ نقاب کے ساتھ ایک بھی وٹھی کوئی پردہ شرم نہ
کہین چہوٹے جو عادت جو رخصتا تو وسیلہ نہ تو فائز نہ
جو نگاہ ادا کا شیب رہا و لٹا نہ تیر قصا نہ
تو نکاسے زخم جگر پر چتر کہ تپش کا ذرا بھی قرار نہ
ہوئی سوزن ل سحر حق میں واکہ کلیجے کا زخم ہر زما
جو تعلق خلق کو چھوڑ دیا کہی دامن فتن میں ہر زما
کوئی خشک نہ نہیں ہوا جو بوسے لکڑی کہ عوض تو رہا جو گلزار نہ
تری سوزن ل ہی رہی ترا در جگر رہا نہ
جو سنا تو اذنین ہی خیال ہوا کہ کوئی بھی قتل انداز نہ
کردن فصل ہوا کاست نکلا کہ خزان میں ہی عین تو رہا نہ
کہ قریب سے مہنت نہ بنا تو ہے کہی یا جو ہر سے خفا نہ
مے خضر سکندر دم کو جب تو وہ تشنہ آب بقا نہ
رہا تما نگا تو چہری تہمی چہری جو تھی تو گلزار نہ

دلِ قدر جو تجھ پہ نثار ہوا تو کہین بھی نہ او سکوا تو رہا جو تون کے گل میں گزار ہوا تو دمان بھی وہ مہر دخل نہ	
مے نامہ عمل میں نہ ذرا صواب نکلا ۱۱۰ وہ لحد پر میری لائے تو نقاب وارے کے بولے ہوے شوق جو گرم ہلو تو دل جگر کے بدلے تے میکہ سے ساقی ہمیں نا امید جائیں	مے دل سے روفہ محشر خطر حساب نکلا اجی اب تلک نہ جاگے اوٹھو نقاب نکلا اک ادھر کہا اب نکلا اک ادھر کہا اب نکلا جو کوئی بیان نہ نکلا وہ پیئے شراب نکلا

کوئی دل سے شکلا بوجہ شال موج دریا جسے اپنا فخر سمجھا وہی دل نے ہر کو کو بیا کبھی یہ دکھایا عارض کبھی وہ دکھایا عارض گئی گل خزان میں بالکھن رہا ہمیں میں بلبل جو دن جگر جلائے تو سخن سے کی روانی بڑھ اپنی حد سے ظالم تو بل درسا کیون نہ کھلے سنی آہ و شکباری دل چشم کی تو بولے چہ دلا و راست دزدے کہ بکھٹ جہانغ وارد جسے شرم جانتے تھے وہ فقط تھی دکنی لغت	تو گرہ گلے میں ہو کر وہ درخوش آب نکلا جسے بہا گوان جانا وہی گھر خراب نکلا کبھی ماہتاب نکلا کبھی آفتاب نکلا نہ ترا جواب نکلا نہ مرا جواب نکلا جو گلوں نے جوش کھایا تو کین گلاب نکلا جو کھینچی وہ زلف پچھان بن پیچ و تاب نکلا کوئی اور قصہ چھیڑو یہ خیال و خواب نکلا ابھی دل پہ تھا مارا ابھی بے حجاب نکلا جسے ناز کہ ہے مسمومہ نرا عتاب نکلا
---	---

مے سر پہ قدر برسا وہی جگر بر حمت
جو میں حشر میں بعد سے بہت آب آب نکلا

۲۲	بڑی ہو کیون قدر نہ لپیٹو ذرا بتاؤ تو حال دل کا تمہارے دل پر خود آئینہ ہو کہوں میں کیا تھے حال کا وہ محو آئینہ ہو رہے ہیں اس آئینے پر ہم کم تو جہ پڑ گئے کسے گلے مظالم یہ اور سا ظالم وہ اسکی ظالم نتیجہ ابرو کا ہکو ڈر ہے نہ تیر فرغان کا کچھ خطر ہے اوتھ گیتن شاخ ہو گا جسے تو پوچھا گو گلاب کا بوسہ چھو دیکش ہے طاق ابرو سے کعبہ ایما تو لیا نظم ہی زلف و نین اسکو جانا سمجھ لو ایک تہہ شب کا ماحان	نہ منہ ہی بول نہ سے کیلو کئے گا کیونکر ملاں دل کا کہ دل ہی ہوتی براہ دل کو نہ کیوں بڑل خیاں دل کا وہ خان خطا میں پھنسے ہوئی ہیں خیال ہر خانہ دل کا جگر کا خون دل کو شیر مار دو تو کو ہر خون حلاں دل کا ہمیشہ سینہ نیان سپر تو حوصلہ کچھ پیکان دل کا وہ مجھ سے شرم ہو گئی حیدن تو ہلی ہو گا سوان دل کا جد ہر اشارہ ذرا کرے تو نریخ پھر کیا مچاں دل کا تمہیں بتاؤ کہ کیا بھر سا ضعیف دل کا بڑ مال دل کا
----	--	--

<p>اودھر گستاخین پھول کلین اچھڑ پڑی غمیرے دھج بھنور ہر جاہ وقت ہمارا بڑا کسے دیر نہیں ہمارا ہر دل کو تیرا خیال ہر دم تجھے بھیاتی ہی یاد اوسکی ہمارے سینے پہ کان رکھ کر ڈرا سنو اما سے دلو وہ زلف بچاں اڑھلا تہا تپ تڑپ کر پڑ کر پڑ کر اودھر ہوا جذبہ سکو پیرا اودھر وہ میرے اگی پٹے تمہاری زلفیں تلک ہیں جوا نہیں ہوتا تو گھر ہی پڑتا نہ پوچھو یہ حال تو انی کہ آہ و نالہ سے بھی گرائی پیش قیامت سے آہ محشر نہ پھول بلبل پڑی گل تر تمہاری بڑبڑ خود خدا ہی تمہارے تلوی کی خاک پا ہے ہمارے سینہ کو مول لیکر نگہ دان اپنا تم بناؤ کبھی سو کبھی چرا لہجہ کبھی پریشان ہیں ہر تن بہارا آئی ہر کجا ایسی کہ جوش حشر و شش ہی سینہ</p>	<p>اودھر چہرین بہارا آئی اودھر ہر ہرہ بہال دل کا کہ اوسین چلی ہے دل ہمارا تو دام گیسو ہر جان کا ہر اوسکو ہر وقت یاد تیری تجھ بھی کچھ ہر خیال کا قفس میں یہ سینہ مشک کے اسین پڑتا ہی لان کا یہ دام چارو نظر سے لپٹا کہ پھنک گیا بال بال کا یہ بار بار آدما چکا ہون میں کشت لک کمال دل کا تم اپنا جوڑا کو مول ڈالو اسی میں ہوا احتمال دل کا بس ایک چمکی تھی اوسکو آئی کہ ہو گیا اشتعال کا کہ تو نے دیکھا سنا نہیں ہے غم میں یہ حال اوقال کا منزل کیا خستہ حال کا دماغ کیا پایاں دل کا ہے اسین زخمی جگہ کا شانہ تو آئینہ بے شانہ کا تمہاری زلفوں پر شفق من پڑی ہو شیک بان کا میرے سینہ نہیں سنہلتا یہ رنگ ہے انکو سان کا</p>
--	---

بھیرے ہیں ہم سے خیر ہر ہم اون سے قدر ہیں مکہ
ہمیں جہاں ہیں نہ قحط و سیر نہ اونکو دنیا میں کج لکھا

ردیف کے موجد

<p>شک نہیں فامست سے نیزہ روے انور آفتاب غیر ممکن ہے کہ ہو تیری برابر آفتاب</p>	<p>حشر ہے اک نیزے پر آیا اودھر تر آفتاب لاکھ گردش کماے گردن لاکھ چکر آفتاب</p>
---	---

ہو گیا ہے داخل برج دو پیکر آفتاب
 کچھ نہ اڑ رہی ہے کچھ پھٹنے ہے زیور آفتاب
 جاتا ہے مشرق سے مغرب تک برابر آفتاب
 دل ریشہ ہالہ شط دروے انور آفتاب
 بنگیا ہے آفتاب روز محشر آفتاب
 دیکھتا ہوں میں تہ بازو سے شہر آفتاب
 سبزہ کرشن ہین تو رخسارہ مقرر آفتاب
 آپن بہر چاند بجاتے ہیں شب بہر آفتاب
 پاؤں کے نیچے ہیں دتے اور سر پر آفتاب
 ساغر سپین قمر سے ساغر در آفتاب
 دیکھئے چار آسمانوں سے ہے باہر آفتاب
 ہو گیا کیسا مری چھاتی کا پتھر آفتاب
 دیکھئے پڑتا ہے گھر گھر چاند گھر آفتاب
 چاند کو کر دے فروغ دے انور آفتاب

کان کے بالے میں روی یار کی دونوں طرف
 جو حسین ہے وہ کہی محتاج آرایش نہیں
 دو رسا غم تک پہنچا نہ ساقی یا نصیب
 مہر چون ہالہ نشین قتل سرداران کس
 الحفیظ لے روز بھران تیری گرمی الحفیظ
 زیر کیوسے چہرہ تماشا ہو گیا
 چال تیری گردش افلاک سے کچھ کم نہیں
 آپ کی ولٹی سمجھ سے خلق میں اندر ہے
 حسن کو عالی مزاجی شہر ہے ورنہ ہر خاک
 رات دن رہو شمع گہر ساقی عالی ظرف کا
 ایک سینے سے چہ پاؤں کس طرح داغ فراق
 شام کب ہوگی وہ کب آئینے لے کر دوں جن دن
 جو حسین نکلا زمانے میں وہ چربائی ہوا
 صبح کو کر دے شب بھجور تیرا عکس زلف

اب بچھڑو دن کا میں دامن قدر کو دن پیرنے
 آپ نے پیر ہے یا ساقی کو شہر آفتاب

۱۹ اب تو ہر عضو ہوا ہے صفت دل بیتاب
 ہو گیا مارے مہنسی کے مرزا قتل بیتاب
 ہے اگر خنجر ابرو پہ تراد دل بیتاب

نبض کی کش ہے رنگ مے قاتل بیتاب
 قص سہل کہی کا مہیک کو نظر آ رہا تھا
 مجھے فرماتے ہیں لے کر لے کر کیوں میں آ

عرش تک بھگو اوجھالا یہ ہوا دل بیتاب
 مثل لعل میں ہوا ہر سحر نعل بیتاب
 جگر دل میں مری شکل جلا جل بیتاب
 بات جب سے کہ وہ خود ہوں محفل بیتاب
 عاشق و مضطرب خود رفتہ و لعل بیتاب
 اہو ٹھنڈا ہو کلیجا کہ ہوا دل بیتاب
 سچ ہے کہ دیتے ہیں یزہ ہر شامل بیتاب
 پیاس کے مارے ہو کر ہم لب اصل بیتاب
 ہزار میں جا جو ہوتا ہے ترادل بیتاب
 حال دہ آؤ کہ محفل کی ہو محفل بیتاب
 اچھی ہوتے ہیں کہیں عاشق کامل بیتاب
 مثل سیلاب ہو تم پر مہ کامل بیتاب
 قبر شوق ہو گی ہماری جو ہوا دل بیتاب
 اے لیلی ہے پس پر دہ محفل بیتاب
 کبک پروانہ و قمری و عنادل بیتاب

عشق میں لگی تڑپ سے مجھے سحر ہوئی
 منزلین عشق کی رہ کر نوب کر کاٹھن
 ایک پر ایک گرا پڑتا ہے اللہ ری عزب
 آہیں دہ کہن چون کہ شعلہ کی طرح کانپا تھیں
 سی دیو تیرے القاب مجھے لکھتے ہیں
 اور نکھر کر دم تو مجھے برباد کیا
 یہ وہ موقع ہے فرشتوں کی قدم گئے ہیں
 مایہ داروں کوئی کام نہ نکلا اپنا
 ہنسکے بولی اچھی سی ہے نہ کنگھی چوٹی
 واعظ و قفل مینا جو کہیں حسن پاؤ
 واہ اے حضرت موسیٰ تمہیں ہی نیکہ لیا
 اپنا کھڑا جو بیو کا سا اوسی دکلاؤ
 تم جو آؤ گے نکل آئی گے انشا اللہ
 ساربان قنیس کی تربت پر ذرا ناقد روک
 گرم رفتاری و رخسار دہ دل سے ترے

ہنسکے فرماتے ہیں یہ قدر کاروانہ گیا

جب کبھی ان سے سنو ہاے ہوا دل بیتاب

یارب ہو میرے گھر کی طرح آسمان خراب
 ہو گی چٹور پن سے ہماری زبان خراب

۲۷

ویران گھر کیا تو مجھے خانان خراب
 ہے ذکر بوسہ لب شیرین بیان خراب

بلبل کا دل دکھاتا ہے ناحق بہا برین
 کو سے تباہ کی رہ میں لوڑ گئے ہر دل
 شمشاد و سرسودہ و طوبی کی مہل کیا
 کیا عشق میں بجا رہیں عقل جو ہن ہوش
 سوے مگر کی فکر دین ہن ہوشگاف تنگ
 لیلی کو قیس محل میں اوتار لے
 گلبرگ ہن نفیس مگر غار سخت ہن
 وحشت سے زندگی میں خراب ہوتا اپنا گھر
 سر کا شراب تلخ کے بدلے لٹا دیا
 نے نام دے نشان ہن نہ پوچھو ہارا دل
 کیا دید کیجئے کہ نہیں تھمتے انکس چشم
 مجھ کو کھدین رکھ کے ہن یوں دست نشتر
 پھیری جو تھمتے انکس تو دفتر اول گیا
 دیکھو کہ شمع روتی ہے اپنی زبان پر
 برباد لاغری سے ہن برگ خزان کی شل
 اولیٰ گئی جب خزان میں اپنی تنور چشم
 ہن جان و جسم و قوت جسمی لحد میں پہنچ
 شیریں پہ پنخہ نہیں اہل وفا بہت
 حال جو اس غم سے کہوں کیا میری حق میں

کچھ کلی سب یہ نہ کر لے باغبان خراب
 کیجئے کے راستے میں ہوا کاروان خراب
 اوس قدم ہو چکے ہن کئی نوجوان خراب
 فصل خزان میں ہوتے ہن برگ خزان خراب
 ہن نکلتے دہن ہن ترے نکتہ دان خراب
 ناقہ لے پہ لڑی کرے سارا باغ خراب
 ہن ہنٹھہ اوسکے لاجواب ہن پگایاں خراب
 اب گور بھی ملی ہے تو مثل مکان خراب
 ساتی ترش مزاج ہے ہن ہن خان خراب
 برگشتہ بخت و بیوطن و خانمان خراب
 کیا جوڑے نشان کہ ہر دید بان خراب
 جیسے لٹا پٹا ہو کوئی کاروان خراب
 لو ہو گیا خسرا پہ کوئی مکان خراب
 ہن اس سیاہ خانے میں اہل زبان خراب
 مانند بو ہن بلغم میں ہم ناتوان خراب
 طوفان نوح آئیگا ہوگا جہاں خراب
 لیلی تباہ ناقہ تھکا سارا باغ خراب
 اک تم ہو کیا خراب کہ سارا جہاں خراب
 تلپٹ تباہ خاک سیاہ راہیگان خراب

<p>راہ بلند و پست میں چوکا روان خراب پر چال ڈھال ہے صفت آسمان خراب کردے گا اس جہاز کو یہ بادبان خراب ہوں گرد کاروان سے پس کاروان خراب گھر در ترا بھی ہے کہیں خانان خراب</p>	<p>اڑتے ہیں آسمان در میں سے مرے وہیں مکھڑے تیرا چاند سا تھا ہلال سا ہو گا ہماری آہ سے برباد آسمان چھایا ہے دل پر رنج و غبار گرتنگان لے طفل اشک تجھ پہ دل و چشم ہون شا</p>
<p>اب ہو ہشک ہشک کے پس کاروان خراب</p>	<p>اے قدر ساتھ چھوڑ دیا قافلے کا کیون</p>
<p>۱۵ سہر جواب اسپر نہو مجھ کو تو اسکا کیا جواب ہاں اگر ہوتے تو سودا لکھتے یا گویا جواب لو جو انی چل بسی دینے لگے اعضا جواب یا تو مجھ سے وعدہ کر یاے دے ساقی یا جواب کیا ہمارے سید ہے مطلب کا تھا ٹیڑھا جواب پاؤں تیرا در میان ہے جلد قاصد لا جواب کاش مجھ کو وہ زبان تیغ سے دیتا جواب میں چپاؤں کیا کہ دیتے ہیں مرا اعضا جواب جو کو وہ کوہ سے پھر کر ملے اوٹا جواب یار نے خطا کا مے بھیجا تو یہ بھیجا جواب ورنہ خود جاؤنگا میں تیرا ہوا ہوں تا جواب ایک ابرو دیا رکاس ہے ایک ابرو کا جواب</p>	<p>آپ کی تقریر لائانی دہن سے ہے لا جواب وصف زلف و لب میں یہ ساری غزل ہی لا جواب فصل گل رخصت ہوئی برگ خزانہ گر چلے تینوں باتو نہیں جو کچھ مہنا ہی جھٹ پٹ ہو جی بل پڑا ابرو پر اسید نگاہ لطف میں تو پیمبر عاشقو نکا ہے لئے جاتا ہے خط بوسہ ابرو کا جو مانگا چپ ہوا کھینچی نہ تیغ کیا چپے حق سے کہ دست و پا میں راستین آتی ہے نگین دلوں کو کب کڑی باتو نکلی تاب پرزے کر کے اک لفافے میں مجھے بھجوا دئے دیکھئے آنی نہ آنی میں وہ کیا لکھتے ہیں اب دوسری بھی کہتی ہے جیسا کہ کینچ جاتی ہر تیغ</p>

<p>یو چو سوکسیج نہ ترمسی ملی ہو ٹھوٹکا وصف حال یہ ہے تیرے بیمار لب خاموش کا</p>	<p>دس زبانیں ہوں تونے سکنا نہیں گونگا جواب پہرون چلایا کرو مطلق نہیں دیتا جواب</p>
<p>ہند میں لے قدر غالب کا کوئی تانی نہیں بے عدیل بے نظیر و بے شان لا جواب</p>	
<p>ایک ن پوئے کہ تھے ہے مجھے انکار کب ہو جہن جیب سو گئے الزوم انخ الموت ہے یہ ڈر پڑی اب ہمارے رو کر سے کب کتی ہے موت لیجا گئے کمین اسکو نہ ہتھ مار کر آنکھ روئے کو جگر جلنے کو لب فریاد کو یاد ہو یا حور ہونزدیک ہو یا دور ہو جو ملتی ہے عرش پر تیری بڑا سفاک ہے گہل گیا عشق مجازی میں اسے مست است پہر رہا تھا آنکھوں میں انٹھلا کے چلنا آپ کا جانور میں قمری و بلیل جوہر تھے خلان اونگتے کو ٹیلے کا اک بہانہ چاہیے سینہ دے دیکر پونچتا ہوں ل معشوق میں دل چہرہ عاشقوں کا ٹاٹا بلا آپ نے ایر ہے گلشن ہر ساقی ہے مے گل رنگ ہے رحم آتا ہے مجھے ہکان دونوں ہو گئے</p>	<p>۲۳ پہر تو موقع پائے یمن نہی کہا لے یار کب سخت خفتہ کیطسح جوتے ہیں ہم بیدار کب اشک تھمتے ہیں ہمالے یار بے دیدار کب دوڑے غم دوڑ بھی ٹھیرے کی جان نزار کب کوئی شے اوسنے بنائی جسم میں بیکار کب بندر تھے ہیں کسی پر طالب دیدار کب سان پر چڑھتی نہیں قاتل تری تلوار کب تہا بے کفہ میں ایدل یہ ترا قرار کب دم مری آنکھوں سے کھلا دفعۃ لے یار کب سرزمین رفتار کب غنچوں میں یہ گفتار کب لیچلین بھٹی یہ پہر زہد کو ہے انکار کب چور بن بنکر تھمتا ہوں پس دیوار کب اونچا جوتا باندھے تھے آگے تم لے یار کب خاک ہے رب ل بہتا ہے ہمالے یار کب لڑچکیں گے یا آہی کا فرو دیندار کب</p>

<p>میں نے کب چھیڑا تمہیں تنہی مری کب مان لی آسمان کی اوس طرف سا کہا ہے تیرا وہ کا دیکھنا دو ایک بوسوں میں نکھر جا گیا حسن آنکھوں کے بوسے لپٹ کر لینگے اے ساتی ضرور ہم کو بلبل درہم بلبل کو سمجھاتے ہیں یوں کب بٹینگے وہ لب رنگین ہمارے خون سے خلق میں یا قبر میں یا حشر میں یا خلد میں</p>	<p>پاس و ٹھٹھے بیٹھے ہو کس دن کس گھر سے آیا کرب یہ تو ہے کو توڑ کر نکلا نہیں اُس پار کرب روپ پر آیا ابھی آئینہ رخسار کرب مانتے ہیں بے پیٹے سرکار کو کیخوار کرب کوئی دل بے بیچ کب ہے کوئی گل بیچار کرب قتل کا بیڑا اٹھائیں گی تری تلوار کرب طالب دیندار کو دکھلاؤ گے دیلدار کرب</p>
<p>آسمان طلباے پرہیز نہیں ملتا ہے قر ڈٹ گیا ڈیوٹھری پر اربا وٹھتا ہی میرا کرب</p>	
<p>۲۵ داغ جو کہاے عنذلیب نقشے جمائے عنذلیب دل ہے بچاے عنذلیب نا اصد سے عنذلیب پہول سے گل کہو لکھ جاتے ہو باغ کو مگر جب غم گل میں سانس لی ذکر ترا ہو جلی اوپکا جنوں سے ساختہ ہم ہیں جو اس باختہ خون و فاکا جوش ہے اب عاجت خموش ہے اُف سے خزان کا دسترس بل بے کشاکش قفس ہاتھ ہر پہول کی چٹری او گلی ہر اک سے پھل چٹری جب گل غنیمت باغ کے چنے کو باغبان چلے ہم نے کئے ہزار عمل و سنے اڑاؤ و وہ کل</p>	<p>زنگ یہ لائے عنذلیب گل میں ہمارے عنذلیب طرزاؤ اے عنذلیب مجھ کو نہ پاوے عنذلیب دھوکے میں کیو دوش پر بیٹھنے جاوے عنذلیب ننگی پہول کی کلی قبلہ نما سے عنذلیب طوق نہ پہنے فاختہ خار نہ کہا سے عنذلیب گل ہمہ تن تو گوش ہے شور بچاے عنذلیب گل کی جگہ میں خار و خس میں بچاے عنذلیب چھیڑو ستار جس گھڑی نکلے نواسے عنذلیب اپنی کلی کے نام سے پر میں چپاے عنذلیب یار میں ہے جفاے گل ہم میں وفا عنذلیب</p>

ہم مباحثہ ٹھننے نالوں کا ڈھی یوں چھینے
 دل میں نہ جو تیرا دغ دلو کروں میں بچہ چراغ
 خیر اجاڑا سنیان تو سہی دیکھ باغبان
 فصل بہار کی بہین منتظری ہے کیا کہیں
 دیکھ تو رخ کی تاب کو رتبہ نہیں گلاب کو
 روتے ہیں باغبان تک پہنچتے ہیں آسمان تک
 عشق کا رنگ یکنا غار سے سینہ بچھینا
 روٹھتے ہیں دونوں ہر ستم اب یہ صلاح بہیم
 یوں ہیں ہے جو صلح کل و نون طرف ہوا کی گلی
 عشق کو راہ کیا ملی حسن کو اک سزا ملی
 صحن چرچ سے تابدر گل ہی گل میں سب نظر
 الفت رخ کا پس ملد سینے میں تازہ گل کسلا
 حسن کو لاکھ ناز ہو چھب بھی ہی فوق عشق کو
 عشق کی جب ہوا چلی حسن نے سانس تک نہ لی

خیر سے آدمی بنے ہوش میں لے عذیب
 بے گل ترسیان باغ نگ لگا سے عذیب
 بوسے میان بوستان چند بجائے عذیب
 پتا جو کثر کا باغ میں سمجھو صدا سے عذیب
 تیرے بظ شراب کو عکس بنا سے عذیب
 پونچھے نہ گل کے کان تنگ ہر سائے عذیب
 غار ہر و س کے گل بنا خون و فاس سے عذیب
 گل کو سنا میں جا کے ہم اونکو سنا سے عذیب
 بولیں ہزار ہا سے گل گل کہیں ہر عذیب
 آتش گل ست جامی گرم نوا سے عذیب
 آئے بہار اس قدر بار نہ پاس سے عذیب
 ٹوٹا جو دل کا آبا تائی صدا سے عذیب
 تم سر گل پہ دیکھ لو پہنہ پاس سے عذیب
 چٹکی اگر کوئی کلی آئی صدا سے عذیب

باغ تو کو سے یار ہے ہوان کلعدا رہے

غیر بجائے خار ہے قدر بجائے عذیب

روایتے فوقانی

جانور زمین آدمیت پر بیان کو۔۔۔ ۱۱۴

۱۱۴

زینت نگار حیات ہے بزرگ سرکان کو جو دوست

<p>ہاے قاصد کو جو بھیجا تھا میان کو سے دوست ساتھ قاصد کے مین جا پونچا میان کو کو دوست صو کی آواز کو سمجھے صدا سے پاسبان میرے سو کے نے بنا رکھا تھا محشر زراو سے وہ ہی دن ہو یا اتنی یار ہو آنکھیں میں مرگ نے گو تفرقہ ڈالا محبت ہے وہی چاندنی کو ٹھٹھے چٹکی شاید اوس رخسار سے عالم رویا میں ہم کو حج اکبر ہو گیا کچھ سرو پا کی خبر مجھ کو نہیں مانند قیس آب کوثر سے ذرا اپنی زبان دھو ڈالیے خفتہ بختی سو کڑے ہوئے راتیں کاٹ دین انکھ سے دل تک جلو خانہ ہے اوسکے حسن کا</p>	<p>پاؤں پہوئے خطا کر اہول نشان کو سے دوست ایک دن بتلاتا بتلاتا نشان کو سے دوست حشر میں اوٹھتے نہیں خدا گان کو کو دوست میرے مٹنے سے مٹا نام و نشان کو کو دوست مجھے انام کے مانگے پاسبان کو کو دوست روح جنت کو گئی دل ہے میان کو کو دوست شام سے کیوں غل بچاتے ہیں گان کو کو دوست سو گئے جب سنتے سنتے داستان کو کو دوست آشیان سر پر بنا لیں طائران کو کو دوست شاعر کس ہنہ سے کرتے ہو بیان کو کو دوست پاؤں ہوئے سو گیا جب پاسبان کو کو دوست یہ گلی دلچسپ ہے کیسی زبان کو سے دوست</p>
--	--

قدر جنت میں جو پونچا ہنکے ضو ان کے
آئیے اے شاعر رنگین میان کو سے دوست

<p>چاند سورج نہیں رہتے کبھی کیسا ن زرات ۱۷ تبار وہیں رخ و زلف نمایاں دزرات دل میں جب چاہو چلے آؤ گان آچا ہو کفر و دین ایک ہے تسبیح میں زنا بھی ہے میرے زخموں کو فرسے وہ نکلاشی کا</p>	<p>ایک عالم یہ ہے لیکن رخ جانان دزرات برج میزان میں تلے ہستی ہیں کیسا ن زرات باز رہتا ہے دردیدہ حیران دزرات کیوں اڑے متعین ہندو مسلمان زرات خچ ہو جاتے ہیں دس بیس نکلاشی زرات</p>
---	---

<p>یاد گیسوین مے منہ سے جو کہیں نکلیں دیکھتے پہاڑ کے دیوار چلا آؤنگا صبح سے شام تک زلف کا مذکور ہا کیا چمکتے ہیں قسمت کے ستارے ہوت خشک ترین تری الفت نے ہوا بندھی ہے دن کو بڑھاتا ہوں رات کو براتا ہوں لب سے رخسار تک خط ہے نکلتا آتا اک سحر بھی ہے تھے چاک گرد بانوین وصف خط رخ گل رنگ کیا کرتا ہوں دانتا ہے بہن ملا لال برو و سر قہ عرش حسن کے ساتھ لگی تھی ہے سرگردانی</p>	<p>کالی آندھی وہ اوٹھی ہو گیا جانان نر تیری ڈیو پڑی سے سرکنا نہیں بہان نر میرے نزدیک تھا یہ میرا پریشان نرات تم جو تھے پہ چنے رہتے ہوا نشان نرات جاسجا بلبل سر غاب ہین نالان نرات جاگتے سوتے تزا ذکر ہے جانان نرات وصلیاں لکھتا ہے یا قوت رقم خان نرات یونین پٹ جاتے ہیں س گیسو بیان نرات لکھا کرتا ہوں حواسے گلستان نرات لکھتاں مانگتے رخ زلف پریشان نرات دیکھو چکر میں بہن مہر و مہتابان نرات</p>
---	---

عشق ہے چاہ و فن کا نہ دہن کا لے قدر
لوگ یوں مہر و طمسا یا کرین طوفان نرات

<p>لڑاتا ہے آنکھیں گرفتار الفت ادھر رنر دلبر او دھر طعن غلط وہ آنکھیں بہن یا نور کی بہن کا نین ہر اک داغ باغ محبت کا گل ہے مجھے شیشہ دل کا ڈھکا لگا ہے ہے قد کے تصور میں تیلی سیجا</p>	<p>نظر بند ہو گا گنہگار الفت ہے اترا آئینہ انکار الفت وہ رخ ہے کہ آئینہ بازار الفت ہر اک آہ ہے سر و گلزار الفت اوٹھاتا ہے سنگ گرا بنا الفت کڑی رشتی ہے سانسے دار الفت</p>
--	---

<p>نمایان ہرین چہرے سے آثار الفت کھرے کوٹے پر کھو تو دنیا الفت بڑھی میری اونکی یہ تکرار الفت پلاک سے سجا کھب ہر بار الفت کتا بون سے باہر ہرین اسرار الفت عجب کیا ہوں مشہور بیمار الفت گلوں بھی عمدہ ہرین یہ خار الفت ہے مرگ مفاجات آزار الفت</p>	<p>عجب ہنستی نہنتی ہی پیشانی اونکی مجھے اور غیر و نکو یکساں نہ سمجھو عرض الگنی ہاتھ پائی کی نوبت ترے دانتوں پر جب سے کہیں بڑی ہن یہ ہے علم سینہ نہ علم سینہ وہ ہوتی تھی نکمہ نین عارض مروت دعاؤں سے بہتر لگاؤٹ کر گالی بہلے چنگے مرتے ہرین بیٹھ بٹھائے</p>
<p>وہ کہتے ہرین اے قدر سن کر شکایت بڑے لگے یہ بھی طر فدا ر الفت</p>	
<p>ہو گی سرت کے تل کے برابر تمام رات کمرہ تھا اپنا برج دوپیکر تمام رات باہر تمام دن ہے تو اندر تمام رات وہ منہ نہ آیا ہاے مقدر تمام رات چکے ترے نصیب کے اختر تمام رات آتا ہے چین آپ کو کیونکر تمام رات ساکت تمام دن ہوں تو نشہ تمام رات ہوتے ہرین سے تم پہ نچھاو تمام رات آنکھیں کھلی رہیں صفت در تمام رات</p>	<p>۲۳ کھیتی ہے پیش گیسو دلبر تمام رات چٹا رہا جو وہ منہ انور تمام رات ظاہر ہرین و سفید ہوں بطن میں تیرہ دل مانگین دعا میں سجد میں سر پہ پڑ پڑ کر افشان چنی جبین پہ جو لے ماہ تا سحر کر ڈٹ ادھر ہر بدلتے ننیں شکوہ در کنار بیچس دہان و چشم کی الفت لے کر دیا لے رشک ماہ نام کو تیر شتاب ہرین دل میں جو اونکی دید کی آمد تھی نشام سے</p>

تارون سے ہجر یارین ہیبت بکھیتی ہو وٹھل میری نیند کو سبھا کیا غشی وشت ہے ہجھکو دیکھ گیسو قریب چشم تا صبح تیغ ابرو قاتل کا ذکر ہے بیٹھا جو رونے کو میں شب غم میں ایک دم جو مر کا چاند اسکو کسی شب بنائیے ہے فرش خاک تکیہ ہے پھر فراق میں غم نے ہمیں زمین کا خست بنادیا آنکھوں پہر دصال میں عین نشا ہے اٹھا گیا نہ صبح تک فرش خواب سے سر چڑھ کے زلف یارین گزشتہ دل ہوا خط شام ہے تو آخر شب حیدر بن تھا صبح کو یہ صرغ آتش زبان پر	ہے کوڑیا لاسا نپ مقدر تمام رات مجھ کو نو گھائی زلف معبر تمام رات گزری کی اس میں بعض پر کیو نکر تمام رات ہم یونین کاٹ دیتے ہیں اکثر تمام رات مثل جاب تر تا پیرا گھر تمام رات صدقے سے چاند آپ کے سر تمام رات پایا ہے چین خاک نہ پتھر تمام رات ہم جا گئے کے ہو گئے جو گرہ تمام رات عید و شب برابر ہے دن ہر تمام رات بہاری تھی ہجر یارین مجھ پر تمام رات معراج میں پیر سے ہیں ہمیر تمام رات مانگ آدھی رات کا کل دہر تمام رات نوجوان چلین سے سر پر تمام رات
---	--

اے قدر شام غم سے مجھے بیستی رہیں

نہ آسیاے چرخ برابر تمام رات

چلے آؤ آنکھوں میں تم گہر کی صورت کہاں مہ ہے دیکھ اپنے لاغر کی صورت خدا نے قیامت کا طول اسکو بخشا عدو کی تواضع سے عاقل نہ رہنا	۱۳	بچھا لینا پردوں کو بستر کی صورت پڑا ہوں میں بستر پہ بستر کی صورت شب ہجرت روز محشر کی صورت کہ جھکنے میں یاد سکی ہے خنجر کی صورت
--	----	---

<p>بدن ہو گیا تاہم سطر کی صورت دیکھتے رہے داغ اخگر کی صورت دل اپنا ہے لٹن کبوتر کی صورت اس آئینے میں ہے سکندر کی صورت چلے آئے گامیان گھر کی صورت نگہ تیر موعے مژدہ پر کی صورت کڑی چکنی ہے سنگ مرمر کی صورت کہ برسوں سے دیکھی نہیں گھر کی صورت</p>	<p>گیلے انتظار خط یار میں ہر دم جلایا کیا یار کا غم ہمیشہ نہ لایا کبوتر خط یار اب تک جہان میں جہان آفرین کا ہر جلوہ سوا آپ کے کوئی دل میں نہیں ہے دلون کا نشاۃ اوڑا قی بین آنکھیں تری گاسے تیری چاتی کا پتھر جنون میں نہ حال وطن ہے پوچھو</p>
<p>سفر میں ہی اے قدر یہ آبرو ہے ٹپکنے میں قطرہ ہے گوہر کی صورت</p>	
<p>طوٹے خط ہزار کی صورت اوڑ کے آئے غبار کی صورت دیکھنا میرے یار کی صورت جسنے دیکھی ہزار کی صورت کیون او بھرتی ہو خار کی صورت میرے اس جسم زار کی صورت آج اب رہبسا ر کی صورت یاد رکھے مزار کی صورت نقش ہے دل پہ یا کی صورت</p>	<p>۱۴ گل سے بہتر ہے یار کی صورت بٹکے پونچے ہیں کوئے جانان میں بو سے کے نام سے اوڑا ہر رنگ زال دنیا بھی ایک قحبہ ہے نہ خفا ہو کہ گل ہو۔ اے صاحب وہ کمر آنکھوں میں مساتی نہیں بہر رہا ہوں جب سڑی لگا دوں گا کوئی رکھ رکھل میں بول نہ جاے چاہوں تو صاف کہینچ دوں تصویر</p>

<p>دیدہ اشکبار کی صورت خط ہے خط حصہ کی صورت سب سے بہتر ہے یار کی صورت ہے گریبان کی تار کی صورت فلک کج مدار کی صورت گیسو تا مدار کی صورت</p>	<p>غم فرقت سے آب آبِ بحرِ دل آنکھیں جادو میں عاشقوں کیلئے داغ لالے میں چاند میں جہان میں لاغری نے نہ بوجہ گردن پر تم بھی لے ماہِ پھر گئے ہم سے آج پھر آپ بل کی لیتے ہیں</p>	
	<p>قدرِ حب صبح سوکراؤٹھتے ہیں دیکھ لیتے ہیں یار کی صورت</p>	
<p>رویا کیا میں اپنی کہانی تمام رات تھکو سنا لگی وہ زبانی تمام رات لوٹی ہر بار باغِ جوانی تمام رات تھی اسف در تری نگرانی تمام رات برساتا شہر میں بانی تمام رات تھمہ پیر کر نہ سوئے جانی تمام رات کیسی رہی ہے مجھ کو گرانی تمام رات آئے نہ پہر وہ یوسف خانی تمام رات پھر پھر کے خاک وشت کی چانی تمام رات کیا کروٹیں بدلتا ہے جانی تمام رات یوں دل سے سینے اور کہانی تمام رات</p>	<p>۱۲ اوس شعر نے ایک نہ مانی تمام رات قصہ ہمارے سوز کا ہے یا شمع کو اپنا شبِ حال میں کیا رنگ جمکھا آنکھیں سفید ہو گئیں مانند آئینہ روتا پہلا میں یاد میں گیسو کی ہر جگہ کروٹ بدلیے صبح کا تارا نمود ہے کہا یا کیا جو میں غم گیسو تمام دن دامن چھوڑا کے آج سترام سے گئے اول گیسو دن کر عشق میں سودا جو ہو گیا پاتا نہیں جو نیند میں پہلو میں مل نہیں چھٹرون جو اپنا قصہ بہانہ ہونید کا</p>	

موقع ملائے وصل کے قدر صبح تک
بگڑا رہا وہ نظم کا بانی تمام رات

دل تو ہڑپے ذوقِ زلفِ سیہ قام بہت
قوسِ پیٹھنا آگے لبِ بام بہت
مجھے کہتے ہیں کہ میں فوج نہ کر ڈالوں میں
کیا کوئی جھسا گنگا نہیں دھن میں
نورِ معنی میں ہو صورت نہیں کام آتی ہر
زلفِ یاد آتی ہے اب دیکھیں کیا ہوتا
سر پہ اودھکا ترا دیکھنا اے گردشِ ہر
ایک بوسہ تو دیا آپ نے آباد رہو
قیدی زلف کا رو کر کلاؤ کھڑا ہے دم
چشمِ بدینا ہو تو ہے باغِ جہان گلستہ
اس قدر وصفِ دہان و کمرِ یار بڑا
ایک چلو نہ بہرِ اخیر چلے اے ساقی
آنکھ میں ہم سیکھتے ہیں حضرت موسیٰ کی طرح
تک چشمِ سیار سے شبِ یابی ہے
نہ اونہیں ناز سے فرصت نہیں غمِ سببات
روزِ دو جامِ چڑھاتا ہے خدا خیر کے
عشق گر مانے تو دوسرے چکھانے تو دوسرے

۲۲ پکڑ تو جھاڑے کہیں بلبلِ قفسِ دلا بہت
خود تری ذات کر لگی تھے بزمِ بہت
رکھکے سدا نوؤں پر کرتے ہوا رہت
مٹوہ لپاے چلے آتے ہیں دو دام بہت
تھک لال جیشی ورنہ فسیہ بہت
ٹیسل دھکتی ہے مے دینِ شراب بہت
کامے دو گنا تھے اے بلقِ ایام بہت
بس بہت اتنا بہت ہے بت خود کام بہت
شب سے ہی خانہ زنجیر میں کلم بہت
لالہ رخسارِ دسم بوسے دگلِ ندیم بہت
شعرِ اشعر میں کہنے لگے ایسا بہت
میکدے سیکڑوں سا قی گلِ ندیم بہت
اب تو وہ بیٹھتے ہیں آگے لبِ بام بہت
کچھ بلوں پر ہے وہ گیسوِ فیام بہت
مل چکے اونکی طرح بکھو ہی ہو گم بہت
ہو چلا ہے فلک پیر بھی بدنام بہت
ہم سے ناکام بہت آپ سے خود کام بہت

<p>ہاے صیاد نے کیریاں میں غنہ مارا ایک بو سے پہلا جان میں کیونکر دیدو جا تو ساقی کوئی قاضی کا پیادہ لے آیا آمد و رفت نفس بند نہ کر گنہ مان</p>	<p>فکر تھی اوس کو ہماری سو و شکر بہت کہ رقم انگی توڑی سہے مگر دام بہت دہو ہٹھی میں مچاتے ہیں آٹام بہت اسی مالے پہ میں جدتا ہوں ترانا بہت</p>
<p>قدر رندانہ غنہ منزل خوب کی مثل ملی رات کیا پی گئے تھے باوہ گلفام بہت</p>	
<p>راہ کی جو مختاری رات آفت کی یہی بیداری رات آئی ہٹاری بہاری رات اس جو ہر پہاڑ بہاری رات وصل ہو گئے جو پھر نورانی آئی تو پہلے رات بہانی موبان و نکا ہو نگاری سو کسیہ میں قدرت باری اب چلیک حیلہ حوالا وصل میں اچھا سخر نکالا زلکا حلقہ ہر میں لایا آنکھیں جادو اپنا جنگا یا + تسے خبر لی پہ نہ پٹ کر آٹھ پہ کیا گری ہم پر کام بنا در پردہ ہمارا آنکھ کا پردہ روکا سارا چہرہ دکھا کر ہکو وہ کا فر زلف میں پنی پناہ گنا اچہرہ ہی عزیز و تاب تو اس کے اسکی زمین بڑا شکتا کیسی آنکھ میں چربی چائی خوب نہ لگایہ سے پائی دن کو وصل کا جگر اچھوٹا شب کو ہجرہ رو نا چھوٹا صبح نمایان رخ کے سبب تھی مگر کا پتلا چاندنی تھی</p>	<p>۲۵ تائے گرج گئے گزاری رات ان آنکھوں میں گئی ساری رات اتنی بڑی ہو جہاری رات ایک ایک گھڑی ہو ساری رات بھینسی بھینسی گھنگی سہانی میری پیاری پیاری رات شام سے آئی رات اندھیری پھیلے کو ہونگاری رات وعدہ دن میں تسے دن بہڑا لایا تو میں گزاری رات دل کو سچا نامیر سے خدایا آج ہی اس پر بہاری رات روئے پیٹے پٹے دن بہڑا پے اوچیلے ساری رات خانہ دل میں لاکے اتارا آئی جو اونکی ساری رات چارہ ہی دن کی چاندنی ہو پڑ گئی اندھیری رات سکے ہزاروں ہی گراں دیوانی میں شہبازی رات شمع کی لو پڑا پڑا آنی کھینچے ہوئے جو کٹاری رات چلیے اچھا بیچھا چوٹا آپکا دن تو ہماری رات دہو کے میں خواست و نمی غصہ تھی اُن ری ترعی رات</p>

<p>دھوپ کا پردہ ہی سے سرسردن کا کلیجا جلتا ہی رہا بائیں نہ دہنے چین کے جھکوا خواہ ادھر خواہ اور وصل کی شب کل چنے منائی آج دی شب غیر پائی آخر شب چوٹی ساری رات ہوئی موبانے سے بھاری سینے میں کہ کلمہ نہ دلا کو نگہ کے اڑتے ہی کام ہوا ناحق نشا ادا رہی میں ناحق آپ سنوار رہی میں ہمسے غریبوں کے گھر اگر کیا کرے دولت وصل کر شام سے اوس نے دہ پھول ڈال دیے تالے لگے لا آئینہ خود آئینے کا گھر تھا آئینہ رخ کے جیش نظر تھا ٹوٹا دل لگو چھا لا بہار عشق خط رخ کسل گیا سارا قہر شب بہر چکر کا ہوا ایک تڑپنا ایک سحر ونا</p>	<p>نام کو شہنم کرتی ہے شب بہر کرتی ہی سپہ زاری رات ویکہ چکا تو دل کو جگر کوڑے باری باری رات چاند کی صورت ہے ہر جا ہی پرتی ہی ماری ماری رات آہی رات ہے مانگ تہا ہی لہن کندہ کھساری رات صبح کو کام تمام ہوا وہ ڈلگئی دل پہ بھاری رات آگہ میں بال بکار ہی میں کی ہے کہیں بخواری رات ساتون فلک کے تہا ہی بکر سنگی ہفت ہزاری رات ہم بھی رات سے عاری آئی ہے بھی آئی عاری رات خود دل شب میں شہ کا گزرتا زلف جو اسنے سنواری رات ہجر کی شب میں ٹوٹا دھارا ہو گئی سب رنگاری رات سوچ میں تیرے کیسا ٹوٹا دھارے اچھلے ساری رات</p>
<p>زلف شب قدر او کی ہی ساری دلوں پر اوسین کیا شکاری بڑے کے کرگی خود دلاری وہ تو ہی قدر ہماری رات</p>	
<p>رویفہ شامیہ</p>	
<p>۱۵ آگہ کو سرمہ ہے منظور نظر کیا باعث اے اجل تو بھی خفا ہو گئی دلدار کیساتھ طفل دل دامن کیسوں پڑا ہے بیمار ایک ساعت ترے آنس کی مقرر ہوگی</p>	<p>کیون دیا صا دیہ بیکار زبر کیا باعث کوئی آتا نہیں دلوں میں دہر کیا باعث لگ گئی کیا تری آگہوں کی نظر کیا باعث نیند آتی نہیں کیون آٹھ پر کیا باعث</p>

<p>آفتاب رخ پر نور کو دیکھ لانا یہ عدم آباد کو بھیجے گئے سیہ بختون کو سنستے ہیں برف میں بھی گھر مار کرتی ہر خاک حاصل ہو جو ابھکوسائی ہر بیان کس بلا طوار کا دامن ہے اہل نے پکڑا ہو نہیں حیران بڑا پلے میں غیفلت کیسی جان لیتی ہے شب ہجر کیسے ہر شب کسی سرکش کو خدا نے نہ سزا دیا آتش رخ سے مراد دل تو پھنکا جاتا ہر کیا مے ساتھ شب جہنم سے پیری ہر چہ</p>	<p>ورنہ کیوں خشک ہو بے دیدہ کر کیا باعث بال لشکائے ہین کیوں تابہ کر کیا باعث ٹھنڈی ماسنوں میں نہو سوز جگر کیا باعث کیوں بگولے زمین خاک بسر کیا باعث نیچا آج ہے کیوں زریب کر کیا باعث ننید آئی مجھے ہنگام سفر کیا باعث روز پھٹتا ہے گزربان ہو کیا باعث سرو میں کیوں نہیں آتا ہی ثمر کیا باعث تیرا گونگ نہ جلا رشک تو کیا باعث بولتا آج نہیں مرغ سو کیا باعث</p>
<p>تم ہو ہو لے ہو سے اللہ پناہ لے لے قرار ورنہ یوں رہتے ہو اعدا سے نہ کر کیا باعث</p>	
<p>۲۶ بے ملون پر لوٹے قاتل عیث چال خنجر کی نہ چل قاتل عیث تھی نہ آب خنجر قاتل عیث کر نہ غمزنے خنجر قاتل عیث مفت میں خنجر خنجر چلیا ٹپے پرستینے سے قاتل اوٹھ گیا بے غم من سے غم کی فرمائش ہے کیوں</p>	<p>تو ہوا جاتا ہے خود بسمل عیث جھک کے تو مجھے نہ اتنا مل عیث ہچکیان لینے لگے بسمل عیث کچ ادا ہو کر نہ مجھ سے مل عیث ذبح کرنے کو جھکات مل عیث یہ تڑپے تیری لے بسمل عیث بے دلون سے مانگتے ہو دل عیث</p>

تیغ ابرو کو نہ آئینے میں دیکھ
 ہر ضم کرنے کا ارادہ تو نہیں
 چلتے چلتے کشتی سے رہ گئی
 توجہ سے دل سے ہمارا دل نہیں
 ہوگا سینے سے جلوہ ناز نہیں
 تو نے کب جھیلی شب تاریک ہجر
 کیوں کروں تیرے شینہ چور
 آگ میں دانہ کبھی جہت نہیں
 جو نہ سوز غم سے ہو جل بھٹکے خاک
 خود ہی تل پڑنا نظر لگتی اگر
 خون گزرتے ہوں مرے موت میں
 کیوں گھلون فکر میان یار میں
 شمع کی مانند کٹاؤی زبان
 زلف میں نایق دل بیتاب سے
 پہ ترا دہیان آگیا محشر ہوا
 قیس کی آنکھوں میں تلی ہو سیاہ
 داغ پروانہ کوئی چوٹے کا شمع
 تیرا سحر اور تیشہ کو کہن

آپ تو اپنا منو قاتل عہت
 لیکے دل پہر مانگتے ہو دل عہت
 ترک کیا ساقی دریا دل عہت
 کیوں پہر کتا ہے ترا تل عہت
 تو پڑتا ہے بہت آدل عہت
 فق ہے منہ تیرا مہ کامل عہت
 کیوں ملاؤں تیرے دل سے دل عہت
 ہے رخ روشن پر تیرے تل عہت
 وہ جگر بیکار ہے وہ دل عہت
 منہ کا جل کا بنایا تل عہت
 مجھے چھوٹا کو چھو قاتل عہت
 ہیچ ہے بیکار لا حاصل عہت
 بک نہ اتنا عارف کامل عہت
 دام میں ہے طائر بسمل عہت
 ہوش میں آیا ترا غافل عہت
 کب سے دیدار سیلی محل عہت
 کیوں سستی ہوگی سحر محل عہت
 کا ٹٹا ہے عشق کی منزل عہت

دل تو کب کا اشک ہو کر بہ گیا

قدر کرتے ہیں تو ہر ہودل دل عبت

مختار ہوں تو پہ خط تقدیر سے عبت
ابرہ عبت نہ زلف گر بگیہ سے عبت
ایروے کج ہی بیچ جو سید ہی نہ مالک ہو
معشوق جسکا دور ہو حال او کا سوچیے
احباب مجھ کو انکی طبیعت پہ چوڑیں
اے جو شش جنوں جو سلاست سے لاعلمی
ہم در کنار غیسر پہ چوڑا نہ ایک ہاتھ
جنت کا کیا محل ہے نصیحت کی بجائے
پہلو بدل بدل کے کٹرات تو سہی
در کا خیر حاجت بیچ استخارہ نیست
ایسا نہ کہ خلق سبھی سنگدل کے
گردن کے گھوٹنے کو کہ بیان کم ہوتا
جو میرے حق میں تم کو وہ آیت وحیث
ایذا رسانوں ہی اندھیرا مجھے قبول

۱۵

مجبور ہوں تو تمہیں تقدیر سے عبت
پر کاٹ پہاں ہی سے پیر عبت
سیچ ہے مکان باندہ نالی پیر عبت
اس باب میں حفوظ کو شتر سے عبت
کہہ دو اس میں مریض کی تدبیر عبت
یہ ہتھکڑی یہ طوق یہ زنجیر عبت
بس کوٹے کمرستہ شیریں عبت
اے داغظویہ و سعت تقریر عبت
کیا میری جان نالہ شہگیر سے عبت
ساقی بلا ہی دیکھیں تاخیر سے عبت
اتنی زکائی اے بت بے پیر عبت
طوق گران جنونین گلوگیر سے عبت
یہ بات ہے تو پہ خط تقدیر سے عبت
کیا کام اسکا بزم میں گلگیر سے عبت

آکھیں لڑائیں قدر کے آکھیں دکھائیے
کہہ دو اس غریب کی تغیر سے عبت

۱۳

باتیں کہتے نہیں آغہ زہن کیا بات
دیکھ کر زلف کو کیا آتش غیرت بھڑکی

پول خیرت نہیں آتش چہر کیا بات
کو بلا جمل کے ہوا شک ختم کیا بات

<p>رو سے روکش میں اگر تاش خوش بین ہم کو کیا وہ نہیں آئے مری میت میں کچھ تو بدلی ہے ہوا دیکھئے کیا گل پہلے بال ہے تیری کمر پار لجا تو نہیں نوجوانوں کو مٹا کر تجھے غم ہے شاید نہ میں یوسف ہوں نہ یعقوب کے فرزند کیا مرے ساتھ گیا زیر زمین جوش جنوں غیبت انوں سے مجھے یہ کہی پوچھوں کا چشم زکس سے بھی تم کرتے ہو پردہ شاید شام غربت کسے اوس زلف نے دکھائی ہے</p>	<p>خشک رہتا ہوں ترا چاہ ذوق کیا باعث اتلک لاش ہے بیگم روغن کیا باعث آج ہے اور ہی عالم پہ چین کیا باعث سہر چراتی ہے نگاہوں سے کیا باعث جامہ آبی ہے ترا چرخ کس کیا باعث پہر مرے پیچھے پڑے اہل طن کیا باعث نہ رہا قبر میں اک تار کفن کیا باعث نہ مگر خلق ہوئی وہ نہ دہن کیا باعث کیون نہیں کرتے ہو گلگشت چین کیا باعث اپنا سر دہتے ہیں یا ران وطن کیا باعث</p>
<p>بے سبب آپکا چہرہ نہیں اُترائے قدر کچھ تو فرمائے اے مشفق من کیا باعث</p>	
<p>۱۵ کتنا ہے کہ ظالمین تو نہیں ظلم کی بہر بنیاد عبث کیوں شہریری رتوں میں کتبے بن گئے ہیں ہے مرضی مولیٰ از ہمار ولی تیرا جارا ہمیں نہیں سو اہو تجھے قارون تہ بن کچھ پڑا خلیفہ صرف ہی کہ یتانہ ملے ہے حکم خدایے اوسکے پرند ماری نہ پر برجھیں ہو گلابو سے کمان گھمیں ہیں چہری ناکوں کو ملک تصور نہ دلی کہنچ سکیگا دیکھ نہ اہو را کام بھی کیا</p>	<p>کیوں باڑہ چہری پر پرکشا ہوں تو کابل ہو تم عیاد عبث چو کوکانہ خواب گری سے چین شہر عبث فریاد عبث ہریش میں سے تو شاد عبث ہر پنج میں سے نا شاد عبث یہ بوجھ نہ تجھے اٹھ سکیگا سر نہ بہت تو لاو عبث بہر باغ میں ہر پہر تاج کیوں گلچیں کو لٹو صیاد عبث پہر قتل پہنچا قیامت کی باندی کرتیا ر سبے جلاو عبث کہنچنی کی نہیں معدم کر محنت تو نہ کر نہ زار عبث</p>

<p>ابرو کا فدائی ہوں میں ترا تو مجھے بھون پڑاں بل منہ مانگے ملی ہر موت کسنی ل کو ہر مری سودا سا ہوا مرنے پہ سلوک اور عشق یہ کیا رکمانہ کہیں کی تو فی مجھے جی جان پر اپنی کیل گئے رستم ہی اگر ہو مل ہی کیا ہم تو ہیں نثار سرقدان ہ جان و دل چال حلیہ سینے میں تپان ہے دل جو ملے کون کڑتا ہاتھ ترا سودا ہر غضب کا خون کمان سب حکم کو ہوا ہر خاک سیاہ</p>	<p>جو آپ ہی تھپہ مرنے لگا سپر او سپہ نہ کر بیدار عیش بے وقت تھپا کب آنے لگی ہر یار کی اوسکو یا عیش آپ کا تصور بند ہو گیا سب خاک ہوئی برباد عیش خسرو بہ ہاتھ اک صان کیا سر پوڑ لیا فرا عیش تنے میں جن میں سر عورت کہنچتے ہیں کھڑے شاد عیش تو عمر ہر اپنی زلف میں رکھ کر چل عیش مینا عیش ہر چشم کیا روک مجھے نہ تر نہ لگا فضا د عیش</p>
--	---

اک ہاتھ سے تالی بچی نہیں مای قدر تھیں کیوں خط ہوا
 لوتھکو تو ہو بے نیٹھے ہیں وہ تھم کرتے ہوا لوتھکو یا عیش

ردیف جہیم تازی

<p>۱۴ قاصد یہ کہنا پا کے مے یار کا مزاج خورشید جن کہتے ہیں یا پادشاہ حسن یہ لن ترانیاں رنی ہے زبان پر صیاد نے چین میں قفس لاکے رکھ دیا منت کش سیح نہو گا وہ حشر تک حافظا ہے گور غریبان کا اندون نے نہ کھر کر دیا آتے ہیں کوٹھی چٹام کو دونوں جہان کی قید سے چٹا اسیر زلف</p>	<p>پوچھا ہے اک غریب نے سکر کا مزاج شاعر بگاڑتے ہیں مے یار کا مزاج ہبکا ہوا ہے طالب دیدار کا مزاج کیا پوچھتے ہو مرغ گرفت کا مزاج ہے عرش پر حضور کے بیمار کا مزاج بگڑا ہوا ہے یار کے رہو کا مزاج پہچانتے ہیں طالب دیدار کا مزاج قابو میں کب سے تیرے گرفتار کا مزاج</p>
---	---

<p>بلبل کی وہ سنے نہ یہیری کہی سنے دو گز زمین پائی جہان مر رہے دہین طیڑا نہوگا ہم سے ہمارا خفا اگر تنگے گلی گلی کے وہ چنتا ہے ہر قدم عشق بتان میں باندھے رکوندہ سکو کب لگی ہر طہیب کے پھیلے گا اوس کا ہاتھ صیاد سے کورگ گل بنائے جاں</p>	<p>ملتا ہے کل سے کچھ مے دلدار کا مزاج کیا خفنگان سایہ دیوار کا مزاج سید ہار ہے گا اوس بت عیا کا مزاج کیا سپر گیا ہے عاشق رقا کا مزاج خوگر ہو اسکو نت کسار کا مزاج چوتھے فلک سپر تے ہیما کا مزاج نازک بہت ہے بلبل گلزار کا مزاج</p>
<p>فراد و قدر و دواسق و معنوں میں ایک سے مثل عناصر ایک سے دو چار کا مزاج</p>	
<p>۱۲ کیونکہ مثل شمع روؤں میں اس سخن میں آج مردہ مناصبا سے جو فضل ہمار کا پتھر کی پار جوتی ہے برچھی نگاہ کی پڑھتے ہیں شمع و صفت میں دندان یار کے بکھرے جو شہ نہ پہ زلف تو اندھیر چا گیا غنجوں میں یہ بن نہ عنادل میں یہ سخن ترتیب پہ تم نے پائی خفا و جور کہ دیا مذکور کسکے عارض رنگین کا لگسا کس فوجان نے منہ سے لگا کر دیا ہی جا پانی نہ ایک گل میں ہی بواؤں نگار کی</p>	<p>سوز درون سے لگی تن بدن میں آج پہولا نہیں ملتا ہے بلبل چین میں آج دہا کین بند ہی ہو میں ہمتیاری دکن میں آج موتی ہرے ہوئی میں ہمارے دہن میں آج کیا چاند چوہوں کے چپا ہی گہن میں آج لے گل نہیں ہے اچکا ناں چین میں آج اک لگ سی لگی ہے ہمارے کفن میں آج باتوں ہی بول جڑتے ہیں اس سخن میں آج ساتی یا مفر ہے شراب کس میں آج شبم کی مثل روتی پرے ہر چین میں آج</p>

دن عید کا ہے آئینکے ہم لوگ نذر کو	بیٹھو بناؤ کر کے ذرا انجمن میں آج
کب سے میں کل تو قدر اونیس کر چکے نکاش ڈھونڈہ ہینگے جا کے بت کہہ برہن میں آج	
<p>۲۳۳</p> <p>نازک سے بوسے اوس ستم اچھا دکا مزاج ابرو نے کر دیا نئی ایجا دکا مزاج رنگین سجھکے اوس ستم اچھا دکا مزاج آہو سے چشم بار کی تصویر کھینچ کر کلیو نکو توڑ توڑ کے زخمی کئے ہیں پر مرکز نہ جائیں صاحب جوہر کی فتن میلے میں جیسے دوست کسی دوست کو اپنی خودی میں آپ سے باہر ہر بل ل ہنستے ہوئے جو آپ چلے آئیں دفعہ وہ تیوریاں چڑھائیں وہ ابرو پہ لڑا اس درجہ میرا خون سمایا تھا ذہن میں شانہ ہوز لفت میں تو لچکنے لگے کمر طفلی کا وعدہ تم سے جو انی میں ہو وفا سیخت جانیاں کہہ ذرا سانس ہی لی زار دزار غم میں دل چاک چاک ہے تلوار تو تلتے ہوئے شانہ اتر گیا</p>	<p>حسب تو ہوا پر رہتا ہے صیاد کا مزاج ٹیڑھا ہے تیغ سے کہیں جلا دکا مزاج پوچھا دہان زخم سے جلا دکا مزاج وحشی ہوا ہے مانی و ہزار دکا مزاج گلچین سے لڑ گیا مے صیاد کا مزاج جب تو قوی سے کشتہ فولا دکا مزاج محشر میں یون میں پوچھو گناہ دکا مزاج پابندیوں میں رکھتے میں آزاد کا مزاج کیا شاد ہو حضور کے ناشاد کا مزاج آیا بلوں پہ وہ ستم اچھا دکا مزاج رنگین ہو گیا مے جلا دکا مزاج نازک سے ہیرے غیرت شمشاد کا مزاج دیکھا سنا نہیں کہیں اس کا مزاج دیکھا شہید خنجر فولا دکا مزاج صورت جو قیس کی ہے تو فولا دکا مزاج کیا تولہ ماشہ ہے مے جلا دکا مزاج</p>

<p>ہاں اے زبان تیشہ بہت ودن کی دے مزدان حق سے قہر دینا بہت نہ اوڑ دیکھا جو زرد ام ہڑکتے ہوئے مجھے ٹھنڈا ہے کوئی دم میں ہو ہاں پالوں ہے جیسی روح ویسے فرشتے شل پیو برہم ہے سچ کہا ہے کیا بلوں سپہ</p>	<p>کچھ میسٹون سے سخت ہے فراد کا مزاج صورت چڑیل کی تو پر نیرا کا مزاج کیسا ہڑک گیا مے صیا کا مزاج ہے نہ ترے کشتہ بیدا کا مزاج واعظ ہی پوچھتے ہیں زما کا مزاج کیا زلف ہو گیا ستم بچا کا مزاج</p>
<p>کلیان چٹک رہیں رہیں جو لے قدر باغ میں گل پوچھتے ہیں بلبل ناشاد کا مزاج</p>	
<p>دلوں پہ خرگان ترک دشکن کی احتیاج اب بھی کچھ باقی ہے کیا اسمین سخن کی احتیاج جان من پنجو نکلے بل چلنا یٹن چھن کیا ضرور لاغر شاہوں کہ چڑیوں کی کافی ہے مجھے رات کو چھپکے نکلتا ہے سورج کی طرح یہ گناہوں کی مذمت کا بڑا احسان ہے تنگ آیا لاغری سے اس قدر میں آج کل غل لہو کا نہیں آئینے کے تالاب میں نکلوں پر لوٹتا ہوں جو بخش سودا ہر مجھے بوسہ مانگوں تو دہن کی تھک چھ حاجت نہو خوش نفس رہتے ہیں دنیا کی علالت سے جدا</p>	<p>۲۱ اس گڑھی کی واسطے ہر اک تن کی احتیاج جم و بہت راہی تو پر کیا بہن کی احتیاج ہولی ہولی شکل ہے کیا بانگین کی احتیاج سبزہ خطر فنا ہوں کیا کفن کی احتیاج اب مے گمرن نہیں اس بد چلن کی احتیاج خود زمین میں گڑ گیا کیا گور کن کی احتیاج ڈوب مرنے کو ہر اس چاہ ذوق کی احتیاج تیری پیشانی کو کیا چیدن دشکن کی احتیاج کب بیان ہے کو دکان سنگزن کی احتیاج گایان کہاں تو ہو جا دہن کی احتیاج روح کو ہرگز نہیں ہوتی کفن کی احتیاج</p>

<p>دشمنی مجسم ہوں تنگی گریبان کم نہیں دل دیا جدم تو پہر اپنا پر ایا چوڑے دل میں آہیں اک طرف ہیں اور اک سوراخ میں اے صنم لا کون مے بیٹھے ہیں تیر آج کل دم نہیں تو عشق کسکا جان ہے تو جی جان اس قدر اے شمع و گہل کر مر سے ہم آپ پر جا کر ادن زلفون میں دل رخسار کو ڈھونڈا کیا چشم بدور آپ کے بازو پیر یو کر کیا ضرور دونوں زلفون سے تمہاری عطر اگیں سے شام</p>	<p>خود گلا کٹا بیگ کیا تیغ نرن کی احتیاج شکلے جب خود تو پہر کیا ماؤ من کی احتیاج میرے گلشن کو نہیں سہر و من کی احتیاج اسکو حاجت گور کی اسکو کفن کی احتیاج بلبل تصویر کو کب سے چین کی احتیاج اک پر پروانہ بس ہے کیا کفن کی احتیاج شام غربت میں رہی صبح وطن کی احتیاج نیلا تاگا باندھے کیا نورتن کی احتیاج کب ہمیں ہے غم و مشک ختن کی احتیاج</p>
--	--

قدر رفتہ کر کے مر آئے گا تو بہ کرو
اس زمانے میں نہیں صاحب سخن کی احتیاج

رویفے حلی

<p>جو چاہے آئے جاے خرید کر طریح ۱۷ تار و زحر آپ نہ سلجھا سکیں اوسے سینے سے ہم لگائے رہے دل بہل گیا ترت میں ہم جو غم جگر ساتھ لیکے یار بزمین سخن سے اور آسمان دور زندوں کی بات کا کوئی دوسکتا ہے چو</p>	<p>گھر ہو گیا ہے آپکا بازار کی طرح گیسو بڑبڑ جو میری شب تار کی طرح تصویر یار پاس رہی یاد کی طرح سبزہ لگا ہے مہم زنگار کی طرح بے بس ہوا ہوں مرغ گشتار کی طرح واعظ بھی کو گویا دہن یا کی طرح</p>
---	---

<p>اے یار لاسکان میں جو تیری خبر ملے انکھوں پہ لوگ جھک بٹھاتے ہیں غلامین دیکھو بے زبان سے بوسی کا حکم ہے پانی مرا جو اشک پیئے میں نے ہجر میں وہ زندہ ہوں کہ خرد مینا جہان ملے قاتل نکل ہی جاگی گئی تہہ سوزی ہلی اچھے جو تھے وہ پہلے ہی دنیا سے حل ہے نالان ہو مکون دل ملا زلف سیاہ میں مٹہ پر پلقا ٹال لے لے آفتاب میں وہ شعر کیا جو زلف کی صورت اولہ ہے</p>	<p>اچکون میں عرش تک تری دیدار کی طرح سب سے جکا ہوں ابرو خمدار کی طرح اقرار آپ کرتے ہیں انکار کی طرح سینہ ہے چاک زخۂ دیوار کی طرح سہلو میں اپنے رکھ لوں دل زار کی طرح ہم ہی زبان رکھتے ہیں تلوار کی طرح آگے بڑھے وہ قافلہ سالار کی طرح یہ رات اوس پہ بہاری ہی بیمار کی طرح ہم دھوپ میں کھڑے ہیں گنگا کی طرح ہو صاف صاف یار کے رخسار کی طرح</p>
<p>اے قدر وصل میں جو سنائیں قتلعات پی جائے گا شربت دیدار کی طرح</p>	
<p>۲۰ پنو تم اپنے کان میں بالاکسی طرح بد صورت اونکو شہر میں کتنے ہیں آئے پیری میں ہی نہ ہوے سر پہ ہونو ہنسی محشر تک انتظار میں تیرے جی کا کون پہلا دجالی لوٹ کی کرتی کمر تک نظر دوں گے گر گیا تو وہ پلکوں میں گہر کیا ہم بھی نکل کے قبر سے دیدار دیکھ لیں</p>	<p>لٹکاؤ یار ہلے میں بالاکسی طرح جمین وہ کہو لہرین رخ زیا کی طرح جانا نہیں دماغ سے سودا کی طرح مانو لگا میں نہ وعدہ فردا کی طرح سچا نہ تو تم آج دام میں علقا کی طرح بچتا نہیں ہے ایسا تاکا کی طرح حاکم کو کبھی تہہ وبالاکسی طرح</p>

<p>چلتا نہیں ہے ناقہ لیلیٰ کی سی طرح کہنے میں اب نہیں دل شیدا کی سی طرح قائم کہی رہا نہ بگولا کی سی طرح لالہ نہو گی زنگس شہلا کی سی طرح کعبے کی چہت پہ آئیں سجا کی سی طرح کسلاؤ جبین تم گل رعنا کی سی طرح اوٹھانا مجھ سے ناز سجا کی سی طرح ہو آفتاب عقد ثریا کی سی طرح دیکھوں میں تپلو نکا تاشا کی سی طرح لاکھوں طرح سنایا نہ مانا کی سی طرح ہوتا نہیں جدا کہی جوزا کی سی طرح بنجاؤں گس کے خط کف پاک کی سی طرح</p>	<p>دربہا یا نجد میں آنکھوں سے قیس نے ہٹ کر حضور بیٹھے ہر گستاخانِ معاش گشتگی ہے روح سے اس مشت خاک کو غصے سے آنکھ سے سرخ نہو گی حضور کی دل پر تھاری آنکھ پڑی چشمہ ہو تو ہو غصے میں لال پیلے اسی واسطے ہوئے اس در سے ضعف عشق میں بن کر مر گیا انگور اتر کے تاک سے یارب کھنچو شراب محفل میں آپ شوق سے آنکھیں کھلا منت بھی کی خوشامدین ہی باون ہی چک پتلی سے سیری کیون وہ پتلی ٹری رہی لے لاغری میں اونکی قدم سے لگا رہوں</p>
<p>اے قدر راقی آپ چلے میں منانیکو وہ ہٹ دھرم نہ مانے گا اصلا کی سی طرح</p>	
<p>ہاں ناز کی پہلو ٹھٹھنے نہ پائیں کی سی طرح درپردہ سینے سے تو لگائیں کی سی طرح آنکھوں میں بالکل آپ سمائیں کی سی طرح آتا ہے چین دہنے نہ پائیں کی سی طرح ہم چپ کے دہن کو تو پائیں کی سی طرح</p>	<p>۲۳ ہاں شوق کچھکے وہ ادھر آئیں کی سی طرح دل میں ہمارے آپ سمائیں کی سی طرح میں آنکھیں پہاڑ پہاڑ کو دیکھوں شوق فرقت کی شب میں ہم جگہ دل سے نگاہیں بوسے جبین گناہ ذوق لینے دیجئے</p>

<p>ثابت ہوئیں نہ میری خطائیں کی سی طرح مطلب ہے کہ دلوں کو کمائیں کی سی طرح اٹھیں تو او دی او دی گھٹائیں کی سی طرح پانی میں آپ لگ جائیں کی سی طرح سیکہ لہ پروں کی بانکی دلائیں کی سی طرح ارباب سے نکلے نہ جائیں کی سی طرح جب جائیں ہم کہا دھننے نہ پائیں کی سی طرح ہو لینگے ہم نہ او کی جفا میں کی سی طرح منع جان میں سرنہ اوٹھائیں کی سی طرح ہم آپ کا غم رو توڑ جائیں کی سی طرح اس پر سے میں نہ آنکھیں لائیں کی سی طرح ممکن نہیں کہ ہوش نہ ہائیں کی سی طرح جہیں وہ ہکو نہ تو دکھائیں کی سی طرح ہم ہی نہ کو سے یار سے جائیں کی سی طرح تقدیر کے لکے مٹائیں کی سی طرح دل کی لگی جم جھجائیں کی سی طرح دونوں وہ ہیں کہ ہاتھ نہ لائیں کی سی طرح</p>	<p>یہاں کے رکھ دیا خط تقدیر چرخ زمین سینے پر سر ہر کبھی زانو غل میں لائے ساتی سے جا کر لیں یہی ہم لال لال سے آنسو ہمارے دست نگارین سے پونچھ کر قاتل ہی بن جو لے لب جانان تو ہی مسج لے زلف یا حضرت آل چلے بن ہر اٹھو اتے ہیں وہ نرم سے ای بار غم نہ ہو لے ہیں وہ ہماری وفا تو ہی ہوا جان دریا میں دیکھ لیں وہ جابو نکا ہو ٹنا کیوں بار بار سامنے رکھیں نہ آئینہ تیوری پڑ جائیں آنکھیں کی کما میں گنگ لیں نالہ کجا دہن ہے ہمارا دہان رخسار دینگے ہم اونکو دیدہ حیرت کی آئینہ نکلے کی طرح جو نہ ادھیں خلد سے جے میں ہے اونکے دہ کرین جہاں لیا او لپٹ لپٹ کے پسینے پسینے ہوں کچھ دہم سی کر تو دہن کچھ گمان ہے</p>
<p>منہری تہا سے تلو دن میں کیوں کر لیں نہ قدر آخر یہ اپنا رنگ جھائیں کی سی طرح</p>	

<p>دو قدم چلے سکا اوس بت کر دیکھ کر روتے روتے شبِ فرقت میں اندر پیر چلایا دیکھو باریک کمر کو تو وہ ہی رات کی کھاں سوزِ شمعِ ماضی سے مری رونق نہی صبحِ خسارت سے ہنسی نہیں اندر کھلے قتل کر کے مجھے ایسے کفنِ افسوس سے شمعِ داغِ دل ہوتا ہے اگر ملے چلے ضعف ہے گریسِ بیمار کے بیمار میں ہم شبِ فرقت مری رونق سے ہی سانس کی رات قدِ موزون کے نظامے کی تمنا ہی مجھے رکھے سر پا یوں پیر و نامہ یوں دلاسا دو تم رشتہ زلفِ مجھ سے سیازِ خمِ جگر قتل کرتی ہیں مجھے اونکی نشیانی نگہیں کبھی آتی نہیں وہ میرے سینے خانے میں کیا بہار آئی ہے انگوڑے چشمِ محو</p>	۱۴	<p>سروِ لاکھہ اوڑائی کی قدر کو کی طرح اب تو آنکھیں ہی یہی جاتی ہیں آنسو کی طرح پوچھو اوس تنگ ہن کو تو سر کی طرح کبھی پروانے کی صورت کبھی جگنو کی طرح شبِ یلدا بھی ہنوی شبِ گیسو کی طرح طاہر زنگ حنا اور گیسو جگنو کی طرح گرم ہو جائے نسیمِ مری کو کی طرح جب گرے اوڑھنے کے پہر کبھی آنسو کی طرح برخ سے تائے اوڑھے جاتی ہیں جگنو کی طرح آنکھیں تہہ لگئی ہیں ننگِ ترازو کی طرح سکشی اب نکر و سر و لب جو کی طرح جب تو انگور بندہ مانا فدا ہو کی طرح دورِ حبشید ہوا دورِ ہلا کو کی طرح چاندنی کو بھی ہر شرم اوس بت کر دیکھ کر بار سے شاخِ جھکی جاتی ہے ابو کی طرح</p>
<p>بروز کی تید ہے ایسی غزل کیسے قدر کام نہ تہا ہے کلامِ اچا جادو کی طرح</p>		
<p>گھر میں ہوں آپ کے باہر دل مغز کی طرح بانٹنے سے نام پر اشدک حاتم بنکر</p>	۱۱	<p>کون چنگین پہرے واقع و مجنون کی طرح سر پہ کیا لاد کے لیجا بیگنا قادی کی طرح</p>

<p>چشم میگویند که قصورین لہور و سنے ہم صورت چرخ مست اگر مرا تم نہ کیا بیٹھئے مصراع ثانی نہ لگائے کوئی چشم مخمورین کیفیت جام مل ہے شعر میں آؤ زبان ہی تو زبان پر دل سے مختص کو ملک الموت سمجھتی ہے وہ نفی ہو جاتے ہیں جو لوگ بدلتے ہی نہیں بوسے حشمت گل مضمون پہلے آتی ہے</p>	<p>باغ میں گر گل دگی دیدہ پڑ خون کی طرح کیڑے آبی نہ رنگے آپسے گود کی طرح حشر برپا نہو صاحب موز و مکی طرح لال ڈورے ہی ہیں ہر مہرے گلگوئی طرح عرش سجدوں میں آتر آئے ہوں مضمون کی طرح بیٹھی ہے دختر زخم میں فداطوبی طرح ایک سا اول و آخر ہے مرانوں کی طرح اندون رنگ سخن جوش میں ہی خون کی طرح</p>
<p>قدر کیوں عشق سے باز آتے ہو دیوانے ہو ابو مشہور ہو گئے و ماق و مجنون کی طرح</p>	
<p>ردیف خامیہ</p>	
<p>۱۸ بوٹی بوٹی جو پھرتی صفت دل کشی قید ہار و دستک یا اس میں دل دل کشی اپنے کیوں خنجر ابرو پہ مائل ای شونخ کہولد دن حال تراسب محض ای شونخ کیا کڑی گات تری ادھیری ہے اللہ تیغ ابرو پہ میں ہر وقت نذر تھا ہوں چپکے ملنے کی عجب راہ نکالی تو نے</p>	<p>کہ شرارت سے بہرہ تو تر اقل تل ای شونخ سب تر چاہہ ذوقن یا چہ با بل ای شونخ آپ تو اپنا ہوا جانا ہے قاتل ای شونخ ورنہ اکدن تو اکیلے میں مجھے لای شونخ اس سے ثابت ہے کہ ہر سخت تر اول ای شونخ اب مناسب ہے تخلص مر اسبل ای شونخ رابطہ کوتاہ ہے مے دل سے تر اول ای شونخ</p>

<p>تلخ باتوں نے تری لب کو اثر دکھلایا ایسا دیکھا نہیں پہنے کوئی بالکا ترچھا پہلے کب باندہ کیا کرتا تھا اونچا جوڑا لب پہ ہلتا ہے ترسے ناک کا رتی ایسا بند و زلف لہجہ مصحف خبا کیوں بڑا اٹل ہے؟ ہٹ گیسو ونگو تری تک ہے مے قتل سے اٹھارتو کیا ہو ہے کیا ناک پرچ لگاتا ہے کباب لک شمع پر روشنی شمع سے پروانہ گرا جب ترا سا منا ہو گرتی نہ ہے مجھ پر سبلی</p>	<p>خط بھی نکلا تو ہوا زہر بلا بل لے شوخ سکر پاک تو تری وضع ہے قاتل شوخ تو نے بے شہدہ چرایا ہے مراد دل شوخ جیسے ٹپے کوئی مچھلی ایسا صل شوخ ایک جا دیکھ رہا ہوں حق و باطل شوخ تو ہوا جاتا ہے پابند سلاسل شوخ خود لہو نیلے شہید نہیں ہوں شامل شوخ تزار خسار بلع اور ترا تل لے شوخ تیری شوخی سے میں چھپر ہوا مائل شوخ اچھا لہٹ تری کرتی ہے بل شوخ</p>
<p>قدر رمل بچنے لایا ہے جو لینا ہے تو لے اسمین کیا تیری خوشی اور ترا دل لے شوخ</p>	<p>چاند کا چاند ہے لے جان جہان رخ کا رخ نہ صفائی کو اگر بیچ میں پڑ جاتا رخ قد ہے رفقا ہے یا وضع تمہاری یا رخ بوسے رخصا رکے لیتا جو کین پاتا رخ دیکھ لیں جفت تیرے وہ بھیہو کا سا رخ ایک آئینے سے بیا ہوں ابھی صد رخ پوشش کعبہ ہے کیسے یہ کعبہ رخ</p>
<p>۱۸ پر زبے گوگٹ کے اور سے شل کتان چوٹن میرے دل کیلئے آپس میں ابھیتیں نغین انہیں چاروں میں کیسے تو مجھے مارا ہو دل جو پاتا تو کلچے سے لگا لیتا میں + سنے ہیں برق تھلی پہ وہ غش کرتے ہیں کہیں پیدا تو کرین طالب دے دیا آنکھیں سنگ سودہ و دما تھے کا تر خال سیاہ</p>	<p>چاند کا چاند ہے لے جان جہان رخ کا رخ نہ صفائی کو اگر بیچ میں پڑ جاتا رخ قد ہے رفقا ہے یا وضع تمہاری یا رخ بوسے رخصا رکے لیتا جو کین پاتا رخ دیکھ لیں جفت تیرے وہ بھیہو کا سا رخ ایک آئینے سے بیا ہوں ابھی صد رخ پوشش کعبہ ہے کیسے یہ کعبہ رخ</p>

<p>کیا کرین کیا نہ کرین عشق میں جی چھوٹتا ہے اس گستاخین کوئی جھسانہیں سبز قدم چشم حیران سے یہ وحشت ہے اویں دے نصیب ہم وہ عاشق ہیں مگر کو لکے بیٹھے برو جام جمشید سے آئینہ سکندر کا بنا ڈریں ہوتا کہ کین پاؤں نہ پہر جاتے اودھر پاں میں ہی نہ کا جل نہ خط و خال نہ زلف بول بالا قبالا کا ہے گوگرد و نیک طالب دید نے اشکوں سے جو سینچا گلشن یک رخ چاند نے تصویر اتاری تیری</p>	<p>ورنہ رستم سے بھی پہنے نہ کبھی بلا رخ میرے آتے ہی پر باد باری کا رخ سامنے آئینے کے ہی وہ نہیں کرتا رخ دیکھ پائے جو کین اچھی مگر اچھا رخ جب لگا منہ سے پیالہ تو جھکا اٹھا رخ نزع میں کیا تیرے کو بچے کی طرح کرتا رخ ذبح کرتا ہے مجھے لے ترا سا وارن قد بالا سے بھی لیکن ہے ترا بالا رخ شاخ گل میں ہوئی پھولوں کی جگہ پیدا رخ تو نے کروٹ سے دکھا جاوے سے آوار رخ</p>
--	--

بعد مرگ آ کے عزیزوں سے ملے پوچھتے ہیں
و ت رجب مرنے لگا تھا تو کہہ کر کہتا تھا

<p>پر تو رخ سے ہوا بون خانہ دلدار رخ ہے سسی مالیدہ لاکھی سے کبھی یار رخ جاوہ صحرایہ جب مجروح تلو و کچ چلون پار نکلا ہے دل پر خون کو براتا ہوا نقطہ و آیات و جدول کالی کالی صفحہ لا صاف تقریر و سن و نال ہو گئی اونکے مفید پہوٹ نکلا ہی ترانگ آیت گل بیرون</p>	<p>۱۹ ج طرح عکس شفیق یہ گل ہوسن ہوا ہے صورت گلزار رخ صورت قوس قزح کردون دم رقار رخ تیر تیر کیوں نہ ہو پکیان ہی تا سونار رخ تل سیل کیوں نہ ہو زلفین سیہ خزار رخ لب ہوئے رنگین بیانی سے دم گنتار رخ جسم کو تیرے جو چھو جاے تو ہوتا رخ</p>
---	---

<p>اگ جس گہرین لگی ہو جاتی ہی دیوار سرخ ہن پہ ہن برسے گا ہو گا خانہ غمار سرخ ہے شہادت کیلئے تو طے کی ہی نقار سرخ ناز کی سے ہو گئے دہن تیری خسار سرخ چشم ز گس ہو گی شل دیدہ خونبار سرخ ڈھیر بان ہن صل کی ہی جو چہری بار بار سرخ کب نیام سرخ سے ہو جاتی ہی تلوار سرخ</p>	<p>سوزش دل سے مرا سینہ بھیجہو کا ہو گیا لال ہو گے ساقیو آنے تو دہ فصل بہا تھوکتے ہیں خون باغ دہریا ہن سخن آئین زلفین جہم کرتہ نہ پڑھانے پڑ گئے یا دکر کے فصل گل کو خون رنگی خزان کمد گئی کان بخشان لہل ب کا دور ہے خشم ظاہر سے صفائی باطنی جاتی نہیں</p>	
<p>اس زمین میں پہ پڑ ہو اے قراکین غزل دست دیا کرد و دس فکر کی دوبار سرخ</p>		
<p>لڑتے لڑتے ہو گئے مرغ نظر کو خار سرخ کیا زر گل لے اڑا ہی باغ سے دوچار سرخ خود بخود مثل زبان ہو جائیگی تلوار سرخ زخم کی صورت ادھر آیا دم رفتار سرخ خط عارض سبز ہی گیسو سیہ رخسار سرخ داغ سودا ہن ہمارے صورت دینار سرخ پہر ہو زخم جگر پر ہم زنگار سرخ شنے میں آئے ہن اکثر کھنساے مار سرخ ہے شہاب آہا ہماری آہ آتشبار سرخ قتل کے محضر پہیری مہرین ہوں دوچار سرخ</p>	<p>۱۵ خون رونے سے نہیں مرگان دم دیدار سرخ ہی خوشی سے آج رو سے بلبیل نادار سرخ اوسکے شہہ برب مراد کر شہادت آئے گا پاے رنگین سے زمین پر چڑا نقش قدم دیکھیے آئینہ قدرت کی مینا کاریاں کسل گئی وحشت میں افلاک و سلالی رنگ پھر رہ آیا خون پہر یاد آگئی تیغ نگاہ زلف پچیاں ہن نہ کیوں پڑن دل عشاق ہوں یہ شب ہجران میں نکلی سہنے دل خون گشتہ ست دیکھ قاتل چشم خشم آلود سے دوہن بار</p>	

<p>حسرت و غمی نظر میں ہے دیوار سرخ میرے خون ہی ہو تو عالم تیغ جو ہر دار سرخ سو جگہ سے ہو گئی اوس تیغ کی دیوار سرخ خون تھا پہلے جو قطرے آگے دو چار سرخ</p>	<p>رو سے گلگون دیکھ کر آنکھوں میں یہ سرخی کبھی ماتھے پر افشان چنی چین چین سے قتل کر ہم نے ٹکڑا کر سر پر خون گسے نہ لکڑیا اب کلیجا پیسے سے آنسو جاتے ہیں سفید</p>
<p>تیرے آتے ہی خزان میں آگئی گویا بہار زرد چہرہ قدر کا کیسا ہوا اک بار سرخ</p>	
<p>رویفہ الہام</p>	
<p>دبا کے دانتوں میں رہی انیک زبان صیاد ہی تیرے غنچہ پیکان میں آشیان صیاد کہ چھپا ہے مرا نظم ہوتا صیاد ہوا ہے مرغ چمن کا مزار جہان صیاد ہر ل کی شاخ پہ ہے میرا آشیان صیاد زبان دراز ہوں میں اور بد زبان صیاد اڑا لے دیتا ہے تیرے لئے کمان صیاد کر گیا ایک زمین اور آسمان صیاد غرض کہ اؤ کو سمجھتا ہے مرغ جان صیاد اب اس قفس میں اڑ جاؤنگا کمان صیاد گٹھے ہوئے ہر گیسو ستائیں باغبان صیاد</p>	<p>۲۲ سنے گا باغ میں میری اگر فغان صیاد اجل کے منہ میں ہوں میں زار و ناتوان صیاد تجھے سناؤں میں گلشن کی داستان صیاد قفس بناتا ہے چنگر گلاب کی شاخیں مری تلاش میں ہست زردہ پر سے کالو مجھے جو ایک کئے گا میں موسناؤں گا غضب ہے غمزدہ فرکان و عشوہ ابرو میں کیا ہوں طائر سردہ کو پانس لاریگا وزن دامن ہے کنپیاہوں میں ہر انجواں ادھر زمین اور ہر آسمان یا قسمت رہی گی شاخ نشین نہ ایک پر بلبل</p>

<p>کہ تیرے سر پہ بناؤں میں آشیان صیاد جہان گیا سے پیچھے پڑا وہاں صیاد کہ بدنگاہ سے گلچین تو بدنگان صیاد بلا کی ترجیح نگاہیں میں الامان صیاد قفص پہ ڈال سے پھولوں کی برسیان صیاد میں ناتوان ہوں میرا مزا جہان صیاد خدا کے واسطے انکو نہ لایاں صیاد دکھائے پول سا مکھڑا میری جوان صیاد بزریر کا ہنر دام تو نہنسان صیاد ہنسنا بہلا میں ترس دامن کہاں صیاد</p>	<p>تو بوسے گل سے آہی ہوا سقد مجھوں میں ڈال ڈال تو وہ پات پات رہتا چمن میں خاک گل و بلبل اس بنہیں بلین معال ہے کہ کھلچاؤں بچکے سیلوسے سنا جو چاہے تو بلبل کے نغمہ نگین بنار ہا ہے رگ گل سے دام کے حلقے چمن کی بو سے پھرکتے ہیں ذرا میری چمن ابھی تو شاخ سے آہٹا ہوں سر پہ پیر میں ہوشیار ہوں گیسو و خطا کو دیکھ چکا یہ لاغری ہے کھلچاؤں گامین حلقوں سے</p>
<p>نہ گل کو داغ نہ بلبل کو خار ہوا سے قدر چمن میں ساتھ ہی آئیں اگر خزان صیاد</p>	
<p>دیکھو زمین پس سے اور آسمان بلند اُنڈ بھی نبی سے رہا دو کمان بلند اس زمین میں فن ہیں کیا کیا جوان بلند میری زمین سے خاک نہیں آسمان بلند جب خوف باغبان سے کیا آشیان بلند مضمون تو باتہ آیا ہے ای جان جان بلند خدا لیکے ہو گیا جو کو تر و ہاں بلند</p>	<p>۱۲ پامالوں سے ہے رتبہ ظالم یہاں بلند کیونکر بلائے یا رہیں اپنے بام پر کو سے بتان میں سر و او گین کچھ عینین وہ خاکسار ہوں کہ نہیں خوف اہل وج بجلی کو اور قریب ہوا ہے یا الضییب کہیے تو وصف قاسمست موزون ناؤں میں بازو میان پھر کئے لگا داہرے اثر</p>

<p>خود مجھ کو میرے اوج نے پیسا تا غم سورج کمان کا عرش کا تارا ہوئی جبین منصور تیری دار مبارک سے تجھے اندر سے سوز خلاق کو جگنو نظر پڑا یہ ضبط عشق ہے کہ نہ کلنگی شہ سے آہ نام خدا جوان ہوئی اب تو کچھ جھکو</p>	<p>گہر کی زمین ہو گئی تا آسمان بلند طالع ہین آپ کے بہت آ مہر بان بلند اپنا تو سر ہوا سر نوک سنان بلند لیس کر جا ہوا جو مری پڑیاں بلند ایسے جلیگے ہم کہ نہو گاد مہوان بلند نیچے نظر کر کہ وہ یوں جہاتیاں بلند</p>
<p>ہم خاک اڈا تے ہین سحر دہق مرچکے اے قدر رہے غبار پس کاروان بلند</p>	
<p>پہلے دل میں ہو یا جگر میں درد ۱۵ وہ ہی سن لین تو ہو جگر میں درد رنج پیری سے ناک میں دم ہے سے سے بہر دے ہمارے جام پو روح سے ہے جوتن کو ایذا ہے یوں تو پھر ہی کچھ پیچتا ہے سو میاٹی تھی کیا وہ چشم سیاہ بہاری مویات جب پڑا سر میں درد لے نالہ عرش بلجاسے کو چہ گردی کرد نہ پاد دگین نالہ طلب لان پر ہنستے ہین گل</p>	<p>کہیں غم عمر ہر میں درد ہے وہ ہر نالہ سحر میں درد گاہ گھٹنوں میں گہ کر میں درد دیکھ ساقی ہے چشم و ستر میں درد کب ہوا چوٹ سے سپر میں درد چاہئے ہے دل بشر میں درد کھو دیا دل کا اک نظر میں درد ہو گیا یار کی کمر میں درد کہ نہیں آہ بے اثر میں درد ہو پو نہتے ہی میسے گہر میں درد نہیں دلہا سے اہل زمین درد</p>

<p>پاؤن کرنے لگے سفر میں درد نہو اتھسا یہ مجھ میں درد ہو گیا پاسے نامہ بر میں درد</p>	<p>طے کر دین کے پہل میں عشق کی راہ نزع کے وقت سے عجب عالم درد انگیز نہ خط جو میں نے لکھا</p>
<p>آہ لب پر ہو قدر آنکھ میں اشک دل میں یاد او سکی جو جگر میں درد</p>	
<p>اوشے ہیں حضرت آدم جاب کے مانند تھامے گال ہیں فضلی گلاب کے مانند کہ بے نقابی رخ تھے نقاب کی مانند بیان گزر گئے برق و سحاب کی مانند بہار باغ سے فصل شباب کی مانند کمر ہی ہے دہن لا جواب کی مانند الف ہوا فرس بدر کاب کی مانند کمر میں اونکی لپٹا ہوں ڈاب کی مانند زبان سے طوطی حاضر جواب کی مانند کہ آہ نکلی ہے تیر شہاب کی مانند وہ گر میان جو کرین آفتاب کی مانند اوجیل ٹپے دل پر اضطراب کی مانند وہ لال ڈور سے ہیں ج شراب کی مانند بہت کچھ لکھوں دیکھا ہے خواب کی مانند</p>	<p>خدا کی ذات سے دریا کو آب کے مانند ۱۸ یہ رنگ روپ ہے جہنک کہ بہا شیا وصال چہر میں موسیٰ نے کیا بسکی کبھی ہنسے کبھی روئے فلک کے پنجو ہم اکڑ رہے ہیں جو انون کی طرح سخن نہ ہاتھ آئے کبھی یہ نہ اوج سے بوسہ ملا بہر گ گیا مری آہوں سے چرخ کج رفتار سو ہی کہینچ کی جب قتل کو وہ آئین دل ان تنگ سے شیریں مثال تنگ جگر میں لگ لگی ہے پھنکا ہر سینے میں دل رقیب بزم سے شبنم صفت ہوا ہوا جین ہماری آہ سے اونکے جگر میں چوٹ لگی نشانی لکھڑیوں میں کیسے باغِ غزل ہے میں کیا کمون کسے آئیگا اعتبار و کا</p>

<p>جگر میں چھید پڑے ہیں کباب کی مانند اسے بھی کہولہ و بند نقاب کی مانند تو زرد چہرہ ہے آفتاب کی مانند</p>	<p>چڑھایا ہے جو نظرون پہنچ مرگان نے جو منہ دکھایا تو انگلیا میں کیا ہی شرم و حیا جو چاہتا ہو کہ ہو نام عشق میں روشن</p>
<p>جو بیستون پیر میں فریاد کو چاروں قدر ابھی پہاڑ سے نکلے جواب کی مانند</p>	
<p>۲۱ ہے زرخندان لب چشیم دلارالم پسند لپٹے اپنے ہی پر اگے بت خود کام پسند کہ نہ اخلاق کیسکو ہونہ ایہام پسند تہمین مجھ میں تھے اندر کے آرام پسند تیرے کامے میں مجھ کو بلیق آیالم پسند آشیانے کو گرین طائر ادا م پسند بخت خفتہ ہے مرا جقدہ آرام پسند کہ ہمیں چیز کیسی نہیں ہے دام پسند خاص دیدار کا جلوہ ہو غصہ عالم پسند کف کے تحت میں ہوں نہیں اسلام پسند یونہیں بریکار میں سب مے آرام پسند جانور ہے کرے دانہ جوتہ دام پسند انہشت آپ بھی کرتے ہیں لب بام پسند یہی شیشہ جڑی سے جڑی جام پسند</p>	<p>نہ مجھے سیب نہ لپستہ ہونہ بادالم پسند تکرم دل میں کروں زلف سیلم پسند چو کر و صف نہ شیشہ پڑ ہوں عالم پسند قبر ٹھکرا کے مری کہتے ہیں کن زبیر وہ روشناس ایک جانا کا ہوں تری گزشتہ نظر آجاسے جو اذکوہن تنگ بتان دل بیتاب ہوا و تباہی جفا کشیاب پیر لین بوسہ اگر دل نہیں لیتے جھڑو سر مہ طور کو انکھو نہیں جگہ نہ تے ہیں ہند و چشم کجا مصحف رضا کجا پتلیان انکھوں سے اٹھتیں نہیں چلنا کیسا جال سے زرق جو ہاتھ لڑو خجال جڑو لن ترانی کی بہت آپ بولی بیتی ہیں خون لال نکھوں میں بہر بہر کے پاک تاروں</p>

وہ تو ہے خاص بند اور یہ ہر عام پسند
 ہے مے دل کے ٹکینے کو تر نام پسند
 کیوں کروں رسمِ رہ نامہ و پیغام پسند
 ننگ کو کرتے نہیں عاشقِ نایم پسند
 طائرِ قبلہ نامہ ہے دل آرام پسند
 ہے مجھے عشق کے غازیںِ بجا پسند

جو لگاؤ کی نگہ ہو وہ بناؤ کی کہان
 اب مٹا کے نہ مٹے گا ترا سکہِ پشماں
 رمزِ الفت کو نہیں دستِ زبان کو مطلب
 نام کو کرتے نہیں عاشقِ بے رنگِ قبول
 جھکے سینے میں ہے خود اپنی جگہ پر بیتا
 آگ وہ سینے میں بڑکے نہ پانی لگوں

شہرِ آتی نہیں ہے قدرِ تخلصِ بے لہو
 کس طرح عشق کی دولت میں جزا پسند

رویف ذال معجمہ

جب اپیٹا تو ہوا مشک کی پڑیا کاغذ
 لوحِ محفوظ ہوا ہے ترے خط کا کاغذ
 جب طرین سے کہد باتا ہے شگنجا کاغذ
 خامہ بگردنِ عبقارِ عبقا کاغذ
 ناوکا نذ کی ہے گلبِ چلیکا کاغذ
 پتہ پتہ یہ تہہ ہونٹہ میں گویا کاغذ
 نقطہ تلِ سطرینِ بینِ لغینِ نجِ زیبا کاغذ
 نخلِ آیا مے اعمال کا کورا کاغذ
 ہوگا ابی مے ناسے کا سربا کاغذ

۱۹ ہر کے اون لہن کی تعریف سے خط کا کاغذ
 کو تباہ مری تقدیر کا لکھا کاغذ
 قبر یون دیگی ہماست تن لاغر کو فشار
 لکھتے لکھتے تری مے مکر کا احوال
 بحرِ العنتر میں رہ و زعم کتابت کیا مال
 ہو گئے ہیں مے ذہان ہو کر نڈیہ
 سببِ لفافہ ترا یا شاہِ نقصد کی نقاب
 شہر میں اشکِ ندامت بڑا کام کیا
 سربا پائے لکھا ویدہ بڑا احوال

<p>بنگیا کہلتے ہی گلزار کا تخت کاغذ آپ کے نام ہوا ہے مے گہر کا کاغذ جلکے بل کہاے تو بل کہا کر ہو کا کاغذ کہ عصا اور کا قلم ہے یہ بیضا کاغذ کاغذ کی طرح بگ گیا سا کاغذ ہو گیا سب کمر دیوان کا سا کاغذ آئینہ ہے تے نامہ کا مصفا کاغذ ورنہ خط کہلتے ہی اتنا نہ پٹنا کاغذ کھل گیا صورتِ آغوش تن کاغذ</p>	<p>خط میں رنگین مضامین جو بہر تو تھرتھرتے بگ گیا ہے مرادوں روز ازل کی باتہ ریشک سحر زلف کی رنگت کا جلا کر دیکھو خط کے لکھنے میں کہتے ہیں عجائب وصف اس رنگ طلائی کا جو لکھا آدھ اونکے قلم کا بند پانچ وصف قیامت لائی چہرہ شاہد مقصود کہا دیتا ہے کھلے وہ مجھے ملینگے یہ کہنا نا ہے لمتہ پہیلا کے لیا اوسنے جو یہ خط لکھتے</p>
<p>اوس جلو ریزی سے قدر رنگا جلد خبر گورے کاغذ کے بنا کر کہیں دوڑا کاغذ</p>	
<p>تمام ہوتے ہی خط خود ہی اوڑھ چلا کاغذ قلم دوست نہ پائے طیب یا کاغذ یقین ہے کہ خانی ہوتا ہے کا کاغذ تن اپنا رنج سے گل گل کے ہو گیا کاغذ برنگ برگ ہو دیوان کا ہر اک کاغذ پلاود ہو کے مجھے اونکے نام کا کاغذ لگایا تاج میں جاے پر ہوا کاغذ مثال آئینہ ہو جاے پر ضیا کاغذ</p>	<p>۱۲ ہر اجاہ کے مضمون نامے کا کاغذ اصل رسیدہ ہوں نسخہ لکھنے بیٹھو اگر لکھوں عبارت رنگین جو خط میں اس گل کو کبھی نہ شاد کیا تھنے ایک پرچے سے یہ تازگی ہے جو لکھوں سفید کاغذ پر چڑھتا ہے نشہ افیون خال مرا ہوں تمہارے خط سے ہوا اوج ہم فقیر و غلو لکھوں جو آئینہ رو سے صاف کے اوصاف</p>

<p>ہمارا نام بھی داخل ہو کر بے دفتر میں خدا علیم کی کب سے ہرے ہوئے ہیں ہم کبھی نہ ختم ہوا خطا یا رروں سے جو دل دیا ہمیں جاگیر میں ملا بوسہ حضور خط جو لکھیں اس میں مطلب چھاؤ</p>	<p>کوئی نکالے تو مجنون کے وقت کا غنہ بہرین کے یار کے خط کا ذرا کا غنہ ادھر لکھا کہ او دھر صاف دھو گیا کا غنہ کہ یار کے خط و عارض نے لکھ دیا کا غنہ کچھ اسکا دھیان نہیں ہو برا سہلا کا غنہ</p>
--	---

گمان ہے خط جانان کا اس قدر ای قدر
پڑا ہوا کہیں دیکھا اوٹھ لیا کا غنہ

<p>وصلت میں بوسہ دے گلغام ہی لہندہ ۱۸ چومے تو پشت چتر سیغام ہے لہندہ حقہ تر غضب بت خود کام ہی لہندہ جو ٹٹا جہان کہتا ہے بیٹھے کیواسطے ہاں لے دہان زخم نہ پیکان کو چوڑنا لے عشق لخت دل بچی، خون جگر بچی لب پر جو گالیاں ہیں تو انکو نہیں پس شکر سفید پاؤں میں یا نہ ہر تلیسا یا رب نہ میں نام یہ کہ سا گیا پیری میں عشق لب تجھے دعا حاضر کیچڑ میں لوٹ لوٹ کر کتے ہیں پرست گو خاک پیکار ترے باعث نصیب ہو</p>	<p>ساقی کا ہونٹہ اور لب جام ہی لہندہ بجھلکے سمیت آپکا بادام ہے لہندہ بوسہ نہیں تو بوسہ بہ پیغام ہے لہندہ بوسے کے ساتھ آپکی دشنام ہی لہندہ مثلن بان یا رگل اندام ہے لہندہ ہے بامزہ گز کے گلغام ہی لہندہ پستہ ہے تاغ شیر بادام ہی لہندہ جو کچھ نصیب ہو سحر و شام ہی لہندہ لیکر ہمارے ہونٹہ ہی تاکام ہی لہندہ یہ شیعہ رنچتہ و شکر خام ہے لہندہ موجہاں بڑی ہیں باد کا گلغام ہی لہندہ لے اسیات گردن یام ہی لہندہ</p>
--	---

<p>بیٹھی نظر تری بہت خود کام ہر لذیذ نورس مزیکا پختہ ہر خام ہر لذیذ انگور و سیب پستہ و بادام ہے لذیذ گنے کی طرح کیا یہ دلارام ہر لذیذ تم چوکتے ہو کیا سئے گلفام ہر لذیذ</p>	<p>سر سے کی طرح خلق میں آتی ہو چاشنی عہد شباب پیری و طفلی میں تین پہل خالق ذوق ہر خوب لب چشم خوب ہے ہر دم چیا چبا کے جو تم بات کرتے ہو واعظا دہر تو آؤ ذرا اسکو چکھہ تو لو</p>	
<p>دل دیکے قدر کیون لبو کو فرے اوڑائیں جس چیز میں لگا کیسے کچھ دام ہے لذیذ</p>		
<p>ردیف کے محلہ</p>		
<p>۲۴ ہیں برستا ہر ساقی تے میخانے پر برگ خوشے میں نہیں بخشو میں ہولانی پر سایہ ہے دیو کی تے دیوانے پر شمع کے پھول سے بجلی گری پروانچہ پر نیچا ناز سے رکھ کر نہ چلو شانے پر کالی آندھی ہی ہو چابی مے ویرانی پر چاندی سونے کو کھس ہیں کر میخانے پر ماضی کا ہے بگبگو تے ہر شانے پر چاہیے مہر کچیری کی بھی پروانی پر چاند آئے جو کہیں سے سیغانی پر</p>	<p>گردن شیشہ جکانے سے پمانی پر اوڑ کے پونچے گا مل نامہ جہن نے پر شب غم چائی ہو کب سے میخانے پر گرمی میں بڑھی سرد ہوا عاشق زار چکنا آجائے کمر کی کہن کسانا نو کیا صبا آج ادھر زلف کی بولائی ہے ماہ و خورشید جو افلاک پہرین ہو درد ہاں سنگیہ نتیجہ سے دل آزاری کا دراغ کا نامہ اعمال میں ہونا ہر ضرور تیر کی ایسی ہے فوراً اوس کی گجائے خوف</p>	

<p>تو ہی دعویٰ خدا کی جو کر گیا اسے شوخ سوچتا ہر کہین جب کو نہ تیرا جاے راشٹن تیری جدائی میں جو کچھ تہا ہوں حالت گریہ میں بہی نام ترارتا ہوں وہ صنان آتا ہے لٹکے چکائے ساقی پاؤں میں ہر وہ سینچ کہ آئی تو بہ موتی کہتے ہیں جب کو وہ فقط خدا سے گر میان ہرین تو مرادیدہ تر حافر سے پہر بہار آئی ہی بہر دلکو ہوا شوق چین کیسی ہر بار ہستی سے طبیعت اپنی وہ جگہ ہے کہ پرندہ ہی نہ پر مار سکے سوز ظاہر ہی جدا سوز شش باطن ہے جدا غش ہوا گردن ساقی پہ کہی نکمہ پہ لٹا</p>	<p>ہو گا مجزوب کا دہو کا ترے دیوانے پر کان دہر تانہ میں غلام کے اس شہر پر نہ وہ سرخاب پر آفت سے نہ پروانے پر اسم پڑتا ہوں میں تسبیح کو ہر دانے پر تیس دن رال ٹپکتی نہیں پیمانے پر عشق جن بکچڑتا ہوا ترے دیوانے پر آزماؤ نگاہ جاو کسی بگیا نے پر چوٹے مخرگان کا ہزار تے خضانی پر پہر نکالے ہرین کے بلبل شیانے پر کبھی ادھر سے ہوئے سینے پہ کبھی شانے پر کیا پڑے بوم کا سایہ مکرورانے پر چرب ہوتا نہیں جگنو کبھی پروانے پر کبھی شیشہ ہر گرا میں کبھی پیمانے پر</p>
<p>وہ ہی اے قدر رہا اک نقش قدم حیدر کا رکتے تھے مہر نوت جو نبی شانے پر</p>	
<p>۲۰ کہلا رنگ اور جیہ ہمہ لگا برو سے جانان پر نکلتا آتا ہے سبز ترے بہاوی خندان پر کیا ہی ذبیح تو مارے خوشی کے لوٹتا ہونین ہمتاری آنکھ سے دل ہو کے زخمی گر پڑا دڑو</p>	<p>کیسے حسن یہ تو نے چڑھایا تیغ بران پر چڑھی آتی ہے یہ فوج سکندر آب حیوان کے کہ میرے خون کے چینیٹے تھامے جریب دامن کے اٹھا لو ہر جیون پر اسکو یعنی نوک ہر ترکان پر</p>

تجھو لے قیس شاید چشم یلانی یاد آئی ہے
 دہر و منہ میرے سینے پر دبے گادل تو کیا پوچھا
 لڑا کر انگہ اون غم اور کئے گہر میں جا پونچھا
 او دہر ملا دس کے نالوں کے اک دو دسیہ اوٹھا
 کیا ہے ناخن جہشت سے اسکو جا بجا پرزے
 ہتیلی پر دہر اسے نقد جان مثل چرخ اپنا
 محبت میں بہلا تری دلیل جا نوٹھہرے
 لگی بیساختہ منہ دیکھنے یوں دید بازی کی
 جنون میں رہ گئے تھے چند مشت استخوان باقی
 جو اسے مرغ آتش دن مرغ دل و زمان
 لڑائی انگہ تجھے جب ہوا ناسور بند اپنا
 تمہارے قد پر عاشق ہیں تمہارے خطا پر تیرے
 لڑائی انگہ آئینے نے مٹی نے لیا بوسہ
 او گاسنہ جو عارض ہو تمہارے بے تک پونچھا
 قیامت میں جنان پاؤں نہ پاؤں خیر عواظ

کہ پہیرا ہنہ کیسا پیار سے پشت غزالان پر
 ننو دیکھہ نہیں قرآن رکھتے ہیں قرآن پر
 انگوٹھی پاکے بیٹھا دیوہی تخت سلیمان پر
 ادھر گنگھو راک ابرسیہ چھایا گلستان پر
 جنون نے ہول گویا چرن دیئے میری گریبان پر
 ابھی تو لگ میں ہم کو دتے ہیں اک تری بلان پر
 قیامت تو یہ ہے انسان مرجا ہے انسان پر
 ہوا شک او کو آئینے کا میری چشم حیران پر
 ہما ہر پر کے مٹا لایا کیا میرے بیابان پر
 بنائے آشیانہ شوق ہو سر و چراغان پر
 تری پہلی سے گل کہاں ہیں منہ چشم گریان پر
 پڑے رہتے ہیں پای سوہم ہوش بھجان پر
 او دہر ہوتھہ پہیرا یانٹ نے لکین زلف پریشان پر
 حلق سے جب بخاروٹھا گٹا چھائی بخشان پر
 پر تو یکیشی میں چھوڑا ہوں تیرے ایمان پر

قیامت ہو گئی قدر سے نجات آدھین مدفون تھا

سناسے آج سبکی گر پڑی گو غریب بیان پر

نور بدین یار رخ بے مشال پر	۲۱	ایسا چراغ ہے کہ جلا دیکھو مال پر
ناقص کہی مجھے نہیں جنگ جلال پر		دیکھی کسی نے باڑہ نہ تیغ ہلال پر

اک گرم پیسا رکھ دیا دست سوانج
 جلتا ہے آفتاب فروغ جمال پر
 لکھتے ہیں لوگ سو دھواں صلاں
 بیٹھے گا سانپ منعیم موزی کو مال پر
 صیاد نے یہ جال بچیا یا ہے جال
 سینے کو میرے فوق ہر گینڈکی ڈال
 صیاد ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہیں جال پر
 یا ناچتے ہیں مور تری بانگی چال پر
 تھکوتھکے مال پہ مجھ کو مال پر
 صیاد وقت جاتا ہے پہر گلے سانج
 کامل رہے جو سر نہ اوڑھائے کمان
 وہ پتے پتے پر چر جو تو ڈال ال پر
 لٹھ چوڑ دین مجھے سب سمیٹے حال پر
 کلیون کے ٹوٹے ہوئے لال لال پر
 چیتے کو چوڑا ہون نکار غزال پر
 خوش خوش ہیں آپ کیون سیر نیچ ولاق
 پھندا لکا ہوا ہے ترے بال بال پر
 شاید پڑے گی نگہ کسی خرد سال پر

برہم ہوئے یہ بوسہ رخسار و خال پر
 کہتا ہے ماہ داغ ترک گوئے گال پر
 گالی ترے دہن میں سہائی تو کیا عجب
 کہائے نہ آپ وہ نہ کیسکو کہلا سکے
 خط سیاہ یا رہ لہر رہی ہے زلف
 تیر جفا ہزار پین کچھ اڑ نہیں
 میرے اسیر ہونے کی اللہ رخوشی
 چلنے میں جو نکلے دیتا ہی ہر ایک پانچا
 اے منعور پے نہیں جس سرکے داغ ہیں
 اب تک بہا رہے ہیں لٹھ چوڑے
 گھٹ کر ہلال ہو مد کامل غور سے
 بلب تو اوڑ کے جا نیگا صیاد کو کمان
 جاؤں جد ہر جنون ہیں روگ کہی کوئی
 میں دام میں پٹرکے ہوا رشک لہزا
 سنبھلو تمہاری آگاہ پاتا ہے میل دل
 یہ دیکھ دیکھ کر مجھے ہوتا ہے اور رنج
 تو صید گاہ ہر میں غافل ہے کسلے
 میں دیکھتا ہوں خواب میں ہر بلال عید

میکش نہیں ہوں قدر گر کیوں نہ جاؤں میں

بھٹی میں قرض آتا ہے میرا کلال پر

میرا دل بیتاب اڑا آہ رسا پر ۲۹
 ہونے سے دماغ اپنا نہ کیوں غرض عطا
 برباد ہوا دل مرا اس رخ کی ضیا پر
 چپایا ہے مرا بخت سیاہ رسا پر
 پاراوترینگے خود تیر کے دریا میں شہادت
 سہر قتل مینا پر چلے زندہ سیاہ مست
 ہے بکسی دیاس غنیمت ورنج کا ہوا
 وہ خاک نشین زندہ ہوں جب تک تہہ و ٹاٹا
 گردن کو جھکا کر ختم شمشیر بنے ہو
 چلتی ہے وہ انگھیلوئی چال تمہاری
 کھائے گامے سینہ سوزاں کی جوڑی
 سہرا نگہ کو منظور نظر سہرا ہے
 افسوس تیرا منہ کبھی جی بہر کے نہ دیکھا
 رزاق عطا کرتا ہے گناہ کو بھی نرق
 سہرا دیکھنا پاداش میں چکائی غلام
 ابرو کے سرے پر کوئی کاجاں کا بڑوس
 آئینے میں یہ آنکھیں بیزلفین جوڑاؤ
 اودھنے گا زمین صفت گلشن شہاد

ہے بیت مقدس کے حلق پر ہوا پر
 لے اڑتی ہے یہ لال پری ہوا ہوا پر
 غبارہ جو اودھتا تو چاروں سے ہوا پر
 جب طرح بجات چڑھیں اوج ہوا پر
 ہم سینے کے بھل جائیگے شمشیر چھاپر
 پہرائی گٹا جھوٹے مورون کی صدف
 میلا سا گارہتا ہے قبر شہدا پر
 ہو غرض پیاسے کی طرح دست چار
 ہے شرم و حیا پر ہی نظر ظلم چھاپر
 دل لوٹ ہوا جاتا ہے کچھ باد صبا پر
 لوگوں کو سمن در کا گمان ہو گا ہوا پر
 رکھی گئی سہراڑہ تری تیغ چھاپر
 جیتی ہے نظر کب تے چہر کی ضیا پر
 روزی وہی پونچا ہے غنا کو ہوا پر
 سہرا آج کمر کستا ہے تو ظلم چھاپر
 قبضہ کوئی جڑی ہے شمشیر ادا پر
 خود قہر یہ قہر آئے بلا آئے بلا پر
 کیا نگشت گل سے چمنستان پر ہوا پر

<p>نالوں پہ دل ناز کے بل کرتی ہو وہ زلف کیا نام خدا لب پہ سین بیگین ہین اس ظلم و رضا کا ہے وہی مکنہ و لا پردہ اغ ہوئے سینے تری خستہ دلونیکے بہر کشتی سے باد بیماری ہی روان ہے دل اپنا ہمتا سے لب جان بخش بر کیا آلائش دینا سے ہر غیصان خدا پاک کیونکر نہ رہیں عاشق زاراہ کے پابند ناحق کی عداوت سے کر قطع محبت خود چلنے لگی ناز سے تلوار پہ تلوار</p>	<p>جس طرح کوئی سانپ کسی لڑکی صابر چھائی ہوئی ظلمت سے تری آبی بقیار آنکھوں کی ستم پر ہے نظر اپنی خار چادر چڑ ہے ہو لوئی مزار شہدا پر سہر تخت پر نیرزا چپلا اوج ہوا پر ہے خضر کا بیڑا کہ چڑھا آب بقیار پیکان نہ پڑ ہے کوئی کہی تیر قضا پر کس طرح ضعیف و نکو نہ تکیہ ہو عصا پر چھریان نہ جفاؤں کی پہر حلق فقا پر خود پڑنے لگی تیر چھی نظر بانگی ادا پر</p>
<p>کب چاہ زرخندان کا لیا قدر نے بوسہ طوفان اوٹھاؤ نہ کسی مرد خدا پر</p>	
<p>۱۸ دل جلے بہتان ہر عشق ستم بجا دپر قیس پر دے کہی ماتم کیا فرما دپر انتقام عشق آجائے اگر ادا دپر ابرو چشم تہان نص حدیث حسن ہے عجب حسن یار سے گلشن تہ و بالا ہوا دفعۃً کیا دونوں آنکھیں محو جان گشتیں جا پڑا حبس وقت اوڑ کر خون میر اگر گرم</p>	<p>خود فرما موشی کر سے تہمت دہر آستا دپر کیا کریں کس سے کہیں قنادی افتاد پر قیس پر پالی مری شیریں پی فرما دپر نوں لکھا ہو کاتب قدرت نے حرف صدا پر گل پہ قمری ہی ادھر بلبل و دہر شمشاد پر پسگئے ہاروت و ماروت اکیلا دم زوا پر پڑ گئے چالے زبان خج ز فولا دپر</p>

<p>میر نہ سہی پہل چھڑتے ہیں بہار کی بہار اونچا جوڑا اس قدر قامت کسا پہنبا جوڑا روئے نگین پر ہوا بلبس کو دھوکا پہل کا ہاتھ دھوئی اپنے گھر سے تو بھی خوشنمائی کوئی ہنستا کوئی رونا ہی یہ قدرت اوکی ہے زخم بزم آہ پر آہ اور داغوں پر پیچ غ جسکی موت آتی ہوتے کھٹکے چلا جاتا جو فصل گل ہر فصد کین کہتی ہیں کی تو ہر فصد بلبلو غنچے کی صورت دم مار داغ میں فصل گل آئی تو بیچانے سے مستحکم ہو ہوا</p>	<p>باغ کا عالم ہوا ہے خانہ صیاد پر اور بھی طرہ کیا یہ آپ نے شمشاد پر شاخ سے وہ اڑ کے جا بیٹھا صیاد کا عشق اگر کچھ باڑہ رکھ دے تیشہ فدا پر خیر تھیے آپ میر سے نالہ و فریاد پر رونا آتا ہے ہمیں حال دل نشاد پر چھوٹتے جاتے ہیں قیدی زندان حیات پر دھڑ سے فصا د پر تاکید ہے حلقہ پر باغبان پر باغبان صیاد ہی صیاد پر توسی خم ککے لیجاؤں سرزما د پر</p>
<p>کیوں چیری پر باڑہ رکھ لوئی گلا کاٹو گے کیا قدر تم مرتے ہو کس ترک ستم ایجاد پر</p>	
<p>بگڑ کر کہتے ہیں جب آنکھ ڈالو خال بند پر محل خوف ہے بار و تہماری چشم جادو پر تے خال و خطا سے ثبات ہو گیا ہکو چلا وایا کی آنکھوں کا دکھلائے جو دشت میں کسی فقری سے بوسہ خال کا ملتا نہیں ہکو تمہاری بینی نازک سے دل پناہواز خمی ہماری خاک مرقد سے کچھ کا عطر مٹی کا</p>	<p>۱۵ وہ چٹکی دل میں لنگھانیاں دہر آئینا پہلو پر کہ ناخن شیر کا گہرا لگا ہے پشت آہو پر خضے نے اپنا سجادہ بچایا ہی لب جو پر سنگوٹی چاندی سوئی چڑھا دوں شاخ آہو پر کوئی افسون نہیں چلتا ہی اس چوٹی سے بچو پر ہماری آنکھ پڑتی ہے اسی تیر سے پہلو پر کہ ہڑ کے روح اپنی آپ کے زلف بہمن بو پر</p>

<p>یقین جب میری آنکھوں کا ہوا چشم ترازو پر لگے ہیں محتسب و دوسے گل رنگ کی بو پر مری قسمت کا دانہ رکھ دیا ہر شاخ آہو پر مے قابو میں وہ آئے چڑھا میں دنگو قابو پر فرین ہی جو ٹپختے ہی ہوں جلدی صحنہ پر کسی نے یار جادو کر دیا ہے چشم جادو پر کبھی چمکانہ عشق اپنا جوان چارہ پر</p>	<p>بڑی مشکل ہی قتل بیٹھا ہے اوس دم وہ منہ بولی کریم کا تبیین میں ساتھ عصیان کا نہ دیہان آئے خدا نے دشت و حشت لکھ دیا میرے تقدیر میں لگا ہیں لڑکھین اس پوچھنا کیا راز الفت کا یہ پیاری پیاری صورت کچلی بوسوں کی قابل ہے ندوہ ہمسے اشارہ کرین نہ وہ جتوں دکھائیں کبھی باندھیں تھنہ دھری چیراں ہر تلواریں</p>
--	--

سوا شعر سخن کے اور بھی کچھ فکر رہتی ہے
کہ جب یکو تہیں لے قدر سر رکھا ہی زانو پر

<p>اگے کم ظرفوں کے کی دل ہاتھ پہلایا نکر رات بہر تادل بیتاب گھبرا یا نکر خط پہ خط تو نامہ بر پر نامہ بڑا بیجا نکر آنکھوں میں کا جل گل زلفو نہیں اپنی شانہ کر میکدے جاتے ہوڑو اعظا مجھے ٹوکا نکر اے مہ خود میں بہت عشاق سے بہاگا نکر روح ہو کئی جسم خاکی میں ہر پردہ انکر ہڈیاں کہا نیکی کو سر پر اے ہما سایا نکر اتنے گاہک ہیں ہمارے تو نکر پڑا نکر</p>	<p>۱۰ ساز و سامان عیش کا انداک سے چا ہا نکر کالے کوسوں یا دکا کل میں بکھلجا یا نکر یہ بھی قسمت کا لکھا میلہ لکھتا ہی وہ شونخ مستی مل پان لہا لے وصل میں مہدی لگا بدشگون ہے کیوں ٹوکنا چلتے ہوئے روز دلی دور ہیں سے دیکھ لیتے ہیں تجھے وہ نسل ہی خاک اے سکی کہیں چمپنا ہے چاند باز آیا ایسی راسخے جو آخر رنج ہو ٹو آہ سوزان چشم گریان درد ہجران اغ دل</p>
---	--

شمع ہے حب علی لے قدر اپنی نیند پر

اسقہ زتاری کی مرثد کا اندیشا نکھر

کانپا میں زلف وقامت دلدل دیکھ کر ۱۶
 کتنے ہرین قتل پہ مجھے طیار دیکھ کر
 کردٹا دہر بڑے تنہا میں اور کٹی
 سمجھا یہی میں آسب گہرین جہاں تیغ
 غنچے سے تنگ تر ہر چمن عنایب کو
 تعبیر اسکی یہ ہے کہ ابرو کا عشق ہو
 یہ لہن ترانیاں ہمیں ہرگز نہیں پسند
 کوٹھے سے مجھ کو جہان کے تہ نہ چلا
 فرگان کی مثل سو کھکے کاٹا ہو جو ہم
 شہر گہراں پڑکنے لگی شوق قتل میں
 چھٹکے میں دونوں جام شراب اس سے
 بل کہا گئی کہ تو نہ تعظیم کو اوٹھے
 کیسا مزاج تھا کہ برا نہ نہیں ہوئے
 اس انجمن میں اب نہ کھلیگی زبان شمع
 مذکور کیا ہے تیغ ہلالی کا اے قمر

دل ہلکیا مرا رس و دیوار دیکھ کر
 کیا سپیلا پڑتا ہے مری تلوار دیکھ کر
 لو بڑھ گیا دماغ مرا پیار دیکھ کر
 مقتل میں آئے دانت پہ تلوار دیکھ کر
 پہولا نہیں سماتا ہے گلزار دیکھ کر
 چونکا میں رات خواب میں تلوار دیکھ کر
 موسیٰ کو کیا ملا تجھے کباب دیکھ کر
 میں رنگیا فلک کے طیرن یار دیکھ کر
 بیمار ہوں میں زکس سیار دیکھ کر
 جب مجھ کو دیکھنے لگے تلوار دیکھ کر
 آنکھیں کھلیں حضور کا دیدار دیکھ کر
 بھڑکی سمند ناز کی رفتار دیکھ کر
 پہرہ برگئے ہرین طالب دیدار دیکھ کر
 چپ سے ہتھاری گری گفتا دیکھ کر
 مریخ کٹ گیا تری تلوار دیکھ کر

اے قدر راہ عشق ہے آگے بڑھ نہ جاؤ

کھٹکا ہے ہوشیار خبر دار دیکھ کر

اوسنے آنکھوں کی مثل پا کر ۲۲ ساغریں اٹھا اٹھا کر

کیا تجھ کو ملے گا دل دکھ کر
 ہم دہیان میں زلف یار لاکر
 کچھ نہ کھجک نہیں نہیں ہے
 یا دربر نہ بولے دل غم
 بندہ میں اسی لئے ہوا تھا
 کہتا ہوں کیا ہے تم نے بیوش
 اپنا خط جام ہے تقیہ
 چلنے میں کہیگا دل نہ پس جا
 اے دل کوئی نالہ حسب معمول
 ہو ملک عدم بھی کیا ہی لچپ
 رویا کیا میں نہ وہ پیسے
 دل میں کوئی حوصلہ نہ رہا ہے
 کٹھاتی ہے شب نہیں نہیں میں
 مٹی دے نہ پڑہ ناز میت
 کالی رنگت پہ گرتی ہی برق
 اے عمر روان کہاں گئی تو
 اے یار جلے کو کیا جلانا
 آفیسے دبا ہی تو ہے عشق
 جوڑے کو نہ کوئی لئے خدارا

کہے کو نہ ڈھا خدایا
 روئے سرہ لگا لگا کر
 غافل نہ کسی پہ تو ہنسا کر
 ناخن کو نہ گوشت سے جدا کر
 لور کدیا خاک میں ملا کر
 فرماتے ہیں بیوش کی دوا کر
 پیتے ہیں شراب ہم چپا کر
 رکھئے گات رم ذرا بچا کر
 بلبل ایک آدھ چھپا کر
 کوئی نہ پھر ادوانے جا کر
 کیا ٹال دیا ہے سدا کر
 جی کہوں کے مجھ پہ توجہ نہ کر
 رہ جاتا ہے شوق گدا کر
 یہ فرض تو اے صنم ادا کر
 ہنسے تو ذرا دھڑکی جا کر
 تنہا مجھے گور میں سلا کر
 اب تنہا نہ چپائے دکھا کر
 زاہد تو مے لئے دعا کر
 قصہ نہ پڑھائیے گھٹا کر

	رجباتی ہے شمع جہللا کر		اڈرتا ہے جہان نقاب لٹکا
	کیون قدر بتوں کا ذکر کیسا + لے مرود خدا خدا خدا کر		
	روایۃ زائے معجزہ		
	<p>میں کوڑیوں پر لعل گونا گونا نہیں ہرگز کن آنکھوں سے دیکھوں مجھ بہا نہیں ہرگز اس واسطے میں آپس میں آتا نہیں ہرگز ویسا تو مزاج اچکا پاتا نہیں ہرگز میں ناز ہی پر یوں کو اڑھاتا نہیں ہرگز یہ گاؤں کا ٹھٹھرا مجھے بہا نہیں ہرگز پر کوئی مری راہ پر آتا نہیں ہرگز کہتا ہے وہ جو نگہ میں آتا نہیں ہرگز خنجر کو وہ پانے میں بھیجا نہیں ہرگز ایسی کمرایا کہیں چاتا نہیں ہرگز</p>	۱۱	<p>دل آپکے دانتوں پہ تو آتا نہیں ہرگز وہ گم گشتا ہے دن جگر کا جاتا نہیں ہرگز ڈر ہے کہ کہیں بہ نہ خیال آکا آجا جس وضع کی جس خلق کی تعریف ہی تھی اللہ جنوں میں یہ سبکدوش ہوا ہوں موسے کی سہی پول تولادی مجھے ساتی گو دامق و فرماو نے سیریا پر ریا زاہد یہ نہ کہہ میں نے ہی پہنا خدا کو منظور ہے سیراب تو ہوتا شہ دیدار چیتے کی کمر پائی ہے تو شیر کا چاتا</p>
	<p>ٹھوکر مری تربت کو گونا گونا نہیں لے قدر سوئی تھوئی قسمت وہ جگاتا نہیں ہرگز</p>		
	<p>ہم جانتے ہیں غلامان ہے چند روز لے قیدیو جہان کا زندان ہی چند روز</p>	۱۵	<p>دل ہی یہ ربط کیسو چچان ہے چند روز آواز آرہی ہے ہر نبی سے ہمیں +</p>

<p>حلقہ میں تیرے گوی کر بیان ہے چند روز اے میری جان لطف بستان ہے چند روز ہونٹا دس پری کا لعل بخشان ہے چند روز دعوت تمہاری اب تو مے مان ہے چند روز پوشیدہ ہے چشمہ حیوان ہے چند روز شفاف خط سے چہرہ جانان ہے چند روز سچ تو یہ ہے کہ صحبت یاران ہے چند روز ہم کو نصیب تخت سلیمان ہے چند روز بیچارہ عاشق اپکا کمان ہے چند روز یہ دست جیب دست گریبان ہے چند روز یہ او کی شرم او کی نگہبان ہے چند روز اب ہم میں اور کو چہ جانان ہے چند روز</p>	<p>عقد کھینکد لکے شروع شباب سے لیلیٰ سے قیس کتاہتا جھکونہ بولسا ہوگا جوان تو بوسون سے نلیم بناؤنگا جب میری جان جا تو جانا تم اپنے گھر ہم ہونٹا ہر نکالتے ہیں یار کا دہن ہے چارون کی چاندنی پہرے اندھیری گلشن میں لطف بلبل گل ہے ہر بات تک تشہیر کر رہے ہیں پروردہاری لاش دم جو گزر رہا ہی دم واپسین ہو وہ پرزے اوڑیگا جیب جنون یا تھکینگے تہ بڑھایا گیا جو ربط خود آئینگے میرے گھر ممر کے گوی یار میں پونچے ہر صوف سے</p>
<p>اے قدر بیٹھے بیٹھے وطن میں جنون ہوا خیر اب تو یار سیر بیا بیان ہے چند روز</p>	<p>اے قدر بیٹھے بیٹھے وطن میں جنون ہوا خیر اب تو یار سیر بیا بیان ہے چند روز</p>
<p>دنیامین اور ہے تراد یوانہ چند روز سرخاب چند روز ہوں پروانہ چند روز پتھر ہی کہا سائے گا تراد یوانہ چند روز منہ سے لگا رہے مے پیمانہ چند روز رہنے نہ پایا بزم میں پروانہ چند روز</p>	<p>۱۳ سن پری القامرا افسانہ چند روز شب کو کبھی فراق ہے دن کو کبھی فراق ہر ایک کی کڑی بھی اوڑٹا لیکے اے منم جب تک جوان ہوا تھکد کا بوسہ ملا کر سے اے شمع تو نے خانہ الفت جلا دیا</p>

<p>آباد ہے جہاں کا ویرانہ چن درو گہرا رنگا بہت دل دیوانہ چند روز ہو گا مقفل اب دریاخانہ چند روز ہو جائے سیر کو چہ جانا نہ چند روز اویسے گا دام زلف میں پریشانہ چند روز میں آپ جاؤ گا جو وہ آیا نہ چند روز چنانا کیا میں کعبہ و تخانہ چند روز</p>	<p>دنیا میں کارخانہ حقیقی کی فکر کر دشنت جو نکو جاتے تو ہین نہ چو کر آیا مرصیام چپا جام آفتاب لے دے اعظونہ دیکھئے جنت کا راستہ بکھے گا دو دآہ دل چاک چاک سے قاصد کے انتظامین گمستا ہوں تیرن دل کے سوا کہیں نہ تمہارا پتہ لگا</p>
<p>انجام کار سوئیگے سب فرش خاک پر اے قدر ہے یہ سند شام نہ چند روز</p>	
<p>رویف سین حملہ</p>	
<p>ہو گئے وہ قابل بوس و کنارا بکی برس داغ او گئے ہین میان لالہ زار بکی برس پوسنے مقصد کو تیرا امیدوار بکی برس صورت گیسو ہین مہکوا انتشار بکی برس مہکوا بالکل کر دیا بے اختیار بکی برس دیکھئے کیا گل کھلاتی ہے بہار بکی برس چار ہونکو ترستا ہے مزار بکی برس سخت گزرا ہے تمہارا انتظار بکی برس</p>	<p>۱۳ گات او ہر آئی بہرے خسار یا رابکی برس آگ برساتا ہے ابرو بہار بکی برس اے مد کامل مبارک طوق منت کے بڑے ایک سود ایک لہجہ کب شب فرقت کا غم دل تو دل تم نے جگر ہی لے لیا اور جان دیکھئے ابکے ہین کیا داغ ہوتا ہنصیب خشک سالی ہو گئی یا تم ہو اپر آگئے ہجرت کے بارہ جینے ہو گئے بارہ برس</p>

<p>دیدہ ہوا و سکی ترا احسان ہو لے لاغری پہر نئے جلتے کالے ہیں تمہاری زلف نے داغ دے دیکر مے دلو دوا میں کہا چار دنگو ہی نہ لے حد کا ٹین بٹیریاں</p>	<p>کاش پہچانے نہ مجھ کو میرا پارا بجے برس میرے ہنس جاتینگے دو تین چار بجے برس کیا گھر وندے پر جو نقش و نگار بجے برس قید میں ہم کو کٹی ساری بہارا بجے برس</p>
<p>قدر نے اگلے برس پوشاک پہنی گیروی دیکھئے کیا رنگ لائے میرا پارا بجے برس</p>	
<p>۱۱ قتل بھی کر کے کہے گا نہ وہ قاتل فسوس چھپ سکا سوز جگر شب کو نہ پروانے سے میرے دل میں عوض حدیش بہری ہر شہر جس سے لو اپنی لگاؤں ہی بی پردا ہو اوس سے مانگو کہ جو خالق ہے تمام شیا کا دہن گور سے لیل کی یہ آتی ہے صدا یون تو جو ہوتا ہے انسان ہی کا تا ہے میں تہ تیغ بھی کیا تشنہ دیدار رہوں ماہمہ منہ میں نہیں دیتا ہے کوئی کالے کر بند ہو جائیگی جب آنکھ تو چھپتا ہے گا</p>	<p>کیسی بے رحم کا تشنہ ہر مراد ل فسوس جل گیا شمع پہ کر کر سہر محفل فسوس میرے سہل و میں بہری عوض دل فسوس میں تمہیں یاد کروں تم رہو غافل فسوس غافل و خلق سے کیوں ہوتی ہو سائل فسوس مے مجنون مے عاشق مے بسمل فسوس مرزع دہر کے لیکن میں محاصل فسوس پیاس کے مارے مروں میں بسا حل فسوس جانکر زلف پہ دل ہوتا ہے مائل فسوس خواب غفلت سے نہ چو کا کہلی یل فسوس</p>
<p>سخت۔ جان قدر رسا در یک نگہ میں تر پلے یہ جوان اور ہو اک دار میں بسمل فسوس</p>	
<p>دیکھئے کالی گٹا دن میں بہار طائوس ۱۱ بعد ایک سال کے نکلا ہی بخار طائوس</p>	<p>بعد ایک سال کے نکلا ہی بخار طائوس</p>

اگنہ اگر ہو تو قدامت کو نہ ہیو لے انسان چلین برسات کی جسوقت پہلین بسن کام آتا نہیں معشوق کا جسوہ ہرگز بول چال کچی وہ ہے کہ ہزاروں ہین فدا بجلی رنجا سے تو بندوق ہی بادل کی گرج ہین یہ رفتار کے پامال تو وہ کشتہ رقص سے ہوا رحم ذرا کب سے بٹار کھا ہے چشم گریان میں سمایا سے انکڑنا اونکا کو کتے کو کتے آتے ب ہوا جاتا ہے	چمن چند ہو ہر نقش نگار طاؤس ایر بن بنگے اوڑا صب و قرار طاؤس کبھی سجیلی نہ بنی شمع مزار طاؤس بلبلوں کی ہے نگہ گنتی نہ شمار طاؤس باغ میں کھیلتا ہے ایر بخار طاؤس مور کیوں پہ فدا کبک نشا طاؤس اثر تک اوڑے کے پونج جامی غبار طاؤس بنگے نہر مے آئینہ دار طاؤس ابردیکے تو کمین حالت زار طاؤس
--	---

زلحف پہ تم ہو فشار ایر کا وہ عاشق دار
تم ہی اے قدر رسو قرب جال طاؤس

اگنیں طاؤس ہین ابرد پر وبال طاؤس جب سے پہنا ہے زمرہ کا جڑا گوشت غیر ممکن ہے کہ کو ابھی چلے مہس کی چال موسم گل ہین ہین طاؤس کی چوٹی غنچے ڈ تجھے لے ایر جو رگ رگ میں پہنچتا ہونچ حسن پامال ہو یار جو نیچوں سے بلا ڈ پیر مے زخم ہرے ہونگے جو اگی بار دودا آہ دل عاشق سے ہین معشوق آتے اب	۱۵ خط و خال رخ رنگین خط و خال طاؤس تنہا پہر تا ہے مرا یا رشتا ل طاؤس آپ کی چال چلے ہی یہ مجال طاؤس پہول ہتھوں ہی ہین شاخین پر وبال طاؤس داغ بن بنگے اوہتر تا ہے ملال طاؤس کہو دے پاؤں نے سب جن جمال طاؤس داغ بخا شینگے نقش پر وبال طاؤس ایر شاہ ہے یہ دیکھا ہے کمال طاؤس
--	--

<p>باغ کو دیکھ کر آتا ہے خیال طاؤس گل کے ہونے سے ہم کو نہیں بال طاؤس ہر برس کے گھٹا دھرتی ہے مثال طاؤس اے ہوا تجھ پر سے گا یہ وبال طاؤس ابر کو دیکھ کے ہوتا ہے جو حال طاؤس موج چل قہر پہ ہونگے پر وبال طاؤس</p>	<p>بزم جانان میں کوئی شیشہ سے نہ ہوا تھا جنکی ظاہر میں ہے زینت نہیں بلکہ کمال دیکھ عشاق کو خادم میں یہ سارے عاشق ابر کو تو نے اوڑایا ہے گر سے گئی جلی زلف کو دیکھ کے وہ دل پہ گز جاتی ہے داغ کمان سے مرنے ہی ثابت ہو گا</p>
---	---

اپنا چہلا تو عنایت کر دے ابر بہار
قدر گل کمانی کو آند ہی جو مثال طاؤس

<p>یون بے بلا کے ہم تو نہ جائیں خدا کو پاس دوہرے پیالے رکھو ہوئے ہر دو کی پاس اوٹھینکے ہم جہان سے اونکو بٹھا کی پاس ہے ایک قتل گاہ ہی در الشفا کے پاس شب کو اون میں بٹھا ہی یا گد گدا کے پاس چین و ختن کے نلے میں باد صبا کی پاس سنجے ہزار دن رکھتے ہیں ہم کیمیا کے پاس دن اس طرح گزرتے ہیں اوس ملقا کی پاس روتا ہوں بیٹھ بیٹھ کنخل حنا کے پاس دیکھو تو ایک تاج ہے شاہ و گدا کی پاس کیسا قریب بیٹھا ہے زانو دبا کے پاس</p>	<p>۱۵ روزائیں تم جو آج بٹھاؤ بلا کے پاس تیرے مرض چشم کا یہ طور آج ہے نے اوسکے زانوں کے نہ نکلے گا اپنا دم آنکھوں کے پاس برو جانان کی دہو ہم ہر اچھا ہنسی نہیں میں نکالا ہے سہنے کام خوشبو سے زلف ریا کا کیا فیض عام ہے کیا کیا ہیں شعر رنگ طلائی کے صفین کمر کیے پر دے چوڑے شام ہو گئی یاد آتے ہیں جو بار کے رنگین دست و پا خالق ہے سر پرست امیر و غریب کا کب سے کھڑا ہوں اونکو مراد ہیان کچھ نہیں</p>
--	--

<p>کیا ایسی کائنات سے زلف و ناکی پاس اک جو پڑا ہی ڈال لود و لشر کے پاس آتے نہیں ہیں وہ کہہ ہی مری حیا کے پاس</p>	<p>کرتی ہے ایک لہجہ ہماری پہنچ بل دیکھا جو اپنے کو چے میں بولے بلا کے وہ کچھ کم نہیں قریب سے ہکو حجاب یار</p>
<p>لے قدر اپنی قدر نہ عسرت میں کو بیٹے جایا نہ کیجئے کسی یار آشنا کے پاس</p>	
<p>ردیف ششیں معجم</p>	
<p>مجموع فکر سب تہی و را و نہیں زہر کی تلاش آئینہ پایا تو کیوں باقی رہی گہر کی تلاش آف ہمار جی جستجو تفت کیا کر کی تلاش پہر و ہان ہونے لگی پہلوں کے زیور کی تلاش حشر میں ہوگی مقرر اوس ستمگر کی تلاش جس طرح سے ہو برادر کو برادر کی تلاش ہے کمر کی یاد ہان تنگ دلبر کی تلاش موت نے کیا کیا مے بالائی ستر کی تلاش کسی الفت ان گلوں کو رہتی ہو زہر کی تلاش گھر سے بے گھر ہو کر دے گی تری گہر کی تلاش رات کو مردہ بنا دیتی ہے دن بہر کی تلاش عاشقوں نے کس قدر اللہ اکبر کی تلاش</p>	<p>۱۵ خاک چھانی نیار یونگی ساتھ در در کی تلاش دل تو میرا لپکے سینے سے بھی لٹپٹیں حضور خاکساری ہنسنے پائی ملگلی اکسیر اوسے پہر ہارا آئی ہے پہر جاگے نصیب باغبان کچھ نہ کچھ توفیق ہو گا خدا کے سامنے اس طرح غم ڈھونڈتا ہوتا ہے ہم کو بعد مرگ شاعروں سے بڑے دنیائیں کوئی جزیر نہیں لاغری سے تار بستر ہو کے فرقت میں بچا انکی باتوں پر کہی دھوکا کھائے آدمی آپ سے بے آپ ہو جائیگی جھکوڑ ہونڈا کر فکر دزدی سے کہی راحت نہیں انسان کو ڈھونڈہ کر آخر نکالا عسرتی علی پر تھوڑ</p>

ہے مثل لو کا بغل میں ہے ڈھنڈو ڈھنڈو
پاس دل سے کہو لکڑی زلف معبر کی نکاشیں
خوب گزرتی ہے طبیعت جب کہیں ہوتا شجر
کیا جھنکاتی ہے کوئی نہ ہر مصرع ترکی نکاشیں

اک یہی باقی رہا ہے یا الٹی خمیر ہو
آج ہوتی ہے وہاں قدر سخاوت کی تلاش

ہو گا نہ کہی نالہ فریاد فراموش ۱۵
سو سر جو کٹھین پہر دہن سرازیر نہ ہو
آہنا ہے نظر خواب میں ہلکوا ملک الموت
میں اپنا گلا کاٹو گا آتی نہیں بچکی
تقدیر کا لکھا جور ہائی کے دن آئی
قاتل ترے دیدار میں یہ محو ہوئے ہم
اک سل سی دہری رہتی ہی چپاتی پہ چاکری
آرو نکے ہی نیچے ترا مذکور نہ جائے
ایسی کہی قصوہ خیاں کی نہ بچگی
صیاد کہی او سکون نے میں بچو کے
یا داتی ہیں ہر لحظہ تری لامسی زلفین
امید ہے جو وقت کہ ہوشا و تزا دل
دشمن کو ہی تو قسمت روزی میں ہوا
ہرمت زمانے میں جرمی ہم بھی ہے

اس بات پہ پلیل سے بدیہ یاد فراموش
ہے شمع ترا عاشق بیدا فراموش
ہوتی ہے نہیں صورت صیاد فراموش
کیون مجھ کو کیا اے ستم سچا فراموش
صیاد کے دل سے ہوئی صیاد فراموش
محشر میں ہوا شکوہ بیدا فراموش
دم بہر نہیں ہوتا غم فرما فراموش
ہو چتر یون تلی بہی تری یاد فراموش
کرنا نہ کر کو کہیں بسزا فراموش
جب تجھ کو کرے مزعج چمن یاد فراموش
ہوتی نہیں آنکھوں کی تری صدا فراموش
او وقت نہویہ دل ناشاد فراموش
فرعون نہ ہا مان نہ شدا فراموش
ہیں قیس و لعل دامت فرما فراموش

اے قدر میں اشکوئی جڑی کیون لگاؤں

ہوتا ہی نہیں برق سا استاد فراموش

رویف صاومہ

۱۵ بے اسکے بڑ بڑ گناہ کبھی یار سے خلاص
چشت میں رہی خار بیابان سے محبت
اوتنا ہی تجھے روز جزا داغ ملے گا
کنگاہی پہ بہت سورۃ اخلاص پڑھیے
دیرون میں وہی شکل حرم میں ہی صورت
اوس سرور دان کچھ جو گل روئی ہو عشق
خود صحف رخ دہو کے پلانے لگی بانی
بوسے دے دو کو ٹھہر مخمبہ بنی لگایا
نفرت نہیں گل ہو ہے تو اسیرِ چشت
کس درجہ مزاج اوج کا برا ہے مے اللہ
سیج تو کہو کیا آئینہ دل کی طلب ہے
ہم لنگ نہیں ملک خدا تگ نہیں ہے
بے کھٹکے چلا جاؤ گناہ جنت میں پس گ
وہ خشک وہ الفت پہ یہ فرماتے ہیں ہنسکر

۱۶ ہو اوسکے کسی محرم اسرار سے خلاص
صحت میں رہا اوس گل بیخار سے خلاص
جتنا ہے یہاں درہم و دنیا تو خلاص
کام آئیگا اتنا دل بیمار سے خلاص
کس کو نہیں اوس بت عیار سے خلاص
قری نے کیا بلبل گلزار سے خلاص
اسدِ جبڑہا عاشق بیمار سے خلاص
مجھے نہ گھبراویر اختیار سے خلاص
رکتے نہیں ہرگز کسی زردار سے خلاص
دن میں سے و شست سے ہو دو دجاری خلاص
اسدِ جبہ ہے کیوں آج گنہگار سے خلاص
غیر و نکو مبارک ہے سرکار سے خلاص
ہے بھکے تمہاری در و دیوار سے خلاص
بختا ہو تو لے آؤں میں بازار سے خلاص

اے قہرِ عجب طرح کا مذہب ہے ہتون کا
کاف سے محبت کبھی دیندار سے خلاص

کہہ دے کہہ دے کہیں ان کدلیں بہت بڑھ چکی ہیں
چوم لے چوم لے اے قیبر ہمارا جیسا نہیں

۱۳ کہہ رہے ہیں کہ ننگین ملکیت انگین کے عوض

<p>پٹ ہی جاؤ گامین جٹان جنین کے عوض بہت کسری ہے تری سیم حسن کیا کسنا یہی پہراتا ہے قسمت جو دسترس ہو مجھ کو ہمارا دشت بھی رنسا ہے دید باز دن کا کمان کی بال نکالی ہے تہنے بال کی کمال ہمارا نام ہے عشاق میں فنا فی العشق بجائے دل غم سے دل سے نکلے نالہ و آہ کہی تو دوام میں یاروں کے آہی جاؤ گے بجائے بوسہ لب گلیاں سناتے ہو یونین پونجی ہے پونچے کا ہاتھ گالوں تک ضرور چاہئے ایک آدہ داغ بوسے کا</p>	<p>کہی تو بان بھی نکلیا رنگ نہیں کے عوض ہرن کسری ہی ملی ابرو و جبین کے عوض سر آسمان پہ چکا کروں زمین کے عوض چشمے ہیں کالے ہرن چشمہ سرگرمی کے عوض کمر کا شعر لکھا زلف عنبرین کے عوض جڑا ہے سنگ لحد مہرین نگین کے عوض مئے چمن ہیں دگے سر یا سیمین کے عوض خدا سناٹے گا بان ہان نہیں نہیں کے عوض نیش تھی مری قسمت میں انگبین کے عوض ابھی تو انگلی ہی پکڑی ہے دستین کے عوض ملا ہے چاند کا کھڑا تمہیں جبین کے عوض</p>
<p>کمال تنگ ہیراں کور دہ میں ہم اے قدر ذرا کے کوئی نفرین ہے آفرین کے عوض</p>	
<p>رونیے طے مطبقہ</p>	
<p>یہ ہرن گلیاں میں نہ نہ کا بنج نا غلط حال و عدد و کثرتی موزون کیا تہا طفل دل کو ہر کون پہانسی لگی زلف نے سچ کہوں آتا ہو کس کفر کو تیرا اعتبار</p>	<p>۱۴ وہ شہ ہے خود غلط انشا غلط اہل غلط اہل مطیع نے مراد یوں سب جہا غلط او کی باتوں سے ہوا کرتا غم را غلط تو غلط کو قسمیں سب جو تیری وعدہ غلط</p>

سید مرتضیٰ علی نقی ہمدانی

<p> کیا پڑھوں میں صفحہ عالم ہی سر پر غلط جب میں کہ پاس پونچھے ہو گیا نقش غلط تہمتیں میں جھوٹ ہو طوفان ہی یہی غلط خود ترے منہ سے معما ہو گیا تیرا غلط کب سے چشم یار پر پر بار و زیا غلط جسکے آگ ہو گیا اکسیر کا نسخا غلط ورنہ یہ ہوں ہوں غلط مان غلط چھا غلط سو گھبرے ہو گیا ہے یار کا ناما غلط شعر سچ ہیں ورنہ ہو تقدیر کا لکھا غلط قاعدہ دیکھو تو جب ہی عین نقطہ غلط سات درقون کا رسالہ کس قدر نکلا غلط </p>	<p> ذکر کس کا کیجئے ہر ایک سے حرف نادرست زلف کا حلقہ امینوں نے اڑا رہا ہو خود ہی میں دیتا تمہیں دل خود ہی روناواہ جھوٹے وعدے کیوں نکالی اسن مان تنگ سے صا و کو سو کہ میں جہدم صا و پر ہو درست وصف رخ نے وہ مراد یوں جب کا جو کہ دیا وصل ہو جا ہی تو سمجھوں سچ ہے دعا غلط فرط بیتابی سے انکو لکھ گیا ہوں کچھ کچھ جو گزرتی ہو ہی کتا ہوں اپنے شعر میں آنکھ میں تل لگی ہے بے مروت کیوں نہ بر نہ آیا ایک مطلب ہی مرا فلاک سے </p>
<p> آگے کہتا تھا اونیہ جان جان اجان میں قدر سمجھا رہا ہوں ہو گیا اگلا غلط </p>	
<p> اتنے لکھوں یا خط پڑھنے ہوں شوا خط کیا خطا رسیاں ہوا یا خط گلزار خط نصف ملاقات سے بھیجے اے یا خط کب سے گل پر لگا ہے بت خوشخوار خط آپ سلامت رہیں لیجئے سکا خط شہر الگا و صسم ڈالے جو تلوار خط </p>	<p> ۱۵ ہوں اگر بار خط بھیجوں میں ہر بار خط رخ ترا تداں ہوا یا کہ گلستان ہوا خط کی بھی کیا بات ہے، دور کی موفات ہے دیر نہ دم ہر لگا ہا تھا چھپٹ کر لگا رنج کمان تک سہین نامہ برا کر کہیں آپ کے سر کی قسم مرتے ہیں ابرو پر ہم </p>

<p>خطا میں نہ تو دیر کر یا رانہ اندھ پیہ کہ کیون نہ پہرے گلبدن جانچ کر کلک سخن طول تھا اتنا گلا قطع نہ تھا سلا قشقہ و چین چین زلف و خطا عنبرین آنکھوں کی تنویر ہے یا خطا تقدیر ہے دش سے اسکو اوتا راز مہر بیا دل میں جو ہون غم ہری لکھ کو دل کو دہرے رخ کے جو بوسے لئے زخم جگر ہونے</p>	<p>میں تو اولٹ پیہ کر پڑتا ہوں ہوا خط نقطہ ہے تیرا دہن ہے خطا پر کار خط دست عالم ملا جب ہوا طیار خط سہکو تو اسے نازنین بہاتے ہیں یہ چار خط آپ کی تحریر ہے آنکھوں پر لے یا رخ خط دیکھ پڑے گا نگار صورت زنا رخ خط رقعہ شادی کرے دیدہ خونبار خط ہو گیا میں سے لئے مرہم زنگار خط</p>
---	--

آگے قاصد بہ تنگ قدر وہاں ہیں تنگ
بستے ہیں جا کر تنگ جاتے ہیں بیکار خط

<p>۱۵ پہر بہار آئی ہوئے جمع ہر اسباب نشاط دور گردون میں کجا دورے ناب نشاط وہ مرا حال کے دیتے ہیں میں اونکار راز غم فرقت میں اہو ہر کے گرے آنکھوں سے بوٹی بوٹی مری مقتل میں پڑتی ہی پڑی وصل ہو خواب میں تو ہجر ہو بیداری میں ہنستے ہنستے شربت وصلت میں ہوئی شادی کر مست ہر ہوش ہوا شہ میں ڈوبا ایسا آنکھیں کھلتی ہیں دیدار رخ جانان سے</p>	<p>چمن و باد و دف ساقی و ارباب نشاط وہ تو ہے غم کا ہنورا در گیر داب نشاط غم کی برداشت ادھیں سے نہ مجھ تباہ نشاط شیشہ دل میں بہری تھی جو مژبہ نشاط پرزے ہو کر ہی نہ ہوا ادب ادب نشاط غم کی تبیہ ہو دیکھوں جو کبھی خواب نشاط صبح کا ذب تھی ہماری شب ہمتا نشاط دور سا غم ہے مجھے حلقہ گرداب نشاط نور کے ٹڑکے سے کھلتے ہیں مگر باہ نشاط</p>
---	---

خواب میں کیجئے ماتم جی تو انکسین کلین ہاتھ پائی چکرے وصل میں وہ رشک قمر اشک ہوں گرئہ شادی جواو نہیں یاد کردن رو سے خندان ترا دتر ہے ایئے نازہ بہار تنگدستی کی دوائیں ہیں ستر رستی	ننیدار چٹ جائے اگر دیکھ لین ہم خواب نشاط بام پر فرش کتان ہوشب متاں نشاط دانت ہین تیرے سنہری میں درخوش نشاط آج مرجہایا ہوا ہے گل شاداب نشاط سیکھ لے ہم سے کوئی نسخہ نہایاب نشاط
---	--

دن چڑھا خواجہ وصل سے اوٹھیے ای قدر صبح سے بیٹھے ہیں الغام کو ار باب نشاط	
رو فی خط منقوطہ	

۱۶ گستاخ ہوں تو نہیں سمجھتا ہوں کب لحاظ چتون میں قہر چال میں محشر لبون میں حشر اب یہ سنا کہ آئینہ بنتا نہیں ہاں ان روزوں بات بات میں رہتی ہر چیز چھا خورشید اب چمکے نکلتا ہے سامنے یہ رلبط ہے عروس لحد اور میں ہوں ایک قمر ایک اگر کہو گے تو میں دس سناؤں گا مجنون کو ہے پوچھئے یا کہم وقعیس سے کہ دن یا روہ اشار سے وہ باتیں کہہ گئیں خون کے مثل جانے سے باہر ہوا تو کیا	باقی نہیں رہا ہر کسی کا ادب لحاظ بے نیچی تپتی نظر دن میں تیرے غصہ لحاظ مشہور ہو گیا ہے ترا تا حلب لحاظ میں اور چہرے ترا ہوں وہ کرتے ہیں جب لحاظ باہر نکل کر آپسے کہو یا ہے سب لحاظ اب وہ کہاں رہا کہ جو تھا پہلے شب لحاظ تکونین جناب تو مجھ کو ہے کب لحاظ آپس میں خوب رست تھے تعظیم ادب لحاظ آنکھوں کے مثل سکیہ گئے لعل لب لحاظ وہ آدمی ہے رکھے جو وقت غضب لحاظ
--	--

<p>دل جب تلک تھا پاس جبھی تک تہا لجا آتا ہے کہو جاتے ہوئے بے طلب لجا تم ماہ ہو تو پہر نہ کرو وقت شب لجا بوڑھا سمجھ کر کچا کرتے ہیں سب لجا شوہر سے ہر عروس کو ہے ایک شب لجا</p>	<p>پہنسا تہا زلف میں ہوئیں ہتھ پیران دہ کون اپنی آبرو کو دہان خاک میں ملائے تم رشک مہر ہو تو چراؤ نہ دن کو آنکھ زندہ دن سے مفت حضرت دعا عطا ہوتی ہو گیسوئیں ل سے آنکھ چرائے نہ کیوں بگا</p>
<p>وہ تو سمجھ چکا نہیں لفظ ہے قدر سے پہر اکو قریب سے ہے نے سبب لجا</p>	
<p>ڈر ہے طوفان کا خد حافظ رخ ہے میدان کا خد حافظ دن ہے شجران کا خد حافظ آپ کے دھیان کا خد حافظ میسے در دیوان کا خد حافظ اپنے قرآن کا خد حافظ اب گریبان کا خد حافظ خیال ایمان کا خد حافظ تیرے دربان کا خد حافظ اپنی شریان کا خد حافظ اسمین انسان کا خد حافظ سنتوق ہے پان کا خد حافظ</p>	<p>۱۵ رونے میں حبان کا خد حافظ حضرت دل جنون مبارک ہو تپ غم سے مزاج برہم ہے میسر دل لیکے کہو دیا کیا خوب لفظ کم کرتا ہوں حال دزد حسن آنکھ پڑتی ہے دل پر اوس برس کے دست وحشت نے پاؤں پہلائے لے صنم وصل ہو تو پوجن پاؤں کیونچتا ہوں میں تیغ نالہ و آہ تیز ہے اونکا نشتر مٹرگان مزرع دھسے متاع غرور اب دھڑی جیتی ہے خدا کی پناہ</p>

ایسے نادان کا خد حافظ
غصہ ہر آن کا خد حافظ

لاکھ بکے نہیں سمجھتا دل
جھٹکی ہر وقت کی معاوضہ

قدر کو تنگد سے مین دیکھا ہے
اس سلمان کا خد حافظ

رویف عین جملہ

کیا کیا تڑپے ہی ہے شمال شمع
اندھیر کر رہی ہے شب انتظار شمع
گیسو تو دو شمع ہیں رخسار شمع
کالے کے سامنے جلے زینہ شمع
تم سے بچا جو نور بنے اوس ہی بار شمع
جل کر سستی ہوئی وہیں بے اختیار شمع
ہمراہ غیسر قبر پر لایا جو بار شمع
بدلی نکال لے کہیں لکا بجا شمع
پوشاک کو کرے نہ کہیں تار شمع
روتی ہے حال زار یہ کیا زار شمع
فانوس ہے نقاب تو رخسار شمع
رخسار سے ہی باؤن تلک قد بار شمع
کب چاہتا ہوں مین سرنگ مزار شمع

۱۵

کشتلہ روکی یاد مین ہی بقیہ کر شمع
اوس کو دہو کے نکلتا ہوں مین بار شمع
ہر پر کے گرد دھتے ہو پروانہ وار شمع
دل بھگیا مزار سے گیسو کے رو برو
مجھ سے جو خاک سچ رہی پروانہ بنگیا
پروانہ سوز عشق مین جب جان بچکا
شمع کے طرح کانپا دھٹا جس نہ توان
پروانے سوز عشق سے جل بھوکا ہو
آتا ہے یار بزم مین فانوس کو اوٹھاؤ
لکھتا ہوں بیڑی بیٹکے جب دے سارے
گلگیر زلف یار ہے پروانے خال مین
ساٹھے مین ادھکا سارا بدن بچا دھلا ہوا
تاریکی لوح کی خبر کوئی لے ذرا

ادجیالا ایک لاکھ جلاؤ نہزار شمع	وہ ایک ہی ہے لاکھ دلیلیں کوئی کرے
سے قدر روشنی میں کٹے گی شب لحد ہو جائے گا جمال شدہ و الفقار شمع	
رویف غنیمت	
<p>اوشٹے ہی باغ دہر میں پہننے اوٹھا لے داغ یہ رمز ہے کہ چاند ہوا سبت لائے داغ روشن ہماری قبر میں ہوں شمع ہاؤ داغ اے یار کیا مجال کہ دامن پر آئے داغ سایہ کسے ہے سر پہ ہمیشہ ہمارے داغ طاؤس کی روشنی وحشی نے کہا ہے داغ کیون مثل مہر نام کو اپنے لگاے داغ جب بانی نہ نگار جگر کا مٹاے داغ ہے داغ میرے واسطے میں ہوں برا داغ دلیں کھلے ہوئے ہیں مے دیدہ ہی داغ زخمون کا کچھ شمار نہ کچھ انتہا ہے داغ محض یہ پھر ہو گئی جہل نے کہا داغ سینے میں اپنے لالہ شگفتہ ہے جاے داغ گل نذر دیکھ بلب نالان نے پاے داغ</p>	<p>کھلتے ہی مثل لالہ ہوئے بتلاے داغ اہل عروج رکھتے ہیں دل میں کدورتیں افسوس گہر قیب کا روشن ہوا سے ہوں تم سے صاف قتل کرو تیغ پونچھ لو ہے عشق سلطنت مراد دل پادشاہ وقت باغ جہان میں دو دگر سے گھٹا اڑی کیون کوئی اونکے خال سیہ نام پر مے ہم کوٹھا یا نقش قدم کی طرح تو کیا جسکر تو انبا ہوں میں گرمی عشق سے اے تیرا رنگتے ہیں ہر لحظہ تیری راہ عشق بتان میں ظاہر و باطن ہے ایک سا دیش تما ساملہ دربار عشق میں سینچا ہے ہننے دیدہ خونبار سے سردار میں خزان کے یہ نام نصفی ہوئی</p>

نکھڑے دل و جگر جو سے آنکھوں کے سامنے | کس کسک اس جہان میں خدانے دکھائی داغ

مانند شمع جلنے بھر پر زبان
اے قدر کیوں بیان کیا ماجراے داغ

رویفے فاقے فوقانی

بیل کا خونِ مفت بہایا ہزار حیف ۱۵
پائے کئے کا پاس نہ آیا ہزار حیف
دنیا سے تو نے رُپا بڑایا ہزار حیف
دل کی کہورتوں سے یہی ہلکے داغ ہی
اے گلِ سحر یہ خاک اوڑھتی رہی صبا
منعم نہ کیوں جہان میں بنائیں عمارتیں
مختار ہے وہ شوخ مراد سپہ در کیا
مانند زلف کیوں نہ پریشان باک رہا
تار و نکی طرح آنکھوں میں کٹی تمام رات
کیوں اپنا پردہ فاش کیا اپنی ماتھے سے
پیدا کیا تھا تو نے عبادت کیلئے
ستے تھے ہم حضور کا ہر شے میں نالہ
ہم جانتے تھے بوسہ عنایت کر دے تم
بہنے اوٹھائے ناز تمہارے تمام عمر

صیا و تبسک و رحم نہ آیا ہزار حیف
مجھ کو بنا کے تو نے مٹایا ہزار حیف
اک میوے دامنِ آیا ہزار حیف
تو کیا نہ آئے گا ترا سایا ہزار حیف
اک پہول بھی نہ تہمتے چڑایا ہزار حیف
ویرا نے میں نہکان بنایا ہزار حیف
آیا ہزار شکر نہ آیا ہزار حیف
سر پر پڑا کے تو نے گرایا ہزار حیف
وہ ماہ ایک دم بھی نہ آیا ہزار حیف
غیر وہ کو تہمتے نہ کر میں بلایا ہزار حیف
اک برتے اپنا بندہ بنایا ہزار حیف
پر آپ کو کہیں بھی نہ پایا ہزار حیف
بوسہ تو کیسا منہ نہ لگایا ہزار حیف
تم نے جنازہ بھی نہ اوٹھایا ہزار حیف

دیوانہ اوس پری نے بنایا ہزار حیف پہر بھی گیا نہ اپنا پرایا ہزار حیف صد حیف یا کسی نے کیا یا ہزار حیف کیون خاک میں پہر اوس میں ملایا ہزار حیف	سات گھیرج ساتھ جو کہتا تو خوب تھا سو بار کہ چکا کہ ہے دل آپ ہی مال مرنے سے میرے سب کو کم ہوش غم ہوا ہاں کہہ دیا تھا سنگے انگشت بزرگم
---	---

دیکھا جو تکو قدر نے غش کہا کے گر پڑا
کیون تمنے دوڑ کر نہ اوٹھایا ہزار حیف

ردیف قاف فوقانی

اور شب بہر دیکھ لوں ہین بنیں تو کل فراق منزل ثانی لہ ہے منزل دل فراق ہر صدا سے پانچھے تکبیر بھی مقتل فراق اے سوزان کی دکھا دوں ہین تجھ شعل فراق تحم الفت پہنے بویا اوسکا پایا پہل فراق دہر دم اوہر ڈالے وصال ورا و سطرین فراق میرے بار غم سے ایسا ہو گیا بوجھل فراق اشک بونہرین سوز برق آئین ہنکنا فراق مجھے تم سے ہو گیا اے مہ شب دل فراق دیکھئے دکھلائیگا اب کونسا جھگل فراق دوڑتا ہے خود سواری ہین تری سپیل فراق	۱۸ آج دن بہر راہ دیکھی وہ نہ آئے الفراق شہر مہتی سے ہر دو منزل پہتی عشق کی چلتے چلتے وکی اک تلوار مجھ پر تلگبی کیا شب تاریک کے ڈیرے نہیں جاتے تھے بدلے نیکی کے بدی ہو یہی قسمت کا لکھا جاتے جاتے وہ پلٹ آئین تو اچھی یہ ہر یہ تو اب میرے اوٹھانے بھی اوٹھ سکتا نہیں تو گیا اے مہر اوہر آئی نئی برسات ادھر عید کی شب جیسی شاد و مگر کوئی رند ہو گھر سے ہم تابستون پہنچو وہاں ہوتا بہ بند بچ و غم تیرے جلو میں چلتے ہیں شاہ شوق
---	--

<p>آفتاب جب سے بہتر شرب تار یک و صل اور بھی چمکے مجھ سے جب جدا ہو کر ملے آئی بھی میرے نصیب سے تو بیٹھے مجھ سے دور بچہ دغم کی جنتی میں ہو گا ڈھیلا بند بند عاشقی میں ایڑیاں رگڑیں مگر ٹکلی نہ جان عیش دل دھما کر مجھ سے اڑھیک گانہ پر بچہ دلا</p>	<p>دور رکھے اپنے یہ جلتی ہوئی مشعل فراق واقعی آئینہ الفس کا ہے صیقل فراق وصل کی صورت جو دکھائی ہوئی تو کافراق میری رگ رگ سے کالیگا مگر کس بل فراق دیکھنا یہ عقدہ مشکل کرے گا حل فراق یا آئی وصل جانان بعد مبادل فراق</p>
--	--

چل دیے تہہ پہر کردہ **ف** در جلا تار
الغیاث الغیاث الفراق الفراق

<p>ہم دہ بین اللہ کے آگے کیا اقرار عشق جنسی الفت ہو گئی رہتے ہیں میرے پڑ حضر شال ٹنڈی سانیں و خاموشی ہو گیا ہم اونیں اقباب لکھتے ہیں تہہ ایم سن سخت و دنوں آفتیں ہیں جہنم میں کھو خدا سکھما سے فراق کا ملین خزانہ ہو گیا ٹھکانو دیکھا ہے تو انکو کوئین سلائی پیرو چرخ چارم سے اور آئینہ گبر اکبر سیاح قبر ٹکرا کر مر سے پامی خنائی سے کہا دستہ دے آپکے غم میں یہ نوبت ہو گئی حسن کے بے سے ہوئے بین مالو آتش</p>	<p>۱۳ آسمان خم ہو گیا سمیٹے اور ٹھایا بار عشق اوس طرف وہ اس طرف میں جمیں یو عشق مہربان معلوم ہوئے ہیں یہ تبار عشق وہ ہیں خطا میں لکھا کرتے ہیں صہ عشق ایک تو مگر فاجات اور ایک آن عشق آج کل چمکے ہوئے ہیں طبع ہمار عشق بند بھی کر دو کہ بھی یہ روزن یو عشق حشر ہو گیا کراہی گا اگر بار عشق ہوش میں آؤ تھو تھو گیا گری بازار عشق مثل شرکان سوکھ کر کاٹا ہو بار عشق پتی دجا ہو میں چل کر سب بار عشق</p>
---	---

دو نو نکو دا عطر سربا زار ادھ جائے گا و ہنسے	تیرے دستار فضیلت بند کی دستار عشق
ایک امت ایک مہنون ایک فریاد ایک قدر بس یہی چار آدمی ہیں واقف اسرار عشق	
رویف کاف تازی	
<p>میرے مرقہ پہ عنادل ہیں غرغروان اب تک چوٹی اڑی سے گزرتی تری جانان اب تک ہنسنے دیکھا نہیں اس ٹھٹھاکا انسان اب تک اوس تمکار ہوا تو نہ پشیمان اب تک شمع روتی ہے سرگور غریبان اب تک متسا پیدا نہ ہوا سلسلے سے تابان اب تک اوس غبی کو نہوا حفظیت سران اب تک کسے بیک پرزے ہو ہونا یہ گریبان اب تک نہ چھٹا ناختم را صبح زندان اب تک کہ کچھ سمجھتا نہیں اپنا دل نادان اب تک مر گئے پر نہ چٹا کو چہ جانان اب تک ہے اوسیدرم سے داغ اپنا پریشان اب تک ایک بھی ہند میں بھجانے مسلمان اب تک آنکھ میں پتر ہے سبھل کاسالان اب تک</p>	<p>۱۶ نہ چٹا عشق رخ رشک گلستان اب تک نظر آتی نہیں صبح شب ہجران اب تک خوردن میں حور پور پور نہیں پری ہوا بجان بیگنہ قتل کیا ہے تو یہ ہنسنا کیسا تیرگی دیکھ کر سائے ماہ شب مرقہ کی آسمان سے یہ فرشتوں کی صدا آتی ہے اتکال نے نہ پہچانا رخ یار کا وصف لگئے آپ گلے سے یہ بڑی خیر ہوئی خیم کے خم صاف ہوئے اور تھکا ساقی ہی جی میں آتا ہو کہ زلفوں کے حواسے کر دوسرا چسپکے ہر روز فرشتوں کی طرح جا تے ہیں کل شب وصل میں سونگھی تھی جو بونگھ گیسو حق تو یہ ہے کہ اگر درہستان ہوجاتا نغمہ رقت و آواز دنف صحن چمن</p>

تو نے دیکھا نہیں شاید ملو دیوان اب تک	رو سے نگین کی صفت کرتا کیا لے قصہ
منہ لگاتا نہیں لے قدر زمین یا بہت خوب کہلتے نہیں ہے لب خندان اب تک	
<p>۱۵ ہے مگر بال جبر کمر نازک ہے بہت خاطر بشر نازک آپ ہیں یا جعفر نازک ہے دہن سے کہیں کمر نازک برگ گل سے زیادہ تر نازک بنے رہتے ہیں رات بہر نازک شانے طیار ہیں کمر نازک مجھے کیا تم ہوئے اگر نازک بنو گے کیسے وقت پر نازک اجی ایسی ہی کیا کمر نازک وقت آیا ہے لے قمر نازک آن مزاج اشنا فتنہ گر نازک چپس تیان سخت ہوں کمر نازک کہ کلائی ہے کس قدر نازک</p>	<p>یوں تو ہے اذکا جسم ہر نازک بات میں ٹوٹے بات میں جڑ جاے بندہ بھی اس قدر ہے زار و خفیف ہے کمر سے دہن کہیں نایاب کچھ نہ پوچھو کہ اس کے ہونٹہ میں کیا ہر بہانے سے ٹالتے ہیں مہین اوہرا سینہ بھجے کمر خضر میسے سینہ پہ نہیں ہر تے پہلو ان بنگے توڑتے ہو دل رکنے دیتے نہیں ہو مہین کہیں جایا نہ کیجئے شبکو جب پڑی آنکھ لاکھ بل کمالی اپنے موقع کی بے ہر کشتے خوب تیغ باند ہو برابر ابرو کے</p>
سخت باتوں کی قدر کو نہیں تاب کہیں شیشے سے ہے جگر نازک	

ردیف کا فارسی

کچھ مرض کرنی ہی مجھے سگرسی الگ
 بستہ لگائے مری دیوار سے الگ
 دل لیکے بیٹھیں کافرو دیندار سے الگ
 کیونکر ہوں زلف یار رخ یار سے الگ
 گل ہوں مگر وہ گل کہ ہو گلزار سے الگ
 گردن تو ہو بھی خجستہ خنوار سے الگ
 نقش قدم رہے قدم یار سے الگ
 ساغر کبھی نہ لب میخوار سے الگ
 کاٹو گے ہاتھ الگ مری تلوار سے الگ
 دم بہر نقاب ہو جو رخ یار سے الگ
 دستار سر پہ تن زاری الگ
 رکیسے گا ہاتھ گیسو خمدار سے الگ
 سوئے حضور عاشق غمخوار سے الگ
 زانو نہ کیجئے بیمار سے الگ

دم بہر کو چلیے مجمع اغیار سے الگ
 دیوانہ جانکر ہمیں کہتا ہے وہ پری
 ہم اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائیں
 اوٹنا نہیں ہے سانپ خزانے پٹیکر
 بو ہوں مگر وہ بو کہ جو ہو پھول سے جدا
 اتنی گریز کیا ہے تڑپتا نہ چوڑے
 میں لاغری سے خط کفیلے دوست ہوں
 یار بدمام پوسہ چشم صنم ملے
 ابرو کی لون بلائیں تو کہتے ہیں ناز سے
 پہنتی کو نہیں قد پہ ابھی نخل طور کے
 اندھیر ہو رہا ہے ترا کو سے یار میں
 کہتے ہیں ہنس کے دیکھو نہ کالاکین ڈسے
 ہر وصل میں یہ فتنہ خواہید جاگ اٹھا
 دیکھو نہ اے سچ کہیں جان پر بنے

اے قدر اندون ہے دماغ آسمان پر
 ہے یہ زمین جہان کے اشعار سے الگ



رویف لام

محمودیدار کو تم غش میں جو پانا شبِ وصل
 چال ہے پاؤں میں منہ کیا لگانا شبِ وصل
 شبِ غم کا جو سنا ماہوں مٹانا شبِ وصل
 رکھے اللہ تری شرم کو ہو گی نہ بھر
 میں ہی جانوں کہ سے دلکا پہولا پہونا
 ایک مہین یا رکی پٹی سی لگے روتی ہیں
 قاب تو سین کے رستے سے نہیں کم ہو کو
 دونوں ماہوں سے جا کر تمام کے بیہو صاب
 سوز غم میں بہر ہو کہیں چہاے نہ پڑیں
 ہنسنے پہرے ^{بہت} کھف افسوس ہے
 مر کے ہو جانا تے نہیں ^{کے} ہوا
 دونوں صورتیں ^{کیجئے} کیجئے
 زندہ سے مر جاتے ہیں ^{لاکھ بل} لاکھ بل
 تیری قسمت میں تھا اسے نہیں ترپ ^{خون} خون
 مجھ جب در ہی بیٹھتے تو برابر نہ مجھے
 چاندنی رات تو ہے دور کہ ساغر ہی ہو
 لاکھ چالین چلو فوق سے دو چوہنیٹے دو

۲۱
 لعل زلف معنبر کا سونگھا ناشِ وصل
 ہاتھ آیا ہے تر سے خون بہانا شبِ وصل
 نیند کا کرتا ہے عیار بہانا شبِ وصل
 خیر بہتر ہے تر اٹھ نہ دکانا شبِ وصل
 کاش ٹوٹے کوئی بازیر کا دانا شبِ وصل
 ورنہ یوں چین اور تاس ہے زانا شبِ وصل
 دونوں برو کے اشاریے بلانا شبِ وصل
 چیتڑا ہوں شبِ فرقت کا فسانا شبِ وصل
 میرے سینے سے نہ تم سینہ ملانا شبِ وصل
 یاد آیا جو زبانوں کا لڑانا شبِ وصل
 شبِ مرقہ کو سمجھ لیتے ہیں دانا شبِ وصل
 چلے آنا شبِ ہجر اور نہ آنا شبِ وصل
 میرے پاسے شبِ ہجر کچا کا ناشِ وصل
 میری تقدیر میں تھا چین اور آنا شبِ وصل
 اونکا آنا شبِ وصل ورنہ آنا شبِ وصل
 کہ کٹور اسی یہ آنکھیں نہ چرانا شبِ وصل
 نہ چلے گا کوئی صاحب کا بہانا شبِ وصل

اپنے مطلب سے ہر مطلب جو تمہاری مرضی خیر شریف ادھر لاسے تو احسان کیا لیٹے لیٹے وہ بگڑا دھٹکتے ہیں گھر جانے پر	ہم نے مانا نہ ہمیں پاس سلانا شب وصل مشفق من مرا کتنا تو نہ مانا شب وصل کروٹیں لیتا ہی رہ رہ کے زنا شب وصل
شب فرقت میں تمہیں اُس نے ستایا جتنا قدر تم اس کے عوض اُس کو ستانا شب وصل	
<p>۱۵</p> <p>باغ کا تھا چرخ گل غم سے تھے داغ داغ گل دل میں ہماری جان کا نام نہیں نشان کا ای بے دست گرز رست ہی کیا تجھے خبر دل کی چوتھی بند ہی کلی پھوٹے لالہ گوئی اشک ہیں جوشش صحابہ غم ہیں تاب تاب شور اٹھا جواہ کا چہرہ بتوں کا نق ہوا قامت و رخ سے راہ ہی تجھ پہ چین تباہ ہے تجھے تنگ داغ داغ تجھے ہے سزا باغ باغ دیکھ کے گیسو دو تادل مرا سرد ہو گیا ہو کہو کمان داغ ہی سیر خود فرغ ہے ابر غبار ہو گیا اعل و کس پر گیا ساتی ادھر بھی کوئی تو جسم بڑھائے یا ہو ہو گئے تم جہاں کہہ شرم سے نخل گل گٹے مجھ سے نہ اڑا تو عذیب میرا ترا ہی ان نصیب</p>	<p>۱۵</p> <p>پاکے تر اس رخ گل ہو گئے باغ باغ گل پڑ عشق کی دو دمان کا آج ہو چاچہ رخ گل رہ گئی کھول کھول کر باغ میں کیوں باغ گل زخم سے بصد خوشی کھائے بصد فراغ گل شرم سے شرم تاب تاب رخ گل چلنے لگی جہاں ہوا ہونے لگے چرخ گل سرد و شال آہ ہے اور برنگ داغ گل تو ہی ہی بزم میں چراغ تو ہی میان باغ گل کالے کے سامنے ہوا آج مرا چرخ گل سینہ تو خانہ باغ ہی سینے کے کھائے داغ گل قطرون سے ملے ہو گیا گوہر شجر باغ گل نکلت گل ہو مٹی کی بو اور ترا یاغ گل پڑ اور ذرا جو نس پڑے ہو گئے باغ باغ گل مجھ سے ہر سر گراں حبیب تجھ سے ہی بد باغ گل</p>

چین اور زمین قدر ہر ساتون فلک سے پہنچ
ساتی و بادہ و صنم چنگ گز کہ چراغ گل

خط بہت جانیں بت خود کام آج کل ۱۸
اندر ہر ہی کہ زلف سے دل کو اڑا لیا
ساتی پھر ہوا ہی کہ قسمت پھری ہوئی
فصل بہار آتی ہی بلبل کی خیمہ بو
ہر کہ بھی جان نثاروں میں گنتا ہی وہ قمر
ساتی سب کو کیا ہی نہیں خیمہ بند ہم
سارے جہان نے کلمہ جو اس یا کا پڑا
صیّا دیکھو چور دے اک ہم خون نہون
ان روزوں و ہر کیا جھگڑتا ہی ٹھوکرین
ٹھوکر لگا کے قبر کو کہتا ہی وہ مسیح
مشرکان کلّٰخ پہاڑی مے دے اندرون
کمرے میں لیٹے رہتے ہیں اُس آفتاب کے
للقادّ آپ آؤ کہ مجھ کو بلاؤ تم
مسکن کیا ہی میرے دل و اخلاص میں
فصل بہار آئی ہی ہڈ پلتے میں شہر
کیا پھر کسی جوان کو نظر پہ چڑھاؤ گے
ای ماہ چارہ وہی دن میں شبا کے

آجائے کاش موت کا پیغام آج کل
ہوتی ہیں چوریاں یہ شام آج کل
ہی دور جام گردش ایام آج کل
طیار ہوتے ہیں قفس و دام آج کل
ہم بھی ہوئے ہیں شہرین بنام آج کل
لیکن ہمارے پاس نہیں آج کل
کیا گٹ گئی ہی رونق اسلام آج کل
لاکھوں تروپ سہے میں تہ دم آج کل
مٹتا ہی یہ سارا بلق ایام آج کل
تھکو تو خوب سو جا ہی آرم آج کل
اس چھوٹی سی گڑھی پہ بندہ لاکھ کل
یکساں گزرتی ہی سحر و شام آج کل
کبتک ہے گی اس بت خود کام آج کل
سیرچہ میں ہی وہ گل اندام آج کل
رہتا ہی دور بادہ و گلف نام آج کل
کچھ بیٹھتے بہت ہو لب نام آج کل
مقصود کو پونچھے عاشق نام آج کل

شیشہ نعل میں دوش پہنم ہاتھ میں سبو
ای قدر لب لباب ہی وجہ مآج کل

۱۹ سیتے گئے وہ راحت و صبر و قرار دل
کہو یا بس ایک آہ نے صبر و قرار دل
سپنے میں ہم رہا ہی برا غبار دل
زخون کا کچھ حساب نہ داغون کا کچھ شمار
ترچھی نگہ کے تیرے صیا و چھید لے
ذروں میں ہر ٹھکانا نہ قطروں میں ہی پتا
ہر آہ بامراد ہی ہر نالہ پڑا اثر
پیارا نہیں مجھے وہ زیادہ حضور سے
یہ ضعف ہی زبان تک آنا محال نہ
کیسا ہوا ہی آپ سے باہر نراق میں
درویش ہر کما کہ شب آمد سرے اوت
اُنکا کبھی جگر میں کبھی دل میں ہی مقام
بس نگہ پاؤں گھسے نہ نکلتا پڑا بھی
جھپک پلک نگاہ مرا کام کر گئی
ایون کے آڑے آتا ہی کوئی جہان میں
بتا ہی ابرو جیسے بخارات ارض سے
از بسکہ بقیہ راوی لے ہاتھ میں لے

اُجڑا چڑا ہوا ہی ہمارا دیار دل
جی بھگے کچھ یار میں نکلا غبار دل
کیا جیتے جی بنے گا اُسی مزار دل
کیسا کھلا ہوا ہی مرالاہ زار دل
اگر ہنسنا ہی زلف میں تیری شکا دل
اُج اودہ دیکھیے تو ذرا انتشار دل
کیا پتھی ہا نگین بول رہا ہنر دل
جب آپ ہی پہرے ہیں تو کیا اعتبار دل
کین طبع سناؤں تمہیں حال زار دل
دل پر کسی طرح زبا اختیار دل
کیونکر نہ زلف یا میں ہوتا قرار دل
دل ہی خدا جگر کے جگر ہی شاد دل
سنس پائیے جو نالہ بے اختیار دل
ٹٹی کی آڑا آپ نے کھپلا آشکار دل
چاتی یہ اپنی ہی کہ ہوے پردہ دار دل
بن بنگے شک آپ پہ نکلا بخار دل
جاتا ہی تیرے ہاتھ سے غافل شکا دل

وہ بت کے جاگن گانے شہما دل	یہ ان ہون یہ ام کہانی سننے کا کون
اسی قدر پر پر سے اڑا یہ شہید غم کو کر بلا میں پس کے بنا کو مزار دل	
پتھر اول شیشہ مراد ہشتیا رہنا خالق ہی عا دل سننا ہی دن بھر تیری جفا میں کرتا ہوں شب بھر لگا دل کیا رہا اس کے کعبہ نہ کیئے ہی کر بلا دل کرتی تھی یہ اب میری بد خلقی نہ تھا مجھ کو سب لگا دل ہاتھوں مکا جباری بجاو ہی جو بلا دل فتنہ بکا دل زلفوں پر نکی قربان کرتے ایسے جولا کھون نہ تھا دل اکے رڑی اکھ اکے اپنی اکھ اکے گیا دل بکا دل آزید کر کو گسنے اڑا یہ پہلو میں میری یادہ تھی یاد دل	۸ کب تک سے میگا تیری جفا دل نالاش کر گیا رزید دل دل سے الگ چل تو کچھ بتائیں دیتا ہو کون گائیں کہ عیش و تناسخ می برابر اسید و ارمان کشتہ سر سر زخموں کی شدت اغوی کی کشت کس کو روں ہی کاک لو اور کو رفتنے جگا کو سینے سے میرے کھڑا ہٹاؤ تیرے پر ہم کرتے صدمت ایسے جو صدمہ ہوتے کچھ اسد کبر تھی پڑی اکھ ایک پڑی اکھ اکے پڑی اکھ دزدن کا کیا ہاتھ آیا یا سوز دل نے پھر کا خدا یا

رونیہ

اب پونچھے میں کو سے یا میں ہم مل ملکا اوڑھے غبا میں ہم اسی یار میں کس شتاب میں ہم کیون رہتے ہیں کو سے یا میں ہم ٹھہرے گئے کوئی مزار میں ہم دیوانے ہوئے ہمار میں ہم	۱۸ سوئے جا کر مزار میں ہم جب فناک ہوئے تو اوج پایا پوچھے گا کون روز محشر ہی یار کا گھر تو کوئی دلیں دفا کے چلے میں آپ گھر کو افسوس کہ کچھ نہ لطف دیکھا
---	---

دل چھوڑ کے کو چڑ بہت انہیں گیسو کا نہ حال ہے پوچھو کیا جوش جنون سے لاغری ہو تنہا ہوں گے تو ہوگی وحشت جسم لاغری سے دھمکے جاے وصف خط عارض منور گل دیکھ کے ہاتھ پاؤں پھولے ہیں تارنگہ انتظار سی ہا اسکے تو نگاہ روبرو ہو جانی پیار سے حضور معشوق جب عشق کیا تو شرم کی	پھرنے لگے کو ہمار میں ہم ان روزوں میں انتشار میں ہم کاٹا ہوا ہے میں بہار میں ہم پھاڑے لگے کفن مزار میں ہم کیون اور کچھ میں ایک خار میں ہم لکھتے ہیں خط غبار میں ہم بیخود ہوئے یہ بہار میں ہم یہ زار ہیں انتظار میں ہم ٹھنڈے ہیں بس اب کے وار میں ہم کیا کچھ نہیں کہتے پیار میں ہم چلا اوٹھیں ہزار میں ہم
--	--

ای وقت در کہیں وصال بھی ہو
مر جائیں نہ راق یا رہیں ہم

خدا کو مانو ہنسی نہ جانو نہ میر سے دل چھٹا کرو تم زمانہ اولٹا ہی کیا کرو تم بداجو ہی وہ ادا کرو تم سرور و صلت کر سچ فرت دواے الفت کہ درد رہیگی یونہیں لبوں پہ چوٹی نکالے لاکھ لاکھ سی ہمیں نے پہلے لاکھ لاکھ ہمیں نے قاتل تمہیں بنا ابھی کفن مرد سے پھاڑا میں بھی مزاروں سے نکالیں	۱۷ ہلکا غرش خدا کا پایہ ذرا تو خوف خدا کرو تم وفا کرین ہم جفا کرو تم دعا کرین ہم دعا کرو تم نشان بوسہ کہ داغ حسرت قبول ہو جو عطا کرو تم کھل گیا سانپ جب غیبت لکیر پٹا کیا کرو تم ہمیں نے یہ رنگ سب جایا ہمار حق میں عا کرو تم ابھی جو معشر کی چلکے چالیں ذرا قیامت بکرو تم
---	--

<p>دل دجگر ملک پون پر بچھاو تو جان قربان ہو کر یون نباہ ہو گا اسی میں باہم ہے یہ دونوں طرف کا عالم ہزار دل ہوں جو ای جفا جو دریغ تے نہیں جہز چلو بہت ہو چکی رو کاوٹ کسا نکار دہ اٹھاو گشت لگا ہی دل ہے خیر بہتر رہیں جو اغیار میں مگر ہماری شہر گچھ کر رہی ہے کہ روح ہمیں تک ہی ہے ہوین جگت آشنا گاہ میں ہیں کفر و اسلام سے راہ ہماری نالوں کو نہیں جو پاؤ یقین غریب کھاکے لوٹ جا بہت نہ بچھکے ہوئے رہو تمہیں ہے وہاب جو بڑی ہو تم سجائی ہو بجا مگر گلا تھا تھا را اس میں گناہ کیا تھا</p>	<p>الہ ایک سر ہی ہے بھی لیکو دم پر اپنے ذرا کرو تم کرین تکلف نہ تھے کچھ ہم نہ ہے شرم و حیا کرو تم اسیر گیتیل ابرو شہید ناز واداکرو تم بٹ بھی جاؤ گلے سے بٹ بٹ ہفت غم کی کیا کرو تم ذرا نہیں اختیار ہے پھر اُسکے بارے میں کیا کرو تم تمام گردن لٹک ہی ہے ابھی نہ شنج جا کرو تم ملو تم اس سے وہ جو کجا میں نے آشنا کرو تم نہ لوٹ جاؤ غش میں آؤ تو دفعہ واہ واکرو تم جو بوسے لون تو کیا کہو تم گلے لگا لون تو کیا کرو تم یہ میری تقدیر میں لکھا تھا کہ مجھ پر جو رجھا کرو تم</p>
--	---

بتاؤ ای قدر کیا کہا تھا یہی نتیجہ ہے عاشقی کا
غریب و بکیں ذلیل و سوا خراجستہ بھرا کرو تم

رہیف نون

<p>جو ہر غرض پر وہی غرض پر کئی حاصل سکاسان نہیں مجھے بوسہ دینا ہو جو بھی می نہیں کہہ کر تو ہاں نہیں یہ نصیب تیری تھید کہ کمال شوق تھا دید کا میں وہ رہا بلغ وجود ہوں میں وہ گل ہوں شمع جاک نہ جگر بہ تیرے نظر پڑی نہ اشارے ابرو دیکھے ہو</p>	<p>وہ یہاں بھی ہر وہ وہاں بھی ہر وہ کہیں نہیں کہان نہیں تیرے نہیں کہ رہن نہیں کہ وہن میں تیرے زبان نہیں جو گلا بھی ہے تو وہ تر نہیں جو جھمیری بھی ہے تو وہ دان نہیں فصل گل کی خوشی نہیں جسے نہ باخزان نہیں تو شکا کہی لکھا کسطح ترے پاس تیرا کمان نہیں</p>
--	--

سمجھ کیا جو شہنشاہ ہونے پر ہر مہینہ پوچھ لو جو ہر مہینہ
 مرا کین ل تھا وہ سطر ہی کسے اب باغ ہی آہ کا
 جو کٹھے تو سینہ او بھار کر جو چلے تو ٹھوکر ہن مار کر
 جو سمجھ گیا وہ سمجھ گیا جو بہک گیا وہ بہک گیا
 میں وہ سر و باغ قدیم ہوں کبھی پھر سے جو کٹھے
 کہ ہر اڑ گیا مرا قافلہ کہ زمین میں بہت کے سما گیا
 مراد لم بھٹا ہی وہ غلطو نہ سنو گنگا لاکھ بکا کر و
 ترا قمر ناز جیم ہی تر از رسم دارم ہر دم
 چلے حال ل کو جو پوچھنے مری ہنکڑی تو اتار لو
 کوئی خواب تھا کہ خیال تھا شب روز اس سے حال
 ترے ابرو نکو میں چوم لون نہیں خون گرفتہ میں نقد
 جو ہر اندر بھی پیش ہوں وہ کسی طرح نہیں مانتا
 یہ مری زنگ کی کشتیاں بھی سفینا سے بجات ہیں
 ہوئیں زرد زرد جو بیتان یہ بھی اک طرح کی بہار ہے
 دم گر تیر سے تریب ہوں مجھ اپنے فوج کی عید ہے
 بہت اسپہ تو نگہ بند کر ترا منہم ہی چاند ہو کر سے
 وہ زبان فخر میر ہوں کہ زبان ہر جسکی سخن نہیں

میں لحد سے اٹھکے طون مان مجھ اتنی تاب تو نہیں
 کہ ہوا ہی سے پیرا غل میں وہ جل بھکا کہ ہوا نہیں
 سنئے آپ ہی تو جوان میں کوئی کیا جلد نہیں جوان
 کہ عجیب حال ہی کو گو گو وہ نہان نہیں وہ عیان نہیں
 میں وہ قمری نو اسیر ہوں جسے اپنا طوق گران نہیں
 نہ غبار اٹھا نہ برس سجا کہید نقش پا کا نشان نہیں
 تمہیں جہت کہ جنوں ہی مجھے افسردہ خفقان نہیں
 یہ فقط میں قصے کہانیاں کوئی دوزخ اور جہان نہیں
 میں کلیجا ہاتھوں سے تھا لم لون بھڑکے تاب نہیں
 مجھے کچھ خبر نہیں کیا ہوا وہ کین نہیں مکان نہیں
 ترے کیسے کو نکو میں سو گنگا لون مجھے افسردہ خفقان نہیں
 کہوا افسردہ تو جہت نہیں کہوا الامان تو امان نہیں
 کبھی اسکا طیران پار ہو جو مرید میں نہیں
 میں بسنت اسکو سمجھتا ہوں یہ چپان میں فصل خزان نہیں
 میں لٹکے تجھے شہید ہوں کہ چھری ہی تر و سنان نہیں
 کین پرزے پر زو اڑا انہو لڑی کوئی گمان نہیں
 وہ دہان زخم ملال ہوں کہ دہن میں جگر زبان نہیں

اٹھو قمران پہنہ جان دو اہی جان ہو تو جان ہر
 کوئی کام ایسا بھی کرتا ہی اے میان میں آریا نہیں

<p>اسلئے پیدا ہوئے مہربان دگو ہر آب میں بلکہ تیرا ہی حباب، سامرا گھٹ آب میں جس طرح گوہرین ہو آب اور گوہر آب میں چشم تیر میں ہر ترہ دست سکند آب میں دیکھتے ہیں سب کسوف مہر انوار آب میں نوک تک ڈوبا ہی گو قاتل کا خنجر آب میں مردم دیدہ کی صورت ہی در گھر آب میں تو نہاں کو اترا ہی ماہ یک آب میں وہ کہ تک ہی میں گردن تک شناور آب میں میری کشتی کا چار تھا ہی سنگر آب میں اس کنول کی ہی نموداری برابر آب میں دھوئیکادو گل اگر زلف معنر آب میں ہر صدف موتی کر سے تپہر نچا در آب میں ملکیا انجم کام کو خود آب بہک آب میں</p>	<p>۱۵ صاف کرتے ہیں اب دندان وہ اکثر آب میں جوش گریہ سے ہر شل موج بست آب میں تجہ میں عالم ہی فنا عالم میں تو موجود ہی بھاگ اے غم بھاگ بھی کشتی تری ہو گئی تار رخ پہ خطا یا تو آئینے سے نفرت کیوں ہوئی مجھ کو حیرت کہ آئین میں سورج لگتا نہیں روتے روتے سب رسا مان پہ پانی پھر گیا ہر بخور رخسار کی ضو سے نیا لہ رہے وہ کمر پہنچ رکھتا ہی میں اپنے حلق پر دیدہ تر سے نہیں ہٹتا ہی میرا حلق پر جب سے کھوئی آنکھ تپنے آنکھ کو روئے کٹی ناہنا سے شک بن جائیگے دریا کے بھنور کسی جیسے اک دن اب جو خند نہ دندان نا ہو گئے سحر جان کی کیا فانی اسد ہم</p>
<p>عشق میں ای قدر گھلائے تو مر جاؤ گے تم دوب جائے جب کہ ہو تیرا اک مضطر آب میں</p>	
<p>۱۲ شب فرقت میں سنبھالے رہیں اجاب ہمیں اٹھیں غیر دیکے لیے یہ تو نہیں تاب ہمیں خال کا نام نہ کیا رخ تاباں کم سے کیسی باروت اڑا دیگا یہ مہتاب ہمیں</p>	

<p>لوگے گھوٹ تھیں اور می نابہین کر دیا نامہ اعمال نے آب بہین لاکھ ہینا دے کوئی قائم و خباب بہین کیا کھلائے تھے کباب بطر خباب بہین اسی لہجہ لعل میں نہ بہت داب بہین موج لائی ہی بہت اگر گرداب بہین اجی لا حول ولا کر دیا بد خواہ بہین اور تر پائے گانہ خجستے آب بہین</p>	<p>زاہد و جبکا جو حصہ ہی پونج جاتا ہی جی میں آتا ہی کہ ہم بھی اسے اپنے ہوڈا لیں خاکسار و کی تو گڈری ہی میں ہر زنت و رات آنکھوں میں کٹی نیند نہ آئی بے یار کل شب جو ہمیں پیار اپنا جت لیا گیا بھاری موباسے وہ اتنی کچھ نافی کلی اسی نیکرین نکالا ہی کسان کا جھگڑا ہمنے ناخ تیرے ابرو کا پسینا پتہ چھا</p>
<p>کان مشتاق ہیں اک اور غزل پڑ ہیے قدر یاد رہ جاگی یہ محبت احباب ہیں</p>	
<p>اڑ کے پانی میں ملے ریزہ سیلاب بہین سو جھتا ہی نہ کنواں اور نہ تالاب بہین یاد آتی ہی جو بربادی احباب بہین خود دکھاتا ہی تھی کاسرہ گرداب بہین زلف و رخسار سے دکھلا خب متاب بہین ہچکلی آتی ہی ہلا ایک دم آب بہین پردہ پوشی سے کیا اور بھی بیتاب بہین کس جگہ چھوڑ گئے ہر سب جاب بہین کبھی گرداب ڈبوئے کبھی سیلاب بہین</p>	<p>ملگے آنکھوں میں نحت دل بیتاب بہین لیے جاتا ہی کہ ہر اسی دل بیتاب بہین دشت غربت میں بگولوں سے بٹتا جاب بہین کیا سمندر سے بہلا ہم درم جان لگیں کیوں گھٹا چھائی ہی لٹا اٹھا یا زقاب ایک ہاتھ اور لگا جبین نہ پھر پکرین یہی نا حضرت موسیٰ کی طرح غش آتا یہ اندہ ہی کہ وحشت ہی لحد میں ہسکو چشم تر کا کرین شکوہ کہ کلا آنسو کا</p>

<p>شکون فراتے ہیں کیون کرتے ہو بہ خواب ہمیں دشت و دشت میں بھی گھیسے رہے جہاں ہمیں نظر آجائیں الہی درنایا سب ہمیں چاند دکھلائی دیا صورتِ سُرخاں ہمیں ساتی انگور کی سے جلد میاں ہمیں</p>	<p>وعدہ وصل پہ دیکھو تو وہ شرماتے ہمیں وامق و کوہکن و قیس نے کیا ساتھ دیا دانت کھل جائیں اگر یارہنسے جی خوش ہو وصل سے آنکھیں کسی شب ہوا گھر روشن سر پھرا دیتی ہر بھاتی نہیں ہو سے کی شراب</p>
<p>ایک سا ظاہر و باطن ہے ہمارا اسی قدر چشم بے خواب ملی یا دل بتیاب ہمیں</p>	
<p>نہ اس سے ملا ہوں نہ اس سے جدا ہوں یہ جیتوں کو غم نہ کہ تر خدا ہوں میں وہ قطرہ اشک چشم فنا ہوں لڑا کہیں سے پابند زلف رسا ہوں وہی بولتا ہے جو میں بولتا ہوں میں دیو شب سحر کا ناشتا ہوں مجھے تم بھی چاہو جو میں نکو چاہوں اُٹ اُٹ کر می عشق جلتا تو ہوں یہ کتنا ہے اس کو ابھی دیکھتا ہوں میں دلدادہ شاہ دلربا ہوں میں ہندوستان بھر کے آئے ہو ہوں ابھی انگلی اٹھے جو میں خود نما ہوں</p>	<p>۱۶ خدا جانے میں اس کا سایہ ہوں کیا ہوں یہ ابرو کو بل ہے کہ تیغ قضا ہوں مری سرکشی عین افتادگی ہے پہنتا تھا ہر سال منت کی بڑی وہ رہتا ہے خود میری گزلی گرین نکلے گا دم شرم سیرا کہیں تالی اک ہاتھ سے بھی کچی ہے میں وہ داغ ہوں داغ ہو جس سے پیا بس ایک آہ میں ہی نہ گودن نہ گردش میں ہوں قدر دان اپنے ہر قد و انکا غضب یا گلیو میں ہے آہ زاری مدعید سے میری آنکھیں ہوئیں ہیں</p>

<p>مگر جھک گئی گھل کر اُن کیسودن پر نہ خفت آٹھامی نہ کوئی گرائی ہوا میری تربت کا سبز بچا</p>	<p>میں خود حلقے سے زلف دتا ہوں نہ میں کمر باہون آہن بڑا ہوں میں وہ کشتہ تیغ شہم و جہا ہوں</p>
<p>کو تھے اسی قدر بوسہ جو مانگا منہیں کمر یا اسنے چپکے سے یا ہوں</p>	
<p>دہن سے نالے عوض آہو بکری نکلتے ہیں ۲۰ بہار میں جگر و دل لہو اُگلے ہیں کہان وہ نوح کا طوفان کہان ہری مین غضب ہی ہونٹھ کا ہنا جو سیکتی میں ہوں شار ہے رگِ خریانِ نذاہی تارِ نفس بڑی شقت و محنت سے ملتی ہر روٹی کبھی غشی ہر کبھی چو نکلتے ہیں فرت میں کہان نقاب اُٹھا کر دکھاتے ہوا برو گٹھائیں جھوم کر اکین مبارک ای رند تمہارے واسطے ہمنے بنایا خنیانہ کبھی نہ بوسے سبب ذقن نصیب ہوا وہ اٹھی اٹھتی جوانی وہ ابھری ابھری گات جو آنکھیں پی گئیں آنسو تو نکلتے جگر قریب زلف ہی پھیندے الگائے کو طیا</p>	<p>محاورے جو پرانے تھے وہ بدستے ہیں یہ جوش ہی کہ بدن عاشقوں کے پہلے ہیں خدا ہی شیر کرسے و دتور اُبلتے ہیں تمہارے ہنس کی چالیں ہر کوئی چلتے ہیں مگر تو ایسی ہی ہے قتل پر پہلے ہیں بڑی اذیتوں سے دانت رب نکلتے ہیں تمام رات یونہیں ڈوبتے پھلتے ہیں کہان غلاف سے یہ نیچے نکلتے ہیں وہ موسم آیا ہی انگور جہیں پہلے ہیں بھٹا کر آنکھوں میں ہلکے نکلے جھٹے ہیں ہمارے سامنے کدن قیہ پھلتے ہیں ڈوٹا ہٹتے ہی عشاق ہاتھ ملتے ہیں یہ ہنس موتی نکلتے ہیں لال اُگلے ہیں ٹھکونی طرح ترے دیدے کو جلتے ہیں</p>

<p>حضور ڈھانک بھی لیں چکنی چکنی رانوکو نہ بیٹھتے ہونہ جاتے ہوزرع میں ہونہیں دل جگر میں پڑے داغ داغ وہیں چھالے دہن کو ہیچ سنا تھا کمر بھی ہیچ ہوئی زرد لاؤٹھیں بھی راضی ہنسنا وہیں بھی ہو</p>	<p>سنا ہی عاشق تو سیکل بہین پسائے ہیں میں ٹنڈھ پہ کتا ہوں اسوقت آپ گھلے ہیں تمہارے موتیوں کے مالے مورا گلے ہیں بڑے بڑے ابھی نقص آپ میں نکلتے ہیں جو مرد ہیں وہ کسی بات میں نکلتے ہیں</p>
<p>ابھی تھک اصل کا قسہ اراد بھی اٹھا چلو ہٹو انہیں باتوں سے قدر جلتے ہیں</p>	
<p>ابراگے ترے ایدیدہ تر کچھ بھی نہیں ۱۱ عشق زلف الفت رخ مر گئے کچھ بھی نہیں ایسا اقرار بھی کچھ مال ہی اور عہد شکن کوئی شعلہ مری اہو نہکا بھایا نہ گیا آپنیں آؤں تو میں آپ کو دھونڈ ہوں بکرا سر میں لگا اپنے لگی جا کے کچھ تلونہیں اس سے بوسہ تو ملا وہ نہ کہی ہاتھ لگی حق نہ تلوار تار ہی سپاہی کے لیے خفتگان شب غم حشر میں پھر لیٹ ہے بوسے کیسو کے سوا اور نہیں جکا داغ</p>	<p>مر جا قطرہ اتک اصل گھر کچھ بھی نہیں آنکھ جب بند ہوئی شام دس کچھ بھی نہیں کہ ادھر ٹنڈھ سے کہا اور ادھر کچھ بھی نہیں اجی لا حول و لا دیدہ تر کچھ بھی نہیں آپ تو آپ مجھے اپنی خبر کچھ بھی نہیں جسم و جان شمع صفت تابہ کچھ بھی نہیں یوں نہ ہن کہنے کو کچھ ہی کمر کچھ بھی نہیں جو نہو یا کی اد اتر چھی نظر کچھ بھی نہیں کہ نمایاں ابھی آنا ہی کچھ بھی نہیں دیدار دے کے سوا نظر کچھ بھی نہیں</p>
<p>صفر کرتا ہی اکائی کو دہائی لے قدر در حقیقت وہ بہت کچھ ہی اگر کچھ بھی نہیں</p>	

<p>اجی ایسا بھی مزاج ہی گل تر کچھ بھی نہیں طرہ العین یہ نیز نگ نظر کچھ بھی نہیں تم اسی سمت کو جاؤ تو خدا کو پاؤ دم نہ گھٹجا سے تمنا کا یہ دل ہی با قبر من میں ہیں شیخ فرید اور بلبل میں انیٹن کسی ہسپتال میں کبھی یا رہ سویا آکر صحت رخصت میں شہر ٹریبون آپ سنیں کچھ کیا ہو تو کمون لاکھ نکلیں لکھیں آج بھی چار ہیر در پہ کٹا دن ہم کو دیکھ پاتے جو غلیل آپ کے رخصت و جین</p>	<p>۱۱ میں تو سمجھا تھا بہت کچھ ہو کر کچھ بھی نہیں کھو لکر دیکھ چکا بس تو کچھ بھی نہیں جھوٹ لوگ بتائیں کہ کچھ بھی نہیں کوئی رخنہ کوئی روزن کوئی دور کچھ بھی نہیں جب تو ناصح کی نصیحت میں تر کچھ بھی نہیں درد دل مال نہیں درد سگر کچھ بھی نہیں بے نیلے نغمہ مرغان سچ کچھ بھی نہیں خون فراق ہی کیا ساز و صف کچھ بھی نہیں قاصد و نامہ و پیغام و خبر کچھ بھی نہیں پہلے کھڑا ٹھٹھے کہ بس شمس و قمر کچھ بھی نہیں</p>
<p>کس طرح راہ کشی کی عدم آباد کی قدر ہمسفر کوئی نہیں زاد و سفر کچھ بھی نہیں</p>	
<p>۱۵ خزان کی فصل میں کیفیت شراب نہیں نہ تم خدا ہونہ ہم لوگ حضرت برہم غضب ہو تیرے پسینے کی بو خدا کی قسم میں اسکو کہتا ہوں معشوق ہو جو گرا گرم لٹے پٹے رمضان میں ہیں سیکرے والے جو تم بلاتے ہو غمیر و کمو خیر بلواؤ گلوں کے ساتھ گلستان میں غار ہوتے ہیں</p>	<p>۱۵ وہ جاڑے پڑتے ہیں گرمی آفتاب نہیں ہمارے آپکے پردہ نہیں حجاب نہیں کہ موتیا نہیں کیوڑا نہیں گلاب نہیں حرارتیں نہیں جسمیں وہ آفتاب نہیں بغل میں شیشہ نہیں شیشے میں شراب نہیں یہ ہم میں عیب ہر غصے کی ہکوتا نہیں میں کیوں حضور کی محفل میں بار بار نہیں</p>

<p>وہ کون ہے کہ خرابات میں خراب نہیں زبان تیغ میں قاتل تو ہے جواب نہیں اگر خرابات یہ رہوی کباب نہیں اب آج ہم نہیں یاد دل کا اضطراب نہیں جواب تم جو نذر اسکا کچھ جواب نہیں اؤ نہیں حجاب نہیں بھٹکا اضطراب نہیں کہ جطین تری رحمت کا کچھ حجاب نہیں</p>	<p>وہ کون ہے جو نہیں مست کہیت دنیا میں سوال بوسہ ابرو پہ ڈٹ گئے ہیں قیب ہمارے نشہ بہلا مغلسی میں خاک چین شب فراق میں پہلو دبائے بیٹھیں دہن کا حال تو نے بٹہ تہہ سے پوچھینگے نہیں کے خوب اٹھے حزن و عشق کے پردے اسی طرح سے مرے جیسا عصیان ہیں</p>
<p>تمہارے آنے سے کیا قدر کر رہے ہیں جس گریہ رکھو تو ماتھہ اترتا اضطراب نہیں</p>	
<p>چھری کہتے ہیں اسکو مرغ بساں اسکو کہتی ہیں ہم اسکو باسے لیلیٰ اور محفل اسکو کہتے ہیں اُسے کہتے ہیں محفل میر محفل اسکو کہتے ہیں اُسے کہتے ہیں انگہ اور انگہ کا تل اسکو کہتی ہیں جو مصحف اسکو کہتے ہیں تو منزل اسکو کہتے ہیں اُسے کہتے ہیں دیوانہ سلاسل اسکو کہتے ہیں کمان کہتے ہیں اسکو ماہ کامل اسکو کہتے ہیں اُسے مودوم نقطہ خط باطل اسکو کہتے ہیں اُسے ہر شیا کہتے ہیں تو فاضل اسکو کہتی ہیں اُسے کہتے ہیں جہاں سان بیکل اسکو کہتے ہیں</p>	<p>۱۵ تڑپتا ہی ترے پیش نظر دل اسکو کہتی ہیں بڑھاتی زلف اُسے جذبہ دل اسکو کہتے ہیں غم و رنج و مصیبت جیسے خوش دل اسکو کہتی ہیں تمھاری ناف دیکھی اور خال ناف بھی بکھا تسے خشاہ افشان دونوں ہیں اب نہ کھوپڑ دل خوشی سے آہو کا تسلسل کہ نہیں تڑپتا جیکر گو پرزے پرزے کر دیا خشاہ تابان دہن کچھ دہم سادیکھا کہ کچھ خط سہی پائی نظر کرتی ہے کام اپنا دل اسپر لوٹتا ہے کجا وہ نزع کا عالم کجا یہ جسم کی سختی</p>

<p>پڑے جسے دل میں لے کھینچا اُس پر تو کئی جلایا بسنے تیرے مارڈا اسبڑہ خطانے کلچے پر تو پکڑ جا پڑا دل اک فغان کر کے چمک کر داغ نے دلوں کو منور کر دیا کیسا</p>	<p>انہیں ہم نقشِ حُب کتے مرجعِ دل اسکو کتے ہیں اُسے امرت تو ہم زہرِ ہلاک اسکو کتے ہیں جلا جل اسکو ہم شورِ جلا جل اسکو کتے ہیں جو خورشید اسکو تو خورشیدِ منزل اسکو کتے ہیں</p>
<p>فدا ہوتا ہی قدر راو پر انہیں جلسے میں بٹھا کر جو پروا نہ اُسے تو شمعِ محفل اسکو کتے ہیں</p>	
<p>کھینچا انا ہی ظالمِ عشق کا دل اسکو کتے ہیں ۱۸ نہیں جُتی جھوٹے مد مقابل اسکو کتے ہیں نہ مچھلی اسکو کتے ہیں نہ بسمل اسکو کتے ہیں انہیں جینے جو دیکھا سب سے پوچھا نام کیا اسکا لحد میں رکھ لکے بھگو میری یا بوی کیتی جو مرض ہو عشق کا مین تھنہ متشقی طیبان ہوں جو رو کر جان دین ہم وہ آسماں سمجھتا ہے اگر خسارِ تیرا چاند ہی داغِ اس میں نہ کھلائے ہنسا وہ آہ سنکر نالہ سنکر قہقہہ مارا نہ وہ قتل میں آتا ہی نہ مینِ قتل سے جا ماہوں گلے آفت لگی پابند زنجیرِ تباہ ہیں اُتار اس کو کھویا درِ دہرِ احسان ہی اسکا اگر تو لوٹو طہرِ اس پر تو نے سٹھا اس میں نہ کیا</p>	<p>ملا جاتا ہو سینہ جذبہٴ دل اسکو کتے ہیں حدیثِ قلاب تو میں جو کامل اسکو کتے ہیں تزو پنے پر نہ اسکے جانیے دل اسکو کتے ہیں بتایا جانِ ثارون کے کہ قاتل اسکو کتے ہیں ابھی سے مرٹے تھ پہلی منزل اسکو کتے ہیں کبھی غم اسکو کتے ہیں کبھی غم اسکو کتے ہیں وہ ہنس کر نالہ ہو غمِ غمِ شکل اسکو کتے ہیں انہیں دھو جو ہم دھو جو کہ قابل اسکو کتے ہیں کلیجا سنگ کا فولاد کا دل اسکو کتے ہیں اُسے ہر شرمِ مجھ کو شوقِ شکل اسکو کتے ہیں یہ شرعی قید ہی طوقِ بے ماسل اسکو کتے ہیں طیبِ مہربان ہی مفتِ قاتل اسکو کتے ہیں حقیقت میں جو آئندہ گردِ دل اسکو کتے ہیں</p>

<p>جو کہ لگی رہی معشوق خود بچاتا ہر عاشق غضب کا ضعف ہو بس کچلکی راہ جنوں سے سجا ہی تھم جیسا ہو فرود یا ہی آتا ہے ہوئی ہر زندہ درگوا کے میرے جرم خلی میں</p>	<p>کلی چکل ہی ہم شور غدا ل اسکو کہتے ہیں چلے میں دو قدم اور ایک منزل اسکو کہتے ہیں کڑمی ہو گات کتنی سختی دل اسکو کہتے ہیں پہنسی ہر روح تن میں پا در گل اسکو کہتے ہیں</p>
<p>جدا کیونکر کریں اسی قدر ہم سینے سے جانا کچ ہم اپنی جان لے ایمان اسے ل اسکو کہتے ہیں</p>	
<p>لا کے دنیا میں ہمیں زہر فنا دیتے ہیں ۲۰ بوسہ جب مانگتا ہوں شور مچا دیتے ہیں رحم بھی ظلم و ستم سے نہیں خالی اوکا دل میں درد آنکھوں میں آشوب جگر میں توش فیصلہ دلج اسی بات پہ جو بسا لیگا کچھ نئی حضرت دل نے یہ کالی ہوڑ پ لن ترانی سے نہ کیوں حضرت موسیٰ ہوڑے عاشق ابرو و قامت میں ہوا ہون جیسے چاند میں سیل ہے سورج میں جلن گل میں خا منعموں کا نہیں در پوزہ گردن پر احسان جس سے وہ آنکھیں لڑن خاک و پانی مانگ سچ ہو دل بام تھاؤشت تھی عیان فلوٹ آٹھے جانی گری ہوڑے تے نہ گھبرائے ہیں</p>	<p>ہاے اس بھول بھلیاں میں غا دی ہیں بات تھوڑی سی ہی ہو تو وہ بڑا دیتے ہیں دامن تیغ سے زخموں کو ہوا دیتے ہیں عشق کیا دیتے ہیں اک روگ لگا دیتے ہیں دیکھئے بوسہ نہیں دیتے ہیں یاد دیتے ہیں بیٹھے بیٹھے مجھے محفل سے اٹھا دیتے ہیں بات وہ کہتے ہیں اک آگ لگا دیتے ہیں اٹنی سیدھی مجھے دس میں سنا دیتے ہیں عیب بھی حسن کے ہمارا لگا دیتے ہیں آپ کیا دینگے وہ خالق کا یاد دیتے ہیں ٹائے تلواروں کے یہ ترک بٹا دیتے ہیں وہ ملاو دست تھا سب کا پتا دیتے ہیں زلزل پر پہنچ وہ کیوں اتنے بڑا دیتے ہیں</p>

<p>ایک بوسے کا مئے واسطے ارشاد ہوا نزع میں پاس سے انوس اٹھے جاتی ہیں دل لگانے سے مجھے فائدہ اتنا تو ہوا رو سے گر گئے نہین ہٹتیں ہماری آنکھیں خوش جو کرتے ہیں تو اک رنج بھی دیتے ہیں در انکھیں لڑائی میں تو کرتے ہیں مرا کام ناک</p>	<p>آپ کو دیکھیں مجھے دیکھیں یہ کیا دیتے ہیں بیچ ہنجر ہار کے دھمکھکھک غا دیتے ہیں میرے پہلو میں ہے پھوٹا دکھا دیتے ہیں پاسے نظارہ میں کیا مندی لگا دیتے ہیں بوسہ اک دیتے ہیں اک داغ بڑھا دیتے ہیں وہ مجھے دو ہی پایوں میں جبکا دیتے ہیں</p>
<p>دہن یار کی تعریف لکھی کیا کہنا قدر تو جھوٹ کو سچ کر کے دکھا دیتے ہیں</p>	
<p>۱۴ شک و شبہ نہین مر و دل میں کیا حرارت ہے خون لہل میں زلف مشکین کا دہیان ہو دل میں قبر میں لیٹ کر اٹھانے گیا جسم شفاف سے نظر آئے ہی شہید و کی زندگی اس سے الحذر تیری زلف سے اے یار اے تو یہ اثر ہے صحبت کا ٹھنڈی سانسین بھریں قتل کویت خیر مجھ کو نہ گھر میں آنے سے ہر طرف لگ گئی چمن میں گل</p>	<p>کیسی صحت ہے اس حامل میں مندی کالی ہو دست قاتل میں یا کہ لیلیٰ ہی اپنی محفل میں تھک گئے ایسے پہلی منزل میں آپ جو کچھ چھپائے دل میں دم عیسیٰ ہے تیغ قاتل میں خوب جکر ان مجھے سلاسل میں بٹ بنا ہوں تہا رنج محفل میں لگ گیا زنگ تیغ قاتل میں میرا گھر چاہیئے ترے دل میں شور تھا نا اہل عدل میں</p>

<p>اس قدر جذبہ ہے کہ دل میں زنگ بچتا ہے ایک محفل میں ہولی کھیل ہے کوئی قاتل میں عکس عالم ہے ماہ کامل میں</p>	<p>خود پٹے ہیں آ کے سینہ سے نالے کرتی ہے قیس پر سیلی خون میں ہم نہا گئے سیکے کاملون کو بڑی سہائی ہے</p>
<p>قدر پہلے تو دل دیا اون کو اجی اب سوچتے ہو کیا دل میں</p>	
<p>۱۶ مڑ گھپلا اپنا تخت بادشاہی کم نہیں جب نکھارا پا کر دم راہ کا سے کم نہیں قیس کی آواز بھی باگ در سے کم نہیں دود دل جہدم اٹھا کالی گھٹاسی کم نہیں سیت اُسکے ہاتھ کی عطر خاسی کم نہیں کعبہ کو سے تان بھی کر بلا سے کم نہیں فتنہ محنت سمجھئے وہ در اسی کم نہیں اب ہمارے خون کے دنیا میں کیا کم نہیں ہاتھ اٹھا کر کو سنا دست دعا سے کم نہیں دیہ بھی تاثیر میں اب بقاء سے کم نہیں چور میرے زخم کا زور خاس سے کم نہیں یہ ذرا تاثیر میں کڑوی دوا سے کم نہیں لال کر دوں گا تجھے تیری دعا سے کم نہیں</p>	<p>سایہ تاج کدایا نہ ہمارے کم نہیں رنگ اُٹے منہ سے کنیا کے اگر چڑی گندہ جھڑن نالہ سنائی لی کا ناتھ چل دیا دل غجب چکے تو بجلی جیسے نالے تو وعدہ بھول ہی پیش نظر دست خالی یا رکھا سوکھے گھاٹوں تشہ دیدار تر سے جاچھین حشر بر پا چال ہی صبح قیامت روئے یا ابر و خراگان نامت منہ خیر و سنان وقت پر جو چاہو اکلو دلسے کتے ہوتے ایڑیاں رگڑا کر دن کب دم نکلتا ہوا دست نگین سے جو اس سفاک نے گھائل کیا بات جو حق ہے وہ سن لہجہ حق سے نہ ڈر تھکر گئے لے دے مری گلگون تو لے پر بنان</p>

<p>گو ہر دندان تری حب الشفا سی کم نہیں مصطفیٰ حیدر سے حیدر مصطفیٰ سی کم نہیں</p>	<p>اصل بیاؤتیاں ہرین ہا سیجا زمان خون ہی دو نو نکا ایک اور ایک ہی ہر شہ</p>
<p>کافر دیندار سب سے قدر دم بھرنے لگے شہر اوس بت کا خدائی میں خلاسی کم نہیں</p>	
<p>۲۰ اے سیجا تمہیں یہ مرتے ہیں پانی چاہہ دفن کا بھرتے ہیں نہ چھری آپ ذبح کرتے ہیں کل سے گیسو بہت سنورتے ہیں بج غم سے نہیں ابھرتے ہیں انہیں قدموں پہ ہاتھ دھرتے ہیں سر و گلشن بہت برتے ہیں نئے جو بن ترے ابھرتے ہیں جھکے کانوں کے جب اترتے ہیں آپ باتوں میں گل کترتے ہیں گراؤنگ جب بکھرتے ہیں لاکھوں صدقے وہیں اترتے ہیں آپ تورات بکھرتے ہیں دل پہ صدے جو کچھ گرتے ہیں انہیں چالوں پہ لوگ مرتے ہیں</p>	<p>ہم تو دم آپ ہی کا بھرتے ہیں حضر نظر نہیں کھرتے ہیں الحذر کیا غضب کی جتوں ہر اک نہ اک آج بچا نیسے کا ضرور لہر دل کی ہرین ڈبوتی ہے سر اگر کاٹے تو آف نکریں بانگین سے مٹائیے چسکر منخل قاست میں گلتے بھرتے ہیں عقد پروین فلک بناتا ہے ہر ہنٹھ چلتے ہیں صورت مقرر کوئی ہر گر اٹھا نہیں سکتا ایک صدقے جو انہ ہوتا ہے کس گھڑی ہم مراد کو پوچھیں وہ بھی سن لیں تو آنکھوں میں ٹھوکر دن سے جلاتے ہر دم سے</p>

<p>چٹکیان لے رہا ہے جوش شباب جو خدا سے ڈرین ولی ہو جائیں بات کمر چبا گیا وہ شوخ دلین آتے ہیں میری آنکھ کی راہ</p>	<p>سکیان دقت پر وہ بھرتے ہیں جنت حاکم سے لوگ ڈرتے ہیں نزع ہے جیتے ہیں نہ مرتے ہیں گھر میں کوٹھے سے ڈرتے ہیں</p>
<p>قدر رخصت اپنا خاکا ہے اُسین استاد رنگ بھرتے ہیں</p>	
<p>شب فراق میں ہم یہ خیال کرتے ہیں ۱۳ مشال بدر جو کس کمال کرتے ہیں لحمین خوب نکیرین چال کرتے ہیں سنا ہے قدر ہر اک سے سوال کرتے ہیں وہی تو مصحح قدیم ہی معنی باریک شراب ایک ہی کوثر کی ہو کہ لندن کی امید ہو سہم صورت سوال ہی اپنی ہماری لاش تک آتے جگر دلتا ہو چبا کے پان دکھاتے ہیں اپنا گنگہن کلیجا دلتا ہے کیا ہولناک ہے شب ہجر شبصال میں کیونکر انہیں نمایاں ہم میں جانتا ہوں کہ گھر آکا آپ مٹا ہے</p>	<p>کہ دیکھیں سوتے ہیں یا انتقال کرتے ہیں جب کا کر آپ کو پہلے ہلال کرتے ہیں زبان غیب میں مجھے سوال کرتے ہیں ہم آج آگ میں پیسہ کو لال کرتے ہیں کمر کا جب پیشتر احتمال کرتے ہیں اک اپنے واسطے زہر حلال کرتے ہیں زبان حال سے ہم عرض حال کرتے ہیں صلا حین دور سے گزرتا حال کرتے ہیں وہ آج آگ میں چمکے کو لال کرتے ہیں کین لحد کے فرشتے سوال کرتے ہیں یونہی تو روز ہمیں وہ نہال کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ دل بایکال کرتے ہیں</p>
<p>غزل پر اپنی یہ کتے ہیں قدر کا غزل</p>	

	کلام اُلتے ہیں اپنا کمال کرتے ہیں	
<p>چھری سے آپہن کو حلال کرتے ہیں وہ خواب میں بھی کسی کا خیال کرتے ہیں عزیز دیکھئے کیا میسر حال کرتے ہیں کہ آہوانِ حرم کو حلال کرتے ہیں وہ چھپر چھپر کے خود بول چال کرتے ہیں کبھی جو بشت میں چل بل غزال کرتے ہیں کہ بے چھری ہیں دونوں حلال کرتے ہیں ملا کے دونوں کو ہم ایک ال کرتے ہیں حضورِ مٹھی چھری سے حلال کرتے ہیں ہماری خاک کو گردِ مال کرتے ہیں</p>	۱۱	<p>جو چشم ہم تہ ابرو خیال کرتے ہیں فدا ہم اُنیہ عبث جانِ مال کرتے ہیں جو دم فنا ہوا مردہ بدست زندہ ہے ہماری دل کی امید و نکو توڑتے ہیں خمش بیٹھنے کا لطف ہم ٹھالتے ہیں بتھاری آنکھ کنگی گردشِ جنون میں آتی ہو یاد تمھارے ابرو زمین ایک سے ہو اک بڑا وصال میں یہ رگڑتے ہیں انگلیوں کی ہنڈی عجیب پیار کی نظروں سے گھورتے ہیں بیاب وہ مٹی دینے کو آئے ہیں غیر کے ہمراہ</p>
	یہ کل کی بات ہے قدر بڑا سا قد تھا جو ہاتھ پاؤں ہوئے پائمال کرتے ہیں	
<p>کب ہمیں عقل و ہوش باتے ہیں چھوڑو چھوڑو ابھی ہم آتے ہیں آزمالین جواز ماتے ہیں خود بھی جلتے ہیں جو جلاتے ہیں وہ بھی آتے ہیں ہم بھی جاتے ہیں بیڑی منت کی وہ بڑھاتے ہیں</p>		<p>کوسون وحشت میں دوڑ جاتے ہیں دامن اس نقشے سے چھڑاتے ہیں ہم کفن باندھے آج جاتے ہیں دیکھئے حالِ شمع و پروانہ اندون صاف سے ہرہ الفت زلف پر پیچ آج اٹھتی ہے</p>

ظلم و ستم ہے ستم پر ستم تارے گن گن کے کاٹتے ہیں رات جان بچنے کی کون صورت ہے ہے تپا سچہ فتنم و جبرہ اللہ یوسف دلی جستجو میں آج خسکہ کی تو نہ دے طمع و اعظا حضرت دل تھاری رانوں پر بند کی آنکھ ہو گئیں آنکھ میں دم نکلتا ہے اپنا اے عیسیٰ دل نہ بھولے گایا درد سے صنم	ساتھ غیرہ دے کے آپ جاتے ہیں دانت اُنکے جو یاد آتے ہیں زندگی جن سے تھی وہ جاتے ہیں رخ جبرہ سہا اسی کو پاتے ہیں قافلے آنسوؤں کے جاتے ہیں رند کب تیرے دم میں آتے ہیں پھسلے پڑتے ہیں پھسلے جاتے ہیں آنکھ پر دے میں ہم ہلاتے ہیں تم نہ آؤ گے ہم تو جاتے ہیں اس پر تران ہم اٹھاتے ہیں
--	--

قدر مہاسر ہے یہ دنیا
لاکھوں آتے ہیں لاکھوں جاتے ہیں

۱۵ پہر اسکے بعد ہو یوں کنا عید کے دن مگر اُترتا ہے اسکا خمار عید کے دن کمان سے اُپکو پوچھون نگار عید کے دن برس میں پائے وہ دونوں قرار عید کے دن گھڑی گھڑی نکر دتم نکھار عید کے دن شب برات کی راتیں ہوں یا عید کے دن گھر سے ہیں مسجد میں بادِ خوار عید کے دن	دبڑی جماؤ ملو عطر یا عید کے دن صیام میں ہمیں کچھ گھڑی کی چڑتی ہے بتا دینے تو کہ نکلا کہ ہر سے عید کا چاند بنے ازل میں جو دونوں وہ عارضِ شفاء یہ دن وہ ہے کہ سب اپنے پائے آتے ہیں خدا کرے کہ تر سے زلفِ رخ کی دہوم ہے گئے تھے روزہ چھڑانے کو پڑی ہو نماز
--	---

<p>حضور بوسے عنایت ہوں گوری گردن کے شب وصال میں چپ چپ حضور بیٹھ رہیں کہ ہر گیارہ بتوں سے مرا گلے ملنا دل و زبان و لب و سینہ وصل میں بجا رہیں ہو سے جو خونِ سلمان تو ہاتھ کیا آیا شب وصال میں ہوتے ہیں ہم جو شاویر دھکائی چاہیئے محراب و دنوں ابو و نکی</p>	<p>گلے میں چاہی ہو لو کا عید کے دن کہ حطیح ہو کوئی روزہ دار عید کے دن وہ کیا ہوے مے پروردگار عید کے دن کہ ایک عید میں ہوں ہو جا عید کے دن لگانہ ہاتھ میں ہندی گار عید کے دن بنے سرور ہمارا فر عید کے دن کرین دو گانہ ادا جان شاعر عید کے دن</p>
<p>لپٹ کے قدر سے بٹھکا دل جلی گئے گھر نم گ لینے کو آئے تھے یا عید کے دن</p>	
<p>متلون</p>	
<p>جائیے کیا کو چہ دلدار میں کیا عجب آئندہ ہو سنگ مزار بزم میں تڑپا دل پڑ دغ کب یار کے کوچے میں ہیں سب عقل پریش تھر تھی کج جنبش ابرو سے یا کاشٹے ہیں ہونٹھو کو غصے میں کب صبح کو کاٹوں گا میں اپنا گلا سحر سے آنکھ نہیں جو اے رشک حور</p>	<p>۱۵ ایک بھی روزن نہیں یواریں مر گئے ہم حسرت دیدار میں قص ہے طائوس کا گلزار میں بک گیا سودا مرا بازار میں گر پڑے ہم ایک ہی تلوار میں گھولتے ہیں تن روہ گفتار میں رات جو کٹ جائیگی تکرار میں محبزہ ہی آپکی رفتار میں</p>

تار سے ہی گنتے ہے اے انظار	کاٹ دی شب دیدہ بیدارین
پاگئے انعام جو گلہ رستے لے	مین بھی تو دل لایا تھا سکر مین
خیر ہو یا رب کے شطون کی آج	بیٹھے ہین وہ مجسم غیار مین
سینے مین ملت انہین دکھ پتا	ڈھونڈ سہیئے تو طرہ طرار مین
ضعف سے جنبش نہیں کیا تم پر آسے	تاب یہ کہ بیم دل جیسار مین
طوق ہین یہ کافی دیندار کے	قیار ہین وہ سبجہ دزار مین

صاف ہین اجاب کے دل قدر سے

رہتا ہے وہ آئینہ بازار مین

ستمائے نئے آسمان کھینچتے ہین	یہ تو ٹانگہ کے ہم کمان کھینچتے ہین
جو اک آہ ہم نہ تو ان کھینچتے ہین	سپر ٹنڈہ پہ ہفت آسمان کھینچتے ہین
سزا پائی جوئی کی تعریف کر کے	وہ گدی سے میری زبان کھینچتے ہین
رگون سے سہنا لے ہوئی ہین بدن ہم	کلوں سے یہ بارگراں کھینچتے ہین
ہو سے بد جو اس ایسے عاشق کشی مین	کہ خنجر کے بدلے کمان کھینچتے ہین
وہ میکش ہین انکو دل کا بند ہے تو	ابھی بادہ ارغوان کھینچتے ہین
کمان دیکھین لیجاتا ہے آب دانہ	یہ دونوں فرشتے کمان کھینچتے ہین
اونہین جذب دل کی کندوں کے عاشق	جہان چاہتے ہین دہان کھینچتے ہین
دیکھا دو گار دون کو ایک آہ کر کے	کہ ناتے کو یوں سار بان کھینچتے ہین
کلیجہا ہمارا خود آہن رہا ہی	وہ آئین ہم ادنی سنان کھینچتے ہین
سکیر و نکو بھی قسطنی ہو لازم	جہادوں پہ سب بادبان کھینچتے ہین

یہ کانٹے ہیں پھل بیان کھینچتے ہیں	بھوون پر پین دہا سے یتاب مائل
<p>عسزل کتہ میں ق ر اپنی عسزل پر یہ کھینچی ہوئے ہے پسر کمان کھینچتے ہیں</p>	
<p>کبادہ کھنچا اب کمان کھینچتے ہیں سمت راد کی عنان کھینچتے ہیں کبھی دست پیر مغان کھینچتے ہیں ہمیں دار پر یہ جوان کھینچتے ہیں فرشتے مر تار جان کھینچتے ہیں ہمیں تم یہ بارگراں کھینچتے ہیں وہ کیوں خنجر خون نشان کھینچتے ہیں کہ تصویر موعے یہ اپنی کھینچتے ہیں جو اک سانس ہم ناتوان کھینچتے ہیں سحاب آکے جب باد بان کھینچتے ہیں کرے پروہ اک لکشان کھینچتے ہیں کہ میری شبہ میں جان کھینچتے ہیں کلجے پروک سنان کھینچتے ہیں</p>	<p>۱۳ گئیں نرمیان سختیان کھینچتے ہیں وہ چوٹی کے بیچ اب جہان کھینچتے ہیں کبھی پاسے ساتی یہ ہم لوں تے ہیں قیامت سے قامت کا حسن لپا کرینگے رفو کیا وہ چاک لہر کو اٹھائے گا کیا عشق کا بوجہ گردن چھری ہو وہ سینہ ور کالا تشقہ نہ کیوں بال کی کھال ہم لوگ کھینچیں مہینوں ہی دم پھولا رہتا ہے اپنا غضب چل نکلتی ہے کشتی بادہ نکلتی ہے سر عجب مانگ سید ہی مصور بھی سب میرے دشمن ہوئے ہیں گلے پر نہاتے ہیں تصویر خنجر</p>
<p>کوئی موہنی اسکے ہاتھ آگئی ہے بہت ق ر کو قدر دان کھینچتے ہیں</p>	
۱۴ پھولوں ہی کا انبار ہے تاگوش چمن میں	کیا فضل بہاری کا ہوا جوش چمن میں

<p>گلا گشت کو جا سے تری پانوش چمن میں پھرتا ہوں میں کہو لے ہوئی انوش چمن میں کھو لو تو ذرا صبح بنا گوش چمن میں دزات پڑا رہتا ہوں بہوش چمن میں گلا گشت چمن میں بھی ہوں روپوش چمن میں یاد آتے ہیں اسکے لباموش چمن میں ہر دانہ شب بزم ہے در گوش چمن میں نیلوفر و سوسن ہیں سیہ پوش چمن میں چل تو سہی لے دھڑا موش چمن میں کیونکر نہ ہے سرو سبکدوش چمن میں شمشاد کو کچھ خاک نہیں ہوش چمن میں بڑھ آئے ہیں وہ تا کر دو ش چمن میں</p>	<p>کیا کے کیر قابل نہیں یہ سیئہ پردغ دیتے ہیں جو انان چمن یار کا دھوکا صاحب گل شب کے دہوئیں آج اڑاؤ عشق گل رخ کا کچھ حال نہ پوچھو میں مثل صبا ہاتھ نہ صیاد کے آیا کس پیار سے غنچوں پر گزرتا ہوں نہیں انکھیں پہنے ہیں عروسان چمن بھلون کا گنا سنبھل غم بلبل میں پریشان کیو ہے بال دکھلاؤں میں تجھ کو گل و بلبل کا ناشا بار آورون پر چلتے ہیں اس باغ میں پتھر ای یار نہیں دیکھ کے کتے میں کڑا ہے ہے فضل بہاری میں گل و سرو پیچون</p>
---	---

یا قسری و شمشاد ہیں یا بلبل و گل ہیں
 یا قدر کے ہمراہ وہ مینوش چمن ہیں

<p>۱۴ کیا غم ہے لے جنون جو ذرا ہم میں غم نہیں لومرٹھے مگر کہیں ملک عدم نہیں ہیں صاحبان آج تنزل سے جینبر آنکھیں تو سبیل میں پیوستے ہیں غم دل تیر نگاہ یار کے قہر بان جانیے</p>	<p>باد بہار بھی دم عیسیٰ سے کم نہیں آگے بڑھانے جائے گا اب ہم میں غم نہیں پیروں کے مثل پشت جو انہیں ختم نہیں یارب ہمیں تو خواہش بلغ اوم نہیں آنکھیں لڑا کے ہم میں جو دکھیا تو ہمیں</p>
--	---

<p> شہر و زمین بیچھٹ نہیں آہو میں نہیں کا سر فقیر کلمہ ہے یہ کچھ جام جم نہیں سر تک نیریز آپ کے سر کی قسم نہیں محراب کعبہ ہے ترے ابرو میں خم نہیں ہر روز آپ وصل میں کہتے ہیں خم نہیں عشق خدا نہیں ہے جو عشق صنم نہیں بدنامیوں کا خوف ہم مر نہ کا غم نہیں وہ کون ہے جو ہر ہی ملک عد نہیں اب دیکھتے ہیں ہم کہ وہ چشم کرم نہیں آنے سے رات تو نہیں یا آج خم نہیں </p>	<p> چتون غضب ہے آنکھ تمہاری جھلاو اگر دنیا ہو دیر سے جو نہیں ساتی جو اب ہے رکھ دوں تہم یہ کا ٹکڑا رشا ہوا اگر مڑگان نمازیوں کی صفیں بستیاں ابا لہو لے صنم کبھی ہاں بھی تو کیجئے زینہ عباد کا ہے حقیقت کے باہم کیوں بہو قتل کرتے ہر ظالم کہنگے سب عشق دہان تگاسے داغ خط خاناہو آنکھوں سے اپنی یار نے ہو کر دیا لے چرخ صبح ہوتی ہی اُن سے جدا کیا </p>
<p> لے قدر کو سے یار کا ہم سر جان میں اگر جانیں کشت نہیں ہر جسم نہیں </p>	
<p> ۱۴ ملکیا غواص کو گوہر لب ساحل کمان عاشق بیدل سے طالب لکڑی ہوا بل کمان بھوٹ تو منہ سے لے چلتا ہی ہو قاتل کمان واہ میخانہ کمان ساتی دریا دل کمان تو مے قابل کمان ہرین کے قابل کمان کشتی محبوب کمان ساتی دریا دل کمان کیوں بھی سے اٹھ چلو تم ہی مکمل کمان </p>	<p> بے شقت کام دنیا کا ہوا حاصل کمان دل کو لیکر لانا سیکے ہو اوت قاتل کمان لے سوکھا حلق آب تنغ کے قابل کمان سب جانیں فیض جاری عرش پر تو خدا تو شہ اقلیم خوبی میں گدے عشق ہون ہر مثل ملاح و چرین است و کشتی در زنگ آنکھوں کا ٹپن ہیں راتیں ہمنے تارون کی طرح </p>

<p>دیکھنا گھریاں بنکر بوتا ہے مل کمان آپ جس دوا کے خواہاں ہیں حاصل کمان بندہ پرور آپ کی نگھیں کہ ہر پرنی کمان اس سے بہتر کوئی سیر نہ حاصل کمان سچ ہے صاحب ہم کمان اپنا پکی محفل کمان اس عدم کی راہ میں پہلے ہونی منزل کمان</p>	<p>کیا درجانان کا اے قاصد پتا بتلائیے ہاتھ خالی رکھتے ہیں ہم لوگ نقد صبر سے غیر کا کیا دہیان ہے اچھی طرح باتیں کج آنکھ میں آنسو بھرے ہیں گردہیں ترکان تر غیر آئین شوق سے دیو پٹری پر اپنی روکنا وقت شب نہ بن کا ڈر ہر دم نہ کوئی ہمسفر</p>
<p>کیا کہو گے قدر بولو تو جو بوجھے گا خدا عمر غفلت میں گزاری تو نے اسی غافل کمان</p>	
<p>چینٹنیوں نے کھائی ہوئی کوکھن کی ٹہریاں ہیں خس و خاشاک مرغان چین کی ٹہریاں سب نفیر و غین ہوں صرف اہل سخن کی ٹہریاں آج تو کیا درد کرتی ہیں بدن کی ٹہریاں جھلکے لنگا لاکھ دیکھیں برہمن کی ٹہریاں سو کھلکا کاٹا ہوئیں ہل کے تن کی ٹہریاں ہم بنائیں گے قلم لکیر ہرن کی ٹہریاں چور کر ڈالے کوئی ہرننگن کی ٹہریاں دور سے گن بیچئے میرے بدن کی ٹہریاں مل گئیں ہیں خاک میں ہر ستین کی ٹہریاں صورت ناقوس بولیں برہمن کی ٹہریاں</p>	<p>۱۴ عشق شیریں میں گم لین اس خستہ تن کی ٹہریاں آتش گلزارِ بھڑکی ہے چین میں اٹھ کیا عجیب تاثیر ہو شور سخن کی بھر مرگ وصل کی شب کیا باہانہ سوچا کرتے ہیں آتش کھڑا آب میں بھی سرد ہو چکے ہیں ٹے وہ فصل بہاری اور یہ گنجِ قفس چشمِ آہو کی سیاہی سے لکھینکے صدفِ چشم وہ بھی جانینِ صدمہ پہنچاؤں تو ہوا چوہ ایسیجا اس طرح کی لاغری دیکھی نہیں بوٹیان اکسیر کی کیونکر نہ نکلیں خاک سے وہ صنم معجز نما باتیں جو مردوں سے کرے</p>

<p>واسطے قطرن کے لینا میرے تن کی ٹڈیا دفن کر دو اپنی بے گور و کفن کی ٹڈیاں</p>	<p>خطا جو لکھے گا قیدی کو تو میری موت سے بس سزا پائی کما تک ٹھوکرین کہا یا کرین</p>
<p>بعد مرنے کے ہوا اسے قدر یہ بارگناہ ہو گئیں تابوست میں لاکھون ہی من کی ٹڈیا</p>	<p>چھپاتے ہو جہتہ تم روی روشن اپنا گلوگٹ میں نماری زلف شگون ہو کہ کالا جلیخانہ ہے</p>
<p>ہمیں تو صاف روشن ہو کہ اک شعلہ ہو لپٹ میں یہ زنجیر خمین قیدی بادل عاشق ہو لپٹ میں صدائے صورجان پانچون کی کھڑکھڑاہٹ میں یہ شب بھی جاگی کیا یونہیں زلفون کی بناوٹ میں کہ عالم کالے بادل کا ہیسی کی اودا ہٹ میں چھپا یا نیند عروس صبح نواس کی گلوگٹ میں</p>	<p>قیامت کی بہن چالین حشر برپا کرتے آتے ہو صفائی میں تو روے صاف کے دن فصل کاٹا ہنسی آجاسے ہونٹوں پر تو بجلی سی چمک جائے کہ اس ستر روے صاف پر کپکپ کرے گیسو کو</p>
<p>کہا تک خواب غفلت قدر آنکھیں اپنی ٹڈیاں پڑے بہن آج تکیے میں جو کل تک تھے چھپرے ٹڈیاں</p>	
<p>کیا ہو دستہ سنبھل یہ ہنسنے آشیان برسوں نہ سلجی ہیں یہ بھینگی یہ دولوں گتھیاں برسوں جہاں بھوڑا نکلتا ہی نہیں ٹٹا نشان برسوں کہ سر پرچاک اڑا کر دی جو باو خزان برسوں خبر ہوتا نہیں عشق سے وہ نامہ زبان برسوں قیامت کے بہن کیا منتظر ہم خستہ جان برسوں نہ آئیگی ہمارے جسم میں تاب تو ان برسوں</p>	<p>تصدق اُنکے چوڑے پر رہا ہی مرغ جان برسوں رہی نکسیاں برسوں رہی فکر دہان برسوں امیری کی فقیری ہو نہیں آثار جاتے بہن لایا خاک بینا گردن نے کس کا گلشن ہستی ستار ہے کہ لہتا ہی جھکتا ہے رولا تار ہے لگاؤ قبر کو غور جو ہونی ہے وہ ہو جائے بہن جھکے دیے ہیں اس قدر درد جدائی نے</p>

<p>یہی پردہ رہا ہے میرے آنکے درمیان برون چلے پھر اُس جگہ ہم چین اٹھائے تھے جہاں برون سگ جاناں چہا لیکھا ہماری ہڈیاں برون</p>	<p>اُسی آتش رنسا سے گھونگٹ جلے اُنکا بدن سے روح جب نکلی ہی کتنی ہوئی نکلی انزمر نے پہ بھی باقی رہ گیا سخت جانی کا</p>
<p>اُسی کو چے مین قسمت پہلے لے کر تھو بھی نبٹکے ٹھو کرین کما تے رہے لاکھوں جہاں برون</p>	
<p>بنایا ہے ہمیں جب کر چکے ہیں امتحان برون نپایا ہے پناہ لینگے کہیں تیرا نشان برون ہماری خاک سے اگتا رہے گا رخوان برون رہا ہی باغ میں ہر اک شجر پر آتشیاں برون رہی تھی زندہ درگور اس جگہ روح روان برون نہ آئے ہوش میں ہمست جا کم ن مکان برون بہت چہا نہ ہیں ہمیں بھی زمین و آسمان برون شنی ہوا انکے کو چے مین صدی یاسان برون رہ گئی مثل پیری باغ میں فصل خزان برون کہ ان ہاتھوں سے کی ہی خدات پیرخان برون</p>	<p>۱۱ سے ہمیں عالم ذات مین ہم ناتوان برون جو لاکھوں گردشیں بھی کھائیں ساتوں جہاں برون اختر زخم جگہ کا ایک مدت تک نہ جائے گا چمک کا پتا پتا ہم سے اے صیاد واقف ہے ہوا ہی مگر گئی پر جاے عبرت قالب خاکی بیلے لکھ کر بلا کا نشا اٹھ چڑھ گیا یارب نہ تما سوزہ پرور ہے نہ تما مہر پرور ہے مہر سے ہیں کان اپنے کیا صدی صورتیں جو اناں چمن کو اس قدر لوٹا ہے گلچین نے رہو نگہ جام کوثر سے نہ خالی ہاتھ اے واعظ</p>
<p>محبت میں اٹھاتے قدر کیون احسان اعضا کا مثال دل کیے ہیں نالے ہننے بیزبان برون</p>	
<p>چمکی ہمیں مدح جلی جاگری عدن میں پروانہ ہون چمن میں بلبل ہون انجمن میں</p>	<p>۲۱ لب پہنسی جو آئی دندان کھلے ہن میں مہر و پیغوب لایا مین عاشقی کے فن میں</p>

کیا کلفشان زبان ہی اس تنگ تروہن میں
 دل رخ سے اڑ کے پونہ چا گیا ہے پر شکن میں
 کس زبداہ کس کو یاد آرہی ہے اسکی
 جوش جنون سے ایسا کانٹوں میں بہہ گیا ہوں
 رقت میں منہ لپیٹے میں اس طرح پڑا ہوں
 ٹھوڑی پہ خال نکلا یا نہ غرض دل سے
 گیسو کی ایک لٹ میں دل تھپاتے ہو صد ہا
 جوں ترانیاں ہیں پوری کو سانیان ہیں
 یہ دل کا آئینہ بھی جسم جہان ناہی
 میں یا میں رخ پر مڑتا ہوں ایسا گھس کر
 کیا جوش موسم گل جو بن پرا گیا ہے
 وہ پھٹ گیا ہی بادل وہ گھل گیا ہے سورج
 خنجر قدم بنے ہیں اور انگلیاں ہیں بھجپے
 اس در سے جلایا دیکھ سا جو وہ سرا پا
 منہ سے لگا جو اس سے پیٹھے جو ان منکر
 زلف دراز پونچھ بل کھا کے ایڑیوں تک
 مجھ کو نئے سوز غم نے ریشہ دو انیاں کیں
 پیکان دوزخ دم دل پراتا ہے رشک مجھ کو

بلبل چمک رہا ہی اک غنچہ چہرہ میں
 کعبہ عرب سے اٹھ کر داخل ہوا ختن میں
 ہچکلی لگی ہوئی ہے پیشے کو انجن میں ڈ
 مچھلی کی طرح مطلق خون اب نہیں بدن میں
 جس طرح کوئی مردہ لپٹا ہوا کفن میں
 یہ دلو حسن ڈالا تیری چہرے میں
 کتے ہسبکی مشکین تم ایک ہی رسن میں
 خالق کجا تا ہے خلقت کے پیر میں
 عزت کی سیڑھیوں میں بیٹھا ہوا وطن میں
 میسر کفن بنا لو اک برگ یا سن میں
 پھولی نہیں سہاتی ہر اک کلی چین میں
 وہ رخ چمک رہا ہے گیسو سے پر شکن میں
 تے نکادے ہیں ہر کشتوں کے پستے رن میں
 اک نگ لگ گئی ہے نمون کی تن بدن میں
 شامل تھی چوب چینی شاید مجھ کہن میں
 لپٹا یہ عشق بیچان یا خنسل ناردن میں
 دد لکڑیاں رکڑ کر لگتی ہے اک بن میں
 اپنی زبان دید و تم بھی مے دہن میں

اے قدر چاند نیس آیا کئے گن مین

ردیف واو

تیرے دونوں کے ہرین دونوں مجھ کو دکلا رہا ۱۷
 تیغ افکن ہرین وہ آنکھیں تو نگہ برق انداز
 اک ہلال رمضان ایک سے تلوار ابرو
 دل نہوصاف تو ظاہر کی فقیہ کی کیا مال
 قدر انداز ہرین پلکین تو کسا انداز ابرو
 اختر و صبح و شب روز و ہلال اک جا مین
 کبھی محراب و عاہلین کبھی شمشیر و غا
 قاب تو سہیں کی رمزین ترے غمدا ابرو
 عکس سے ابرو و سکنے یار ہوا چار ابرو
 طور و یدار جبین کعبہ دیدار ابرو
 دست شفقت ہرین پئے مردم ہمیں ابرو
 ہو گئے گیسو بچان کے طرفدار ابرو
 چہرہ ہی دائرہ حسن تو پرکار ابرو
 سر پہ ہر وقت ہرین کھینچے ہوئے تلوار ابرو
 لاکھ بانکا ہو تو چھینیں ابھی ہتیار ابرو
 یاد آئے ہرین مجھے جب تو کئی بار ابرو
 قد بالا یہ تماشا ہوئے خمدار ابرو
 برجی مژگان ہے چھری آنکھ ہی تلوار ابرو

ہم تجھ کا تے ہی ہے شوق سو گون ای قدر

بل کی لیتے ہی سے ناز سے خمدار ابرو

ٹھکانا اب نہیں جیسا دنگے گھیرا گلشن کو
پھٹک جاتا ہر کیسا دکھ کر عاشق کو فرج
دم تک میٹر پے کون جھجکے کون مقتل میں
چلے پیخانے سے سیکش گھر نہ بھلا دیوانے
سلانی پھیر دو غیر ونگی آنکھوں میں تو بہتر ہی
سنا جو قوت دم بھر تاتھایہ چاہ زرخندان کا
کہ رت آنکی طلیت میں جو دنیا میں ظالم
چلا جب حسن خطا بڑھنے سے پھپھتی کسی ہنسنے
غنیمت ہے کہ جھک کر لو لکڑی ہار کر تاسے
وہ سید ہی سیف بن جائے تیر میں جب کہ اٹھا ہار

۱۱
اکی شاخ طوبی سے تو اب میرے شمس کو
لگا رکھا ہے اپنی چال پر کیا اپنے دوسرے کو
وہ دیکھیں میری چوٹ کو میں دیکھوں انکی چوٹ کو
سہارا کی چلے پیلے کے پیلے میرے گلشن کو
عجبت تھیں کیا ہی بند دیواروں کو رذن کو
کیا تالاب فور اکھو کر عاشق کے دفن کو
ملی ہو روزِ خلقت سے سیا ہی سو آہن کو
یہ دیکھو چو نیشان کھینچے لیے جاتی ہیں خیر کو
جو بیچ پوچھو تو رہ رہ جاتا ہوں اپنے زہن کو
ختم شمشیر میں جہدم جھکایا اپنی گردن کو

مے زخم جگر اے قدر اشکوں سے ہرے ہو گئے
اگر ابر بہاری نے کیا سب بزل گلشن کو

۱۱
بڑا یا خال نے اور اعتبار رو سے رہن کو
نہ پوچھو کھیل قدرت کے عجب نیاباتی ہے
تمہاری سادگی پر آنکھ پڑتی ہے زبانی کی
اسیران چمن کی خیر ہو میا و ظالم نے
یہی کہہ لیا ہے مجھ سے دل اس آئینہ رونے
چنار و نکوحائی پنجے بخشے یا خدا تو نے

کسوٹی پر گائے جسطرح سس کوئی گنڈن کو
مرقع کر دیا ہے باغبان نے معن گلشن کو
دیا کاجل عبث دہنا لگایا روی رہن کو
چڑھائیں آستینیں کھینچ کر باندھا ہوا ہن کو
کہ اس آئینے میں دیکھا کرونگا اپنی خوبن کو
مسی مالیدہ لب تو نے دیے گھمائی سون کو

<p>شب گیمین روشن کر چار غرور و شوں کو ذرا بادل کر جنے میں سنو مور نکلی شہن کو چھری بنو ایسے کٹا کیسے سیری طوق پہن سہارائی ہو تو بڑے قہر کے کوئی گردن کو</p>	<p>آزادی منہ سرگرمی صول کی تہ ہے سہارائی صدا طوطی کی ہر نقار خانے میں نشانی کچھ تو رکھیں اپنی سوا کی گیس اپنے خزانہ میں تو رکھیں کی تھی اسنے کروں مینا</p>
<p>ذرا اے قدر بچا پنے ہو تم دوست دشمن کو</p>	<p>کوئی ہے نور کوئی نادر کوئی نکل کوئی کانٹا</p>
<p>صدت صادق اگر ہے در کیا بھی ہو اس پہ تو چاہتا ہے دولت عقبی بھی ہو فائدہ کیا اے صاحب کوئی منتا بھی ہو کس جگہ ڈھونڈیں تجھے تیری کوئی جا بھی ہو ساتھ ان گالیوں کے چاہیے بوسا بھی ہو تو بھی ہو اور ترا عاشق شیدا بھی ہو اتنی بارش تو ہوئی موسم سرا بھی ہو تم تو قابل بھی ہو اے یار سیجا بھی ہو تم حرف را ہو تو کوئی عالم بالا بھی ہو کیا عجب باتہ بھی ہونا تے پر اپنی بھی ہو ہم بھی ہوں آپ بھی ہوں چلے گا جا رہی ہو تو بھی میری طرح حال تھا را بھی ہو اسکا جب لطف سے انسان کو سودا بھی ہو تم جو دل ہو تو کوئی دلیں سودا بھی ہو</p>	<p>۱۵ چشم حق بین ہو تو اللہ کا جلو بھی ہو یہ بھی ہو وہی ہو دولت بھی ہو دنیا بھی ہو کیسے نالوں سے اٹھالوں میں زمانہ سرور لا مکان نام ترے گھر کا ہے طلب سمجھے جھوٹا کھاتے ہیں مکر جان تو شٹھے کیلے دیکھیں کس طرح جسے پھر گل و بلبل کا رنگ ٹھنڈی سانسین تو بھرون روز کا ونا گنگ آنکھیں تو قفل کریں ہو نظھ جلا میں کیا خوتا ہے خودی اتنی تو کوٹھا بھی کوئی بنوا دیکھ تو دڑا اے قیس بگو لو نہ سنج دھرا رہا ہے یہ پٹی سے چٹنا اڑا مہر ماتے سنکر مے چلا اٹھو انشا را اللہ ذکر مذہب پر الجھتی ہے طبیعت اپنی ہنہ چھاتی سے لگایا ہے کوئی بوڑھو</p>

کرتے دھرتے نہ بنے حضرت موسیٰ سے بھی کچھ
قدر کیا جائیں کبھی نگہ سے دیکھ بھی ہو

دل کو تم آنے دو ہاں آنے دو	۱۵	خوب نہ دیر مری جان آنے دو
ٹپکی پڑتی ہے مری رال انچ		آنے دو منہ میں زبان آنے دو
کچھ میں سایہ ہوں کہ چڑھ جاؤنگا		زیر دیوار مکان آنے دو
زاہد و بادہ کشی دیکھیے گا		روز غیر رمضان آنے دو
دیکھیں ایا رکاحسن ابدی		بلبل و فصل خزان آنے دو
نکل آنے دو عدم کا دھرا		زلف تالموے میان آنے دو
پھر مجھے روک لیں دربان تو سلام		اتنا کہد تیجیے ہاں آنے دو
واہ کیا زلف ہے کیا چھاتی ہے		دل وہاں ہاتھ میان آنے دو
کیچنے دوہیں آغوش میں تنگ		آنے دو جسم میں جان آنے دو
سخت جانی سے ہوں لوہی کا تو		اور ابھی کھچکے کان آنے دو
ابھی انگلیا سے عبث کتے ہو		کچھ تو لے سرور و ان آنے دو
ٹھہر رو زند و ابھی دے عطر دے دو		اب وہ جانا ہے کسان آنے دو
دیو مجھ پران سے لڑو گنگا کشتی		اسکے تم تاب نہ تو ان آنے دو
لو مے دل پہ نگہ ڈالو تم		لو کیلجے میں سنان آنے دو

تیغ کھینچے ہوئے فراتے ہیں

و در کو آج میان آنے دو

وہ بات کیجیے کہ کوئی خردہ بین نہو ۱۴ وہ یار ڈھونڈیے کہ جہان میں نہو

<p>دامن نہو ہلال صفت آستین نہو کوٹھ احضو کا کہیں عرش برین نہو صیاد سے کہے کوئی چین بر چین نہو جس نے جلا یا ہا کہو کہیں وہ تمہیں نہو کیونکر وہاں زخم سے صدا آفرین نہو سبز اس چمن میں کبھی یاسمین نہو جب تک نگاہ شوق مری خرد بین نہو سونہا ہو وہ مکان کہ جسمین کہیں نہو ساتی پلائے جائے مجھے جب تک نہیں نہو تیری طرح تپان کوئی زیر زمین نہو کچھ بات ہے کہ ابکا ثانی کہیں نہو اے یار تیری آنکھ اگر سر گین نہو</p>	<p>وحشت میں کچھ سوا سگریر بان نہیں نہو تم نے بلالیا ہمیں مہراج ہوئی اب میں پھر کچھ کہے نہ اُلجھو گا دام میں اُس شعلہ رو سے حشر میں پوچھینگے دلچلے کیا کہنا اب تو خوب ہی طیار ہاتھ ہے جس آبجو میں دھوئیے رو صبح کو ہرگز نظر نہ آئے گا انکا وہاں تنگ نئے یار دل اُجاڑے کیونکر ہا کرے جب تک نہ درد سر ہو مٹنی لوگا لے جا آتا ہے زلزلہ تو یہ کہتا ہوں دے میں مغرور اپنے حسن پہ ہو دیکھو اُنسہ اندھیر پھر زمانے میں کاہیک کو کبھی</p>	
	<p>نالان ہوا جو میں پس دیوار بول اُٹھے دیکھے تو کوئی وقت در ہمارا کہیں نہو</p>	
<p>دل بتیا بنے پرا اور اُبھارا ہمار کو کھل گیا حال رہ راست کا سارا ہمار کو سب سے وزنی لفظ آتا ہے یہ پار ہمار کو صف شرکان نے ترے پار اتارا ہمار کو ہوصال اب نہیں کچھ ہجر کا چارا ہمار کو</p>	<p>۱۲ کم نہ تھا یہ تر اگوٹھے کا اشارا ہمار کو پشت مسجد کی ہی کعبہ کی طرف لے دغا ایک عالم کی سائی ہے دل مضطرب سر چڑھے تھے تری زلفوں کو بون کپری خلوت قبر میں ٹھہری ہے ملاقات انکی</p>	

گر گئی آپ کی تلواریں اور ایزا رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے غیر حساب سرمیں جب آگ لگی جا سکے کبھی تلووین گایان کو سننے دھکی بھی ہڑکنا بھی سی دل روشن بھی کتا ہڑ کہ قدرون سے لگین دل میں شعر لکین منھ میں زبان شیرین	سکے گا اب اس آرزو سے دوپارا ہو کو بس تری ذات کا رہتا ہے سہارا ہو کو چڑھ گیا شمع کی مانند حرار اہم کو تم لپٹ جاؤ تو سب کچھ ہے گوارا ہو کو اپنی جوتی کا بنا دے وہ ستارا ہو کو من و سلوی ہی خالق نے اُتارا ہو کو
--	--

پہلی بازی میں تو دل مار گئے ہم اے قدر
اسکے تھے میں دو دل عشق میں ہمارا ہو کو

نہیں رہا نہ کنایہ نہ اشارا ہو کو زندگی میں کہیں ہوتی جو صفائی باطن کا جل آنکھوں سے جو پوچھا تو تماشہ کھیا ایک ہی ہاتھ سے تالی بھی کہیں سجتی ہو دل پھرک جاتا ہے جب آنکھ پھرک جاتی ہو مرتے جیتے تری الفت میں کٹی ساری عمر اپنا گھر بچکر آسکو انجی لے لیتے ہم راہ نکتے ہیں ترے حکم کی سر حاضر ہے ہو گیا کو پے جانان کی طرف رُخ اپنا تیرے رخسار پر اپنا دل روشن ہو تیار تیرا دل جانتا ہے جتنا تجھے چاہتی ہیں	۱۳ وہ ادھر آنکھ اٹھی تیری وہ مارا ہو کو جانتے چشم لحم آنکھ کتا مارا ہو کو نات آہو میں ملا عجب سارا ہو کو جو ہمیں پیار کرے ہر وہی پیارا ہو کو چو لڑی خوب دکھاتا ہر چکارا ہو کو لے نے زندہ کیا اور آنکھوں نے مارا ہو کو اپنے کو پے کا جو دیتا وہا جارا ہو کو اب رو تیغ سے کافی ہے اشارا ہو کو جس گہری قبر میں یاروں نے اُتارا ہو کو چاند کے پاس نظر آتا ہے تارا ہو کو دل سے آنکھوں سے کھینچے ہو ہے پیارا ہو کو
--	--

<p>پنج در پنج ہین اسمین ترے رفو کو خیال سر ملایا کوئی سانچو نکا چار ہکو</p>	
<p>ہر چہ در کان نمک رفت نمک شدا ی قدر جا کے پاس اُسکے ملا دل نہ ہمارا ہمکو</p>	
<p>محض ناوا قفس تھے ہم بر ہم نہ ای صیا ۱۵ ایک بوسہ ہو عنایت بھڑک جلاؤ دونوں عارض سے تمھاری خاک ہو بر باد چاہیں عشاق آپ سے معشوق کی بجاؤ طفل آنکھ لکھو کج جا کر بچہ نہیں بچتا بھی مجھے تمھارا چہن مین وہی وقت آگیا سچ مین بھی خندہ پیشانی ہی رہنا چاہیے بٹیریاں بچناؤ یا قیدی بناؤ زلف کا مجھے نفرت ہی تو بیشک ہو پر ز اداسی دل نے پاؤں جو کی تلوون مل ڈالا پھر بہا ر آئی ہے پھر میرا جنون زور دینا کان اپنا سب کچھ دے مین ہماری نام سے ہاتھ مین تار گیریاں پاؤں مین ہون آئے جس جگہ دیکھے کوئی سب سے تمھاری کج بھلا</p>	<p>ذریعہ تو کر ڈانا اُسکے اگر زیادہ ہو قتل پر مین یون ہون راضی اگر جو ارشاد ہو آتش غرور ہو یا گلشن شاد ہو قریبان چاہیں تو جو نالہ ہو وہ شمشاد ہو گھر سے کیا یاد ہو طفلی مین جو بر باد ہو مدتوں کی بات ہے تمکو بھی شاید یاد ہو منہ سے جہنم زیادہ شور سار کا باد ہو مجھ پہ جو ہونا ہو وہ جلد سے ستم آگیا ہو آدمی سے اُنس ہو اُسکو جو آدم زاد ہو تم بڑے بیدار ہو میرا ہم جو جلاؤ ہو فصد اگر کھولے تو سودا کی ابھی فضاؤ ہو اسمین یا وامق ہو یا مجنون ہو یا فریاد ہو دل مین درد آنکھوں مین آنسو ب پر کسی یاد ہو سکدے مین محنت ہو باغ مین صیاؤ ہو</p>
<p>اپنے گھر تک ایک آنچھ مین لگالائے انہیں قدر کیا کہنا تمھارا تم بڑے استاد ہو</p>	

<p>کیوں مری دلکنی جس لقا کرتے ہو پاسے ناک کو جو پا بند نہ کرتے ہو تم وہ ہو اہل جہان تھے کنارہ اچھا کوئی اتنا نہیں مشوق توں ہی پوچھے اتنا دیکھو لے حضرت دل بھر اسی جانب کو چلے دیکھتا ہوں نہیں جیسے بس نظر آتے ہوں نہیں کیا تعجب ہے کہ تم لوگ خدا بن بھو لب جان بخش ہو میں نہ بھڑکوں جاے ہم کو کیا آپکے عاشق میں تالیق نہیں یہ دو علم تو نہ بھائیگا کسیکو صاحب کیا مثل ہے ہوی ہر دم دے دہر کا رکے کیا قیامت کی ہے رفتا عیسا ذاباں تکے چنواؤ گے تم عشق مزہ میں شاید ایک جا ہو تو کوئی ڈبو نہ نکالے نکو آنکھ لڑاتی ہے مجھے زلف میں تم بچاؤ</p>	۱۶	<p>کسا گھر ڈھاتے ہو سوچو تو یہ کیا کرتے ہو کس طرح آؤ گے نہ فتنہ بپا کرتے ہو لاٹھیاں مار کے بانی کو جدا کرتے ہو کبھی عاشق سے بھی تم لوگ وفا کرتے ہو وہ ستاتے ہیں تو بچہ مجھے لگا کرتے ہو اس قدر تم مری آنکھوں میں بچہ کرتے ہو نہیں معلوم کہ کیا خوف خدا کرتے ہو اسی سیاحی کلنگ پیا کرتے ہو تم جو کچھ کرتے ہو اے یار بجا کرتے ہو کبھی ہمسے کبھی غیر و نئے ملا کرتے ہو ہم وفا کرتے ہیں تم ہم پر جفا کرتے ہو دو قدم چلتے ہو اک حشر بپا کرتے ہو زر و مجھ کو صفت کا ہر با کرتے ہو دل میں آنکھوں میں کلیمے میں رہا کرتے ہو سحر سحر بلاسی یہ بلا کرتے ہو</p>
<p>زہر کھا کر کہیں مر جاؤ بلا سے اے قدر تلف باتیں لب شیریں کی سنا کرتے ہو</p>		
<p>دم لبوں پر ہی ذرا بیٹھو تو ایسے تو کیا دہن کوئی معما ہے یہ بتلائیے تو</p>	۱۸	<p>ہم بھی چلتے ہیں کوئی دم میں ٹھہر جائے تو مصرع لب میں جو معنی ہیں وہ سمجھاؤ تو</p>

ہنسکے وہ کہتے ہیں تلوار اسلامائے تو
 وہی گھر کے چلے آئینگے اور حضرت بل
 نہ میں سایہ ہوں نہ جن ہوں نہ چھلاوا نہ پیر
 واعظو کون سننے کا یہ نماز اور اذان
 نزع میں دیکھکے وہ طعن سے فراتے ہیں
 اچھا مانا نہ سہی غیر سے الفت نہ سہی
 چاند کا داغ کجانیس کجا بوسون کا
 لاکھ بوسے جو عنایت ہوں تو دل تیا ہوں
 ہاتھ پائی میں بڑا ماننا کیسا صاحب
 غیر دن میں بیٹھے ہیں دیدے کی صفائی
 آج کچھ بانسوں اوچھلتا ہے کلیجہ میرا
 تنکے چیتا ہوں یہ سودا ہی خرہ کا مجھ کو
 سر از نزع میں زانو پہ وہ رکھ کر بولے
 خلق کی طرح ابھی عمر ہماری کٹ جائے
 گالیان ہی سہی یہ شرم تو جائے صبا

قدر راب پوچھنا کیا ہاتھ ادھر لائے تو
 اور کچھ آپ سے ہوتا نہیں گھر لائے تو
 ایسا کیا دم تڑپ نہ لہیں ادھر لائے تو
 سر ٹپک کر ابھی چند سے یونین چلائی تو
 ہم بھی تو جانیں کوئی سوانگ نیا لائی تو
 چاہتے ہیں جسے آپ اسکی قسم کھائیے تو
 دیکھوں یہ چاند ہے یا سنہری ادھر لائے تو
 میرا تو مال ہر کچھ آپ بھی فرمائیے تو
 داؤ پر جتنے چڑھایا ہے نکل جائیے تو
 میں کٹا جاتا ہوں کچھ آپ بھی شرمائیے تو
 ہاں ذرا دڑ کے سینے سے پیٹجائیے تو
 اجی کچھ خیر ہے فصہ میں مری کھلوایے تو
 دیکھوں کس طرح سے موت آتی ہو دجائیے تو
 کہیں خنجر کی طرح آپ بھی رک جائیے تو
 کیسے تو کیسے تو کچھ کیسے تو فرمائیے تو

بوسے بوسے پودہ دیتی ہیں جب نکالے قدر

لیجئے لیجئے ہاں آئیے تو آئیے تو

ردیف کے ہوز

سیکھ گاہ الفت پیدا درفتہ رفتہ ۲۰ لو ہو گئی یہ کھیں طری قولاد رفتہ رفتہ

بھینکے بوستان کی ہم یاد رفتہ رفتہ
 ہوگا مرا قبے سے نقش مراد نام
 نامے اگر سی ہین میں اگلا پڑیگا
 منک حلق اُتار و قمری رہو گے کرک
 جاتا ہے تیرے غم میں صبر و قرار شہر
 قارون نے کیا طبع کا مضبوط گھر بنایا
 ہو ہو کے قتل عاشق عادت بگاڑ دیگی
 ہونے دے حشر پر یاد رفتہ کھلیگا سیرا
 شیرین گر نہ اسپر اکبار کو غم تو
 گلشن سے موسم گل کچھ بچہ کھل چلا ہر
 تصویر کھینچی کھینچی آئی دہن کی نوبت
 دل تیرا کیا ہو اے بت کالا سا کوہ اڑیگی
 اتویہ ربیع سکون سے ہتھار مفتون
 و دکتیرے رخ کا بند پلاہ دھیان مجھ کو
 آخر کو مرتے مرتے کوئی نہیں بچے گا
 چھپا کہ ہوگا انگب بوس و کتنا مطلب
 ہوتے چلے ہینل میں درد اور داغ سن
 یونہیں جو روز گلچین کلیان چنا کر گیا

تجھے بھڑک سنے گی صیا و رفتہ رفتہ
 تصویر کھینچ لیگا ہر یاد رفتہ رفتہ
 آخر کو سانس ہوگی نسیا و رفتہ رفتہ
 بوٹا سا قد بے گاشمشاد رفتہ رفتہ
 ہوتی ہے سب کمائی برباد رفتہ رفتہ
 تحت الشری کو پونجی بنیاد رفتہ رفتہ
 ہوگا مرا سیما جلا و رفتہ رفتہ
 سب سے کرونگا تیری نسیا و رفتہ رفتہ
 کھو دیگا بیستون کو فرما و رفتہ رفتہ
 دیوانے ہوتے جائیں آواز رفتہ رفتہ
 تصویر خود بنے گا ہر یاد رفتہ رفتہ
 بڑھنے تو دے ہماری نسیا و رفتہ رفتہ
 کیا اور ہوگا عالم ایجاد رفتہ رفتہ
 ہو جائے گا پتھر آن سب یاد رفتہ رفتہ
 ہونگے تمام قیدی آزاد رفتہ رفتہ
 ہنس کر کیا یہ آسنے ارشاد رفتہ رفتہ
 ہو جائیگا یہ جنگلا آباد رفتہ رفتہ
 ہوگا تمام گلشن برباد رفتہ رفتہ

جو جگر کی عنایت یوں قدر پرہیزی

	۱ ہو جا لنگاہ شگرد استاد رفتہ رفتہ	
<p>آنکھ تیری سامری ہے اے بت جادو نگاہ اس قدر مجھ پر نکر یوں گرم اے بد خو نگاہ ٹھونڈا ہستی ہے کچھ نیکچہ اے جانجان پہلو نگاہ کیا عجب ہو نکست گل کی طرح خوشبو نگاہ تیر بنکر ہو گئے صیبر افکن آہو نگاہ اوہ جی پہچانتے ہیں عاشق گیسو نگاہ ذبح کر ڈالے گی جسدِ مپایگی قادی نگاہ اک طرف ہلکین بلا سی جان نہیں ور اسو نگاہ زلزلت و چہرہ خال و خطہ رنگان و لب بدو نگاہ چار دن بھی آپ کی رہتی نہیں کیسو نگاہ کب تک ٹیڑھی رنگی صورت ابرو نگاہ تیرا جلوہ دیکھتے ہی ہر طرف ہر سو نگاہ</p>	<p>۱۳۰ صاف گو سالہ بنی آہو جو ڈالے تو نگاہ کیا سیکر دے گا سر مہی جلا کر تو نگاہ دل کو یہ ٹھنڈا کر گی یا جگر کو چاک چاک آس گل عارض پہ ہر لحظہ پڑی رہتی ہے یہ آن ری تیزی پارہوتی ہے تھاری لکھ رات غیر و نہیں کٹی ہے اب لمبھتے ہو عیش عاشقوں سے آجکل چتون پھری ہے افسردہ برجیوں میں گھر گیا ہوں میں بھی شل مردک آٹھ آٹھ آنسو رولتے ہیں یہ ہر مشتاق کو کیا بھر و سامہ رہاں چشم عنایت کا مجھے تیر کو خوجہ بنا نا کس نے کھلا یا میں آنکھ کھلتے ہی کھلا مضمون و جہاں کا</p>	
	<p>کیا غضب ہے ایک ہی آنچھ میں مارا قدر کو سیکھ آئے کا نور سے اے پری جادو نگاہ</p>	
<p>مستقلہ شیشے کا دیکھا دیدہ پر نرم کر سیاہ نینچا تیرا ہا قاتل ہمارے دم کو سیاہ دیکھئے سہل کو لڑوا دیار ستم کو سیاہ سانپ کھلاتا جانان سو طرح آدم کو سیاہ</p>	<p>۱۳۱ ہاں میں بیخا زین تو ام ہر شادی غم کو سیاہ زندگی ہنسنے بنا ہی ابرو پر خشم کو سیاہ ڈالتے ہیں باپ بیٹے میں نفاق اہل غرض عشق لیکر زلف کا کھلا میں کو سے یار سے</p>	

<p>ٹپج میں توڑ لیا تھے تو دم ٹوٹا مرا تو سمجھتا ہے کہ میری عمر بڑھتی جاتی ہے دیکھ کر مکھڑا لپٹ سے گل ترگو گیسٹ مر گئے پر بھی بچا پیٹنگے یہ آثار جنوں غیر کل خاطر کو ان کھو دے تو خود بھی دوسرا دھیان دامن ہوا نکلے گریبان ہو گیا تو غم جنوں میں ایسیلی بہت ریا کر اٹھ گیا خسار سے گھونگھٹ خطا کب کھل گیا انے نفخت فیہ من روحی جلد ہی مجھے کیوں</p>	<p>موت کا گھنٹہ لگا پازیب کی چھ چھ کر ساتھ وہ تو کم ہوتی چلی جاتی ہے ہر اکدم کر ساتھ پانی پانی ہو کے جھانکا اب شبنم کی ساتھ سنگزن بھی چاہیں دو اک مچے تہم کر ساتھ خلد سے شیطان بھی نکلا حضرت آدم کی ساتھ اک پھر برا بھی اڑا کرتا ہی اس پر چم کر ساتھ زنگ تیرا بے بجانے گریہ ماتم کر ساتھ شب پر کپڑے سے بھلے عیسیٰ مریم کی ساتھ ہاں مری جان بڑی بنو عاشق بیدم کر ساتھ</p>
<p>انکھیں کیا پھرتی ہیں انکی اک چھری پھرتی ہے ہوش اڑتے ہیں مے ان آہو دکنی دم کر ساتھ</p>	
<p>میرے آتے ہو کے کیوں آچو چوڑا پردہ کس طرح دیکھیے تو آپ ہی اپنا پردہ خوب تو پردہ نہیں افلاک کے رہا کھیا کفر و دین لسی ہو تو جائے ظاہر یہ بچا آج کل مشق تصور تو یہاں تک پہنچی کوئی کیا جانے کہاں جا کر ہوا اپنا وصا ہاتھ ہر وقت گریبا نہیں پڑا رہتا ہے کیا لکھوں وصت کمر کس کی کون دزدن</p>	<p>۱۵ سامنے آئیے عاشق سے بہلا لیا پردہ چشم موسیٰ میں ہوئی برق تجلی پردہ سامنے آئیے اندر سے گاڑا پردہ اس سے کیا ہوتا ہی سید ہموکہ اٹا پردہ انکھ جب بند ہوئی گھل گیا سارا پردہ قبر بھی گوشہ خلوت تو کفن تھا پردہ واہ اے دست جنوں چاکر ہوا سارا پردہ کوئی کیا جانے یہ کیا راز ہے کیسا پردہ</p>

<p>تھام کر اپنا جگر قیس و ہین بیٹھ گیا کان پردے سے قید ہو گا نگاہ بہتا ہے مثل نذر انکھ کے پردے میں تھین کھتا ہوں پھوٹ نکلتے ترے رخسار کا رنگ ایسی حسن دل سے آنکھوں کا اٹالا ہر ملک ٹھٹھین عشق بنام ہوا کچھ نہوا حسن کو ختم</p>	<p>سجد میں محل لیلی کا جو اٹھا پردہ کان کا پردہ ہے اس پردہ نشین کا پردہ ہے بہت مد نظر یا کھٹا راز پردہ لال پردہ نظر آیا ترے در کا پردہ دوڑے طالب دیدار وہ اٹھا پردہ کیون نہ دامن کی جگہ بھاڑ از لپٹا پردہ</p>
---	--

پس دیوار میں رویا تو یہ کہتا ہے وہ شونخ

قدر نے فاش کیا آج ہمارا پردہ

رویفے تہمتانی

<p>حالت تو دیکھ مردم چشم سیاہ کی پا بال تو نے عاشق غمخوار کو کیا ہرین جراتو نکلے سینہ سپر خاکسایان موسے کمر میں نان کو دیکھ آؤ کھل گیا میں خود شہید ناز ہوں اپنے نصیب کا اس چشم سگرین کے اثر سے عجب نہیں سج ہے کجوں کے ساتھ میں ہوں راست باز پھرتے ادھر بھی راہ کرم سے تو لطف تھا دل اسطرح زبان ادھر کھینچنے لگے</p>	<p>۱۴ پچانسی گلے میں پگٹی تار نگاہ کی گرد ملاں ہو لٹی سب گرد راہ کی گرد و سپاہ ہوتی۔ رہے ٹٹی سپاہ کی گھٹی ہے ایک یہ مے مار نگاہ کی قسمت میں ہی کچی تری ترجیحی نگاہ کی زنگت ہو سہی تری تاز نگاہ کی ٹپڑھی بھوین تھین آپ نے ٹیڑھی نگاہ کی میند ہی نہ چھوٹی ترے پاسی نگاہ کی کس کشمکش میں جان پڑی میری آہ کی</p>
--	--

<p>نالوں سے میری سرمد و منصوٰرست ہیں ہو درخیز شیشہ دل کی شکستگی خردوں سے کیا سلوک کرے گا کوئی بزرگ آیا قمر بین نور گیر مری سب سے سر کی یہ سب سے چال پاسے خانی کی اڑی گا یہ پانچ صرون کا خلاف اور ایک روح امید روز و نہ تھی کس بے فیص کو</p>	<p>قطعہ</p>	<p>یہ دونوں قمریان ہیں مری سر و آہ کی جھنگار کی جگہ سے صدا آہ آہ کی دشمن بنے جو سر کی آنچ بنگاہ کی سورج گمن ہو ایدہ شرارت سے ماہ کی گیر و بنے قدم سے ترے گرد راہ کی جھنگار سے ہیں باہمی نہیں صوت ناہ کی قسمت اُنٹ گئی مری روز سیاہ کی</p>
<p>اے قدر تم بھی سستے خوشامد پسند ہو دلدارن کو دید یا جو ذرا دوا دواہ کی</p>		
<p>۱۲ پلکیں تری جھپک لئیں جب کہہ نہ آہ کی واعظ خیر اڑا سہے تر شرع الہ کی کہا میرے دل کی عشق نے حالت تباہ کی میز زاج میں یہ چاہیے ٹیکا کا لگا کے شکوہ جوا برو کا کیا غضب ہے دوا دوہ تر نہیں آسپ کی تھیں ہر گئی بھول ہوئی شبنم ہے شہید کے خون سے کروٹ بدل بدل کے کٹی رات ہجرین جب تک دھڑی جا کے تھیں بلغ کو چاہ گا ہے دگر میان کہی یہ در مہریان</p>	<p>۱۲</p>	<p>بولے یہ بھوری ہے قوا عیب پاہ کی چھت گر پڑی نہ سر پہ کین خانقاہ کی اک گاؤں پر چڑھائی ہوئی بادشاہ کی تصویر کھینچ لے کوئی نبت سیاہ کی پاپین چڑھیں زبان پہ کیوں داد خواہ کی بٹی بھوون پہ شاعر دن لے کہ نگاہ کی ہے آسمان زمین مری قلم گاہ کی اس سمت آہ کی بھی اُس سمت آہ کی طاؤس راہ تکتے ہیں ابر سیاہ کی پھرتی کھونگا آپ پہ مین ستر راہ کی</p>

صورت خدا دکھا کے نہ اُس رو سیاہ کی	نام شبِ فراق سے دل کا پتا ہی رو
اے قدرِ حسنِ طبع جانانِ دو نوحہ ہے دونوں لبوں پہ بات میں بہنے لگا کی	
میزانِ تلی ہوئی ہے ہمارے گناہ کی تلوارِ دل میں تیر گئی ہے تاراہ کی تلوارِ باندہ تھے ہے ہم بے پناہ کی تنگنہ آٹ دیا میری کشتی تباہ کی اچھا حضورِ خود ہی کہیں راہ راہ کی باقی کمانیاں رہیں زندانِ دچاہ کی چھڑ کا جو پانی بیٹھ گئے گرد راہ کی ایسی ہوا بند ہی مرے بختِ سیاہ کی انکار اس جہاز نے کشتی تباہ کی مجھ کو اندھیرا قبر کا ہے راتِ سیاہ کی	۱۱ ہم پچھوین چڑھی ہیں کسی کجکلاہ کی اندازِ دنازد و تھکے تھے نگاہ کی پہنے کی کی آڑ سے جیتا نہ معرکہ طوفانِ بیکے یکہ سے ہیں آیا محتب راہِ وفا میں آپ ہیں ثابت قدم کہیں زندہ ہے نہ بھلے نہ یوسفِ زخاہ مہر فراق میں انکسپتے ہی آہیں بھی تھم ہیں گل ہو گئے جو قبر پر اجاب لائے ختم دل ٹوٹا ایسے صدمے دیئے آسمان نے ہے اس جگہ جو وصل کا وعدہ حضور سے
آہوں کا کچھ اثر ہے نہ کچھ قہر کا کمال دل را بدل رہی است تری دلمین راہ کی	
جہانِ الفت و بان میں ہوں چلن میں ہوں تل تونہ یہ اپنا اپنا موقع ہے یہ اپنا اپنا قابو ہے کہ ہر اک لڑکھارے میں باغ کی بو ہے نہ کشتی ہے نہ ساحل ہے نہ گھاٹ آئینِ ثاپو ہے	۱۵ جہانِ گلشنِ بان گل ہو جہانِ گل ہو بان بوہ بہت اڑتے رہے اب صل میں تمکو نہ چھوڑو گھا اے صیادِ بھیر گلزارِ مجھ کو یاد دلا مجھے اسی بکسی چھوٹکا ہو تو نے کس سندرین

<p>کوئی زنبور کوئی سانپ کوئی انین بچو ہے نہ رائیں ہیں نہ سینہ ہے نہ پہلو ہی نہ بازو ہے مچل جاتا ہے ان طفل دل کی کیا برسی ہو ہے جو بد رائے تو داغی ہے ہلال آئے تو کرو ہے ترے تلوار کا چٹھانین قاتل لب جو ہے کبھی امرت کبھی زہر ہلاہل چشم جادو ہے کہ داع پشت شیران ہی جو نقش پای آہو ہے طبیعت ہی ٹھکانے ہے ندول ہی اپنا لیگو جو بلبیل ہے تو وہ شہر ہے جو گل ہی وہ شہو ہے شہیدانامرے مرقد کا انکلا طاق ابرو ہے</p>	<p>تھارے خال کو کیسو اور ابرو سب کے سب ہو لحد کے منہ میں کیا پونچا گیا میں شیر کے منہ میں یہ پیاری صورتیں ہیں یا کہ قدرت کے کھلونے ہیں تھارے منہ پر ہی مہ کوئی ہرگز چٹھ نہیں سکتا شہیدوں کو ترے حاجت نہیں کیچے غسل میت کی کبھی ہیں میٹھی نظریں یا کی گاہے پھری جوت مرا صحراب وشت ناک ہشت ناک ہے ایسا فراق یا میں منہ سے کون کچھ کچھ نکلتا ہے گھٹا اندھیر کی چھا کی ہو کیسی بلغ ہستی میں سر ہانے بیٹھ کر وہ فاتحہ پڑھ جاتے ہیں اکثر</p>
--	---

خدا معلوم کیسا گولو ہے قدر کا نہ ہب
 کہ شیعہ ہے نہ شتی ہی مسلمان ہی نہ ہندو ہے

<p>یہ قلوب سیج ہے مگر رنج بڑا ہوتا ہے نامہ بر خط کے اٹھاتے ہی ہوا ہوتا ہے اور تو اور مری جان یہ کیا ہوتا ہے چاندنی کا بھی کین کینیت ہر ہوتا ہے تیرا نامہ مری قسمت کا لکھا ہوتا ہے جینج اٹھتا ہوں تو اک حشر پڑا ہوتا ہے مردم دیدہ مرا قبلہ نما ہوتا ہے</p>	<p>۱۳ ہم مناتے نہیں جب یا رخا ہوتا ہے جب کبھی آہ کا مضمون بھرا ہوتا ہے رنج دینا ہے تو دو پاس کی کیون جاتے ہو کبھی سر زینین جو کوئی ہر جاتی ہے خطا جاتا ہے تو آنکھوں پر سے کھتا ہوں نفس گرم سے سب کہتے ہیں نفسی نفسی رنج جدھر تیرا ہو پھرتی ہے ادھر ہر مری نگہ</p>
---	---

<p>آج اک دوست کے اک دست جلا ہوتا ہے چور زخمون کا مے دزد خانا ہوتا ہے سبزہ کیونکر ترے عارض پہ ہر ہوتا ہے بحر زخار سے اک قطرہ جدا ہوتا ہے ہر گھڑی اس ترے کیا کنو سے کیا ہوتا ہے</p>	<p>دل کو جانے سے کیجیے مین پڑا ہے کلام زخمی دست خانی کا نہ پوچھو احوال بوند پانی کی نہیں چاہہ ذقن مین موجود بوسے قدسی جو ہوا حضرت آدم کا طوطا تو مے دل کی سمجھتا ہی سمجھتا ہوں مین</p>
<p>دل جو ہوتا ہے شہید غم الفیہے قدر داغ دل شمع مزار شہدا ہوتا ہے</p>	
<p>کسی بیتاب کا دل بوتا ہے بہت بڑھ بڑھ کے قاتل بوتا ہے تھارا ماہ کامل بولتا ہے برابر زخم سبل بوتا ہے اگر چپ سے تو سائل بوتا ہے یہ میرا شیخیر دل بوتا ہے جرس منزل منزل بوتا ہے مگر شمع دل بوتا ہے مجھے آواز دو دل بوتا ہے جرس مابین محل بوتا ہے ابھی ساتھی محفل بوتا ہے یہ رن ہر وقت قاتل بوتا ہے</p>	<p>گجر سکر یہ قاتل بوتا ہے مدد اے سخت جانی بات رہا ہے دہن سے ہو گئی ہیرے کی شہرت سیا جراح نے پر کیا بھروسا سمجھ صورت سوال ایسے نم آسکی ذرا صدمہ ہوا آتی ہے لب پر کوئی فریاد رس پیدا نہیں ہے لب جانان ہے برگ گل ہی نازک حضور قلب سے ہر ادب حاصل تماشا ہو گئے لیلیٰ کے نالے وہ دریا نوش ہوں ناگون اگرے برابر ہچکچیاں لیتے ہیں سبل</p>

<p>ٹپک پڑتا ہے لب سے سحر بابل جرمان دودل ملے اک شور اٹھا</p>	<p>جو وہ زہرہ شائل بوتلا ہے ہر اک مثل جلاجل بوتلا ہے</p>
<p>نہ منہ مانگے اجل ملتی ہے اے قدر نہ سیدھا منہ سے قاتل بوتلا ہے</p>	
<p>۱۴ پھول بنتا ہی جو رنگین کف پا ہوتا ہے اُس شہ حسن پر دم جب کافنا ہوتا ہے اشک موت و قوت نہون لاکھ پلٹ رین ہم ایک گن کیا ہی کسی بات میں تو بند نہیں لب جان بخشش پر شکر یہ ہو ابا مذی ہے ساتھ دیتا ہے شب تار جدائی میں کون وصل میں کوئی کرے دست رازی کیونکر داغ دل سے کہیں پیری میں تو پچھا ہمارے وصل میں وہ بہت انکا نہیں کر سکتے یہ وہ نشا ہے فرشتوں کے قدم کا پنے میں جب کوئی مسر محبت کا سف کرنا ہو سخت جان وہ ہوں کبھی قتل نہیں ہو سکتا شور آپس میں کیا کرتے ہیں گلچیں حیا د</p>	<p>تیرے تلوار کا عرق عطیہ خزاں ہوتا ہے طاثر روح نکلتی ہے ہما ہوتا ہے لاٹھیوں سے کہیں بانی بھی جدا ہوتا ہے جو تو کہتا ہے تیرے منہ کا کہا ہوتا ہے کہ غبار اُڑ کے مرا خاک شفا ہوتا ہے یہ وہ ہر وقت کہ سایہ بھی جدا ہوتا ہے چھوڑتا ہوں تو وہ کہتے ہیں یہ کیا ہوتا ہے صبح کو شمع سے پروانہ جدا ہوتا ہے واہ کیا تنگ دھانی میں مرزا ہوتا ہے بادِ حسن بھی کیا ہوش رہا ہوتا ہے کار روان اشک تو ہر نالہ دریا ہوتا ہے آب شمشیر مجھے آب بقا ہوتا ہے سی کھٹکا ہے مجھے دیکھیے کیا ہوتا ہے</p>
<p>آپ جاتے ہیں ادھر جان ادھر جاتی ہے بلجیے قدر ہمیشہ کہ جدا ہوتا ہے</p>	

<p>تم اٹھکے اک بنگاہ کر کے مٹی میں ملی مری جوانی پڑ پڑ الفت میں ہوئی تو نسی جھوٹے پاکر تھیں آپ میں نہ آئے دل تو ذکر اس قدر ڈھٹائی منعم یہ روپ کی زر پرستی ہم گھل گئے عشق میں عجب کیا دل میں مے پھانسی ہی لگی ہے جہان کے نہ کنوئیں بہن نے تنہا مہوش کیا ملا کر آنکھیں آنکھوں سے بس کمرنی ایدل ہم چڑھ گئے آنکے دم پر کیے کچھ شرم نہیں تجھے شہر جب کشتون کو تو قبلہ رو کیے جا</p>	۱۵	<p>ہم گر پڑے آہ آہ کر کے کیا تم کو ملتا تباہ کر کے امد کو ہم گواہ کر کے کھوئے گئے تم سے راہ کر کے پہچتا نا نہیں گناہ کر کے رکھلے استبحر گاہ کر کے یہ کوہ کو رکھ دے گاہ کر کے دیکھو تو ذرا نگاہ کر کے لٹکے ہیں فرشتے چاہ کر کے کھو یا بہن ہم سے راہ کر کے ابو سے ذرا تباہ کر کے دل لیگے واہ واہ کر کے پھر آئی ہے منہ سیاہ کر کے منہ جانب قتل گاہ کر کے</p>
---	----	--

اے قدر جو بت دہی خدا ہے
کیون پھگے اشتباہ کر کے

<p>قدر گل بوڑ غضب میں گلشن سجاد کے ڈھنگ ڈالی گل نے اس ترک تم سجاد کے سکا کر غیر کے سرائے جو میری نذر کو</p>	۱۳	<p>ہاے کیا کیا صورتیں ہیں خدا آدم زاد کے کچھ جوائے رنگ بیل نے مری فریاد کے ڈال دوں سونے کا ٹڈیا نہیں جلا د کے</p>
---	----	---

<p>عیش و عشرت میں بھر سے مین برباد ہو گیا آشیانہ چھینکا ہی یہ بھی اُجڑے تو سی راہ میں اسکی لٹا دوسیکھون کو سا قیو آئے جو بن پر عروسان چین آئی ہمار ظلم سرائیوں پکین رحم بھی کچھ ہے یہ عزت ہے کہ پڑ جائیں ماسی سیکھون ٹوٹی پٹی ہے خلائق یار کی تصویر پر منہ میں مائیں ہزاروں حبیب ہوا خوش جو شاخ گل کا بلبل محبوس کو دھوکا ہوا زخم سینہ بوتا ہے یا چنگتی ہے کلی</p>	<p>سکے کلکراتے سون ہو گئے مبارکباد کے چند بیٹھیں روز نو میں خانہ صیاد کے تم بھی قارون ہو کہ بیجا دگر سر پر لاد کے گنگھی ہالیدہ ہوئی طرے چھو شمشاد کے ڈیرہ ہے خاکرنہ ہو جاؤ کہیں بیدار کے قطرہ خون جا پڑے منہ پر اگر فساد کے ہاتھ آنکھوں سے لگایا چاہیے ہزار کے طوق گھڑاؤں سناروں سے محض حاد کے پڑ جو کھولے اڑ کے بیٹھا ہاتھ پھیلا د کے تیر میں کیا کر لگے تھے بلبل شاد کے</p>
<p>قرار صحرایہ عدم کو دشت و شست سے چلا حوصلہ دیکھو ذرا اس خانمان برباد کے</p>	
<p>پس بسکے چھنا خود مراد دل اپنی خطا سے حسرت سے گلے ملنے کا شوق جفا سے ہم پہلے ہی کہتے تھے اسے بڑے خدا سے ڈھونڈتے نہیں مٹا ہوتا جھک کر کا ہر انگلی تری ہو گئی انگشت شہادت جو تراوہ کھنچا ہوا کہ ملاستے زمین آنکھیں اُس بادشاہ حسن کو خط سیلے لیکے ہوا کم</p>	<p>۲۱ رفار کی باپوش سے زلفوں کی بلا سے میں تشنہ دیدار تھا وہ خوں کے پیاسے بدنام ہوا یا رُمرے ہم جو قضا سے کس درجہ بدن آپ پڑا تے میں حیا سے رنگین ہوئے ہاتھ جو خون شہدائے لو اڑھلی اب تر چھی نظر باکی ادا سے کیا جفت ہوا میرا کیو تر بھی ہما سے</p>

<p>چھلکے ہیں موزی اوندہ ہونے کا سے خوشبو ہی کہیں سیت ترے عطر خاست اسد سے نفرت انہیں خاک شہد سے سایہ کہیں ہوتا ہے جدا مرغ ہوا سے کنبل مرا کا لاس ہے کہیں نقل ہوا سے بہل تر اٹھ ڈا ہو مگر آب بقا سے طاؤس ہوں پیدا وہیں خاک کھ پاتا سے گلی پر تری ہنس گرین اوج ہوا سے خود شکل ہوشتی کی عیان دستِ حاس سے کیا آنکھیں لڑائی ہیں کہیں اہل وفا سے کیا منہ پر تاشا ہیں بڑا پسے میں ہما سے اٹھو تو کشیدہ ہو جو بیٹھو تو ذرا سے خود کو کھر دھوٹ اکین ہما سے کھ پاتا سے</p>	<p>گرودن پر دوسرہ میں قدرت کی کشتے خوش رنگ کہیں پھول سے ہر دستِ خانی وہ پانچے ہاتھو نہیں اٹھائے ہوئی نکلتے گو لاکھ تری ہو مگر ساتھ ہے شامت شاہی سے بھی ہوش و خاشاک مرانِ گشتِ سیری مقتول تری قلع کا ہوزندہ جاسوید نقش قدم یار جو اجماز دکھائے ایسی نہیں دیکھی درودن میں صفائی وہ زند ہوں مگر مانگوں جو ساتی ازل سے آنکھیں تو ہیں تیری ہم تن چشمِ مروت چھلکے ہوئے تائے ترے دیکھو فلکِ یار دیجائے قیامت تو بنے فتنہِ معشر ہم دشتِ نوردی میں اگر خارِ پائین</p>
<p>کچھ ابرو وں پر پل ہے وہ بیٹھے ہیں خفا سے</p>	<p>سے قدرِ ذرا دیکھ لے ہر شیا رخبردار</p>
<p>جنون ہوئے لہریں گئے جوانی کی نہ کر کری کہیں ہو جاے سخت جانی کی یہ سب اُسنگ تھی اُٹھتی ہوئی جوانی کی کسی سے کہہ بھی چھڑ نہ پہلوانی کی لگائی سینہ جہان ہنسنے پاسبانی کی</p>	<p>۱۳ شمار میں نہیں مومن جہان فانی کی آن ابرو وں سے عبث دل سے پہلوانی کی پہٹ گئے مے سینے سے مہربانی کی نہ ٹھہ کی کھائی نہ لی ہنسنے ترانی کی نکالی راہ جو کی تاک یار جانی کی</p>

<p>بنا بڑی سندون سے ہمارا محض عشق ہمارے یار کا تیزاب میں بھیا خنجر پسے ہیں خاک نشین اہل اوج کو ہاتھوں بنیہر ایشائے بڑگی جگر پر آپکے آنکھ ہمارے یار کی تصویر بھی بنا نہ سکا میں کیا کہوں کہ دہن کو منہ رو دیکھو لگا ہوئے ہیں کیا ہی جو انان باغ سرخ سفید ملا جہان ہی جہان افسر کی ہک پتا</p>	<p>اجل نے مہر کی افلاک نے نشانی کی رکنا نہ حلق پہ کیا بات اسکے پانی کی زمین نشانہ ہے آفاست آسمانی کی تمھاری چاپ کو حاجت نہیں کمائی کی چلی نہ صانع قدر سے خاک بانی کی صد بھی غیب سے آئی توں ترانی کی ہمارا جوش پہ ہے موسم جوانی کی بنا سے ساری حقیقت کھلی ہو بانی کی</p>
<p>سناں گل چمن اول کے چھپے تھے قدر کہ روضہ خوان نے بنیر یہ روضہ خوانی کی</p>	
<p>زلف کا دہیان رہا کرتا ہے آئینہ دل ہے کسی عاشق کا جنگلے رہتے ہیں معشوقوں کے اُس پری سے نہیں بن پڑتی کچھ خون اپنا تجھے بخشا میں نے یون پڑے رہتے ہیں تیرے در پر یاد ہر وقت تری رہتی ہے ایک ارمان بھی ولین نہ ہے کسٹ عرق و جنون میں ہو لاگ</p>	<p>۱۴ جی پریشان رہا کرتا ہے جب تو حیران رہا کرتا ہے گھر پرستان رہا کرتا ہے کب وہ انسان رہا کرتا ہے کیون پشیمان رہا کرتا ہے جیسے دربان رہا کرتا ہے ذکر ہر آن رہا کرتا ہے یہی ارمان رہا کرتا ہے روز میدان رہا کرتا ہے</p>

<p>گھر یہ دیران رہا کرتا ہے جیسے مہمان رہا کرتا ہے حفظ تہذیب رہا کرتا ہے تم پر تہذیب رہا کرتا ہے</p>	<p>میرے دل میں ہر ادا سی ہر وقت نوح اسطوح ہے دنیا میں یاد ہے ہر کوئی تھاری صورت وہ مجھے پوچھیں تو کہنا قاصر</p>
<p>جب تک تم نہیں ملتے اسے جان تو نہ جی جان رہا کرتا ہے</p>	
<p>برابر قلعوں سے بھر ہے ہن تیرا دم ساقی لٹاتے سارا سینا نہ کہیں ہوتے جو ہم ساقی خود انگشت شہادت سے براڈی کی ظلم ساقی آہی جام ہو تیرا سر دغ جام جسم ساقی لگائی آگ میں آگ آفت کیا تو نے ستم ساقی لبوں پر دم ہے ہودورہ دامد امب تھم ساقی لو رو ٹینگے شیشے ہو گا اتنا میرا غم ساقی سیدو بھسبر کے موند گاترے سر کی قسم ساقی کچھ کچھ کر چلی چل کر کیا غم دو ظلم ساقی آہی ہو مبارک تجھ کو یہ جاہ و چشم ساقی جو مینا نے سے اٹھے مت ہو کر وہ صنم ساقی براڈی سے کہ شیریں دیر دیر دے یا کہ ہم ساقی قدم تیرے نہ چھوڑ گناہ میں اس کے قدم ساقی</p>	<p>۱۷ ترے آگے پئے تسلیم شیشے ہو کے خم ساقی اے ساقی تو اک اک جام میں آنکھیں چراتا ہوی صدائے قتل مڑے یہ تیرا کلمہ پڑتی ہے فقیست نہ ہوں بھر دے مرا کشکول مہربا سے رخ جانان کی کیون مجھ کو دلائی یاد می دے کر لگی ہے روح ہونہم جہا جہم امب تھم مطرب کلیجا منہ کو آگیا گز کر کا میرے ماتم میں خیزا آنکھیں ملا تو جام پر کب آنکھ پڑتی ہے ہوئی ہے تیری می میں آبداری تیغ کی پیدا فلک سے جام بھر کر رند تارون سے زیادہ ہن ابھی ہو شو قتل سے صدائے قتل کی پیدا نہ چھوڑوں اس بت ترسا کی آنکھوں کا بھی لپکا پڑا رہنے دے مجھ کو پاسے خم پر زورستی میں</p>

<p>مے برق غضب ساقی مے ابرم ساقی ہو ساغس تلخ و حکم روان مینا علم ساقی کہ جیسے میوہ سو کر جا کے ماہر جرم ساقی</p>	<p>دکھائیں ہین اگر آنکھیں بہاؤ کی ندی بھی دکان ہے تخت تو ہی بادشاہ رند و نکلتا شرکا ترش ہوتی ہین یون آنکھیں تری پڑ کر مردی دن</p>
<p>یاس ہے قدر کا دل ایک پیمانے پر یا قسمت گلی ہے آج تیرے ہاتھ یہ بھاری رقم ساقی</p>	
<p>تیز کس درجہ نگاہ یار ہے سرطامی مرغ آتش خور ہے سہ سے دل ایسا کیوں بیزار ہے ہر گھڑی میری گلی کا ہار ہے جو مریض زنگس بیمار ہے کچھ خدا جانے یہ کیا اسرار ہے مست ہے بد ہوش ہی شرار ہے ہے وہ عاقل جو بیان اختیار ہے اس ہی تابعدار ہے کہ نصف ازار ہے</p>	<p>تیسے سچو خنجر یا تلوار ہے ساقی جو بخش بڑا عیار ہے ہو گئے ہو چاند کو یا عید کے مالہ و شہیون سے تنگ آیا ہونین اُس لب جان بخش سے پائی شفا دل بتوں پر آگیا ہے خود بخود آپ ہین ہرگز نہیں ہے چشم یار ہوشمندی جس دنیائیں کر رات بھٹکے وعدے پر خاموش ہو</p>
<p>آپ چکر آنکھ سے دیکھ آئیے قدر ان روزن بہت بیمار ہے</p>	
<p>ازل بیخانی کیش روح محو کن تھی خدا ساقی مے سحر عطا ساقی مے بلغ سفا ساقی جب آنی سیکہ ہے چھوٹی آنی گھٹا ساقی</p>	<p>اٹھائیں جھوٹا کہتا ہوا نشے مین یا ساقی جباب جام الاساقی مے گلگون بلا ساقی اُسے بھی لگ گئی شاید یہاں کی کچھ ہو ساقی</p>

سکھانے اپنی بول کو بھی تو باکی ادا ساقی
 کجا میکش کجا باوہ کجا محفل کجا ساقی
 مرا قل ہو گیا سنتے ہی قفل کی صدا ساقی
 کہ می بجلی ہے موج می دہنک ہی غم ٹھاساقی
 ہری بول ہو گھاساقی تیرا طوطی بوتاساقی
 کہ گرما گرم می نے ٹنڈی ٹنڈی ہو دوساقی
 سہے شل بادہ کندہ پرانا منہ لگاساقی
 نشیلی آنکھوں سے جام جم چکین لاساقی
 کجا ساغر کو لاسی تری آنکھیں کجا ساقی
 کہ نکلے موت کی چکی میں قفل کی صدا ساقی
 صفائی سے ہتھیلی پر پراٹھی تو اڑاساقی
 سکھا دی تو نے دخت رز کو بھی اپنی جیاساقی
 لگائی آگ پانی میں دکھائی لاگ کیا ساقی
 جواڑ تا گاگ بول کا پیچھا چھٹاساقی
 مٹی گلگون ہے کیا ہی راز پوش دھاساقی
 چڑھا کر می چکھانا ہے سیرامہ نقاساقی

جھکا دے جام کی جانب ادا سے اسکی گردن کو
 کہاں کثرت کہاں وحدت کہاں خلقت کہاں جاتی
 دیاجب پھول تو نے ہجر میں پھول اٹھکے میرے
 ترے میخانے پر اسد کی رحمت برستی ہی
 صدا قفل کی میخانے میں حق اسد بجاتے
 گر کر کے ہاتھ دھوؤں دل ہو جل جھنکے لپٹا
 عبث رندوں سے وہ شگل دہن اب بھر جاتا
 مرغ تابان سے کرائیہ اسکندری حیران
 نہ یہ آسین اشارے میں نہ یہ آسین نظاریں
 تری گردن پر نکامیر اڑ لگا ہر عجب کیا ہی
 ید بیضا دکھانے دے غلطو کی آنکھیں کھل جائیں
 نہ تو رندوں سے کھلتا ہی نہ وہ غم سے نکلتی ہی
 بطامی کو کیا ہے مرغ آتشخوار می بھر کر
 ابل کر می نکل آتی تو بجاک سہی چکھاتی
 کہوں جب راز اپنا لوگ کہتے ہیں شرابی ہی
 سنا ہے چاندین سورج سے ہو جاتی ہو منو پیا

اگر بیسا نہوے قدر کب آنکھیں ملاؤں
 کھری کہتا ہوں میں بیرخان ہوں آسین یاساقی

جو گرمی دل مضطرب پیدا ہو جائے ۲۳ گلے میں شیب کی تختی حدید ہو جائے

یقین ہے قصہ خونین مفید ہو جائے
 شبِ مزار میں جب تیری دید ہو جائے
 مٹائے رخ پہ اگر خطِ پدید ہو جائے
 صفائے تن سے قد آدم آئندہ بین وہ
 طلسمِ حسنِ پستانِ یارِ موسے کمر
 دل گرفتہ سے نکلے جو آہِ حیرت ہو
 ہمارے دشتِ جفا خیز کا ہر اک ذرہ
 سیاہ کارِ مہونِ ایسا کرین جو فنِ اجا
 سمجھ گیا ہون ممبتری خموشی کا
 حنا کو آب کرے گرم دستی قاتل
 یہ گھل رہا ہے تن زار کیا تعجب ہے
 انہیں جو شوقِ مین کھینچوں ابھی گلِ بامین
 پلاؤ دیکھو مے ساقی دے کچھ لگی لگی
 تمہیں ہوں دیکھکے ہر فائدہ مست الی شاد
 تمہاری شرم سے شاعر بھی پریشان ہوئے
 حضورِ بلبلِ وگل تم اگر منسوب ہو
 وہ عضوِ حضور سے نزدیک تر ہو بتِ روح
 مراقبِ سب سے میرے خویش کا پیا سا
 عذابِ جان تمنا تمہاری فقہ کے بین

ہمارے قفل کو نشترِ کلید ہو جائے
 مرا سفید کفن صبحِ عید ہو جائے
 وصولِ حسن کی کامل رسید ہو جائے
 سماؤں انہیں اگر انکی دید ہو جائے
 کوئی نمود کوئی ناپدید ہو جائے
 کہ قفلِ بستہ سے پیدا کلید ہو جائے
 اڑے تو جو ہر تیغِ یزید ہو جائے
 تو لوحِ قبرِ گلیں حدید ہو جائے
 وہ بات ہو کہ دہنِ ناپدید ہو جائے
 لیکھل کے ہاتھ میں خونِ شہید ہو جائے
 تری کمرِ کیطِ جِ ناپدید ہو جائے
 کمنہِ جاذبہِ جبلِ الوریہ ہو جائے
 عجب نہیں تپِ غم میں مفید ہو جائے
 جو آؤ تم رمضان میں تو عید ہو جائے
 بدنِ خراؤ کس ناپدید ہو جائے
 ابھی تو دونوں میں گفتِ شہید ہو جائے
 ہر ایک رگِ مری حبسِ الوریہ ہو جائے
 جو میں حسین بنوں وہ یزید ہو جائے
 کرو جو وصل کا وعدہ وعید ہو جائے

<p>چڑھاؤن عینک اگر اینٹا تو تو کی ۶ بھرد جو صورت دوزخ بھی پیٹ زائد کا</p>	<p>میں جسکو دیکھوں مجھے تیری دید ہو جائے ڈکار غمرہ ہل من مزید ہو جائے</p>
<p>اثر یہ جدت مضمون کا چاہیے اے قدر کہ کوئی بحر ہو بحر جدید ہو جائے</p>	
<p>۲۸ میں دیکھوں یہ چوٹی ہے کیا کالی کالی شعبہ میں چھائی گھٹا کالی کالی ہے شاہرہ کی سترج کلمی ہماری ہبت ایسے کالے ہرن ہتے دیکھے جو سایہ پڑے میرے روز سیر کا ٹوٹے ملے زندہ سپہست جدم جو سودا کے گیسو میں بنجیہ چھنے نصیبوں سے کیا گور ہو گئی ہے شب ماہ میں وہ پھر کے بال کھوئے کیا جوش سودا نے ہو کو کھینسا نہ اس لعل کو کہ جدید ایستہ یہ جیسے کہ خون و جھک پڑ گئی چین پر کھلی سب پر آخر تری گرم دستی سیت ہرین چترہ فیض با سے ہوئی عکس صدر گن سوسن سے بدلی</p>	<p>کہ پیچھے پڑی ہے بلا کالی کالی جھبکی ہے بلا پر بلا کالی کالی کہ ہے مشن ظل ہما کالی کالی دکھاتے ہیں نگین وہ کیا کالی کالی تو ہود ہو پ شربے سوا کالی کالی جھکی میکہے پر گھٹا کالی کالی ہوئی شکل دلف دونا کالی کالی ہی نہت سیہ سوا کالی کالی ہوئی چاندنی جا بجا کالی کالی کہ رنگت ہے ستر پیا کالی کالی نہ لب پردہ پڑی تو جہا کالی کالی کہ قبلے سے مٹھی گھٹا کالی کالی ہوئی کھولتی ہے حنا کالی کالی کہ ہے ابرجھت گھٹا کالی کالی ذرا سیلی سیلی ذرا کالی کالی</p>

<p>جو ہے سقفِ تحتِ سما کالی کالی گھٹا اٹھی ہے دیکھ کیا کالی کالی ہوئی اور تیغ ادا کالی کالی جو اڑھی ہے کعبہ عب کالی کالی اٹھیں اندھیان بار کالی کالی کہ لیل سے بھی ہے سوا کالی کالی تو ہے خاکِ تحتِ انشا کالی کالی گھٹا ہے بردے ہوا کالی کالی کہ آئی ہے اوڑھے رد کالی کالی تری شکل ہے نہ لک کالی کالی اگر گوری گوری ہو یا کالی کالی کہ پستلی ہی ہے خوشنما کالی کالی</p>	<p>اثر ہے ہمارے ہی دو دفن کا لٹہ ہادے مٹی سرخ سرخ اتو ساقی سیہ تاب میرا کہ ابرو پہ وسہ مرے کعبہ دل کے ٹٹنے کا غم ہے ہوئے ہیں سیہ سخت برباد لاکھوں گھٹا چھائی دیوانے مجنون ہوئی ہیں جوشِ شامت زدے تیرے مدفن ہوئے ہیں بنجارت دل آہ پر چھپا گئے ہیں شب غم کو دوں روز و صلت بکرا سا مین دیکھو نگام نہ اٹکا دیکر فیستہ محبت میں یکسان ہے ہر ایک صوت ذرا چشم مجنون سے سیلی کو دیکھو</p>
<p>سیہ نامہ قدرِ حشر میں نکلا اٹھی دھوپ میں اک گھٹا کالی کالی</p>	
<p>کہیں رنگت نہ اڑ جائے خفا کی جیسا ہے تجھ کو قاتلِ انتہا کی تجھے ساتی تم اودی گھٹا کی ہے خط سبز بوٹی کی میا کی نگاہیں تیرے کی زلفیں ہلا کی</p>	<p>۱۸ نہ پیٹو لاشیں پر مجھ بیٹو کی کہیں ایسا نہ ہو اوجھا پڑے ہاتھ شرابِ سرخ کی بوتل اٹھا لا دکھتا ہے ترا کندن سا چہرہ قیامت کا ہے قد اعجاز کے لب</p>

<p>جور و نیکی بھی کثرت رہیگی اُلجھ پڑتا ہے دعا غم راہ چلتے ہمیشہ سہ کو ٹکرایا کیے ہم فراق یار کا احسان کیوں لین ہوا گالوں پر دو دھڑکیاں ترے کو چے مین ہین کشتوں کے پتے اُسی سے جنگلے لکبک خرامان ہوئے ہین یار کے گیسو سپہ پوش سفید ایسا ہوا ہے خون عالم لحد میں رکھکے بولی موت مجھے دُرُ الفقہ فخری کی جو ہے چاہ مزا و دنا ہوا ہے میکشی کا</p>	<p>تو بجا یگانگہ گل کر جسم غامگی عجب عادت ہے اس مرد خدا کی ترے دروازے پر نوبت بجا کی قضا نے یا آئی کیا قضا کی کہو کس دجلے نے بد دعا کی میں کچھ ہوگی صورت کر بلا کی ملی جو خاک اُس کے نقش پا کی کسی گشتہ نے شاید قضا کی عجب کیا رنگست اُڑ جائی حنا کی یہی ہے راہ اُس دون سرا کی پہن سیلی تو موج بوریا کی تھیں لے بادلو حیرت خدا کی</p>
---	--

کبھی تو قدر کی تربت پہ جاؤ
 کہ اُس نے جان نکال پوندرا کی

<p>ہوا عشق گزشتہ نہ پھر ادھر آئے نہ نامہ آئے اُدھر نہ نامہ آئے حضور بیٹھے کشتی مین اپنے گولے آئے چمن ہا اربہ ساتی لگائے کشتی و جگر کے زخم جو خندان ہوئے توین بھی نہ</p>	<p>۱۴ پرانی چوٹ نہ یار بکین اُبھر کے وہ آپ آتے ہین یار ہی خبر آئے پڑی جو آنکھ تو دل مین مے اتر آئے اسی اکھاٹے مین پر یو کا تخت اتر آئے جو وہ بھر آئے تو آنکھ مین آنکھ بھرا</p>
---	---

کلی میں دیکھا کہ اپنی وہ ہنس کے پوچھتے ہیں بپا چوشت کر رہے اگر تراہیں۔ یہ عشق جس کے کوچے کی راہ صاف ہوئی کر کے عشق میں کھو گیا ہوں شکر یہ بندہ گئی ہے ہوا اب سیاہ بخت کی تعلقات جہاں سے چھٹے ہیں مرقدین نقطہ خیال ہی آیا تھا کہ کو بوسوں کا جوا کھ ہو تو جہاں آنسیرین جہاں ہے	کسی سے کام ہو تم کون ہو کہ ہر آنے سیح جو تھے فلاں سے ابھی اتر آئے ہم آنکے گھر میں گئے وہ ہمارے گھر آئے وہ کہنے قتل پر اب بازہ کر کر آئے جس طرح گل ہو جو پیرے مزار پر آئے سنتام ہو آج اپنے گھر آئے کہ آنکے عارض نازک پیل بھر آئے اس آنے میں سکندر کا منظر نظر آئے
--	---

خدا ہے قدر پر ہر ہر ہوا ہو وہ قاتل
یہ کہ ہے کہ آنے اگر ادھ آئے

غنیچے چنگ گئے چمن روزگار کے اے باغبان بلوغ میں کدے بچا کے رضوان جو ٹوکے گا در فروس پر ہمیں برسات میں بہا کرے مدی شراب کی آنکھیں ترس رہی ہیں مری تری زلف کو اچھڑا ٹیٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئے آپ بزم میں گھر ہے ہیں اب تو وطن میں ہم اجڑوں چھوٹو نکامیر سے سینے پر انبار ہو گیا بلوغ جنوں کی نیوے رافت کر دیا	۱۲ پھوٹے حباب موج نسیم بہار کے خصمت ہوئے غزان کہ دن آئی بہار کے کدے گئے رہنے واسطے ہیں ہر دیوار کے یہ دن ہیں ساقی بھائی کے شکار کے تاڑے چاکے ہیں شب انتظار کے پہ سب اتر تھے آہ دل بیتلار کے پر منتظر ہیں آنکھیں فصل بہار کے ہنسکے جو تھے پھول اٹھائے مزار کے صحی کہ لہجہ ملی ہو چمن سے ابھار کے
--	--

<p>تم آئے فاسے کو تو بھی بچال ہو گیا آغاز میں بھی بکھو ہے انجام کا خیال</p>	<p>تنتے اٹ گئے ہیں ہمارے سہ ہزار کے دھڑکے شباب میں بھی ہیں روز شمار کے</p>
<p>مضمون میں ہر ن مری بندش کند ہے اے قدر شاعری میں مے میں بھکار کے</p>	
<p>خوش ہنوں دولت دنیا سے زانے والے دماغ دیدیکے رلاتے ہیں لانے والے کالی آنکھیں ہیں غضبناکین بلا خالفت قبر بٹھکر کے یہ اُس رتک سجائی کما جان جائے کہ ہر وضع میں آؤ نہ خلل پھر مری قبر پر انبار لگے پھولوں کا لو ابھی شام ہوئی واہ چلے آپ کدھر قبر میں رکھتے ہی یہ آہ شر بار اٹھی عسل مریت کے شہید کو تری کیا حاجت پھول جھڑتے ہیں وہ تقریر بے جان جسم خالی میں مری روح کی کتنی ہے خواب میں آتے ہیں جو پاس مری تھتھے مجھے جیتا ہوا چھوڑے مرام وہ دیکھو</p>	<p>۱۲۷ روسیگے صورت فوارہ خزانے والے پانی سے ستپتے ہیں باغ لگاؤ والے ایک سے ایک ہیں کجاک کے زمانے والے اٹھ تو بیٹھے اے مے ناز کو اٹھانے والے وہ نہ آئینگے تو ہم بھی نہیں جانے والے ہنس تو نے اے مے بھو کو اٹھانے والے نہیں میں اٹھے ہیں گھڑیاں سجائی والے بے گئے شمع لحد میرے سر ہانے والے آب خنجر میں نہانے ہیں نہانے والے چٹکے نہیں ہو عناد کو اڑانے والے زندہ درگور ہوئے خلق میں آنے والے آنکھوں میں پھرتے ہیں آنکھوں کی سمائی والے پھر کراک ہاتھ تو اور دمرے جانی والے</p>
<p>بعد مرنے کے ہوا قدر گناہوں کا یہ بوجھ اے مرم گئے لاشے کے اٹھانے والے</p>	

<p>سکسرو تے ہین ہندو اے نالے کرتا ہوں مین اثر د اے ہمنے گھورا تو ہنسکے فرمایا کبھی رو دیا کبھی اڑائی خاک بے اجازت کبھی چھو دنگانہ پاؤں آہن کر دیں گی آسمان مین چھید مہندی ملکر وہ شوخ کہتا ہے صب تو یار ہمے مشکل ہے ہے سلامت جو سنگ دراو نکا ہم نہ اترینگے تیرے کوٹھے سے ٹھنڈی سانسین یہ ہمنے آسین بھین دیکھ تیرا شکار ہوتا ہوں کب سے تودہ بنا ہے میرا جگر دل کی خاطر تو سینے سے لپٹا</p>	۱۵	<p>سنخل جھکاتے ہین خرو اے سنبل لے آہن مین جگر د اے اسجھے آئے پرسی نظر د اے تنگ ہین مجھے بھر د اے انہین قدموں پہ ہاتھ د ہر د اے ادھر آجا کینگے اُدھر د اے سینک لین آنکھیں چشم د اے اور جو چاہے کام کر د اے سیکھو دن مجھے درد د اے تو اگر چاہے سرائو د اے کانپ کانپ اٹھے ہین ہر د اے اوکے پچیتے سی کمر د اے دوڑا سے تیرسی نظر د اے اب مجھے کیا ہو سکے پرو اے</p>
<p>قدر کیا اپنے پاس دل کے سوا اڑین پرو اے پھولین زرو اے</p>		
<p>چشم جانان ہرن سے بہتر ہے بڑھ کے شیرین سے ہو جو بندہ نواز سنگ کو اُنکے لب سے کیا نسبت</p>	۱۱	<p>زلف مشکین ختن سے بہتر ہے بندہ بھی کو کہن سے بہتر ہے یہ عقیق مین سے بہتر ہے</p>

<p>دشت غربت وطن سے بہتر ہے گورا کھڑا سمن سے بہتر ہے بس خموشی سخن سے بہتر ہے دم نکلیجا تن سے بہتر ہے فکر رنگین دامن سے بہتر ہے میرا شہد چمن سے بہتر ہے تیرا تارنارون سے بہتر ہے</p>	<p>طعن اعدا و مان نہ شکوہ و دست قد بالاسپہ سرد سے اعلیٰ حق کہو تلخ جھوٹ لوگو گناہ ریخ ہجران سہا کر دن کنگہ خانہ دل ہے بڑھ کے چلے سے صورت گل کھلے بین زخم بدن ایسی رفتار ہے نہ ایسا تاؤ</p>
<p>قدر کی قدر آپ کیا جانیں قیس سے کو کہن سے بہتر ہے</p>	
<p>۲۶ جو گرسے تو نقش قدم بنے جو اٹھ تو بانگ درا ہوئے گر سے ذکر لیبین جو انکھ سے تو وہ اشک بیا ہوئے کہ بدن میں روح سا گئی تو غبارِ دوش ہوا ہوئے تو پر سمندِ آتشین پر وبالِ جسم ہا ہوئے کبھی ہم چمن کی ہوا ہو نہ کبھی ہم ہوا کی گستا ہوئے اٹھے ہم توست السٹ اٹھ جو بڑھو تو کن کی صدا ہوئے یہ دل و جگر مے کیا ہوئے کوئی تازہ برگِ خار ہوئے جو اسیرِ حلقہ ناز تھے وہ قاتل تیغ ادا ہوئے قیض میں طارِ باغ کیا کوئی مرغِ قبلہ نما ہوئے مری بیڑیوں میں تو سلسلہ تھامی زلفِ قاتل ہوئے</p>	<p>ہوئے کاوان سے جدا جو ہم رہا عشقی میں فنا ہوئے اٹھ بیادِ قدیمین جو سینے سے تو وہ نالے تو کی صدا ہوئے جو عدم جھوٹی ہم اٹھے عجب انتشارِ فنا ہوئے مے سوز دل کی خبر نہ تھی کوئی استخوانِ جو گل گیا کبھی مرغِ کھاتی ہی آہ کی کبھی آہ کرتے ہی رو دیے ہوا غل عدم میں نہ ناگمان کہ لائی یا نہ نہیں غنیمت جو لہو تھان میں بھرا ہوا تو ہر ایک زخم ہر ادا جو ہوا سے زلفِ بکھر گئی نظر انکی صاف بدل گئی انہیں تنگیوں میں فشار ہے کہ پیش میں جسم نزار ہے نہیں دشت کو یہ دلوں کے قید جن دوشِ نکل چلے</p>

جوا بھاری سینے کا دبدم ترسے آنچلون سی نمود ہے
 بہمن تک بھی ہوئے در در غم بہمن تک بھی ہوئے کھس بہمن
 بڑھی غم تو ہوئے حشر وہ بڑا قدر تو ڈھائیں تیا تین
 کبھی جیسے بہمن خدا تو امان کبھی جہم سہا یہ صفت عیا
 نہیں کچھ سکت تن زار بہمن ہوئے زرد زرد بہار بہمن
 کبھی ایک بوسہ بہمن دیا کبھی مرتے سے بچا لیا
 ترسے ہاتھ جیسے لگا ہوا دل تو خائے پسینہ ہوا
 ہوا البدر وصل عجیب مزا کہ غموش بیٹھے جدا جدا
 نئی عاشقوں کی مرہٹنیت کہ بہمن شاتر نہین بھی بہنیت
 اٹھ کر جو خواب خیال سے لگے تکیو دیدہ حال سے
 ہے ذکر نہ صیام بہمن اسے مردہ خوار یہ غبتین ڈ
 تری آنکھ سے یہ گرے ہوئے وہ گر جگر بہمن کبھی ہوئے
 یہ قدم قدم پر چینگے پاؤں کہ بڑھ سکو گئے نہ اگلی تم
 جو گھر جہنم سیاہ بہمن وہی برق طور ہیرا بہمن
 نہ زمین بہمن تم اگر گئے تو کبھی نہ کوئی نثر پھیلے ڈ
 جو عدم تپتے ہوئے خلق وہ جو جو دین تھو وہ چلے بسے

ترو تازہ دونوں جبال گل تہ موج باد صبا ہوئے
 کبھی آپ اپنا مرض ہوئے کبھی آپ اپنی دوا ہوئے
 بڑ بہن پلکین تودہ تم ہوئی بڑ بہن زلفین تودہ ملا ہوئے
 وہ کہیں سے وہ یہیں سے نہ ملے ہونے جدا ہوئے
 پر کاہ کیا بنے غم سے ہم کہ تمام کاہ رہا ہوئے
 جو مسج لب بہن ہوا کہین کو کس مرض کی دوا ہوئے
 مے زخم دل میں جو چورتھے وہ تمام درد دھنا ہوئے
 بہمن بہمن مین مہر سکون ہوا بہمن تن وہ شرم دھیا ہوئے
 جو گھٹے تو خال سے ہوئے جو بڑھے تو زلف رسا ہوئے
 کہ وہ کب ٹھٹھے کہ وہ گھر گھر ابھی پاس تھے ابھی کیا ہوئے
 ترسے روزے و عطا بیخبر قضا ہوئے نہ ادا ہوئے
 مے نالے تیری نظر ہوئے ترسے غم سحر آہ رسا ہوئے
 جو تھکے کو بچے کی خاک کی بہن فن ہوا فنا ہوئے
 تری آنکھ پر جو خدا ہوئے وہ شہید راہ خدا ہوئے
 وہ فنا میں اپنی بقا ہوئے جو بقا میں تیری فنا ہوئے
 جو رہا تھے ہو گئے قید وہ جو اسیر تھے وہ رہا ہوئے

بنے قدر ایسے غبار ہم ہوئے گرد شوقین ہوا ہم

کہ مثال دائرہ فلک جو اٹھے تو بی سر دیا ہوئے

سنگلو کے لیے ستمی ہیان ہے ۱۱ جیہی ہتیس دان تو نہیں زبان ہے

<p>ہماری روح بھی ہمیں گراں ہے کمان ہر تو کمان ہے تو کمان ہے لحد عاشق کی خشک کانون ہے کہ تیرا پاؤں قاصد در میان ہے دھوان آہو کاد سوان آسمان ہے ہزاروں ہین وہ اک چیدہ جوان ہے فقط منظور نکو امتحان ہے وہ گم بھی بلاے ناگمان ہے سیان رہتا ہوں لیکن دل وہاں ہے</p>	<p>عجب کچھ حال جسم ناتوان ہے جگر میں نگہوں میں دل میں نہان ہے مہ سیاب اغ قلب مضطر جواب خط وہاں سے تو ہی لانا شرارے نالہ دل کے ہین تجسم جہان میں اُسکو میں نے چن لیا ہے نہیں فرق ہے گھر لینگے عاشق و خدا ڈالے ناب پھندے ہین اُسکے وہاں ہو تم یہاں ہے یا مجھ کو</p>	
	<p>مے ان پر نہیں ہم سے ہزاروں کمان لے قدر کوئی قدر دان ہے</p>	
<p>سہ پہر اجنوں سوار عقل پیادہ پا چلی جب ان جان نے باڑھ دی ہو لگی چلا چلی دل کی کلی کھلا چلی دل کی لگی سمجھا چلی لاش ترے شہید کی جانب کر بلا چلی بھاگی حیات یکے جان موت رہنے پا چلی جھوم ہے ہین شیخ و شاب کی عجب ہوا چلی واہ حیاے یار واہ نظر و بین تو بھی آ چلی کیا ہو مے کو مارتے مجھ پہ چلی تو کیا چلی</p>	<p>۱۹</p>	<p>آگنی فصل نو بہار دشت میں وہ ہوا چلی ایک طرف ادا چلی ایک طرف قضا چلی باغ سے جب ہوا چلی میکے سے گھٹا چلی تو نے نہ اُسکے دید کی بیٹھکے گھر میں عید کی جب نہ ملی یہاں امان قلعہ زن سے بی کمان واہ رے دورہ شراب خانقہ میں ہوئے خراہ طالب دید ہین تباہ سے شکر گین نگاہ غیر کو تم ابھارتے تیغ سے سرتار تے</p>

<p>ابر بہار کا ہے خوش رہد جنوں کا ہو خروش موت کی لگ لگی نظر جب تو مریض چشم پر شور اٹھا جواہ کا صبر و قرار اڑ چلا ٹوٹا جہان کوئی شہاب سمجھا میں خانہ خراب مرتے تھے جسکے جانے سے آئے وہ سوہاگے روک کے دلیر اسکے دار جان کردنگا میں نثار لک عدم کو جا بگئی گھر بھی وہیں بنا بیگے جاتی ہو جان ہاے ٹے اُسکو لکھوں تو یہ رتا نظر دین جب میں اوگھا دل میں ترے سماونگا ساتی وزندہ بادہ کش اور بکارین العطش</p>	<p>اڑ گئے برگ عقل پرش بلغ میں ہوا چلی نقش ہوئے نہ کار کا در نہ اک دعا چلی قافلے میں بجا درامہ ہونے لگی چلا چلی مجھ پر بڑا کوئی عذاب مجھ پر کوئی بلا چلی لیکن اب اُنکے آنے سے روح بدین چلی تبع نگاہ نازیبا مجھ پر رگر ذرا چلی اب نہ پلٹ کر بگئی ٹھوکرین عکس چلی گھر پرین جاؤں اچھے آئے میری دہان ہلا چلی گھر میں گھر بناؤنگا میری اگر ذرا چلی آتے ہیں سب کو غش غش آج شراب کیا چلی</p>
--	--

قدر یہ فوج جب پڑ ہی تو ٹیگی قلب کی گڑھی
ناز بڑھا ادا بڑھ ہے غزہ چلا حیا چلی

<p>وفا داروں نے سینہ چاٹھا لہو سے گھر کھر طرچ سے سج جلا نہیں دہن ہے چشمہ حیدوان خوبی پیالہ پیسا سپیر رنجان کا ہزارا فوس قیدی ہیں قفس میں رگ گردن سے گونزدیک تر تھی اتاری عکس کی تصویر بہنے</p>	<p>۹ تھٹی ہندی نہ پائے خوب رو سے بسر کی اتلک کس آبرو سے سیجائی عیان ہو گھنگو سے مجھے بیعت ہوئی دست سب رو سے چمن میں آئے تھے کس آرزو سے مگر پایا ہے کتنی جستجو سے لگایا دل جو اُس آئندہ رو سے</p>
--	--

دہن یا غنچہ بے باغ عدم ہے	نخس ہوتا ہے بیل گفتگو سے
کیسے ہو رہا ہوں اے قمر زکھو	لگا لو دل کہ میں اک خبر دوست
<p>۱۳ سوغات مجھے لیکے رہا کوئی یار لے</p> <p>ساتی کے تو دم نہ کوئی بادہ خوار لے</p> <p>جب میکہ میں منتخب آکر قرار لے</p> <p>بکتا ہوا یہ قدر رہا کوئی یار لے</p> <p>لو اُنکے اٹھتے اٹھتے ہی کیا ہو گیا مجھ کو</p> <p>کروٹ جو بے یار تو دیکھو نین زلف مرغ</p> <p>زلفوں نے ہنسے بل کی جولی بل محل گئے</p> <p>شیشہ بھی ٹوٹ جاتا ہے اسب چشم سے</p> <p>دم ٹوٹتا ہے میرا تماشا تو دیکھ لے</p> <p>ساتی جو چھانا ہو دُشمن سنج کو</p> <p>کیا دھل سے حضور نے مجھ کو جلادیا</p> <p>قسمت کھلی کہ زلف کے پہنچیں بھینچ گیا</p>	<p>مٹھی بھجے صبا میری خاک مزار لے</p> <p>واعظ کی پگڑی کیا کہ کفن تک تار لے</p> <p>مسجد کی کالیان کوئی یا بتا رہا لے</p> <p>میں چپتا ہوں کوئی دل بقیار لے</p> <p>ہو گئے یہیں کہیں کوئی اُنکو پکار لے</p> <p>کروٹ کسی طرح سے یہ میل و نہار لے</p> <p>تو بھی تعلیم کی نہ اے قدیار لے</p> <p>تیر نگاہ دل سے ہوا وار پار لے</p> <p>تلوار ٹیک کر کہیں قاتل قرار لے</p> <p>واعظ کا سبب بزم عمامہ اُتار لے</p> <p>کچھ اور شک نہ تو قدم جان نثار لے</p> <p>اے دل تڑپ کے بوسہ رخسار لے</p>
آنکھوں کی راہ آج وہ دل میں ساتے ہیں	دل کھول کر تو قمر زکھو گھار لے
<p>۱۰ بیل نہ باسی تھہ کہیں اُنکو پکار لے</p> <p>انسان فضل گل میں می خوشگوار لے</p>	<p>گلی کر گئے گلاب سے جو نام یار لے</p> <p>چوری کر کے کہانگے لے یا ادھار لے</p>

<p>تو میرے بوسہ لینے پر اتنا غصا ہوا مشہد نہیں ہے کوچہ ترا کر بلا نہیں دم گھٹ رہا ہے کیا قفس تنگ ہیں مرا یار بکسیکے دلیں نہ گھب بجا چشم یار پچھانسی جسے لگائی وہ ٹھوکر سے جی اٹھا للسدا اپنی کرتی نہ پہنسا کرین حضود ہے شیر کی چھپتے کر دلیں تو خوف کیا</p>	<p>بوسہ بھی کوئی چیز ہے تو لاکھ بار لے رکھوں اگر مین پادن مرا ستارے جھونکا کوئی ادھر بھی نسیم بہار لے نشہ شے مین اس پر ہی کو کوئی امار لے یہ بات ہے تو کیوں نہ قدم زلف یار لے ایسا نہ کہ کوئی کہیں بیٹ مار لے پلو نکلی بر جھپو سے اسے گھیر گھار لے</p>
<p>اے قدر ناسے کر کے گرا آسمان کو لکار لے پکار لے میدان مار لے</p>	
<p>جس وقت تم جہان تھے اس وقت ہم دہان تھے لے تیرا یہ بھی رستم کے ہفتخوان تھے وہ شاخ اعوان تھی ہم شاخ زعفران تھے پہلے ہوے روانہ ہوئے کراوان تھے مرقد سے اٹھ کے بیٹھے ہو جو جہان جہان تھے ظلم ہما تھا جن پر وہ مشت استخوان تھے گرتے تھے برابر گویا گل خزان تھے کیون ہوئے حضرت دل کیا تہری زبان تھے جب مین ادھر کرنا یاد تھے نیچان تھے افسوس حضرت دل کا تھب کے میمان تھے</p>	<p>کچھ روز دن یار ہم تم دو قالب ایک جان تھے ۱۱ کن مشکلوں سے ٹوٹے ساتون جو آسمان تھے بچپن سے ہو گیا تھا کچھ حسن و عشق باہم اچھے جو تھے اٹھے وہ ہم سے جو تھے ہے وہ آواز تھی چھڑوئی یا صورت کی صدا تھی انجام کار اگر دیکھ جہان مین یکسر کیا آب تیغ و خنجر تھی موج باد صبر بیشک وہ ہوتے راضی ناحق تھی زار نالی قاصد مر اس بجا پوچھے نہ تو کسنا زلف سیہ مین اٹکی کیسے مے تڑپ کر</p>

<p>غیر دن کا کیا اجارا کیوں جوڑا نہوں نے مارا میں قدر تھسا تمہارا تم میرے قدر دان تھے</p>		<p>بولے وہ ہم سے ہنسر روز ازل کہاں تھے ۱۱ میرے اگر عدو تھے میرے عذاب جان تھے بولے فشار دیکرستم کو قبر رستم یہ بار عشق ہم نے اجسام کاراٹھایا دل کی تڑپ غضب ہے ہم سے تو کوئی پوچھے کچھ بات ہے کہ مرتا بوسہ طلب نہ کرتا فرقت کی سختیوں سے پوچھو نہ حال پانا یہ موت زندگی بھی ہے انقلاب عالم کیا وصال میں کھلا تمہارا زول ایک ہو کر یہ عشق یہ جوانی کیا روگ لگ گیا ہے</p>	
<p>ہم سن عدم کو پوچھتے کیوں آپ تھکا کے بیٹھے اے قدر نقش پاتھے یا گرد کاروان تھے</p>		<p>۱۰ کہاں ڈھونڈوں میں دل دلبروہی ہے نہیں کچھ آئینہ سازی یہ ہو قوف ہے داغ جگر یا رب سلامت اُسی کا ذرہ ذرہ خوشہ چین ہے مثال آئینہ ہم سب سے ہیں صاف ہنسی ہے اُسکے ہونٹھو پڑوہی ہے جو صاحب دل ہوا سکندر وہی ہے شعبہ ہم کامہ انور وہی ہے فروع خضر و خاور وہی ہے جودل میں باسے ہمنہ پڑوہی ہے</p>	

<p>نہ کیونکر وصف دندان ہو زبان پر تلاش رزق میں اتنا تردد خدا کے فضل سے ملک جنوں میں وہی نالہ دہی آہیں وہی اشک</p>	<p>کہ اس تلوار کا جو سر دہی ہے اے جو گھر میں جا ہر دہی ہے حکومت ایک عالم پر دہی ہے وہی طبل و علم لشکر دہی ہے</p>	<p>ق</p>
<p>نکا لاکھ اُنہوں نے پھیلے آج تمہیں لے قدر کیا اگھر دہی ہے</p>	<p>خود میں آداب شہادت پاؤں بل کیلئے عیش وغم تو ام اگر میں عالم اسباب میں دل ہمارا داغ کھاتا ہے رنج پُر نور پر عاشقوں کا حال معشوقہ نہ ہوتا ہی عیان</p>	<p>۱۵</p>
<p>جب ذرا تڑپا قدم اٹھا اٹھکے قاتل کیلئے تو کفن افسوس زیاہیں جلا جل کیلئے اگ کھاتا ہے چکور کا ماہ کامل کیلئے گل سر پا گوش ہین شور غنا دل کیلئے شب کو بوسے ہمدرد کن ہکا دل کیلئے رونقین نہیں تیر و دم سے ساری محفل کیلئے گر گر اپنی نے بوسے پاؤں قاتل کیلئے جان خیرین ہنسنے دی دہر ہلاہل کیلئے چور کا کھٹکا ہے اس عالم میں غافل کیلئے پھر خواب حق سے منہ بھرا ہے باطل کیلئے صورت اسپند بیتابی تو تل کیلئے یہ تو فرماؤ کہ کیا سوچے ہوا سن کیلئے یہ نہ کیا کم ہے صیا و خدا دل کیلئے</p>	<p>نیل کا نوپر پڑے ہین صورت داغ قمر ہو گیا اندھیر تیرے اٹھتے ہی اٹھتے بعد مر نیکی بھی اتنی خاک ساری رہ گئی سبز کا خط پر تو مرتے ہین گرانہ میر جاگ لیدل خواب غفلت سے کہ شیطان سا ان تو نیکے پھر وہاں تنگ پرایا ہر دل بیقرار آئندہ رخ پر ہون میں سیاحت وعدہ فدا جو ہی ہم مان سکتے ہین لے شاخ گل کوڑا بنے گل کی گین ہون پڑا</p>	<p>۱۵</p>

میں نے بادام آسنے اس بادا کو چھلکے لیے	میں ہوا آنکھوں پہ شیدا غیر ملکوں پر فدا
مرتبہ استاد دہلی کا کمون سے قدر کیا یہ سلا رتبہ کہاں سحبان و ایل کیلے	
<p>۱۱</p> <p>جہان میں سر جو اٹھاؤ رہی خراب ہے دام ہاتھ میں اک ساغر شراب ہے مجال کیا جو ترے نیچے میں آب ہے خدا کرے کہ زمانے کو انقلاب ہے ہے جو عین نرل میں نہ انتحاب ہے کہ اب تلک ہی پرے وہی جباب ہے سنا نہیں کہ کہیں عہد شراب ہے جو آپ کو ٹھہرے دزات لے نقاب ہے بہت بجا ہے کہ چندے انہیں جباب ہے نہیں ہے رخ اگر مورد عتاب ہے</p>	<p>گس کر کی شل شتابت کبھی جباب ہے وہ بات ہو کہ جو کچھ حرمت شتاب ہے مے لہو کی حرارت پہ چھڑا قاتل نہی ہے آج جو غیر وکی کل ہے دور اپنا لکھا ہے ہنسنے بہت وصف خاں ابو کا نگاہ بد سے نہ کیا گریہ تر ہے عیش وہ زلفت کی مانند بل کی لیتہ میں تمام ملبس و پروانہ اڑ کر آئین گے جب اختلاف ڈاٹھا گھنٹی سے تو وضع پھر تری خوشی سے خوشی ہی میں وہ عاشق ہی</p>
<p>جو ایک ہاتھ میں ساتی کا ہاتھ ہو اے قرر تو ایک ہاتھ میں اک ساغر شراب ہے</p>	
<p>۱۲</p> <p>زمین پہ مین رہوں کروں پہ قباب ہے تو شب کو وہ تری محفل میں باریاب ہے وہ دے شراب کہ نہ کد کد کیا ہے کھلا ہے کہ رخ یار پر نقاب ہے</p>	<p>کروں جو آہ خبر بار کس کو تاب ہے مثال شمع جو جل جلا آب ہے بہار آئی ہے ساتی بہار آئی ہے مری نگاہ میں یکساں مین ظاہر و باطن</p>

<p>دہان یار کے ضمنوں عدم سلا تے ہیں دیے بون کے کبھی بوسے کا لیان کبھی دین جو حکم کیجیے صاحب تو ایک رات کی رات بجا ہی زندہ کلی صحبت جڑی ہو اے دعا کسوف و زلزلہ آیات عشق ہو جائیں خدا کرے کہیں بندہ نکندہ مین زاہد اے تم ایک گالی ہیں دو ہم ایک بوسہ لیں</p>	<p>ہمیشہ ہم تو اسی فکر میں خراب ہے غنائتین رہیں ہم پہ کبھی عتاب ہے تمہارے کوپے میں یہ خانان خراب ہے یہی ہوتے جو عزت بیان جناب ہے جگر میں غم ہے دل میں اضطراب ہے گرد و عمامہ و جبہ پہ شراب ہے ہمارے لپکے صاحب یہی حساب ہے</p>
--	--

اگر یہ خاک ہو اکھیا سے ہت ہے

جو قدر زلف لطف ہے تو تراب ہے

<p>میکھانہ وہ مکان ہی جو آئے بن گئے کل آپ ہی وہ رو ٹھکے آپ گئے تیرنگاہ سے دل عشاق چھن گئے نالے ہمارے جب جو پس من گئے ایذا ہوئی ہفر میں تو سوے وطن گئے جس نے بنایا تمہیں مشوق بن گئے جب موسم خزان میں وہ سوے چمن گئے شرمندہ میری قبر سے در و کفن گئے</p>	<p>۹ پیکر خم شراب کو میخوار تن گئے معشوق کے مزاج کا کیا اعتبار ہے ظالم خدا کے واسطے نہ پڑنا ڈال تار و نکتے ٹوٹنے کا گمان یا کرو ہوا دنیا کی کلفتوں سے دم اپنا کھل گیا یہ کیا ابھی تک یونہیں بھولے ہو ہے آنکھوں کا فرش زگر شہلانے کر دیا افلاس کا براہوز میں مین گوا گیا</p>
--	--

اے قدر سے دوڑ کے حورین لپٹ گئیں

جنت میں ایکے داغ حنین و حن گئے

<p>بڑی ناز و دل میں جلوہ جانا نہ آتا ہے خدا کو اسے تھوڑے سی لگاؤ سے غم کا خم ساقی اندھیری رات میں داغ جگر ایسے چمکے ہیں وہ بھولی بھولی باتیں نیچی نیچی نظر میں جگر گڑی وہ گڑی جو گڑی سے وہ گڑی سے بگولہ دیکھ کر صحن میں بولا قیس وارفتہ لکھنا ہے تھوڑے نام انکھ باتوں باتوں میں خدا کے فضل سے دھن ہی خدا بھی جو ہیں دل خوشی کو تیری یاد میں کیا کیا نہیں آتا کھلتی ہے کسی پرچھوڑ کو وہ چھچھرتی ہے بناوٹ سے بڑا کردہ بت عیا کرتا ہے لب لیکو کیے بوسے بھکوا بکیا داتی ہیں وہ کہو بھولے بیٹھے ہیں ہم انکو بھولی بیٹھے ہیں</p>	<p>۱۲ یہ گھر جسے بنایا ہے وہ صاحب خانہ آتا ہے بڑا گھنگھور بادل جانب بیخا نہ آتا ہے کہ میری بزم میں پروانے پروانہ آتا ہے سکھائے سے کہیں انداز معشوقانہ آتا ہے ترسے کہنے میں اعلا کیل دیوانہ آتا ہے یہ کیا لیل کا ناتہ جانب دیوانہ آتا ہے زبان پر جو نہ آتا تھادہ بیخا نہ آتا ہے جب آئندہ منگا تا ہے وہ دلبر شاد آتا ہے غضب ڈھاتا ہر جدم پڑیں یہ دیوانہ آتا ہے تمھاری تیغ کو کیا شیوہ مٹا نہ آتا ہے کیسے گھر میں صاحب یون کوئی بیگانہ آتا ہے میں رو دیتا ہوں جب ہنٹھوں تک چاہتا آتا ہے کہاں سے خط کتابت ہو کوئی جانا نہ آتا ہے</p>
--	---

بہار آخر ہوئی ہے قدر کی تربت پہ میلا ہے

یہاں بڑی بڑا نے کوہراک دیوانہ آتا ہے

<p>۱۳ جب آنکھ بند ہوگی دیدار دیکھ لینے میں خانہ بند تو ہو گا شینگے حلق اپنا کھڑکی قفس کی چاہے صیاد بند کر دے مختار ہم نہیں ہیں مجبور تم نہیں ہو</p>	<p>کب تک چھپو گے ہم سے ایسا دیکھ لینے آئے تو ماہ روزہ تلوار دیکھ لینے ہم روزن قفس سے گناہ دیکھ لینے جو کچھ دکھائیے گا ناچار دیکھ لینے</p>
---	--

<p> غش ہو گئے یا نہو گئے دیدار دیکھ لینگے موقوف آج پر کیا پھر بار دیکھ لینگے طاؤس باغ جہدم رفتار دیکھ لینگے کھلونہ پردے سے تم اغیار دیکھ لینگے جب چھینے آئے گے گادیدار دیکھ لینگے ساتی الگ رہیگا مینوار دیکھ لینگے سب لوگ اپنی اپنی کردار دیکھ لینگے اب ہم بھی اور کوئی لے یار دیکھ لینگے </p>	<p> کوٹھے پر آ کے صاحب جلوہ دکھائیے تو اچھا کیا جو تھے وعدے سے پہل کے مالا سمجھو لینگے رقص اپنا لے سرو بل غنمی وعدہ جو وصل کا ہی گور و کفن میں اچھا آتر براہ دیدہ دل میں سامیے گا ڈ واعظنہ میکہ سے میں شیخی بگھا آ کر مرنے کے بعد کوئی ساتھی نہیں کسی کا غیر دن دل لگایا عاشق سے منہ چھپایا </p>
<p> کوچے میں ان تو نکسے لے قدر پھر پھر اگر ہم قدرت خدا کے اسرار دیکھ لینگے </p>	
<p> ۱۳ پرجان بھی آہو سکے ہمراہ نکلتی ہے ہو نہ ٹھونک تلک آتی ہے اک اہ نکلتی ہے تلوار تیری کس پر ہر ماہ نکلتی ہے بن بن کے مے آنسو ب چاہ نکلتی ہے سب میرے خزانے سے غوا نکلتی ہے قد سے یہیری چپکن کوتاہ نکلتی ہے پردگی تناکب لے ماہ نکلتی ہے جب تیر نکلتا ہے ایک اہ نکلتی ہے کیا تو ہے پھر بھولوں پر یہ کاہ نکلتی ہے </p>	<p> جب سانس میں لیتا ہوں ایک اہ نکلتی ہے غم دوست سحر دل تناب آہ نکلتی ہے لے چرخ سمت پرور پھر چاند ہو آچمک رہو لو اتنا ہو لے بدخو پھر دہمہ ملیگا تو کچھ بوسہ نکسے بانی سے کچھ گالیان کھانے میں صبر کا ہوں دشمن اس نام سے ہے بھن اس بحث سے کیا مطلب آتے ہو تو ہر شب تیر انکا جو چلتا ہے دل اس ہی بہتا ہے خساروں پر لے دلبری سیرۂ خطہ و بھر </p>

ہے اگ لگی دیکھو سینے کی خبر تو لو	بن بنکے شہاب ابو ہریرہ نکلتی ہے
دل آنکھوں کو لڑتا تھا آخر میں ہوا کشتا	اب کھود و لمحہ جس جا جنگاہ نکلتی ہے
غصے تو کوئی دیکھے جیسا نکلتا ہوں بوسے	کس ناز میں ہونٹھوں سے واہ نکلتی ہے

اب غیر ٹھٹھکتے ہیں اب قرر پکھتے ہیں بڑ	اب کانٹے سرکتے ہیں اب راہ نکلتی ہے
--	------------------------------------

مستون

ایسی گردش میں پڑے داغ جگر آئے ہوئے	۱۳ داغ شعلہ ہوئے شعلوں سے جوالے ہوئے
بیگنہ جسے گل کا ٹاٹا ہے ابرو نے مرا	بیٹھے رہتے ہیں گریبا نہیں سڑا لے ہوئے
شائش رخ کی دلیلیں ہیں وہ چشماں سیاہ	گرمی اس درجہ ہوئی دونوں ہر گاہ ہوئے
سوے شرکا نہیں رازی سوز داری ہی تری	تیرہ پہلے ہوئے تیروں سے پھر بھالے ہوئے
بڑھتی دولت ہی مے سینے میں غماز وفاق	لگے آہیں جو نکلتی تھیں وہ اٹا لے ہوئے
مونی آنکھوں میں تم کہتے ہو اسد سے اثر	جسکھڑی آنکھیں لڑیں آنکھوں سے توالی ہوئے
ٹھنڈی سانسیں جو کبھی یاروں نے وقت میں	آبلے سینے میں جتنے تھے وہ مٹا لے ہوئے
چھاتیان بسی کہان ایسی مکر کوئے کہان	سار کا عطا صنم سانچے میں ہٹا ہوا ہوئے
میر اپیکر ہو مگر خاک گلستان سے بنا	جب بہا رانی مے زخم جگر آئے ہوئے
قتل کرتے ہیں وہ گال آنکھ دیکھو سیاہ	آفتیں میرے لیکر دے ہوئی کالے ہوئے
کیا نزاکت آذرا باتوں میں گرامے جو وہ	شب بگم گل کی طرح ہونٹھوں پہ چٹا لے ہوئے
شیر ابلق ہیں تری آنکھیں کب ہو صنم سم	تیرے شرکا کا لکھڑیکے ہیں یہ پالے ہوئے

	<p>ترک ہو جائیں نہ درت کی طاقاتیں کہیں قدر رہتے ہیں بہت غصہ آٹا لے ہوئے</p>	
<p>وہ بجلی کو ندی ہی باغ ہے گھنگھور بادل ہے دھڑی ہو ٹھونپہ مندی ہاتھوئیں آنکھوئیں کاجل ہے کہ اتو خفتگان خاک میں طیس سرج بھل ہے پیالہ ہاتھ میں ہر دم بھل میں مکی تول ہے وطن میں خاک اٹلی ہو کر سبز جنگل ہے کبھی بجلی حکمتی ہے کبھی فرقت میں بادل ہے فرخ اپنا بھی اس ظلمت کی دین شل شعل ہے میں سر ٹکڑا کے توڑو گا جو میخاہ مقفل ہے خدا کے فضل سے اپنی وہ تقریر سلسل ہے قدم ہے یا کہ خنجر ہو گئی ہے یا کہ مقفل ہے</p>	۱۱	<p>شراب سے ہو معشوق ہیں تول پہ تول ہے ٹکڑا کر آئے ہو کر دگے قتل کس کس کو قیامت آئی یا تم آئے ہو یا زلزلہ آیا ہمارا آئی ہے اسے زاپڑ چڑھی تھی مغز کو ایسی نکلا ہے جونے لگے ہم دتے ہیں سحر میں کبھی آہیں نکلتی ہیں کبھی آنسو اٹھتے ہیں پھٹے کپڑوئیں بھی رونق دہی ہے ہم فقیر و بکی خمار اتنا ہے اسی ساتی کہ سر میں درد ہوتا ہے مثال زلف آبت تیرے سارے بل نکلیا لہن عجب قمار ہے قاتل کہ لاکھوں کشتہ ہوتے ہیں</p>
	<p>بنیں کیونکر نہ ابر حست آہن خاکساروں کی بجات زمین سے سنتے ہیں قدر بادل سے</p>	
<p>یہ بھی کیا یا رکی جدائی ہے عجب کی یہی کماٹی ہے کوئی سنا نہیں دوہائی ہے زلف کیون اس قدر بڑھائی ہے یہ بھی اک طرزا شنائی ہے</p>	۱۲	<p>قدر کیا ڈبو موت آئی ہے جان تک تپہ صد تپے کرتا ہوں نالے کیسے دو بایں ان ہی میں کیا شجہ بر عاشقان کم ہے غم کے سارے گنہگار جانا</p>

<p> دیو جبران سارا ہر مجھے بوسہ مانگا تو گالیوں پائین آپ سے ہو چلا ہونین باہر نازت کو دیا نیاز ہمیں دور کی سوچتی ہے پیکے شراب اپنے دم تکسہرین عشق کے جھگڑے مجھ کو آنکھیں دکھاتا ہے ناصح ہجر میں ٹوٹے ہیں سب اعضا </p>	<p> ملک الموت کی دہائی ہے کیا رقیبوں نے نفع کی کھائی ہے یہ جنوں میں مجھے سمائی ہے یہ بھی اک نشان کبر پائی ہے عینک آتشی چڑائی ہے مرٹے ہم تو چھٹائی ہے غم زہار کی دہائی ہے پرشب وصل مویائی ہے </p>
--	---

جان دیتا ہوں قدر رور و کر
 نیند آتی ہے وہ ترائی ہے

<p> تربت میں بقیاری دلیں بھری ہوئی ہے اُس بک زلف سے کب جانری ہوئی ہے مندر تہی خط ہوا ہے ابو کو چشم نازان کھلتے ہی ہجر میں آنکھ آنسو نکل پڑینگے دیکھو فنا کی سیرین مٹی میں رُل رہی ہے گیسو نے دی ہی پھانسی لگا دم ہمارا ہے میری آنکھ کا تل نظارے میں کوئی اتنا ہر تنگ و تاریک اپنا سیاہ خانہ چاہ ذوق پرانے آیا قیوب کا دل </p>	<p> ۲۰ سینے پہل ہمارے جب تو دھری ہوئی لیلیٰ پسپ ہوئی ہی شیرین مری ہوئی ہے سبز چراہی اسکو بیاب چری ہوئی ہے ڈبیا یہ موتیوں سے نفع تک بھری ہوئی ہے جمشید کا پیا لہ ہر کھوپری ہوئی ہے پاسے اہل میں شاید بیڑی بھری ہوئی ہے سیم جمال تیری اس سے کھری ہوئی ہے کا جل کی کوٹھری سے ہر کوٹھری ہوئی ہے گویا کنوئیں کے ٹنڈ پر اک دل دھری ہوئی </p>
---	--

<p>کرتا ہے ذبح تیرا پا جامہ گلبدن کا دور فلک نے کھوئے میرے سر جو ہن خمہ ہے چشم سر لگین سے پیدا رم غزالان بوسہ دہر کا لیکر کاٹا ہے ہونٹھ اُن کا وہ سبز رنگ ایسا آنکھوں میں ٹھہ گیا ہے قدر مرا ہوا ہون آتی نہیں قیامت فصل بہار آئی سبز میکہ ہے ساتی کا فیض جاری منت کے پیر سے چھوٹے ترواسنی ہماری مرنے پہ کام آئے آنکھوں سے تیرے کافر پیدا ہوا ہے غمرہ</p>	<p>خضر جہاں سے حق میں ہر خجری ہوئی ہے پتے سے گھٹے میں کیا ابتری ہوئی ہے اس کال کو ٹھری میں دشت بھری ہوئی ہے یا قوت کی یہ طیار انگشتری ہوئی ہے میری سفید عینک بالکل حری ہوئی ہے قامت سے تیری شاید وہ بھی ڈری ہوئی ہے تھی جو سفید بوتل وہ بھی حری ہوئی ہے کشتی میں جی جوتائی دریا پری ہوئی ہے شاخ جریدہ اپنی بالکل ہری ہوئی ہے غلبہ سے تیرے پیدا جاواری ہوئی ہے</p>
<p>دریا سے نکلے گوہر معدن سے نکلے جوہر اے قدر تجھے پیدا ایجوہری ہوئی ہے</p>	
<p>۱۷ دہ گنہ بری ہوئی ہری جانبری ہوئی ہے کھدے کیسیا شترگان بھی شک تابدا مان ہے بہار کی بدلت جو بدل چلی ہر صورت جو چہ تیر ناز دلبر تو ہے صید جان مضطر تو کھنچا کھنچا ہر کبے کہیں مجھ سے چل بھی جا مرا دل ہی کیا مصفا کبھی تو نے نہ نہ نہ کیا جلو اُن سے بچنے گیا ہر مراد اُچھ گیا ہے</p>	<p>یہ اُسے چری ہوئی ہوئی کہ اہل حری ہوئی ہو مری چشم کو ہر افشان کوئی جوہری ہوئی ہے مری زرد زرد رنگ گل صغری ہوئی ہے جو فرہ ہوئی ہے شہر تو نگہ سری ہوئی ہے تری تیغ نازا نگے جو کھنچی دھری ہوئی ہے ارے میر دل ہی پیدا تری دلبری ہوئی ہے یہ درق اُن گیا ہی عجب ابتری ہوئی ہے</p>

جو بہن بلکین فوج و لشکر تو ہی سر منہ تیغ و بھر مرار و زہر ہڈی بہ ہے سفید دیو یارب ترے لب پہ دل بسا ہی تری آنکھ پر خدا ہی ترا خط صبا جولا ئی اُسے کیون ہوا سائی ہر اک آنکھ ہے تمھاری کوئی آہو تناری کہین ناز کی حرارت کہین غم کے کی اشات تری چشم سر گین کا مے دل میں دھیان یا ابھی کوٹھے پر ملائے نہیں لکشتان کو تے ابھی رنج تراستم ہی ابھی خط منہ کر ہے	تری آنکھ سے شکر کے جانری ہوئی ہے وہ اڑی چڑھس کی شب کیسہ پری ہوئی ہے کوئی معجزہ ہوا ہی کہ فو نگری ہوئی ہے نہ ہوئی ہے کچھ خدا کی نہ پیمری ہوئی ہے مری کشت عساری انہیں کی چری ہوئی ہے یہی خوشی و شرات ہمہ تن بھری ہوئی ہے مے آئے سے پیدایہ سیہ پری ہوئی ہے تری مانگ بوتوں سے وہ غضب بھری ہوئی ہے وہ گلاب کی قلم جو کہ ابھی ہری ہوئی ہے
---	---

جو ہی سبز رنگ ساقی کرین مع اس کے خلک

چھنے قدر آج سبزی یہ بہن چری ہوئی ہے

زلف و نمین بھینس کے کیا کوئی اُن سے گلا کرے پانی کو دھڑتا ہوں کہ گھس میں لگی ہوا گ کشتہ نکو زندگی کی تمنا دیا ہے وقت میں انکی ہلکو پڑا ہے خدا سی کام اغیار اُنکے ہاتھ میں مہندی لگاتے ہیں آئندہ دیکھ دیکھ کشتہ شر ہو رہی ہیں آپ و قحط کی نگاہ کہاں کہ ہم ہم پسین تیسے است بڑھ کر خوشاد ہی آپ کی	۱۱ کتے بہن انس آپ سے میری بلا کرے جب دیکھ لے کسی کا نہ روئے تو کیا کرے وہ چال چلیے آپ کہ معشر پرا کرے وہ بھی خدا خدا کرین یونہی خدا کرے ہے ہلکو حکم دست تاسف ملا کرے ایسا کیو بھی نہ خدا خود نما کرے وہ مونی کہاں کہ ہمیں بتلا کرے تم ایسے ہو کہ جان کو تپہ خدا کرے
--	---

وہ ترک ہے اشار میں لشکر کا کرے معتشوق اُسے بہتا ہوں نہیں جو وفا کرے	ابرو کمان تیر فرہ بر چھی ہے نگاہ عاشق وہ اُسکو کہتے ہیں جو ظلم چلے
کیون قدر ذکر قیامت بالاکا بکھریا کمدن دین دل سے شور قیامت بپا کرے	
سینہ عشاق کا تیر دکھا نشانہ ہو جائے دو نون عالم میں وہ کیسا ہی زمانہ ہو جائے پہلے قاصد سے مری جان روانہ ہو جائے میری جانب کو اگر سارا زمانہ ہو جائے دل صد چاک جسے کہتے ہیں نشانہ ہو جائے دل جسے کہتے ہیں پانی کا خزانہ ہو جائے	۴ آنکھ پھیر دو تو پر آشوب زمانہ ہو جائے صفیہ دل سے ملا ہے جو کوئی نقش دوئی جان جان آپ کے آنے میں اگر ہو کچھ دیر ایک بوسے کا روادار منو گادہ شوخ آنکھوں زلفوں کی بناوٹ کا جو آجائے خیال ہر فرہ یار کی خشنا نے میں فوارہ ہو
قدر و زناست جو لو نام امام مظلوم گہرا شک بھی قسب کا دانہ ہو جائے	
۱۲ قرآن اٹھایا ہے بڑے مجلسا ز نے صعوی کو لگے چھاپ یا شاہ باز نے ایسا نجل کیا ہے ریائی ناز نے اُس حور و ش کو ناز نے میرے نیاز نے گھیلادیا انہیں نری سوز و گداز نے محمود کو غلام بنایا یا ز نے شاید کہ آہ کی ہے کسی عشق باز نے	گھیل اچھروے یا کو زلف داز نے دل مل دیا تری مژدہ جانگداز نے سجدے سے سر ٹھا نہیں کیا میں یا کرم اُس پر خدا مجھے کیا میرے مطیع آئے وہ اشک گرم ہو پٹھکے چپین ہو گئے جب عشق ہو خیال کمان آبرو کا پھیر تارے جو ٹوٹتے ہیں تو کتنا ہے وہ قمر

<p>جھک کر قدم لیے دہن زلف دراز نے مارا ہے مجھ کو بس اسی ناز و نیاز نے سو شعبہ کے کیسے فلک حقہ باز نے پامال کر دیا ہمیں اُس سرو ناز نے</p>	<p>جب کو چہ مستمین دھریا نے قدم بل کھا گئی کمر جو وہ تنظیم کو آٹھے برونین اُس قمر سے ہوا وصل ایک شب گلزار روزگار میں بھولے تھلنے ہم</p>
<p>جنت میں ساتھ لیکے چلے اس فتیر کو کیا قدر کی ہے قدر کی شاہ حجاز نے</p>	
<p>آنکھ میں جو تپتی ہے رومیہ یار ہو جائے کیون نہ مجھ کو مرنے پر بھی فشار ہو جائے گم کہیں نہ گلشن میں وہ نگار ہو جائے تاکہ خنجر ابرو آبدار ہو جائے کاش گہر نہ میرا جرم زار ہو جائے دیکھ لوں میں جس رخ کو روئی یا ہو جائے کشتہ کھائے سے بھی شمار ہو جائے زند کے پائے مجھ کو ایک خار ہو جائے کچھ اگر خدا کی میں اختیار ہو جائے خود بخود گلابی پوش وہ نگار ہو جائے بانی تک جو آترا ہوز ہر مار ہو جائے خود ہی پاؤں کی بیڑی خاوار ہو جائے باغ میں اگر جائے تو ہمار ہو جائے</p>	<p>۱۴ دید کا اگر ہم کو نشاط ہو جائے جیتے جی جو وہ ظالم ہمار ہو جائے پھولوں کی وہان کثرت اسکی پھول ہی نگت کرتی ہے جبین تیری کس قدر عرق ریزی اُٹھکے پاؤں پر سزاں جو خفیف محشر میں جب خوار چڑھی عینک انیما تو لوا کی دفن کرنے احوال میں ابھی تو باقی ہوں ایسا دشتِ وحشت میں خشک ہے ہر لاش بجو دل سے لے ظالم تیرا دل بدل لوں جب سفید کپڑوں سے چھوٹ نکلتے تن کا رنگ ذکر زلف پہچان سے حلق میں پڑا چندا سیر دشتِ وحشت میں خارا گر بنا و نہیں دل میں وہ اگر آئے آرزو بنے دل کی</p>

<p>لوگ ذرہ ذرہ میں دیکھ لیں تراجلوہ آپ کی ہو جو جھڑکی وہ مجھے گوارا ہو</p>	<p>جب ڈرامے دل کو انتشار ہو جائے یسری ہو خوشامد ہونا گوارا ہو جائے</p>
<p>مشق دید بازی میں قدر ہے قدر انداز آئے ہو شکار انگن خود شکار ہو جائے</p>	
<p>چسپے پر ابھی خط سیاق نام نہیں ہے ۱۵ کتے میں وہ آئے سے اکھڑائی لڑا کر تعظیم کو اٹھتے ہیں ریا بان میں بگو لے دل تنے جلایا تھا کایجا بھی پکایا جاننا بہت کو چہ جانان میں ہوئے نوج اکسیر عرجتہ ہے ہر موج میناب پھر داغ جگر کہلے ہیں بھونکی طرح سے ہتھکا بیٹھے ہم آپ جو جھک جائیگے ساقی کیا کام تمھیں خیبر جو ناما مری ہم تو اپنا رخ و زلف سنوارا ہی کیا کر افسوس کہ میں ہٹ ہی گیا عشق کمر میں جو شمع شبستان ہی چراغ سحری ہے پوچھا جو مر نام میں رو رو کے یہ بولا اس خاک کے کیا نامیوں کی خاک اٹھائی</p>	<p>وہ صبح ہے یہ جبکی کہیں شام نہیں ہے اس طرح کا تو ام کہیں بادام نہیں ہے گو شہر میں کچھ عزت اکرام نہیں ہے اب تو کسی پہلو مجھے آرام نہیں ہے کعبے میں کوئی قابل احرام نہیں ہے دیوان ہے جامی کا مر اجام نہیں ہے پھس آج غل میں وہ گل اندام نہیں ہے ختم نہ ہو گائے جو یہاں جام نہیں ہے سو کا تم تھیں ہوں میں کچھ کام نہیں ہے بیمار ترا صبح نہیں شام نہیں ہے گستاخ ہوا پھر بھی مر نام نہیں ہے ہے کون جو خورشید لب بام نہیں ہے گستاخ ہوں بنام ہوں کچھ نام نہیں ہے ڈھونڈ ہو تو کہیں گور میں بہرام نہیں ہے</p>
<p>ساتی منوا قدر کی جانب کوئی دورہ</p>	

	پھر کیا ہے جو یہ گردش ایام نہیں ہے	
<p>۹ میں یہ بولا قصہ فرقت تو جانی یاد ہے کسکو دانہ یاد ہے اب کسکو پانی یاد ہے رات کی الجھن وہ شب کی ناتوانی یاد ہے کدے ای قاصد جو پیغام زبانی یاد ہے مرتے دم تک یہ بلا سے آسمانی یاد ہے ہٹکڑی ٹیڑی کی اب تکہ لگانی یاد ہے چال چلتے ہو کہ دور آسمانی یاد ہے پیری آئی ہے تو اب عمر جوانی یاد ہے</p>	۹	<p>وصل میں کہنے لگے کوئی کہانی یاد ہے قید میں جی چھوٹا ہے دیکھ کر یاد کو الفت گیر یوں مر مر کے بچے ہیں یوں قمر شوق سے بیتاب ہیں پھر دیکھ لینگے خطاً نزع میں بھی وہ بیان ہر ذلت فرخار کا جوش و شہینہ جن نون تھا کیا بسک عالم تھے کرو یا رب باؤشل ذرہ اسی خورشید رو جب جوانی تھی ترکین کو کیا کرتے تھے یاد</p>
	پھنس چکے ہو قدر کہ پھر بھی عشق کو سمجھنے نہیں زور چہرہ اور رنگ زعفرانی یاد ہے	
<p>۱۳ مر کے سامنے سہا کیا ہے پھر یہ مشہور جا بجا کیا ہے دیکھیں تو تیرے پاس کیا کیا ہے حشر ای و اعظو بلا کیا ہے ہے یہ اکیس کیمیا کیا ہے ہے وفایہ تو پھر جفا کیا ہے اسمین نقصان آچکا کیا ہے پھر یہ نقطہ سادہ ہم کیا ہے</p>	۱۳	<p>چاند رخ سے ترے بڑا کیا ہے ہمنے مانا کہ تو نہیں کوئی شے چاک کرتے ہیں یہ یہ کسک ہمنے جھیلی ہیں جب سر کی راتین زر ہے کیا مال انکسار ہے مول کتے ہو سو جفا کو ایک وفا مر رہے ہیں رقیب مرنے دو ہیں دیوان و کمر اگر مدوم</p>

<p>آنکھ ملتی ہے غمش سا آتا ہے کبھی تھوکین نہ مرد دنیا پر میرے پہلو میں دل ہوا نہوا روز عشاق قتل ہوتے ہیں</p>	<p>تمھیں دیکھو یہ باجر کیا ہے نفس یہ مکار بیو کیا ہے آپ کا اسمین مدعا کیا ہے کوئی کہتا نہیں خطا کیا ہے</p>
<p>قدر مرتا ہے غم میں یا استاد آخر اس درد کی دوا کیا ہے</p>	
<p>پاس آؤ مضائقہ کیا ہے آدمی آدمی پہ مرتا ہے ۛ آرزو ہے کہ پوچھ بیٹھے یار وہ بلا آہ نار سا ہے مری دل وہی ہم وہی حضور وہی جان جاتی ہے غم میں بسلم ایک بوسے پر سیکڑون تین کسے دیکھوں کسے نہ دیکھوں میں یار آتا ہے یا کہ جاتی ہے جان ہاتھ میں میرا خون ملے کما</p>	<p>۱۱ یوں تو بچہ روہم کی دوا کیا ہے نہیں معلوم یہ بلا کیا ہے آرزو تیرے دلمیں کیا کیا ہے کہ ترا گیسور کیا ہے دل تو دل ہے پھر حیا کیا ہے ابست را یہ تو انتہا کیا ہے ارے صاحب تمھیں ہو کیا ہے مونڈ ہے کیا گات کیا لگا کیا ہے دیکھئے مرضی خدا کیا ہے اسکے آگے ہلا خا کیا ہے</p>
<p>پچھلی دل نگاہ دزدیدہ ۛ دوڑے قدر دیکھتا کیا ہے</p>	
<p>۱۳ کیا زندگی موت کا ہنگامہ تیز ہے</p>	<p>بے ہیچ آنکھ تری انگریز ہے</p>

<p>وہ چال چل ہے ہین کہ اک رستخیز ہے دست تیرے نہ تو باکے گریز ہے سب میکہ و نہیں آج صدی بیز ہے باریک بال سے ہی تو خنجر سے تیز ہے آتش و نہیں ہین دست خمرہ عطر تیز ہے اسکو نہ لایئے وہ بڑا فتنہ خیر ہے چتون کا کیا بیان ہو وہ سب سے تیز ہے جنت ملا میں یا کو اتنی گریز ہے غبنچون کی کرسیاں ہین تو پھولوں کی ریز ہے افشان نہیں ہے جو تیر تیز ہے مکار صحتوں سے تو مجھ کو گریز ہے</p>	<p>جو نقش پا ہی مہر قیامت سے تیز ہے بے دست و پا ہون عشق کر لگے جہکای ہے رند و مکا دل پھر اسے می لعل فام سے پل ہے صراط کا کم وابر و بتان اسد رے انتظار گل مرغ کی دید کا اے ہمدرد لوح میں ذرا چین ہو نصیب آنکھیں چھری ہین پلکین سنان ہین نگاہ تیر سیما یار کا عالم ہے وصل میں اسد رے دماغ ہمارے مسیح کا ابرو کے نیچوں نے غضب سے روٹا دیا کیا جاؤں حال قال میں میخانہ چھوڑ کر</p>
<p>کیونکر نہ ۵۱۵۵۱۵ رہے بکرم کر کی اے قدر یہ عروس سخن کا ہیز ہے</p>	<p>۱۳</p>
<p>چھری میرے گلے پر فتنے تقصیر پھرتی ہے غضب ہے ہاتھوں ہاتھ اس حور کی تصویر پھرتی دھری رہتی ہے سب تدریج تیر پھرتی ہے جو ہلتا ہے چھری قاتل کی بے تاخیر پھرتی ہے چمن میں بن کے بلبل آپکی تقریر پھرتی ہے ہماری خاک اڑ کر ساتھ دامنگیر پھرتی ہے</p>	<p>ذرا میں آنکھ تیری اے بٹ پیر پھرتی ہے یہ نقشادل میں کافی تھامرق کسے کھوایا کوئی حکمت نہیں چلتی خدا کے کارخانے میں نہیں ہٹا گلا اپنا تو اسکا ہاتھ پھرتا ہے سب معجز بیان ہی جان پڑ جاتی ہے باتو نہیں لحد پر یار کا داد دیتا ہے آ کے تو سن کو</p>

فقط چہ میرے دل کے واسطے چہ نبش ابرو ڈھلا ہی نیل آنکھوں کا چہری ہین بتلیان میری شب وصل منم میں اے موذن ذبح تو ہوں لب شیرین کے بوسوں کا مزہ جاتا نہیں منہ سے مدد و ترشید بنکر جا بجا صورت ملائے کو یہ بھی نظریں مارے ڈالتی ہین اسطرت دیکھو	میرے دُور تجھ سے آپ کی شمشیر چہرتی ہے مگر آنکھوں کے نیچے آپ کی تصویر چہرتی ہے چہری بنکر زبان تیری دیکھ چہرتی ہے زبان ہونٹھوں پر ایک ایسے سے پیچہرتی ہے کبھی شب کو کبھی دن کو تری تصویر چہرتی ہے قیاس سے جیسا باند ہے ہوئے کئے شمشیر چہرتی ہے
---	---

کبھی وہ قدر سے راضی کبھی نا راض ہوتی ہیں
کبھی قسمت چمکتی ہے کبھی تقدیر چہرتی ہے

کیون لکھ میں ہے نہ تاریکی وہ مجھے دیکھکے ہنس دیتے ہین آپ کے سامنے یوسف کیا ہین کی بھی طاعت تو خدا کی طاعت زلف و رخسار سے ہمست ہوئے کردے یارب مے دلو پر داغ آنکھ ملتے ہی مراد دل چھپا نسا کوے جانان میں لڑائیں آنکھیں بنگنیں اپنی فلک سیر آہین کچھ بھی غفلت کا نہ شہرا پایا بوسے پر بوسے لیے آنکھوں کے	۱۳ عجب سر میں نے سپہ کاری کی آنکھ چھپتی ہی نہیں یاری کی وقت در کیا مردم بازاری کی نو کری کی بھی تو سرکاری کی شب محتاب میں بینواری کی تو نے طاؤس پہ گل کاری کی سینہ دیتے ہی گرفتاری کی کعبہ اند میں بینواری کی ڈوریاں خمیر زنگاری کی ملی تنخواہ نہ بیکاری کی رات بھر چہل میں بینواری کی
---	---

حالتیں مستی و ہر شکاری کی	نیم ہاڈ آنکھوں سے کھجاتی ہیں
<p style="text-align: center;">فد ریسری مین ہوا پیا برکاب صبح دم کو چ کی تیراری کی ڈ</p>	
<p>پتلیاں آنکھوں میں کچھ کم نہیں مرغابی سے باغ میں پھول کنول بنگے شادابی سے کہ زبان اسکی نکل آئی ہوئے ابی سے ماہ گردون کو چکا چوندی ہوتا ہی سے مول بڑھ جاتا ہی چریہ زکا نایابی سے راست بھر نیند نہ آئی مجھے بد خوابی سے چین جسکو کسی پہلو نہیں بیتابی سے لوز بادام سے آنکھیں ہیں شکر خواہی سے انگریزی سے نہ مطلب ہے نہ نوابی سے فاسانی وہ ہوئے بات میں غنابی سے یہ وہ تالا ہے کہ گھلتا ہی نہیں چابی سے جھانکتی ہیں تمہیں پر بیان دھر جابی سے اے فلک فائدہ کیا پیر ہر بی بی سے مرد چشم ترا کرتے ہیں مرغابی سے</p>	<p>۱۵ اشک دریا کی طرح اُٹھ سے ہیں بیتابی سے اس قدر جوش بہاری سے ہوئی سیرابی خون عاشق سے کروخوئے بڑاں سیرابی تیرے جلوے سے بیابان ہے چلو گری جان بوجان ہے تمنا نہیں لعل لب یا کیا کوئی کالی بلا تھی شبِ فرقت یارب دل سوزان نہیں اک شعلہ جو الازہر سواٹھے ہو تو او ہر مٹی کی نظر سے دیکھو حضرت عشق کے قانون پہ چلتے ہیں ہم لبنازک سے جو سستی کی ادا ہٹ پھوٹی کی دعا لاکھ لکھ سے مقدر نہ کھلے مرد چشم ترا کو آئے میں کیا دے سکتے ہو آپ ہی مجھ کو مٹایا ہے تو ماتم کیسیا فرقت یارب میں جل تھل ہو میں دنوں آنکھیں</p>
<p style="text-align: center;">خاک در در کی بس اب چھانتی پھرتے ہر وقت قذر کیوں آنکھ لڑاؤ کسی ہر بابی سے</p>	

<p>ہوئی ہے ہم میں اور اُس گل میں کیا کیا مچھو لوگی بہار آئی ہو گلشن نے قباے سبز بدلی ہے میں وہ رنگین میان ہوں جب کہ بھی گلشن میں جاں گلو خزاں کے ہاتھ سے توڑا زر گل کا ہے عالم میں چمن میں آنکھیں اس زور سے پانی برستا ہے سرِ پادشاخ چپکے ہیں نمایاں جسم نازک پر سمنِ رخسار ز گس آنکھ زہنِ ناک لب لالہ بکے ہیں کوڑیوں کے مول دعویٰ کر کے اُس گل سے گزرا حباب کا ہوتا نہیں گور غریبان پر</p>	<p>۱۰ گلتے تک آنکھ لگی گھڑا میں دیوار چھو لوں کی جو انان چین کے سر پہ چڑھتا چھو لوں کی مجھے دے نذر ڈالی بیل نادار چھو لوں کی لٹی ہے باغ میں افسوس کیا سرکار چھو لوں کی ہوئی ہے بلبلوں پر ہر طرف بوچھاڑ چھو لوں کی بنی ہے شاخ کو یا قامت دلدار چھو لوں کی بہار اب دیکھتا ہوں ایک گل میں چار چھو لوں کی گئی ہے آبرو کیا کیا سرِ بازار چھو لوں کی ہماری قبر تک محتاج ہے دو چار چھو لوں کی</p>
---	--

رسائی قدر کی کیونکر نہو اُس بزم رنگین میں
 چمن میں رکھتے ہیں صحبت ہمیشہ خار چھو لوں کی

<p>۱۲ ہجر میں دے دے چمکتی ہی ہوا ساونگی اشک بھرے آئینے اب تو پلا میس کو آج کل کوئی پیسے تو نہ تر دامن ہو ابرہن بنے آٹھا گنج نشیدان سے بجا مسمیٰ مالیدہ لب یارِ لالتے ہیں مجھے آہ کرتا ہوں چور و روکے تو زمانے ہیں گر گل ہیں کہ جو انان چمن نے شاید برق چمکی جو وقت میں تو اچھلے گا جگر</p>	<p>ہو گئی کالی بلا وادی گھٹا ساونگی دیکھ ساقی چلی آتی ہے گھٹا ساونگی دھوئے دیتی ہے گناہوں کو گھٹا ساونگی جب رچی ہاتھ میں قاتل کے خناساونگی پانی برساتی ہے جھڑجھڑا ساونگی واہ کیا سر ہے اندرون ہراساونگی ہاتھ پھیلا کے طلب کی ہی دھاساونگی دل بھر آئیگا جو ایسی گھٹا ساونگی</p>
---	---

	<p>خیر کے کات دے فیصل خدا ساونکی سایہ و رست ہے عجیب ہوش رہا ساونکی لوٹ بنی مجھ سے جو چھو جاے ہوا ساونکی</p>	<p>ہو تو حسن طبیعت جو میں جھوٹے ہیں رندہ ہوش ہیں طاوس پیچھے ہوش مہر داغ دل سوزان میں ہے بجلی کی چمک</p>
	<p>وقت رخصت یہ کما قدر نے آنسو بھر کر یہ میں رہ جائے چھائی ہے گھٹ ساونکی</p>	
	<p>۹ اک خطا ہو گئی بشر ہی تو ہے لاکھ باتیں ہیں اپنا گھر ہی تو ہے اک فلفظ مجھ کو دوسری تو ہے کیا بسا ادا اسکی ہے جگر ہی تو ہے بل نہ کھائے کہیں کمر ہی تو ہے کبھی یوں بھی اڑے خبر ہی تو ہے تھا جد ہر ٹھہر ترا دہری تو ہے چلتے چلتے تھکے سفر ہی تو ہے</p>	<p>پڑ گئی آپ پر نظر ہی تو ہے گالیان دین رقیب کو تو کیا اے طیبہ وہ زلف کافی ہے شب فرقت میں آب آب ہوا اتنا بھاری نہ ڈالیںے ٹو باف سیر ہی آہو نسے انکی دلیں اثر وصل میں کیوں نہ حشر توڑو نہیں پاؤں پھیلائے ہنسنے مرتد میں</p>
	<p>قدر نے کیا زبان پائی ہے لوگ کہتے ہیں یہ سحر ہی تو ہے</p>	
	<p>۱۰ خیر صورت آشنائی ہو گئی ٹھہر سے جب نکلی پرائی ہو گئی شمع انگشت حنائی ہو گئی شاخ زگرس وہ کلائی ہو گئی</p>	<p>دو گھڑی میں کیا رسائی ہو گئی مشل مینا پیٹ کا لہکا نہو آج کل یہ سرور مری چھائی ہے ہاتھ آنکھوں سے لگاتے ہیں جین</p>

<p>یا تیرے لیکن ترانی دیکھ لی چھٹنا دنا نراست کا اچھا نہیں کیا ہی درد آمیز ہے میرا کلام لاغری میں طوق نکلا پاؤں سے جسم میں بیدم ٹپ سے رہتے ہیں ہم ایسے بگڑے آدمی سے بت بنے جب مزہ الفت و فخری کا ملا عشق میں تیار ہم ایسے ہوئے ہو گئے لاکھوں خداوند آج کل آئینہ بھی ہو گیا آن پر نقیہ ہو گئی اکیر کا روغن شراب فکری میری عرش تک جانے لگی</p>	<p>شہم پڑھ کر خود سانی ہو گئی پیچھے آنسو لڑائی ہو گئی بات جو نکلی دوہائی ہو گئی خود بخود میری رہائی ہو گئی قبر گرو یا چار پائی ہو گئی کس قدر تم میں رکھائی ہو گئی ہم یہ سمجھے پادشاہی ہو گئی دیو جہان سے کلائی ہو گئی نام کو گھٹھ کر خدائی ہو گئی چار ابرو کی صفائی ہو گئی یار کی زنگت طلائی ہو گئی آنکی چو کھٹ تک رسائی ہو گئی</p>
<p>دلف پر اسے قدر رہتا پھر گیا ہند پر اپنی چڑھائی ہو گئی</p>	
<p>دل پاک صاف ہو تو حسد کیا ضرور ہے ۱۰ نیلم ہے خال پنجہ ہی مر جان عتیق لب ہر وقت ساتھ رکھیے مجھے جالی جان ہجر بتائیں اب تو لہو تمھو کئے لگے دیتا ہے روزِ حشر یہ رنڈ کو دکھیاں</p>	<p>جس سے کوئی پیچھے وہ شراب بلور ہے الماس دانت ساق تمھاری بلور ہے کیونکر کہ ہو پری تمھیں سایہ ضرور ہے شاید کہ اپنا شیشہ دل چور ہے دغا دبان روک ابھی دلی دور ہے</p>

<p>نمازت ہو اکہ نالہ نہیں نفع صورت ہے کبے میں بتکدے میں بختار اظہور ہے کوٹھا بھی چاندنی میں بڑا کوہ طور ہے جیسے فلک سے مہر کا عالم میں نور ہے</p>	<p>یک نخت بڑھتا جاتا ہے نالہ لڑق میں لے یا رہنے آپکو پایا جہان تہان چہرے کا نور برق تجلی سے کم نہیں پوشیدہ و عیان ہے اسطرح ذات پاک</p>
<p>سے شوق سے پیا کر فصل بہار میں لے قدر اسکا نام رحیم و غفور ہے</p>	
<p>سیر ہو ٹوٹی مرے السقیامت کیسی خاک میں مل گئی قارونکی دولت کیسی ذالیقہ کیسا ہی ہو کیسی ہے رنگت کیسی آج دروازے پہنچتی ہی یہ نوبت کیسی کیا کون تم سے ہوئی مجھ کو ندامت کیسی دیکھتے دیکھتے بہم ہوئی صحبت کیسی انہیں دو چار سے ہی آپکی شہرت کیسی گنگھڑچ چوٹ پڑی ایشب بوقت کیسی سوز سن سنکرا سے آگئی وقت کیسی دیکھو بٹنے سے نکھر جاتی ہی رنگت کیسی میری تربت پہ برستی رہی حسرت کیسی پردے پڑ جاتے ہیں ہو جاتی ہی غفلت کیسی دلو لیک تری چتون ہوئی چہریت کیسی</p>	<p>بیٹھے بٹھلائے ہوئی الفت قلمت کیسی منعمودین میں اللہ کے خست کیسی می جو مہنگی ہو تو ہو جانچ تو لیں یاساتی سر پٹکتا ہوں میں چو کھٹ پہ تو زاتی ہیں خاک میں گر گیا میں تم جو مے و اطوار نہ وہ ساقی ہی نہ مطرب نہ وہ اجاب اپنے کیا کم کو سہیں کیا گات ہی کیا کھڑا ہے نقش پا ہو گئے ہم تیرے قدم آتی ہوئے نالے سن سنکے مے یا کا دل بھر آیا ملنے دینے وہ ہیں حسن اگر جاتے ہو چار آنسو نہ کبھی تنے بہائے اگر کچھ نہیں سو جھٹا ظلمت کہ عالم میں زلفین اوجھی رہیں ابرو رہی سرگوشی میں</p>

<p>چار فقر و فہین کیسین کو سمجھایا ہے اپنے دیوانے کیوں بھاگتی ہیں کو کون کس ہامی افسوس کیسینے بھی نہ چھپا استنا واہ وا و جدوجوان صسل علی ارشد و صبح</p>	<p>سہنے پائی ہے شہر دم فراغت کیسی مجھ کو وحشت سے تو ہوا ایک وحشت کیسی کہ بنی ہے ترے کو چڑھن یہ تربت کیسی انہیں لوگوں سے ہوئی ہری شہرت کیسی</p>
<p>پیار سے سینہ پہ منہ رکھ کے وہ فراتے ہیں تدریج بیچ کو اس دم ہر طبیعت کیسی</p>	
<p>کب ہڈیوں سے ہے مری تربت بھری ہوئی ۱۱ اچھنچن تیرے گھر میں ستم کی کمی نہیں کیا خیال کالے کالی ہیں کیا چہر لال لال مجھ کو جو آرزو ہے تو تیری ہے آرزو کیا تو کہ میرا ٹھکانا کاین نہیں اسید مغفرت کی سیدہ کاریہ نہیں ہے آتے ہی فصل گل کے غزالی ہوئی ہنہن مسی کے بدلے نہیں ہزار دن ہیں فی لفظ ہوتا شباب میں گل افسردہ نسخ ترا یہ سلکے پرزے پرزے کیا نامہ یار</p>	<p>حسرت بھری ہوئی ہے ندامت بھری ہوئی ہر سات کر سونکی کرامت بھری ہوئی اصلی ہی کیوں حضور کہ رنگت بھری ہوئی باقی تو سب طرف سے ہی نیت بھری ہوئی دو رخ بھرا ہوا ہے کہ جنت بھری ہوئی کالی گھٹائیں دیکھی ہے گت بھری ہوئی رگ رگ میں خون کی طرح ہی وحشت بھری ہوئی آنکھوں میں جاے سر نہ شرارت بھری ہوئی میں ڈالتا نگاہ جو حسرت بھری ہوئی جب دیکھیے تو خطا میں شکایت بھری ہوئی</p>
<p>یار غیب میں راق تو کھایا بنائے گا اس کھانے سے ہے قدر کی نیت بھری ہوئی</p>	
<p>دل میں نہ زلف و خال کی افقت بھری ہوئی ۱۱ ہر سانپ بچھو دن یہ تربت بھری ہوئی</p>	

<p>سب رنگ کی جہانین و خلقت بھری ہوئی نرمی بھری ہوئی ہے نزاکت بھری ہوئی آنسو تلے ہوئے ہیں طبیعت بھری ہوئی وحدت سے میرے دلیں بکثرت بھری ہوئی ہے موتوں سے چشمِ مروت بھری ہوئی مردوں سے ہی تمام یہ تربت بھری ہوئی ماندرِ روحِ تن میں ہے الفت بھری ہوئی الفت بھی کی تو مجھے عداوت بھری ہوئی شیشہ نوین و دکا نینِ نفاست بھری ہوئی</p>	<p>سچ ہی تمہیں قریب کا کیونکر ہوا اعتبار مخل سا پیٹ جلد بدن جیسے گبدن میں آبلے کی شکل ہوں چھپر و نہ تم مجھے آتا ہے لاکھ بار مگر آپ ہی کا دہیان رونے سے میرے خوش تو ہو کئی رنج و دل میں برابر آرزوؤں کا پڑا ہے کھیت ہر رو گھٹنے سے آتی ہی مانگ انا عجیب آئے بھی میرے گھر تو وہ غیر و کس سا تھنا کیسا جا ہے ساتی رنگین مزاج واہ</p>
<p>اے قدرِ انکارِ ظلم دیا حق نے ہلکو صبر ہر بات سے چکر کی حکمت بھری ہوئی</p>	
<p>آپ تو صاحب ہوئے جاتے ہیں باہر آپ اپنی صورت تو ملائے ماہِ انور آپ حال و حشر کیا کہ نہیں خاکِ پتھر آپ نیزدین باتیں کیا کرنا ہوں شب بھر آپ دیکھیے اب کب ملتا ہے مقدر آپ حسن مانگے پنجہ خورشید انور آپ ذکر انکا آچکا ہے یا رکشہ آپ ہاں ہی امید تھی اے بندہ پرور آپ</p>	<p>۱۴ کٹھرو میں خود پھیر لوں گا لیکے خنجر آپ آپ ہی آنکھیں نہ کیوں سے معبر آپ خاکِ صحرا بھی چھو نہ مانگ تیکے کو عرض ہجر کی شب چونک چونک اٹھتا ہوں تیرا ہونین خیر جاؤ اے صنم اسدِ حافظ آپ کا یا الہی لا مکان تک آپ کا شہر ہے یہ وہی تو حضرتِ دل میں بڑے شبِ بندہ غیر تو محض میں آئین بندہ ڈیڑھ ہی تک نہ آئے</p>

<p>کونسا نقصان ہے کیون پھر کر دیتے ہیں کنگھی کرنے میں الجھ پڑتی ہے یہ سر زور بیان تعامت بالا دکھا کر جنت اسی چاہے ٹاؤ تم نہیں آتے نہ آؤ ہم تو آئینکے منہ دور خیر اب ماین نہ ماین ان کو ہے اختیار</p>	<p>کسکے ہاتھوں جا کے بچوں دلوں لیکر آپ بل کی پھر لینے لگی زلف منبر آپ سے اے صنم سمجھیں گے عاشق روز محشر آپ سے نہ مروت ہم نہیں اے ماہ انور آپ سے کھ اٹھا ہوں پنچول کی ہر کے مضطر آپ سے</p>
<p>شاعری پر یہ گھنڈے قدر تو بہ کیجیے اب بھی دنیا میں پڑے ہیں لاکھوں تہر آپ سے</p>	
<p>جب نمود گالوں پر خطا یا ہو جائے غم میں کھیل وہ سمجھتے تہ ہزار ہو جائے ہم اگر قیامت میں جکے ٹکسکی باز میں منکسر ہوں میں ایسا کہ کربل ٹھون پھوٹے جو مرا چھالا ہو صد انا الحق کی کر دین جو دل بدلے پیچ و تاب سے ہیں سوش راہی اسٹیفیڈ یک نار و صدیم میری آہ سوزان نے باغ کو کھا ڈالا دیدہ مروت میں موہنی نگاہیں ہیں زار ہوں بیخلفی سے پیار ہی میں موت ملی اشک کے اگر سینچیں باغ ہلا بیدار زلف سے جو دل کھینچے جند بادل کی کینچ آئے</p>	<p>۱۶ خطہ کسلب سارا سبز وار ہو جائے طفل روح فرقت میں نیسوار ہو جائے آفتاب محشر بھی رو سے یا ہو جائے آتے آتے اس در تک تن غبار ہو جائے معرفت کا ہر کاٹا بڑھکے دار ہو جائے کیا عجب ترا گیسو تابدار ہو جائے کسکے کسکے آنکھوں پر دل تار ہو جائے کیون نہ سنہ قمری کو خار خار ہو جائے غیر کردار کیوں میرا یار ہو جائے خود کمنار مادر میں اک فشار ہو جائے شاخ میں جو گل کھلے رو سے یار ہو جائے وہ شکار اگر کھیلے خود شکار ہو جائے</p>

<p>اپنا سینہ پر خون لالہ زار ہو جائے اور اگر انہیں دیکھتے ہیں تو ہوا ہو جائے سینے پر نہ آنیج آئے دل کے پار ہو جائے</p>	<p>دل غریب سے حسرت کی کثرت سے دل سے تنگ آیا ہوں جنبہ کی جو بین نیلے سمیاجھی جی نظر تو دیکھوں میں</p>	
	<p>حسن و عشق کی کثرت ہو جو حلقہ وحدت یار تو رہا ہو جائے قدر یار ہو جائے</p>	
	<p>غزل سلسل</p>	
<p>۲۱ جو عضو باطن خدا بنانا تو دیدہ اشکبار ہوتے جو پاؤں پہ کو خدا بنانا تو پناپاے فگار ہوتے جو ہکو سینہ خدا بنانا تو سینہ رخنہ دار ہوتے خدا جو قد ہی ہمیں بنانا تو قید کل جبر ہوتے جو سنگ کر کے خدا جانا تو جگے لوح مزار ہوتے جو آب پہ کو خدا بنانا تو ٹیکے ہم خاکسار ہوتے خدا ہمیں نکشان بنانا تو جادہ رگزار ہوتے غبار پہ کو خدا بنانا تو اپنے دل کا غبار ہوتے جو شعل پہ کو خدا بنانا تو جلکے شعل چنار ہوتے جو بار پہ کو خدا بنانا تو اپنی خاطر بار ہوتے خدا کسی کا جو ہر تار گلے کا اپنے ہی ہار ہوتے خدا جو آئینہ پہ کو کرنا تو اپنے حیران کار ہوتے</p>	<p>جو عضو باطن خدا بنانا تو ہم دل بقیار ہوتے جو ہاتھ پہ کو خدا بنانا تو دست افسوس ہوتے اپنا جو ہکو پہلو خدا بنانا تو بستے ہم چاک چاک پہلو خدا جو سر ہی ہمیں بنانا تو بستے فرما دکا شریقی جو گرد کر کے خدا اڑانا تو اڑتے گرد ملاں ہو کر جو خاک پہ کو خدا بنانا تو ٹیکے ہم آب آب ہوتے خدا ہمیں آسمان بنانا تو سبزہ پائمال بنتے جو نقش پہ کو خدا بنانا تو بنتے ہم نقش نامرادی جو بھول پہ کو خدا بنانا تو جگے جگے جہنم کا گل جو خار پہ کو خدا بنانا تو ہوتے ہم خار خار حسرت خدا کسی کے گلے لگانا تو پڑتے اپنی گلے الجھکر خدا جو شانہ ہمیں بنانا تو ہم خلش ہوتے اپنے دل کے</p>	

جو عقدہ ہو کہو خدا بنانا تو عقدہ کا رستے اپنا	جو تار ہو کہو خدا بنانا تو اپنے اشکون کا تار ہوتے
جو روز ہو کہو خدا بنانا تو ہفتے روز فراق جانا	جو رات ہو کہو خدا بنانا تو ہم شب انتظار ہوتے
جو نرم عشرت خدا بنانا تو ہفتے ہم انقلاب دوران	جو درد و رساغ خدا بنانا تو گردش روزگار ہوتے
کباب ہو کہو خدا بنانا تو پھنک کے سوز کیا ہفتے	شراب ہو کہو خدا بنانا تو کھنچکے مے کا خار ہوتے
خدا ہماری جو پر لگاتا تو شب کو پروانہ بنکے جلتے	خدا جو نغمے ہمیں سکھاتا تو دکنو نالان ہزار ہوتے
جگر ہمارا خدا جلالتا تو جان کرتے سی ہم اسپر	جو دل کو مردہ خدا بنانا تو اس کے ہم سو گوار ہوتے
خدا جو الفت کو آگ کرتا تو آگ کے بختے ہم سندر	خدا جو الفت کو سنگ کرتا تو سنگ کے ہم شرار ہوتے
خدا کسی کا جلیس کرتا تو ہوتے غم خواہم غصہ کیے	خدا کسی کا انیس کرتا تو تو کے غم گسار ہوتے

غرض کہ ایسا مصیبتوں کا ہمارے لکھو فرما ہے
کہ قدر ہم کو خدا بنانا تو ہم ذلیل و خوار ہوتے

رباعیتا

رباعی

عالم کو ہے جسکی جستجو تو ہی ہے
لاٹانی ہے تو ہو ہو تو ہی ہے
انسان کے جاے میں عیاذاً باللہ
بالہ کہ ہم ہمیں مرن تو تو ہی ہے

رباعی

ممكن نہیں بے صلاح یا رے نظر
یاد دل کی ہو اس میں رے یا رے نظر
دل کی پوچھو تو یہ جگر کب اُسکا
دیکھو جو نظر کو نہیں یا رے نظر

رباعی	
جس روز دم شمار اٹھو نگامین	کیا تب سے بقیہ سارا اٹھو نگامین
جب اتنی اتنی سونو گنگا اے قدر	اسمدا احمد پکار اٹھو نگامین
رباعی	
غفلت جو جہانمیں تجھ سے ناشی ہوگی	مرنے پہ کمال جان نشی ہوگی
دینا سے تو چل لحد میں دیتے ہیں جواب	اس شہر کے ناکے پہ تلاشی ہوگی
رباعی	
مجنون کا تمام شور کرنے دیکھا	فرہاد کا سارا زور کرنے دیکھا
اے دل جو تڑپ تو اُنکے در پر چل کر	ناچا جنگل میں مور نے دیکھا
رباعی	
ساتی کو بڑا ہے تم سے اچھا پالا	میخانے جب گئے تو جیتا پالا
جب دیکھیے ہاتھ میں ہیرے کی توں	اے قدر یہ تم نے خوب تاپا پالا
رباعی	
گھل گھل کے ہو اسے جسم سارا مٹی	مٹی میں ملانہ اے خود آرا مٹی
کھدوا کے لمحہ تباہ و برباد نہ کر	تو اینٹ کا گھر نہ کر ہمارا مٹی
رباعی	
پھر شہر میں قدر سا خندان آیا	پھر باغ میں بلبل خوش الحان آیا
کیونکر نہ جوان ہو پھر زلیخا سے سخن	پھر مصر سے یوسف کنعان آیا

رباعی	
دانا جو کبھی گرم سفر ہوتا ہے	ہر آنکھ میں نسل اشک گرتا ہے
نیکلے جو وطن سے آبرو پاتا ہے	قسط ہر بھی ٹپکنے میں گہرتا ہے
رباعی	
آئی ہے بلا سے ناگہانی ہم پر	انا لعلد بنگئی ہے دم پر
جو مرگ پر بین قدر ہم پر گزری	ہرگز وہ مصیبت نہ پڑے آدم پر
رباعی	
سینے میں یہ غم نہیں تو سینا بیکار	مینا میں یہ غم نہیں تو مینا بیکار
بالفرض اگر عمر میا مل جائے	وا لعلد کہ بے پدر ہے جینا بیکار
رباعی	
حضرت کا رفیق زود میری مین تھا	بازو سے قوی دستگیری میں تھا
یہ دور عدم کی راہ اور اپنے ضیعت	مجھ کو نہ لیا عصا سے پیری میں تھا
رباعی	
ہر دشت جفا خیز ہے اولاً تجھے	ظالم سمجھے گا میرا بولا تجھے
یوں میں سپرد ہو پنبہ زخم لحد	امید نہ تھی یہ سب بولا تجھے
رباعی	
ہو مہر علی تو در دھٹ جائی ابھی	وا لعلد کہ سو فغم بھی ہٹ جائی ابھی
ہے رحمت خوشید اسی سے ای قیاد	وہ چاہے تو قسمت بھی بٹ جائی ابھی

رباعی	
اے شاہ ملک مآب جلدی پونچو	اے ماہ فلک جناب جلدی پونچو
سونا چھوتا ہوں مٹی ماتھ آتی ہے	یا حضرت بو تراب جلدی پونچو
رباعی	
اللہ پرست کر ہوں خدا اسکا گواہ	دیتا ہے وہی رزق وہی عزت جاہ
بندہ بندوں سے کیا توقع رکھے	لاحول ولا قوۃ الا باللہ
رباعی	
سو جان سسٹین فدا ہی نام سنین	سہے چشم دہل و جگر مقام سنین
ہم روز و لادست سے ہوئے نام آور	تاریخی نام ہے غلام سنین
رباعی	
سیکھے سحر و برق ہی بندش کے بند	پھر غالب و جبر نے بتائے پیوند
مجھسا بھی زمانے میں نہوگا اتقدیر	بدنام کنندہ نہوگا نام سے چند
رباعی	
درجے میں بڑنا ہوا جس سے قدر	دو گنا ہوا رتبہ یہ کہے کس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہر دہائی کا	پھر آسپہ ہمدرد مدرس سے قدر
رباعی	
اے قدر عرب موت تجھے کھلتی ہے	ساعت بھی حساب سے کہیں ملتی ہے
ہر تانفس سوئی ہے گھنٹے گن لے	یہ دل کی دھڑک نہیں گھڑی چلتی ہے

رباعی			
بعضے کہتے ہیں شعر کہنا ہے نحس	بعضے کہتے ہیں اسکا لہنا ہے نحس		
لے قدر سخن نہ تو مردہ ہے بشر	جو یہ ہے تو پھر خموش رہنا ہے نحس		
رباعی			
اس بزم میں اپنی مہربان ہیں سب لوگ	معتشوق مزاج دونو جوان ہیں سب لوگ		
اک یہ بھی ادا ہے شعر کہتے ہی نہیں	گو یا محبوب بے دہان ہیں سب لوگ		
رباعی			
ہر نسیمین بارشاخ ہو جائے گا	ہر بیتین اوج کاغ ہو جائے گا		
لے قدر بہت ذکر بتان کرنا ہو	دیوان ترا سنگ لاج ہو جائیگا		
رباعی			
کچھ آپ بتائیں اسکا چارا صاحب	اے اوہ زکام نے تو مارا صاحب		
ریزش لائی ہے وہ حرار صاحب	وہ ناک میں ہو گیا ہمارا صاحب		
رباعی			
پہلے کھانے سے پیٹ خالق بھر دے	بھر جائے جو پیٹ پھر دوا کر دے		
جب پیٹ بھی بھر دیا شربین بھی دین	پھر تو کوئی معشوق بری پیکر دے		
رباعی			
کتکبے قاضی سے میں ڈروں گا تو بہ	کتکبے مفتی کا دم بھر دن کا تو بہ		
دیوانے ہو زاہد و مجھ آرائی ہے	اس فحس میں میں تو کروں گا تو بہ		

رباعی			
بندے نے خزان بھر تو نباہی تو بہ	آتے ہی سہار ٹوٹی یکساہی تو بہ		
سوار کا کہہ کر گزشتہ صلوات	پچھرتو بہ شکن ہوا آئی تو بہ		
رباعی			
اپنا مشرب نیا نکالا ہم نے	خرقہ حُبتہ اتارا ڈالا ہم نے		
اسی معین تھی ہی معیت میں	لے اتو پیا ترا پیا لا ہم نے		
رباعی			
جس وقت کا منتظر تھا قدر آیا ہے	کیا اُن پہ شبابِ مثلِ بد آیا ہے		
سخن آئی ہے چھایتان اُبھری ہیں	ہر ایک انار اُتو گدرا یا ہے		
رباعی			
داغوں کا بندہ ہا جو زور پہننے دیکھا	زخموں میں رہا جو چور پہننے دیکھا		
ناسور پڑا جب گریں لاسو میں داغ	یہ چور کے گھس میں مور پہننے دیکھا		
رباعی			
آورد چو نامہ قاصدِ فرخ چھر	از جوش نشاط و طربِ الفت و ہر		
بالید چنان دلم گم کر دی سپہر	پس معسلی بر آن سپہر آمد ہر		
رباعی			
ہین موج کی مثلِ خط کی سطرین بیتاب	جگر میں ہے ہر دائرہ تنگل گرداب		
ڈوبا ہے سفینہ کھواسِ خمسہ	القاب نہ یاد ہے نہ مجھ کو اداب		

رباعی	
گو میرے پدر نے ربط عالم توڑا	پر سلسلہ وفانہ اک دم توڑا
اسد رجب ہے نظام کادم بجستہ	توڑا تو نظم ام پورین دم توڑا
رباعی	
تھی شے سے قدر خوش بیان گو گردش	جس طرح سخن سے ہون زبان گو گردش
چکر مین تھی بلگرام گردش سے مری	تھی چاند کے ساتھ آسمان گو گردش
رباعی	
دس سال کے بعد مین وطن مین آیا	ٹوٹا ہوا پھول چھ چمن مین آیا
ڈھلکا ہوا ڈیرہ پھر عدن مین آیا	نکلا ہوا دانت پھر دہن مین آیا
رباعی	
ہشیار ہو قدر بلگرام آیا ہے	سوچو تو زمانہ کے کام آیا ہے
اتنا نہ ہنسو یہ مین ہوئے تھے پیدا	روئے تھے جہان وہی مقام آیا ہے
رباعی	
یا کو بے بتان سے روتی ہم نکلے تھے	اُس طرح تو اشک نکلے کے کم نکلے تھے
یا عشق بتان دل سے نکالا ہمنے	جس طرح کہ کب سے صنم نکلے تھے
رباعی	
لازم کہ بشر سبز نکوئی نکرے	وہ بات کرے کہ شکوہ کوئی نکرے
ہوتا نہیں استخوان زبا مین ای قدر	نکتہ ہے کہ سخن گوئی نکرے

رباعی

ہم کو وہ رخِ شمع دکھانے آؤ
اس پر دس عینِ غیر و نکو جلائے آؤ
منہ کھولے چلے آؤ بزرگِ غور شید
اے سیم بدن گھلے خزاں لے آؤ

رباعی

کیا ڈر ہے اگر کلا کرے گا قاضی
ہو وصل یونین بگاڑ گیا قاضی
سہے شرط نکاح میں بھی ایسا قبول
دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی

رباعی

یارِ بتری رحمت پہ فدا میری حیات
ہر بات میں رسمِ واہ تیری کیا بات
رحمت ہے کثیر اور رحمت سے قصیر
جنت میں آٹھ اور دوزخ میں سات

تواریخ

مر گئے کیا محسوسِ دوا کر
ایک دن ہاے دو چراغ بجھے
سوزِ غم سے کہا یہ ہاتھ نے
آج ہے واسے دو چراغ بجھے

تاریخ وفات میر وزیر علی صباؒ لکھنوی

کیے تازِ سخن وزیرِ صبا
آپ خود راند و بر زمین آمد
آہنخانِ گرمِ تاختِ نین میدان
کہ غبارے نہ جہت تا مرقد
اشبِ کلکِ قدرِ رسالت یافت
افادہ صبا از اسبِ خود

تاریخ وفات بشارت علی دکنی

<p>سفر کرد سوئے جهان یارین چو برگ خزان پوش سارخه است نه بخشد مرالطف آب حیات صبوری ضرور است که قدر باش چو بشنید هاتف چنین حادثه</p>	<p>خدا باد و در هر قدم یار وے اگهی غمش بود یا فصل وے که بیکارافت ادبے یار وے حدیث فغان و جنون تا سبکے بگفت ابشارت علی مرد وے</p>
<p>تاریخ میلاد و فرزند سید محمد رضا بلگرامی</p>	
<p>بسید محمد رضا خان من نشاندم ز سہ پہل تاریخ او</p>	<p>خدا داد پوری باقبال جفت گل نور سید از نہال شکفت</p>
<p>تاریخ نسجد</p>	
<p>چون فتح محمد زہ صدق مصفا از بھر کتاب قدر تاریخ نوشت</p>	<p>مسجد تعمیر کرد در راہ خدا تعمیر نمود مسجد طرہ بنا</p>
<p>تاریخ تصنیف کتاب نشی فرزند علی رفیع بلگرامی</p>	
<p>این نسخہ مقوی دل غمت کاں تاریخ بمصر عی نوشتیم اے قدر</p>	<p>بنوشت رفیع از پئے دل چاکاں گلدستہ راز سر و جسم پاکاں</p>
<p>تاریخ میلاد و فیاض بیگ ابن مرزا عباس بیگ دہلوی</p>	

خان ذی رتبہ ذی حوصلہ مرزا عباس نازکی ناز و شہرہ دہی صنم عشقہ گری لب لعلین ہمینی خال سیاہش حبشی اشکافان غنچہ تاریخ ولادت آقہ	پسر سے نام خدا یافتہ عالی نسبی گلرخ گلدانی سہ قری غنچہ لبی موسے شکلیں خنتی چہرہ صافش حللی ہر دین گل عباس نخل عجبی
--	--

تاریخ فراغ علم مولانا سید عبدالملک گرامی

فضیلت ذی خدا میر عبدالملک کو خدا حافظ ہر اکامیہ کلام اللہ کے فظ زبان معجز بنائی کرتی ہر لہجے نازک پر نہیں بیوہ ہرگز آمدورفت نفس انکے قوی ہرین سب لیلین صاف ہے ہر بیان انکا فراغ انکو ہوا ہر علم سے یہ ماہ کامل ہرین نہان و آشکار اقدار لکھ صراغ تاریخی	خط تقدیر تھا گویا فراغ انکے قدیرین ہرے طرح گوہر آبین اور آب گوہرین مسیحا ہوتے تھے صراط آغوش مادرین اشادہ ہو کہ سیکھا ہے علم سیدہ دم بھرین جڑی ہیں اسنے اللہ نے سد سکندرین انہیں کی روشنی پھیلی ہوا تو غمت کنوین ہوئی کامل یہ علم آگاہ بارہ سو چترین
--	---

تاریخ مکرمہ میر احمد حسن بلگرامی

عجب مکرمہ ہے میر احمد حسن کا لکھو اے قدر یہ صراغ تاریخ	کہ جب کا تذکرہ ہوتا ہے گھر عجب کبرہ بن پایا راستہ پر
---	---

ایضاً

چکرہ رشک بخش قصر قصید نہ کرہ بنام بود بہتر ۱۲۶۶ھ	چو میسر احمد کن کہ وہ بنا کرد بگوئے قدر تاج بنایش
تاج زناشونی سید مقبول عالم ماری روی دوداڑہ متفقہ	
شدہ۔ مشتری و مہ امر و ہام شدہ۔ کدخدائی مقبول عالم ۱۲۶۶ھ	زحق۔ باو عقد ہما یون مبارک بگو۔ قدر مصرع تاج جہی
تاج میلاد سید مصطفیٰ ابن ابن علی براؤر مصنف	
بالند بخویش ز انجمن تا انجم از شہ صیام ملیہ ابست دہم ۱۲۶۶ھ	دیدہ پر ابن علی رام دم تاج ولادتش گویم اے قدر
ایضاً در مصرع	
از عیش پس شدہ جانی لبریز ۱۲۶۶ھ این نجم جمال ست صباح انگیز ۱۲۶۶ھ	گردیدہ ولادت سعاد آئینہ ۱۲۶۶ھ از وقت در شود ماؤ کہ مصرع ۱۲۶۶ھ
تاج مسج و امام باڑہ	
ایک مسجد نئی بنائی ہے جس سے تاحشر نام جاری ہے مسجد دروضہ حسین ہے ۱۲۶۶ھ	سید احمد حسین صاحب نے متصل ایک امام باڑہ بھی ہو لکھ یہ تاج دونوں کی اے قدر

تاریخ وفات سید محمد ابراہیم درمہر مصرع

وفات کردہ زدنیا سے دون ہزار افسوس ز قدر سال چارم بگرگ او ششونہ ۱۲۴۵ھ	رئیس نامور سے عمدہ نامدار و کریم سفر نمودہ ز ہستی محمد ابراہیم ۱۲۴۸ھ
--	--

تاریخ درگاہ بگرام

خان والا نژاد سید جان کرد تمیم روضہ عباس قدر تاریخ گفت و گو ہر ہفت	دست بکشود و ہم بیان بہت کہ مقابل بہ اصل شد یک دست نقل مرقد مقابل اصل است ۱۲۴۸ھ
--	---

تاریخ کتاب تو تارام شایان لکھنوی

مہا سہارت کی شایان نے جہدم چمکتی ہے فصاحت و روانی شینہ کی بودمانند دیدہ جو پوچھی قدر سے تاریخ انکی	ہوئی بس دہوم اسکی جا بجا خوب معانی خوب بندش خوب ادا خوب وہ قصہ میرا دیکھا ہے کہنا خوب جہکار سر کہا - کیا خوب کیا خوب ۱۲۴۸ھ
---	--

تاریخ اشب اکا پنور

نہ بہ لطافت اشب از انہ شعلہ طور سواد او ہمہ در راستی شب معراج	کہ بوسے گل بس راہ او برید بود بیاض او ہمہ در عیش صبح عید بود
--	---

نہار و شہتصد شخصت یک سیاحت نوشت قدر عیان و نہان سی سال	کنون شخصت و دودم طرح اوجید بود ہزار و شہتصد شخصت و پدید بود ۶۱۸۶
---	--

ایضا

عش بین بشر بیان پر ہزار فی زبان پر قدر شروع سال ہر مصرع عیسوی لکھو	شعلہ بطور کا پور نور نشان ہے دور دور سردہ چشم فکر ہے شعلہ بطور کا پور ۱۸۹۳
---	--

تاریخ مہمانسرایے سانڈی

جو کان لندنی ڈپٹی کمشنر ام اقبالہ مرمت کی یہ تاریخ سیاحتی قدر لکھی	گئی پایا سا فغانہ کچھ اچانہ سانڈی میں بہت علی بنا ہی یہ سا فغانہ سانڈی میں ۱۸۹۳
---	---

تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ خانی

کلام کشفی جساد و کلام را نازم جو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد یکی بیاض سطور و دگر سودا خطش نہے ترانہ و فرد قصیدہ و غزلش نوشت قدر پنے طبع مصرع تاریخ	بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع کلام کشفی نادر کلام شد مطبوع ۱۲۴۸
---	--

تاریخ بناس پاہ

چو ساخت چاہ سرہ محمد اہلبیل پے کتابہ نوشتیم قدر تائیش	مثال زمزم از آب کرد طغیانی بنا نموده سر راہ زمزم ثانی ۱۲۴۹ھ
--	---

تاریخ دروازہ احمد حسن بلگرامی

درے ساخته سید احمد حسن زدست عاقل ربوشت سال	کزمین در بر آید رہ مدعا در فیض احمد حسن بادوا ۱۲۴۹ھ
---	---

تاریخ وفات صدر عالم بہا نوی

صدر عالم کہ بود بدر عالم ڈ تاریخ وصال او نوشتیم اے قدر	در دہر ہے ہمے فزو و قدر عالم رحلت سبحان نمود صدر عالم ۱۲۴۹ھ
---	---

تاریخ حوض

کلمہ پڑی صاحب کا فیض دیکھے کیا حوض بنا دیا پسین مین کیونکر کیسے نہ چشمہ خضر اسکا کوئی بلبلا جو بچو ٹا بہکا ہوا کیون چھرا سکندر وہ آب بقا ہے نام جبکا اے قدر لکھو یہ سال جبہری	رضوان کس نیند سورہا ہے جو کوثر و خلد نے بہا ہے سبزہ جو گرد لہلا ہے اُسمین بلبس کا چچا ہے موجوں کی زبان پہ قہقہا ہے باقی اسکار ہا سہا ہے حوض آب حیات کا بہا ہے ۱۲۵۰ھ
---	--

تاریخ کتاب غلام محمد خان و اصل بلگرامی	
نام پاشا نہاد مفتاح السد	اے قدر نوشت اصل این طوف کتاب
ص قفل دل کشاد مفتاح السد	مفتاح تلم کشود قفل اسجد
تاریخ وفات عم مصنف	
جان بجان افسرین سپردافوس ہاے قدرت علی ہمدافوس	عسم من قبلہ مولادین ۴ سال شتقار و بخوان اے قدر
تاریخ وفات نہاری لال جوان بنارس کی گرو مصنف	
پھر اسپہ جوان مرگ ہو وہ راحت جان ہاے مٹی میں ملا آج مر نام و نشان ہاے کیسے چھ مری کنپختی نہیں سیمت کمان ہاے سب ساتھ گوی تیرے مے تاب تو ان ہاے گرتا ہونین کہ کیسے یہاں ہاوی بان ہاے بند اکھین ہوئی بی بی پردا ہی کمان ہاے کیسا ہوا چٹ پٹ مر محبوب جوان ہاے	بیٹا ہو کہ شاگرد ہو موت اسکی غضب سے اچھے سے جو مرگ جوان تو جو سد ہارا این ماتم سخت است کہ گویند جوان مر دل ٹوٹ گیا بلکہ کر ٹوٹ گئی ہے اٹھتا ہوں میں کہ کیسے ادھر آہ ادھر آہ سیج کتے ہیں سب ہوتی ہر آنکھوں کی مرد کس تھم سے پڑ ہی قدر تری مرگ کی تاریخ
تاریخ شنوے لوح محفوظ	
چھوٹے مامون مے فیروز علی	فکری سے کر گئے امداد قلم

شعر لکھنے کو لگایا جو شکاف لوح محفوظ لکھی صسل علی کیا حدیثوں کو بنایا تصویر ثمنوی ہے کہ خدا کی قدرت نغمہ بدل معنی معنی منہوی حلق کبھی ایسی کتاب یا ذکر کے انہیں سر و خندا ہے جگیا سال کا نقشائے قدر	گھل گئی خاطر نلشا و قلم اس قلم و بین ملی داؤ قلم جدا صنعت ہزار قلم دیکھیے زور خدا داد قلم لفظ ہین قمری شمشاد قلم جب سے قائم ہوئی بنیاد قلم چیریں ہین کہ فیروز قلم لوح محفوظ ہے ایجا د قلم
--	--

تاریخ نتائج الطبیت

مولوی صاحب عید الدین احمد واہ گوہر تاریخ لایا قدر کا غور فکر	کیا رسالہ آپ نے لکھا ہے طبع انام بھڑکایا گو یا کہ کوزے میں ہندو کا تمام
---	--

تاریخ مشہر الغیض مولفہ گو بند لال صبا رنگ ماسٹر

رنگ اپنا جامایا ہی ہزاروں میں صبا کس شکل سی لکھا ہے راحت میں رسالہ باز ہی ہے نمودوں نے عجیب اسہن عمارت گل بوٹے تر شہین کی شکلیں ہر تہ تیغ کیونکہ نہ تو تاریخ مسیحی کی مجھے فکر	ادرس استاد وستان ریاضی طوبی کا شجر بڑھ کے ہوئی شان ریاضی کیا قاعدے سی لکھے ہین ارکان ہنی پڑے گل امید سے دامان ریاضی یہ نسخہ نہایا ہے با جان ریاضی
--	---

ہے دید بہار چمنستان ریاضی ۱۰۶۶	اے قدر کلاشاخ قلم سے گل تانچ
تانچ مسجد لکھیم پور کہ از زر چندہ طیار شد	
چو جزویش علی بیج کفر قاصع لبسی خویش بنا کر مسجد لاصع شمار جماعت اسلام قائم این جامع ۱۲۸۳	طر از خانہ دین سیدی وزیر حسین کشیدہ دائرہ ادعوا مل وقتہ بناسے سال ز مہمار فکر قدر آمد
تانچ وفات مجتہد العصر سید محمد صاحب لکھنوی	
زمرہ بیج اول شب بست دو در آمد کہ جناب مجتہد ہم شدہ قطرہ زن بوقد کہ بگو۔ مقام احمد شدہ خالی از محمد ۱۲۸۳	چکر زشت چار شنبہ بسوا و پنج شنبہ سم ہیضہ و بانی ہنود آگوش پے کس سال حلت او شدہ قدر اشارت
تانچ وفات محمد سعید مہنوی	
تن بہ لحد آرید روح جہنت رسید پس دم قطع کفن خلق گریبان دید سوے جنان رحلت آہ کر محمد سعید ۱۲۸۳	شیخ محمد سعید در حدہ ہستی رسید حلقہ زنان مرد و زن مویہ کنان ہو کن قدر بزرگ گاہ سال وفاتش بخواہ
تانچ وفات مولوی عبدالغفور مہنوی	
سر برآورد از وجود دم کشیدہ در عدم	آن جناب سحر غفران مولوی عبدالغفور

آوخ آوخ از پڑو ہشماہی آن فرزانہ مرد مے دیغا بود چندی جھتتش گیلرمن مصروع اول سیچی و دوم ہجری بود جان سپردہ مولوی عبدالغفور بی بدیل سنہ ۱۲۸۵ھ	آوخ آوخ از نکو ہشماہی این چرخ دترم مے دینا باشد از دی وقتش برین ستم قدر زدا ندو مصروع ہر دو تاریش زین سواد اندر لحد رشدا ز لحد اندارم سنہ ۱۲۸۵ھ
---	---

تاریخ وفات ولی بخش خان یس الہ آباد

مرد ولی بخش خان مویہ کنان مومنان جو ہر تریں حق چہرہ آئین حق از غم شہید الہ نخست کبود و سیاه گشت نثار حسین عاشق زار حسین قدر بہ سال حبس دا دندا جبریل سنہ ۱۲۸۵ھ	نالہ و اشک روان رفت خفی و حبلی آئندہ دین حق گشت از و منجلی وز اثر سجدہ گنا صیادش صندلی تحریر دار حسین ست و لائے علی رفتہ ولی بے دلیل پیش علی ولی سنہ ۱۲۸۵ھ
---	---

تاریخ وفات حضرت استادنا نجم الدولہ دبیر الملک جناب نواب مرزا
محمد اسد خان بہادر نظام جنگ غالب تنخلص مرزا نوشہ عرف ہوی
کہ مصالیح اوائل عیسویت و اخیر ہجری

مراد حشر کیا دہلی کا خط تھا مے استاد و عال جاہ غالب خدا جوست و خدا یاب و خدا باز سنہ ۱۸۶۹ء	فلک ٹٹا نیہ چپہ آہ ناگاہ دوم ذی القعدہ کو اب گر گئے آہ فلک تنگین فلک عصر و فلک جاہ سنہ ۱۲۸۵ھ
---	---

۱۲۸۵ھ	خدا سے جاملا شمس حق اگاہ	۱۸۶۹ء	خدا میں ملگیا شبلی خاص
۱۲۸۵ھ	ہوے رضوان تاب الحکم للقد	۱۸۶۹ء	جرا تکیہ سخن ملک سخن سے
۱۲۸۵ھ	چلا دربار کو کس شان سی و وہ شاہ	۱۸۶۹ء	بنا تخت روان بس کیا جنازہ
۱۲۸۵ھ	لیا افسوس خدام کیوں نہ ہمارہ	۱۸۶۹ء	کیا اس فریب میرے ہو ظلم
۱۲۸۵ھ	روان بھی میرا نوشہ کے نوشاہ	۱۸۶۹ء	لحمہ ہے حسن آغوش عروسان
۱۲۸۵ھ	کفن تو چاندنی وہ مستند ماہ	۱۸۶۹ء	ہے اول چرخ وصفت و سمت قبر
۱۲۸۵ھ	گر ہے پشت دل کوہ پر جا لگا	۱۸۶۹ء	کمر کیسی جبکی اس فکر غم سے
۱۲۸۵ھ	غم دل ہے بلا صد اسے و ملا	۱۸۶۹ء	ہے نازل آفت جان وی دنیا
۱۲۸۵ھ	بنے وہ سخیل ماتم جو کہ ہو آہ	۱۸۶۹ء	اگر جو آب خشک غم روان ہا
۱۲۸۵ھ	کرون کیا میں شمار می کے اللہ	۱۸۶۹ء	یہ اشک چشم و دل طہین
۱۲۸۵ھ	گئے غالب بھی انکی ہر کسے چاہ	۱۸۶۹ء	کین یہ تیس تاریخین جو بے جد
۱۲۸۵ھ	ہے ساز گز پیش اب قصہ کو تہا	۱۸۶۹ء	اسی ہستی سے اسل حز کو و قدر

تاریخ مقدم نواب مختار الملک نائب حیدر آباد کن بہ کنوکہ مصر ع تاریخ ہجری ۱۲۸۵

۱۲۸۵ھ	حقا نازل یہ آیت حرمت	۱۲۸۶ھ	کیا مقدم نواب کی بس شہر ہے
۱۲۸۶ھ	جب توج اکبرین نہیں حرمت	۱۲۸۶ھ	و بھوین ہے نزول اول و قدر

تاریخ خزان سید مصطفیٰ برادر زادہ مصنف

کلیچین شدہ حجام ہنر خنکی	چون خندہ مصطفیٰ شد از چالاکی
--------------------------	------------------------------

شہید سنت مصطفیٰ ادا اور پاس کے	ماسال خستان او نو شتیر ای قدر
تالیخ ترتیب سالہ مجموعہ نسخ مجاریہ ڈاکٹر صاحب بہادر	
<p>مے آقا اودہ کے ڈاکٹر صاحب کہ مجموعہ بنے تھے بہت دماغ علم جو جس سے معطر ولی نہی و ڈپٹے انسپکٹر شریف و کامل و مرد ہنسور ذرا بندہ بھی ہاتھ انکاب کا مچھڑک جائے جو دیکھے کیا کر کہ سن نکلیں عبارت کی برابر پڑھ اٹھارہ سو اسی سال اکھتر ۱۸۵۱ء</p>	<p>جناب آرا سے کال بر ونگ ہوئے اک باریون ارشاد فرما وہ مجموعہ کہ مجھ سے کاہوٹ ہوئے آمادہ پنڈت شیو زین ہوئے منشی حکیم الدین معاون لہو مل ہو اکشتون مین شامل عرض نکلا عجیب نایاب نسخہ پر اسب تالیخ صورتی معنوی ہو ہوا جب یہ تردد قدر بولا</p>
تالیخ آغاز و انجام سالہ سراج الشریعہ مصنفہ سید علی بلگرامی خاں مصنف	
<p>مہ ساسے وطن قطب آسمان دکن دکن زندہ زوش خند ہزار چمن دکن زرقبت اُدہون عیش دروان خلیل کعبہ ایمان ستر گن قبلہ من محیط مالہ پریش صد ہزار پرن</p>	<p>جناب سیدنا خاں سید علی وطن کتب بغش گریہ ہزاران ابر وطن زرقبت اوسکامے غم دریا فقیہہ و متقی و زائر امام حسین بسا سائل شہ عریہ گرد آورده است</p>

<p>سوال از خود و از مجتهد جواب داده ننماده است سراج الشریعت و ائمه جریده که بود صنف اشرف و صنف جریده که سوادش سیاهی شب قدر جریده که بود چشم حور دائره اش جریده که ضیاءش همه خراج حلب لغات او زبان غیرت سیل وادیم سبحان علم همان پایه ده که جسم جان تمام شد چو مر این نسخه شد تمام پسند هر آنچه قدر به آوند ما ست تبار و بر آوریم دو بوسه تراندا گل منکر بر آوریم دو تا سال تعبیری از سیتی سیکه ز مصرع اولاش سال بدو کتا سراج شرح بطق صلاح علم بنیاد</p>	<p>مگر جواب ندارد و این جهان کن ز دل فتنه همه شکوۀ چون ز کبوشن جریده که بود سطح رتار پیر این جریده که بیاضش شهاب پیرین جریده که بود زلف خود چرخ و شکن جریده که صفایش تمام سواد حد صفات او بلبلان رشک و رطل این بحکم شمع همان وایه ده که جان پیرین فتاد غلفه او بکوچم و بر زن هر آن سخن که گفتیم میتوان گفت بر آوریم دو کلمه سازه از گلشن بر آوریم دو الماس ریزه از معدن و گرز مصرع آخرش سال ختم سخن چنان که محض دیوان این بنده روشن</p>
<p>نقش انشاے شروشانری قبر علی خط به بینی برشته کلاک و پیران پیش او اینت شورش ببل گلزار زانو تکتند</p>	<p>نثر از نثره شاد و شمشیر شمش نیزه خطی خامه چون برآورد و جدل آنت شورش پیش او صدی گلستان در</p>

تاریخ ترتیب ساله آینه گریب معنی رشک جهان غیرت جانی بنی قبر علی صاحب ابوی

<p>سہ مہینی ہر نیکے از گل ہویا ز عمل میکند حرف از بادش یا عطار از زحل دہ چہ نام آورد اند رسال ہجری بنخل پیلے نازم ہشا گردی استاد اول بر شکر انگشت اگر دستہ بداری جہل پر صد گردید آہنگ غریبے ل</p>	<p>صد صلاوت سے چکداز نفوذ خلق خوش سے وردہ صفحہ فرش یا صد اختر بر فلک در حجاز افتاد و آہنگ غریبی کشید ایں نگارین نامہ را گفتہ دو تاریخ قلہ مصرع اول بود ہجری و ثانی عیسوی ہجوز ہر ہر سماع آید عطار د بار قم</p>	
<p>تاریخ تالیف سالہ نجاتہ العاشقین مولفہ شاہ سراج الیقین کربوکی</p>		
<p>کہ رخس تاج شاہ خاور شد فقد از شاہ ہنوت کشور شد خادم خدمت ہم پیر شد ہم روانہ شش آب گوشت شد شمع حق یقین منور شد</p>	<p>چون سراج الیقین نذرانہ عالم و حافظ کلام خداست و او تالیف مولد احمد سطر ہشت سلک مرواؤ شمع تاریخ قدر روشن کرد</p>	
	<p>ولہ</p>	
<p>کشف ظاہر سکر ہوئے محفل عشقین باطنی حسن معنی پر فداہین عاشقین باطنی سہ نجاتہ العاشقین شمع یقین باطنی</p>	<p>خوب حافظ جی نے یہ میلادین لکھی کتاب نام رکھا اس رسالے کا نجاتہ العاشقین قدر نے پھر لکھ دیا یوں مصرع تاریخ سال</p>	
	<p>ولہ</p>	
<p>مولد لکھ رسول علیہ الصلوۃ کا</p>	<p>صل علی کہ شاہ سراج الیقین نے</p>	

<p>وہ جب تریل پایہ میں یہ وحی عرش دین وہ خضر سزاہ فضل یہ سجادہ کمال وہ بلبل حرمین یہ اوراق برگ گل وہ نقطہ ازل یہ محیط ابد قیام وہ ابر فیض ہیں تو یہ کشت مروست ہاں قدر رول سے در تاریخ آبدار</p>	<p>وہ رشک روح ہیں تو یہ کاغذ برات کا وہ غیرت مسیح یہ محض سیرت کا وہ طوطی سخن ہیں یہ کوزہ نبات کا وہ مرکز جہان یہ ورق کائنات کا وہ کوہ حسم ہیں تو یہ دامن ثبات کا وہ فوج پیش رو یہ سفید بخارات کا ۱۲۸۵ م</p>
<p>تاریخ تصنیف قصائد ہفتخوان نعت تصنیف مولو عبدالاحد صاحب طوای</p>	
<p>گفت عبدالاحد دجلہ مصر ہر کہ بشیند و دید از خود رفت فتح شد ہفتخوان تاریخش</p>	<p>نعت پیغمبر اسماء احمد وز پے سال قدر رفت بخود بے بہا ہفتخوان ز عبدالاحد ۱۲۸۹ م</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>ہفتخوان نے نوشت عبدالاحد دنی و حجازی و کے قدر رکشود قلم تاریخ</p>	<p>مدیح محمد عربی ترشی ہاشمی طوسی ہفتخوان مدیح پاک بنی ۱۲۸۹ م</p>
<p>تواریخ کتابہ قبر مولوی شیخ مظہر کریم صاحب مرحوم دریاباوی</p>	
<p>افسوس زیر کی ہمدانی وفات کرد ۱۳۸۱ فصل</p>	<p>درجنت آن محدث معنی شدہ مقیم ۱۹۳۹ سنہ</p>

جاسطون مقبرہ مظہر کریم ۱۸۷۲ میسور	۱۲۸۹ بکسر	قدرا میں کتابکافی سنگ مزار باد
تاریخ قواحد اردو		
<p>ملا مک بھی قدم جیکے اب تعظیم سے چوین کہ جس سوشش جبت یناہ واک میچ گیند ہوے عمرہ قواحد و سبب تصنیف آؤن ۱۸۷۳ء</p>		<p>بجکم پاک صاحب ڈاکٹر دام اقبال وہ اردو کے قواحد میں رسالہ بیچ کر نکلا ہے یہ تاریخ مسیحی فی البیہ قواحد لکھی</p>
تاریخ رہائی میر مہدی علی		
<p>فرش راہ آل احمد خاکپا سے بوتراب تین سال آخر یونین نازل رہا آنہر غدا اُن ری گردش ہی کہین ایسی خوش گاہ اُفکے اندھیراں عالم سب سے با چشم ز آب دفعہ یوں گونین سکی دعائیں سبجاب آیا پھر آیا زلیخا سے سرت پر شباب پھر وہی ساقی دہی پینادہی جگہ باب چپ ہوئی قواحد ریہ و استان گوگو کا خوا ماہ اس عقر سے نکلا یا گن سے آفتاب ۱۲۹۰ء</p>		<p>سید عالی نسب لاسب مہدی علی پھر گئے طالع ہو سے وہ قیدی قواحد قید خانہ میرج عقر ب تھا تو وہ اسین قمر قید خانہ اک گمن تھا اسین نہ خوشی تھے انگھ میں آنسو غالب پر د یونین غ و درد قید سے اس یوسف نانی کو چھکارا ہوا پھر وہی جلسہ ہی چلین ہی ہن جگھٹے بر سر رزند آدم چپے آید بگزرد کوکب تاریخ چوکا دوساے فکر</p>
تاریخ وفات چودہری مصاحب علی کرسوی کہ ہر مصرع تاریخ است		

۱۲۹۰ ہجری	چون سینہ شدہ سز زین چاک و شوق	۱۲۸۱ قمری	مردہ چو مصاحب علی آن یافت قلوب
۱۹۳۰ میلادی	در خلد مصاحب علی گشتہ و حق	۱۸۴۳ عیسوی	ہاں قدر چنین بخوان تو سال چارم

تاریخ جانشینی چودہری طالب علی ابن مصاحب علی

طالب علی لے قدر دلی بود بحق	برجاسے پدر جلوس فرمود بحق
بر کرسی سال نقش تاریخ نشست	حق بر کز تر مار بنود بحق

تواریخ گلشن فیض مولفہ حکیم سیہ فاضل علی حلال لکھنوی

میر سیہ فاضل علی حلال حکیم	وہ جو ہرین شہ و طب کے مامن فیض
اصطلاحات ہند انون نے لکھی	سال ہجری بتایا گلشن فیض
قدر نے سال فارسی یہ کہا	گہرا پاکباز دامن فیض ڈٹا
روئے فصلی پہچھہ در تاریخ	ہے عجائب یہ نکلے سعدن فیض
دیدہ افروز پہچھہ شمس سال	ہی نہ دیدہ مہر روشن فیض
عیسوی سال کا جماچھہ رنگ	ہوا گلبنہ داغہ مرین فیض
پہچھہ زر سال پر کھے سمت میں	ہے سرا پاکباز مخزن فیض

تاریخ مکان سید وزیر حسین خان

ٹوپی دارا خرم خان سکندر حشم	شاہ سیر کرم میر وزیر حسین
ساختمہ قصری بدیع ہجو سر خور فیض	ہجو دل خود و سبع ہجو رخ خود وزیرین

<p>صحن کشاوش نگذرد غلغله در خافقین کرده چو قصری بنامیر وزیر حسین ۱۲۹۱ هـ</p>	<p>طره اوز دکنند برسد چرخ بلند قدر به کن به پا خانه تاریخ را</p>
<p>تاریخ مولد شریف مصنف سید زیر حسین خان</p>	
<p>خط کش منشیان با سبق است که ز سر تا پایک نسق است بر لبش ام خند به شفق است تخت و گلشنه درق درق است زان یکے آسمان نه طبق است از خجالت فلک عرق عرق است مولد اشرف نبی حق است ۱۲۹۱ هـ</p>	<p>خان من سید وزیر حسین ز در قسم مولد رسول الله در سواد کتاب رگینش غنچه بر سونی است هر نقطه بر بلند می پید او راقش با وجود شهاب ثاقب خود زاد از طبع قریب تاریخش</p>
<p>ایضا</p>	
<p>این مولد رسول گواه شکر بی است صد صد درود اگر کدین مولد بی ۱۲۹۱ هـ</p>	<p>شکر شکن وزیر حسین است در سخن طوطی فکر قدر نواز دشتان سال</p>
<p>تاریخ وفات شیخ محمد علی شاه آبادی</p>	
<p>رفت ازین خاکدان شیخ محمد علی آه بحق داد جان شیخ محمد علی ۱۲۹۱ هـ</p>	<p>هست ز دل عرشیان تالیب آذغان قرار بسال روان سال صالش بخوان</p>

تاریخ کتاب نجم الاسرار مصنفہ خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان جی ہوی

فروغ نثر و پردین جناب خواجہ بدر الدین
 حکیمے مزدانی مکہ فہمی و دراندیشی
 دے بر شوق اوس گے بر ذوق اومال
 نہ ہے آزاد پابندی خیمے پابند آزادی
 دلش وابستہ صورت دل معنی اسیر و
 بنور انگیزے لفظ آئینہ بند صلب شہری
 بیاطن تخم افشانی نظام سہنستان
 چہ نثر و لفریبے نجم الاسرار آمہ ناش
 چو چشم غمرہ بازان غامش آوا و خوشگوئی
 ہلال طاق ابر و از قباسے اکر بیانے
 بمعنی مکہ تصنیفے بصورت تازہ تالیفے
 چو مار و مہرہ مارے بزیر خامہ ہر لفظہ
 ورق از حرف نگونش قلم از حرف ضم و نوش
 قلم نوشت و آسودہ پیمان آمد این دفتر
 بر آراے قدر نجم سال ادا و اوج فکر و

بفکر خود و صد بند بکام خوش نیار
 تینے موشکافے پختہ مغزے نثر گفتار
 تفسیر برق شر بارے نم ابر گشتار
 بکار خوش سستی بکار غیر شیار
 بشوق حسن نگیری سخن شوق دلدار
 بمشک افشانی معنی دماغ آراے تلماری
 بفکر مکہ استادے بہ نثر نازہ شاری
 چو تصویر زنگی سادہ رنگ و طفرہ پر کار
 چورے امر دان رنگین عذار سادہ رخسار
 نگاہ چشم جادو از سر دامن اوتارے
 بیاطن خرمن اندازے نظام خوشہ بردارے
 قلم بر ہر بیاض صفحہ مایا سمین زار
 یکے دامن شبگردے یکے زنبیل عیار
 نہالے بار و گردید و بارش پختہ شد بار
 دمیدہ مرجار راج معنی نجم الاسرار

ایضاً با عی تاریخ

نجم الاسرار ص ۱۰۰ طلسم جادو	بند و بد نگاہ	اے قدر بود و در خور جز بازو	قصہ کوتاہ
تصنیف جناب خواجہ بدر الدین	سائنس	از بدر آمدہ ست نجم نیکو	سجانب لکند ۱۳۹۲ھ

تاریخ کہ خدائی مرزا فیاض بیگ ابن ڈوٹی مرزا عباس بیگیا نصاب

بطریق سہرا کہ ہر مصرع تاریخی است

۱۸۴۴ء	آئینہ منہ سنبخت سکندر سہرا	۱۸۴۴ء	رنگ شہانہ دکھاتا ہے چمک سہرا
۱۸۴۴ء	دامن جن ہے فیاض کے سر پر سہرا	۱۸۴۴ء	حلقہ شوق جو یہ ہاتھ میں گنگنا لخواہ
۱۸۴۴ء	دیکھے اکاٹخ نایاب ہٹا کر سہرا	۱۸۴۴ء	جس نے دیکھا نہ غور شدید زمین کر ٹوٹ
۱۸۴۴ء	کیا ہی حیران ہے گردن انور سہرا	۱۸۴۴ء	مثل تار نگہ شوق ہو اوجہ صد تے
۱۸۴۴ء	سب جبرین صبح ہو منہ چاند ہو خورشید	۱۸۴۴ء	سرخ جوڑا ہے شفق وہ قد نمازنگ
۱۸۴۴ء	صلیٰ خلاص کرے کے پنجہ اور سہرا	۱۸۴۴ء	تازہ الفت کہ بہت دام تو پھیلا یا ہو
۱۸۴۴ء	ہی سجان پد یہ سہرے کی برابر سہرا	۱۸۴۴ء	سب کے تازہ شوق ہیں لپٹے مکوں
۱۸۴۴ء	دامن نعل عمار دلاور سہرا	۱۸۴۴ء	تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس
۱۸۴۴ء	کہیں اس زور کا ای قدر غور سہرا	۱۸۴۴ء	ایک اک مصرع تاریخ مسیحی ہے ملا

تاریخ مسجد شیخ صفدر علی صاحبائیں قصبہ ترک

مسجد سے ترمیم کرد و شہرہ اصرار شد	شیخ صاحب بانی بنیان دین صفدر علی
مسجد سے فی الحال از صفدر علی تیار شد	گنبد تاریخ او معمار کفر و ساخت

تاریخ مسجد غا علی خان صاحب لکھنوی زبیر سبجان علی خان

عبادت کو خدا کی راہ میں سیر کی مسجد	جناب آغا علی خان اور اطاعت حسن خان نے
-------------------------------------	---------------------------------------

کسی یون قدر نے تاریخ ہجری ایک مصرع
حرم کی شکست سے اسد اکبر غنی مسجد

تو تاریخ ختم تیر کیننگ سر کالج واقع لکھنؤ کہ ہفت و ماؤ داد

قطعة ملا جواب ہدیہ سید غلام حسین قندریہ

۱۸۴۸ء	سجد و جہد کل اٹھارہ سو ستر ٹھ نو ہرین	۱۸۴۸ء	گورنر جنرل عالی روش لائس صاحب نے
۱۸۴۸ء	مگر سد سکندر جسطرح وقت سکندرین	۱۸۴۸ء	قوی ڈالی بنائے خیر خود کیننگ کالج کی
۱۸۴۸ء	زمان عدل و زہد ہر و نطہ جارج کو پیرین	۱۸۴۸ء	عمارت بن چلی وہ جتنے بنتے بن گیا کالج
۱۸۴۸ء	ملک پہلو نشین ہیں اس دن عرش یکیرین	۱۸۴۸ء	جو با کیننگ ہیں کزل پڑ حصہ جہتم لایق
۱۸۴۸ء	ہے زیبا سے شجاعت گنجے سنگھ اسم ذمہ	۱۸۴۸ء	سخی دل سرما اچھا ہر نصف لائق
۱۸۴۸ء	کفیل حال کالج ہیں یہ دانا بخشش زمین	۱۸۴۸ء	پریسیڈنٹ مہر برج طاقت کر تھی اس آئی
۱۸۴۸ء	یہ عالی رکن امیر حسن ہیں فتح مکرین	۱۸۴۸ء	سعید الملک امیر الدولہ والا خیم ذی ہمت
۱۸۴۸ء	کوئی ہر سر نہیں جاہ و عروج شوکت زمین	۱۸۴۸ء	یہ عمارت سخا و اس پریسیڈنٹ سابق ہیں
۱۸۴۸ء	ہیں یہ وائس پریسیڈنٹ داخل ہیں جو ہیں	۱۸۴۸ء	ہو زیبا پایہ از بس اوج شکر بخش را کا
۱۸۴۸ء	ہیں سرکاری یہ مہر بحر دانش جملہ مہرین	۱۸۴۸ء	ہمایون مہر ڈیٹی میرزا عباس خان صاحب
۱۸۴۸ء	دل افزا ہی صفائی خوب ہر دیوار ہر زمین	۱۸۴۸ء	ہوئی سیہ عمارت نیک دل کزل ہو زمین
۱۸۴۸ء	لکھی تھی قطع صنعت انکی کالج کی مقررین	۱۸۴۸ء	ہیں نعمان خرد و ملو صاحب نامی انجینئر
۱۸۴۸ء	سرا پازد ہی کیننگ کالج ہفت کشور میں	۱۸۴۸ء	نکو خواجہ جی ہوائت حصار طامی ہیں انجینئر
۱۸۴۸ء	ہیں جب تک خیم و مہر خاک پر موتی ہر زمین	۱۸۴۸ء	سلامت یا خدا حکام منصور او یہ کالج
۱۸۴۸ء	ہیں سال عیسیٰ مقصود ہر اک مصرع زمین	۱۸۴۸ء	کمل نظم و لکھی ہر قدر بلگرامی نے

تالیخ کتاب شمس الضحیٰ مولفہ پٹن تن ناتھ صاحب لکھنوی

<p>کان علم را جو ہر شفقِ رتن ناتھ است گرمی سوا و او نور لیلۃ القدر است اینت خامہ گرد آورد کا نامہ حکمت خامہ سرود آورد و فتنہ در وجود آورد شمسِ بضحی آمد گرمی بیانش ہین از حر و ت دو مہر اع قدر شد دو تالیخ روزِ علم لامع شد در جہان ز لطف حق ۱۲۹۵ھ</p>	<p>کلاک گوہرین سلکش ابر و فشانہاست فلک آسمان پیانش وحی آسمانہاست شرح را ز گوہیہاست تن رفوانہاست ہین بعالم پیریش دعویٰ جوائہاست نام نامہ لاء طرفہ مہر خواہیہاست ہجری از تختین ہاست عیسیٰ ثانیہاست مہر نیم روز عصر وقف مہر بانہاست ۱۸۵۵ء</p>
---	---

تالیخ وفات محمد احمد ابن مشرف حسین ساکن قصبہ منو

<p>بر مشرف حسین و او یلا بصفی پور از مہونا خواند پ تار جانش گسیخت دست اجل قدر بنوشت سال شفقارش ۱۲۹۵ھ</p>	<p>ستم ایہ چرخ سفلہ بے عد رفت پور ہمپاے ماکب خود رفت در یکتا ہجیب مر قدر رفت در ار مکہ محمد احمد رفت ۱۲۹۵ھ</p>
--	--

تالیخ وفات سید خلف علی صاحبہ مصنف

<p>ز دکن فغان برآمد چو بگو شمش اند آمد ہمہ سینہ ام دریدہ ہمہ در گم خلیدہ</p>	<p>ہمہ تیغ و خونچ آرد ہمہ تیر و نشتر آمد ہمہ خون فشانند دیدہ ہمہ دامنم تر آمد</p>
---	--

همه خانه آب برده همه دل ز تاب برده همه روز شب نماشد همه شب بلباشد پدرم وفات کرده به ابد حیات کرده شده دفن جسم خاکی چون چنک در تو گونی بفرغ عیش خندان چون گشت از سر جا تن او چو خاک گشته همه خاک پاک گشته پس سیر باغ رضوان چو رسید تازه همان پدر اخی را یگانا من وایزد توانا من و صبر و صبر و شکایت از صفایان برایت منم و خیال رویت ننم و هوای موسیت من و بام آویش من و شام آویش بخوش قدر زلالان در دیده مشربستان سکه وفات الدن تو بخوان ز لطف ایزد	همه چشم خواب برده همه شور محشر آمد همه ساز سوز باشد همه پنبه آه گشت آمد بنغم بر است کرده چو زمان او سر آمد بن اموات سفلی بکنار مادر آمد بولای شاه مردان لب حوض کوثر آمد دل خاک چاک گشته چو چنک پیکر آمد رد پای حور و عثمان به پزیره مادر آمد بغمت تنم بهمانا همه تار بسته آمد همه صبر دل فدایت که سپید مجسم آمد همه روز و شب بسویت نظریه منظر آمد زدم آویش بلب من آور آمد چه قیامت است نادان که بهشت کشور آمد سجنان گزیده سید خلیف علی در آمد ۱۳۹۵ هـ
--	--

تاریخ وفات سید فضل الله کنوی عرف میر سیتا

رفت زین خاکدان بگلشن قدس سال رحلت نوشت خانه قدر	میر قدسی نظیف فضل الله آه جان داد میر فضل الله ۱۳۹۵ هـ
--	--

تاریخ وفات خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان دہوی مترجم بوستان خیال

خواجہ بدرالدین ہوئے تربت میں دفن قدر نے تاریخ کا مصحح کہا	نور آیا یا کہ چشم کور میں ڈ آہ بدر آیا خسوف کور میں ڈ ۱۲۹۶ھ
--	---

تاریخ جشن مسراراجا گجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

سر مسراراجا بہادر گجے سنگھ آج کل پھر اٹھا ہی لاہکان تک غفل بلرام پور پھر ہوا ہی عشق علی پردہ سرے کا دماغ بخت چکے ملگنی جمشید کو ساقیگری حال لکھا جشن کا منشی کشوری لال نے جسکا ہر اک صفحہ رنگین چین کا تخت ہے نظم ایسی چھپائی باغ میں مرغان فکر شہر تون سے ہر قلم داغ کی تحت القلم تحت فصلی پڑھا ای قدر یوں جمشید سا	پھر ہوئے سند نشین سند ایوان جشن پھر سنا کر دیون نے نعمت و احسان جشن پھر ہوئے سر کی نشین افتخار کا جشن دو گنی قسمت کہ دارا ہو گیا دریاں جشن ہاں گاہ میں رو برو یہ نذر ہی شایان جشن جسکی ہر اک سطر کا ہنر سر استان جشن نثر ایسی اسمانی سبزہ دریاں جشن مہر خامہ سے سچل ہو گیا قزاق جشن ہو مبارک یہ دسہ اور یہ سامان جشن ۱۲۸۶ھ
--	---

تاریخ وفات ڈپٹی مرزا عباس بیگ خان بہادر دہلوی

ماہ جمادی الاول یکشنبہ دہم یسنے بمرد ڈپٹی عباس بیگ خان برخواستہ قدر مویہ تاریخ ہجری شمس	شب آفتاب کے بنیں یہ فشرہ دا سہ سہ گلے باغ امارت فشرہ دا عباس بیگ خان بہادر بمرد دا ۱۲۹۶ھ
---	---

ولہ رباعی کتابہ تاریخی قبر

<p>ادہم جگر قدر پاشد امد دل شاید کہ پلنگ خفتہ باشد امد دل ۱۸۵۹ھ</p>	<p>گور عباس جان خراشد امد دل خاموش کتابہ درسیحی سال است</p>
<p>قطعہ تاریخ امام بارہ معہ حکیم شیخ علی محمد صنا لکھنؤ کہ ہر مصرعہ تاریخ ہجرت واقع فونگی محل</p>	
<p>یعنی علی محمد حق بین خ سلق دان ۱۲۹۴ھ از دہر آمد زرخود اندرین زمان ۱۲۹۵ھ ابن علی خدیو ولاشاہ انش جان ۱۲۹۶ھ سقت آسمان عرش زمین او طاسان ۱۲۹۷ھ دارالشفائے دہر دگت ہان مردان ۱۲۹۸ھ آہ شکر فامائیان دود و دودان ۱۲۹۹ھ ہفت ونود نہر اردو صد تہجد اندان ۱۳۰۰ھ</p>	<p>وانش اساس رشک فراطون بعلی ۱۲۹۴ھ بر کس سیاہ کردہ نہ چون ہر شہم از ۱۲۹۵ھ شد بانی نیاز عراخانہ حسین ۱۲۹۶ھ گشتہ بدین رواق طبیب شیخ پنج ۱۲۹۷ھ بیت الشفائے عام صلح گناہاس ۱۲۹۸ھ شمع ولا لکن دل سگرم ہونین ۱۲۹۹ھ ہر مصرع چکیدہ کند احباب قدر ۱۳۰۰ھ</p>
<p>ولہ اردو</p>	
<p>ہین طبیب و حکیم فزانہ عرش پایہ بینایہ کاشانہ ہے شہید کرا عمن خانہ ۱۲۹۷ھ</p>	<p>شیخ صاحب علی محمد نام اس عراخانہ کے ہوئے بانی سال تعمیر قدر نے لکھا</p>
<p>تاریخ زناشوی نواب اصغر جان صناع بن صنا لکھنؤ</p>	
<p>تھارا گھر ربا شادی مبارک</p>	<p>سنو نواب اصغر جان صاحب</p>

نشاط خانہ آبادی مبارک	کمایہ قدر نے مصراع تاریخ
ولہ رباعی	
دین عقدہ بشیر فقیہ پوش داشت باز ہرستان مشتری آبخاشد ۶۱۸-۸۰	نہن صاحب بعقدہ آمد داشت اے قدر نوشیم سیحی تاریخ
تاریخ وفات نواب قربان علی بیگ دہلوی ساک تخلص شاکر بن خاں علیہ الرحمہ	
ساک تخلص دہلوی معجز نگار افسوس مر نواب قربان علی ساک ہزار افسوس مر ۱۲۹۴ھ	اے قدر خواجہ تاش مانو نوابان علی مصراع تاریخ وصال اندر جہ آزمینا
تاریخ نسخہ توشہ دار السلام مولفہ میر غنایت حسین متین تخلص	
آہنکہ متین داغ دوست داغ دہ صد کلام ہم بخش پر نمک چون نمک نذر طبع اینت دوتا گفت سال قدر شری تاک مصراع آخر اسے او ہجری غیر الانام زاد معاد انام توشہ دار السلام ۱۲۹۴ھ	سید و الانب میر غنایت حسین لب بھصافے سخن سچو بنات است و شیر نوحہ ماتم فزا سے جملہ چا آورد گرد مصراع اول اسے اور سنہ عیسوی است اوچ دہ حور عین طوبی نظم متین ۱۲۹۴ھ
تاریخ ترتیب ترانہ خیال دیوان مشتری از طوائف نامی بلندگو سنو	
نغمہ داشتد در سخن سنا زبان مشتری ہم سرود جزا بر آسمان مشتری	چا ہما سے خوش رایدن چو کوہ آوردہ است شد در و در جبار آسمان آفتاب

ماہ سالت تاقت بر او سج سہا فکر قدر نے بہادر ہر چکھڑا زبان شستری	
ولہ	
<p>لوحش اند شستری دیوان خود تریاد لالہ خاتون دغ بول لولہ اندر سوز شک در سخن درویزہ گر سلطان اغتائیش قدر رفت بسیجی سکہ تارنج زد</p> <p>ز دوستی سکہ شستری بنام شستری مہری و ماہی فدا ہے صبح شام شستری نائرے احرام بند بارعام شستری گرمی بازار شد محو کلام شستری</p> <p>۱۲۸۶ھ</p>	
تاریخ غسل صحت مہاراجا گجے سنگھ متا بہادر والی بلرام پور	
<p>آنگہ اندر زرم بر شیران زندہ دہشت شد زبون چون مردمان چترن تریاں ہر یکے درخت زبان برداشت از ہر حال عمر عیسیٰ خروہ گوئی آمد زبہائے شفاں بہر یاس جسم باد آب غسل آب نقاش</p> <p>۱۲۸۶ھ</p>	<p>د گجے سنگھ از بیل کسی اس کی خطاب چشمہ بڑاشت اندر صید شیران در کلام ہر یکے غل دغا نشان دیش از ہر اثر غسل صحت کرد آب رفتہ دجوا مدش قدر از دست دغا بنوشت سال عیدی</p>
قطعہ تاریخ رحلت صیادق حسین لکھنوی	
<p>گرید شد بر چشم مہر فخر ضعیف مہر دار فاسخ بدو خوشین تابع شیعہ و مطیع والدین راہی جنت بشد صادق حسین</p> <p>۱۲۹۸ھ</p>	<p>مردہ چون صادق حسین دیدہ ور بود زوار حسین ابن علی نوجوان صالح و پرہیزگار مصرع سال حیلش قدر گرفت</p>

	تاریخ انتقال شیخ یوسف و اگر ساکن دہلی		
	آؤخ آؤخ نجفت درتہ خاک شیخ یوسف دجان ہلاک ۱۲۹۵ھ	مرد بیدار شیخ بونام گفت ساش زباج خاؤہ قدر	
تاریخ تعمیر شوالہ واقع بلگرام معمرہ دیہی پر شاہ بلگرامی			
<p>خلف الصدق جواہر مل والا تبر</p> <p>یہ شوالہ تبرقہ کا ہی سر و کبیر</p> <p>۱۲۸۵ھ</p> <p>ہو گیا عمرہ و نادیدہ شوالہ تعمیر</p> <p>۱۲۹۸ھ</p> <p>اسکی چوٹی پر کے قبہ چرخ فیض</p> <p>۱۲۸۱ھ</p> <p>موتوں ہی ہو اکیسا شوالہ تعمیر</p> <p>۱۲۳۹ھ</p>		<p>بانی اس عمرہ شوالہ کی مہینہ پشاد</p> <p>سال تعمیر کے گلشن میں کھلا فصلی گل</p> <p>پھر کیا غور تو لکھ یہ سنین ہجری</p> <p>پھر جو کی فکر تو کدی یہ سچی تاریخ</p> <p>آخر الامر کہا قدر نے یوں بہت میں</p>	
تاریخ وفات عموی میر غلام محیی صبا بلگرامی وطن کوئی فن			
	<p>در آ رہ پڑا رہ اجسل در افتاد</p> <p>گفتہ عموی غلام محیی جان داد</p> <p>۱۲۹۸ھ</p>	<p>چون خسل قد غلام محیی ہے جو</p> <p>ساش زکریا سے خرد جت اقدر</p>	
<p>تاریخ ارتحال جناب حجۃ الاسلام مولانا سید علی صبا طباطبائی</p> <p>مجتہد نجف اشرف المخاطب بجز العلوم ثانی</p>			
	<p>رابع دین سید علی بردست گردون شاہک</p>	<p>آؤخ آؤخ حجۃ الاسلام دبر بان شگرف</p>	

<p>حیث آن ہو رہا ہے تیرے خاک ویرہ اندر مویہ اشرف خف شد پسند چاک خاک پاک آمد تکلف بطرف دغا پاک موجزن بہرہ زیرہ کوثرش بلعد پاک قدر با چشم تر آب و باد اند و ہنناک موج دریا سے جیاد و نجف آمد بخاک ۱۲۹۸ھ</p>	<p>حیث آن ماہ کمال آخ این گور نرند و سے دنیا از زمین لرزہ غمش گیتی پراست موسی و اود المقدس عیسی و چارم فلک شد بمینو نغمہ بطوبی لک از طوبی بلست درد و مصرع زود و تاریخ وفات اورقم مرقوموس و ع سید علی بحسب العلوم ۱۲۹۸ھ</p>
---	--

تاریخ ولادت اطفال تو امان سجانہ ڈپٹی مرزا خدا و بیگان

<p>ایک لڑکی ایک لڑکا حور و شمن و شمیم اک کلی سے نکلے نفخہ دو نوں تازہ دم منترسی ماہ نکلے برج سے تو ام ہم ۱۲۸۱ھ</p>	<p>ساتھ و طفل خدا و اندون پید ہوئے اک صدف سے نکلے دو گوہرہ دو نوں آب عیسوی سال ولادت قدر نوں لکھیں ۱۲۸۱ھ</p>
---	---

تاریخ کہ خدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی

<p>بیاہ لاسے ہو دامن گھر کی ہوئی آبادی لدا احمد مبارک تمہیں ساجد شادی ۱۲۹۹ھ</p>	<p>جا کے ہلے میں جو تم وادہ میان ساجد بیگ نو سنو قدر سے یوں مصرع تاریخ نکاح</p>
---	--

تاریخ انتقال سیرالاولیہ برالملک سید مظفر علی خان بہادر جنگ بہادر اسیر خاص

<p>جان فن شاعری افتاد اندر وارو گیسہ برگلوے معنی آمد دشمنہ رنج کشیر</p>	<p>چون بہادر جنگ اسیر از رزم گاہ دہر رفت بر سر الفاظ غوہل مرکب تیغ راند</p>
--	--

پا بزنجیر جهالت بندش اشعار شد گردن علم عروض آمد بطوق دائره قررتا بچ وفات آورد اندر قید نظم	خانه زنجیر شد هر بیت نظم پذیر قافیه از حرف قید آمد بقید ناگزیر شدر ز سجن المومنین آزاد قدسی نفس آسیر ۱۲۹۹ هـ
--	---

وله فی المثنوی

تدبیر الدوله مرد آوخ رزم نگار بهار جنگ قیدی طبع و داغ اسیر صائبی و فکری فکر طبع سلیمش ناز سلیم قدر و دوتا تاریخ بگفت مات سلیم طاب ثراه ۱۲۹۹ هـ	رخت ز بهتی برد آوخ بزم آراس نام و رنگ رشتک ظهوری فخر ظمیر عرفی رسم و سعدی ذکر برق کلاش داغ کلیم تازه به تازی گوهر سفت فات کلیم طاب ثراه ۱۲۹۹ هـ
---	--

در تمیز کاروان سراریل بهر دوی معمره راجاتلک سنگه که هر مصرع تاریخ است

ایجاد می نمود از سید غلام حسین بن محمد بنی اسطی سن ۱۲۹۹	
سخنی و داور و عاقل و خا جان کون هوس جو مستعد سعی ده عدالت کے جوین میحسن نیکان رئیس کپڑای پهر اسکے شکرین بے باک طبع راجانے ۱۲۹۰ سن ۱۲۹۰ سن ۱۲۹۹ سن ۱۲۹۹ سن	حکیم و حاکم و حق جو کش زجرار بڑی ادب سنگه سپاس گران ملا خطاب نمین راجاکا اولی بهار کی یاد گارین ارفع کلان سراطیار ۱۲۹۰ سن ۱۲۹۰ سن ۱۲۹۹ سن ۱۲۹۹ سن

۱۸۸۲ هـ	بر روی رعایت اندکی خرج بیس هزار	۱۸۸۲ هـ	چونستم تقوی رعایت حسین علی پشروه
۱۸۸۲ هـ	که و ده تاریخ هجری بن حسین بن علی بن عباس	۱۸۸۲ هـ	یه افون میر وزیر الحسن تنها همگویی
۱۹۳۹ هـ	تو بهر پیچی و سنت ییچ بود بهوشمار	۱۹۳۹ هـ	اگر بنی فصل و هجری میان علی الترتیب
۱۹۳۹ هـ	هر ایک سال دین پڑ به بخلاف دوشمار	۱۹۳۹ هـ	پهلایه بلخ هنر قدر بلگرامی کا
تاریخ وفات حکیم ابراهیم صاحب کهنوی			
خلیل کعبه حکمت محمد ابراهیم چکیه در صدت گوشه چو دریم برج کعبه باقی خزیده ابراهیم ۱۲۹۹ هـ		عزیز مصداق سعادت کلیم طهر صفا به صدقش ارجل زرا بر بهستی موبوم نوشته سال وصالش خریف غار قدر	
وله			
رینت خشک شمع هر عمر خود ابراهیم شد چشم روشن خلد از دیدار ابراهیم شد هر گل گلزار جنت نارا ابراهیم شد از بهای دیوارم گلزار ابراهیم شد ۱۲۹۹ هـ		چون چراغ دودمان علم ابراهیم مرد بر دماغ مهر زندان در شبستان ارم از دلش چون ملتعب گوید سوز معرفت قدر از شمع قلم از دست بزم سال د	
وله			
بسوی دار بقا خست بستا ابراهیم شکست لالت جد حق پرست ابراهیم چه پای صدم جان شکست ابراهیم ۱۲۹۹ هـ		ز سیر بنکده عالم فنا امتثال به دست همت مرده اند رضا رضا دماغ قدر بکرسی نشان از تاریخش	
تاریخ که خدائی سید مصطفی برادر زاده مصنف			

ابن برادر م ابن علی باو بهار مصطفوی دست مراد او آراست مصراع سال بتارخیش معنوی و هم صوری گفت	آب و رنگ رخ بهجت نغمه عطی گل عترت خست عروسی بر قامت قدر سخن گو در ساعت سال الف و ثلثه مائت ۶ ۱۳۰۰ هـ
---	---

تاریخ فسانه آزاد مولفه پیژنت رتن ناتمه صاحب

پیژنت رتن ناتمه از سخن فسانه را کرده چمن بان قریب تر خیش مل برسانن چمن مل	ز نار بستن بر چمن ناز پرستش شریف شد چمن آراستل حالات آراستل
--	--

وله

اینت رتن ناتمه در دوزیمه دانی سمر شعرو س اند دین صد چمن اندر چمن مصراع چسپیده اش عمر بالیده اش خامه بچامه نهاد زهره عطارد بزاد بست بفکر رسا معنی نایاب را مریم او طبع بکر عیسای و تازده فکر مصراع تاریخ باز قدر چنین داد ساز	آنت فسانه نگر کان همه ایجاد اوست لفظ زبان سخن مرغ چمن ناز اوست معنی پیچیده اش طره شمشاد اوست فکر تصور ز ناز و خلج و نوشاد اوست بستن بال بهامعشوه صیاد اوست روح قدس را به ذکر مهت پاسبان اوست سرچمن زار ناز قصه آزاد اوست ۱۳۰۰ هـ
--	---

تاریخ زراعت دکن مولفه حسن بن عبد الله محاسب کا نظام

<p>سخن فہم و گنجور گنج خرد حسن ابن عبد اسد تبار حسابش بر دین از حساب کتاب بعلم فلاحیت کتاب بے نوشت چون دیتش خامہ بر کوہ منکر صلاح و فساد زمین بر کشاد خوشا تخم تاریخ افشاند قدر</p>	<p>بہین جو ہر معدن علم و فن خداوند امت سلیم خلق حسن کہ فرد و جید است اندر زمین زمین سبز شد مثل چمن بر آوردہ این طرہ فعل یمن شدہ خسار از جنوبی چین شدہ سبز گشت صلاح دکن</p>
<p>تاریخ</p>	
<p>قطعات تاریخہ طبع کلیات جناب سید احمد نین قدر بلکہ امی مرحوم از نتایج افکار گہر بار مورخ نغز گفتار حکیم محمد قیام الدین صاحب مختصص نیر سلما صد الفتاد</p>	
<p>صورت شمع بزم عالم بین سہر سن تین بار نیر نے</p>	<p>خوب روشن ہو اسے نام قدر کے دیا چھپ گیا کلام قدر</p>
<p>ایضاً منہ در فضلے</p>	
<p>شدہ طبع کلام قدر در ذی قدر نیر گفتہ چہ صبح سال</p>	<p>این مژدہ مرا چو گشت سموع مان گشت کلام تہ در مطوع</p>

ایضاً منہ در فصلی ہمت

شروہ با و اہل سخن را کہ ہزاران زین وزیب سال فصلی را دو بار و سال ہمت اسد بار	طبع شد افکار طبع پاک قدر خوش میان گفت وہ طبعی جہانچ پیس کج جج زبان ۱۲۹۸ فصل شریعہ ۱۹۳۸
---	--

ایضاً منہ در صنعت صوری و معنوی

صدنت خدا کہ بعد قدر طبع شد نیرنش نوشت بصوری و معنوی	دیوان قدر شاعر کیا سے روزگار آمد چہ سال ستہ ہم ہشت دیکہزار ۱۳۰۹ھ
--	--

ایضاً منہ در صنعت از حروف منقوطہ

چون گل طبع کلام قدر شکفت و بہن پس نش نیر بگفتم از حروف مجہد	این نوید تاز آوردہ چہ بو گل نیم نظم شد بر بگامی بہتر از دہ شیم ۶۱۸۹۱
--	--

ایضاً منہ در سمت

دہوم ہے شاعر کیا کا ہوا طبع کلام خوب تیر نے کہا مصرع سال سمت	کیون زمانہ میں نہون ہل سخن شاد آج حضرت قدر کا مطبوع ہوا دیوان آج سمت ۱۹۳۷
---	---

قطعہ تاریخ طبع دیوان از تصنیف و تاجد علی صاحب ضوی بلگرامی

بعد شاعر طبع ہوتا ہے کلام نام روشن اس سخن سے ہے سدا	آج پوری ہو گئی سب غم قدر ہے یہ دیوان یا ہر شمع بزم قدر
--	---

عقل نے بڑھ کر کہا - وہی نظم قدر ۱۳۰۸ھ	کی ہے ہجری کی واحد نے جو فکر
قطعه تاریخ از حکیم سید بندہ رضا حنائیس بلگرام	
<p>سب کو ہی اے آرزو عشرت و چند دوسرے دیوان ہے عالم پسند وہ بیان شیریں کہ ہیکہ جس سے تند دل فدا لفظوں پہ ہے مثل سینہ پیاری پیاری بندشیں مضمون بلند ۱۸۹۱ء</p>	<p>واہ و ایک ہی چہا دیوان قدر ایک اوس مزاج کی ہے یادگار لفظ لفظ او کی ہے مصری کی ٹولی وہ اچھوتی فن کر بے صل علی ہے لب زاہد بہ سال عیسوی</p>
تاریخ طبع دیوان - از نتیجہ نازنجیال شیریں مقال جناب غلام حیدر رضا ارشد تلمذ قدر	
<p>اسمین ہرین رنگین مضامین کیا کیا ہو پاکیزہ گو قدر دانو شوق دل سے طبع مزاد تو سرلو ۱۳۰۸ھ</p>	<p>حق ہی صل بے بہا ہے کلیات میر قدر طبع کی تاریخ یوں لکھتا ہو ارشد رضا رضا</p>
ولہ فصلی	
<p>کہ جس سے لطف اُٹھائی گئے طبع اہل زبان کلام قدر چہا قدر دانو تم ہو کسان</p>	<p>کلام حضرت اُستاد اسقدر ہے لطیف کہا یہ خاتمہ ارشد نے سال فصل ہی</p>
ولہ وفات حسرت شاعر نامی حضرت اُستاد می قدر مرحوم	
بلگرامش وطن و سید می رتبہ و جہا	حضرت قدر غلام سنین اسم شریف

<p>فوت کرد آن شمس اقلیم سخن داد و بیا شده روان قدر بسوس ارم انا الله</p>		<p>روزیک شنبه و بخت موم و یقینده سده رحلت او ارشد منعم نوشت</p>
	وله	
<p>فوت بسوس ملک عقبی ترک دنیا کرد حیث قدر از جور فلک زیر زمین جا کرد حیث</p>		<p>سرور اهل زبان سوار ارباب سخن مصراع تاریخ فوتش خار ارشد نوشت</p>
	وله	
<p>از جسم سخن روح روان گویا رفت قدر جاد و معتال زین دنیا رفت</p>		<p>صد حیف نه دهر شاعر یکتا رفت آرشد سده وفات او میگویم</p>
	وله	
<p>بر چرخ جهان رسد فیاض رحلت ز جهان گردید استادین</p>		<p>نالان نشود چون دل ناستادین تا بچ این المچه گویم ارشد</p>
	وله	
<p>ذات او عمده اولاد رسول الثقلین زاتکه او روح حق بود و دل جهان حسین محض نکته سرافراشته فی زین</p>		<p>حضرت قدر سر اهل سخن سبحان نام نامیش بجا گشت غلام سنین حیف صد حیف که او بزم جانا بگذشت</p>

آہ او خاطر ما از دل و جان داشت عزیز سال رحلت بدعا نیز گویاے ارشد	از چہ رود غم اودل نکند خیون نشین بگلستان ارم قدر بود با حسین ۱۳۰۱ھ
---	--

ولہ فصلی

کرد مرگ او محزون دل شدہ سراسر خون بشنو ارشد پر غم سال فصلیش گویم	آنکھ در خون همچون جامی و نظم امی شد ہاے راہی از عالم قدر بگرای شد ۱۲۹۲ھ
---	---

ولہ فصلی

چہ حاجت سے ت کہ شرف دہ زبان بہن دفات یافت گو سال فصلیش ارشد	کہ روشن ست بر اہل زبان مراتب قدر زیادہ باد بدار جهان مراتب قدر ۱۲۹۲ھ
--	--

ولہ مسیحی

بروہ زیر زمین ست در زبان آور را آمدہ سال مسیحی بزبانم ارشد	جو بر اہل سخن کردہ چرخ بے پیر رہگرا شد ز جان قدر بحکم تقدیر ۱۸۸۲ء
---	---

در صورتی ہجری معنوی مسیحی

اندرین دنیا نماند از دست بید اہل عیسوی صریح عیان ہجری زمین ارشد بخون	نکتہ پرد از سخن دان و سخن آگاہ قدر در نہر روئے صد و یک رفت زین دہر آہ قدر ۱۳۰۱ھ ۱۸۸۲ء
---	---

ولہ سنت

حضرت قدر روانه شده زمین دار خراب انجمن خلعت قدر آه چهره و دانتاب ۱۹۴۱	حیف بگذشت چو بچاه و دو سال از عمرش نیز سبب بقلم آمده بنگرارش
وله در زبر بنیات حجب	
کرد جهان فنا پر دو سپه قدر وفات نمود ۱۳۰۱ هـ	خسر ملک معافی قدر ارشاد ز بر بین گوشت و
وله در زبر بنیات فضیلی	
راهی ملک جاودان گردید دایه جاسه وزارت گردید ۱۲۹۲	قدر استاد من ازین عالم فصلی اندر زبر بین هست
وله در زبر بنیات سبب	
در دل من جانم و از بس لال قدر از دنیا گریه انتقال ۱۹۴۱	جان استادم روان شد چون زتن سبب ارشد هم زبر باینست
وله	
زیب اگر باطل سخن گویش نام محب زرقم محاوره دان افصح نام اشعار اندران دود و دی بود تمام	استاد بعیدیل زمانه جناب قدر جاد و طراز حسد بیان خوش مقام در مدح پادشاه دکن اقصیه گفت

کرده صف پس از هم از صف
 اسوار ریل شد بر زمین اوست حضور
 خواند آن قصیده را با و بی حضور او
 هم سر فراز گشت به تنخواه چاهد
 از اختلاف آب هوا سه مقامها
 چون بود حکم حضرت محمد و نخل حق
 ز انجا خبر دوشه بدکن همه رکاب
 یکماه و چند روز در انجا صیح مانده
 شد و بنبله خود پیشست مبارکش
 اس سال هم که با کبدگی گویش طیب
 امراض او بطول کشید نزدیک بیک
 چون دید جسم لاغر و رنگ چهره زرد
 بین قدر و انیش زره بنده پروری
 مداح هر کج که سجا به دلش رود
 القصه آمده ز دکن سوئے لکنو
 ایوا سه چون نبود بمقدیر او شفا
 از سیل آن عوارض مملک چند روز
 ذیقده ماه و سبت سوم بعد بقیه روز
 معلوم گشت روز دگر حال فوت او

یعنی ز لکنو به بنارس بناده گام
 در عرصه قلیل رسیده بان مقام
 گردید مورد وصله از حضرت نظام
 لیکن در آن زمانه که شفا نایاب
 طبعش ازین پیشتر ده مائل بود گام
 همراه فرست جانب کلکته نشاد کام
 بالطف خسروانه و اعزاز و احترام
 بیار گشت بعد از آن رسیده کام
 آن دین خراب که سرطان بود نام
 در هر دو مبتلا شده آن کمال انام
 تا آنکه نرق آمده و طلاق خرام
 آگه شد از علالت او نه بر نظام
 صادر نمود حکم بصبر حسن نظام
 یا با بصبر خویش دو صد روپیہ دادم
 کرده معالجه را طبایسه آن مقام
 حدود سه نداد هیچ علامت و آتنام
 آورد قصر طاقست آورد باندام
 آخر سه گزید ازین دار بقیام
 زان رو که این ستم زده بوده بگلرام

از تیغ تیر کرم خبر مرگ او بنود	ز خمی بدل ز سیکه شد کار دل تمام
افسوس المغانده و همیشیه را گذاشت	زان هر دو از دو سال یکیه پیوه ستام
از هفت سال مادر او نیز پیوه است	یعنی نمازد الدآن مادی نظام
چون فکر یوگان بزبان داشت این چنین	فی الفو گفت دل که فصولت این کلام
ممدوح او بدید هر سال هزار سال	خواهد بنود پرورش یوگان مدام
نامم شد مگفت به خود زین جواب دل	انگاه فکر سال هر انداختام
ارشد رقم بنود دو سالش بمصرعی	گشته روان بسوسه ام قدر خوش کلام
مصلح سال فصلی او نیز گفته شد	رحلت نموده قدر ز دنیا به بقیام
ارشد ز بهر سال سیچیش هم بگوید	ایوانموده قدر بسبب عدم خرام
در یافت سببش چون کنی نشنوی زمن	آه او قضا سے قدر رنده کیف بگرام

۱۳۰۱ هـ
۱۳۰۱ هـ
۱۲۹۲ هـ
۱۲۸۳ هـ
۱۲۸۱ هـ

الحمد لله المنة که کلیات سید غلام سنین مرحوم بگرامی المتخلص بقدر
 به ماه نیم ذیحجه ۱۳۰۸ هـ هجری مطابق هفتشنبه ۱۲۹۱ هـ
 در شهر آگره بطبع سفید شد اگره باهتمام
 بنده گنام احمد خان صوفی پیرایه اختتام
 در بر کشید و سرکش چشم
 نظار گیسان
 اگر دید

مثنوی قضاوقدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرہ دستار کلام کلیم
ہے وہ رحیم اور سمیع و بصیر
خاک سے آدم کو کیا اُس نے پاک
خاک کیا خاک سے پھر گل کیا
عضو ہوئے جسے بنا آدمی
خاک ہی کو نور ہمیں بر دیا
آئینہ قدرت رب قدیر
رہتے تھے حق سے کوئی دم جدا
وصل یہ تھا سائیکو چاہے تھا
سایہ صفت سائے علی کارب
جسم نہی جسم علی کیا تھا
تھے وہ ہمیں بر یہ امام ہدا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مالک و جبار و حکیم و قریب
نور سے بہتر ہوئی حوا کی خاک
گل سے ہر اک عضو کو کامل کیا
خاک سمجھتا ہی بسلا آدمی
خاک سے صاف آئینے کو کر دیا
احمد مختار بشیر و نذیر
سایہ نہ مرئی تھا اشغال خدا
خالق و احسن مدین گزارہ نہ تھا
لکھا لکھی لکھی احمد نے کہا
خون علی خون نبی کیا تھا
اُن پہ درود ان پر سلام خدا

۲۱

مثنوی قضاوقدر
سیدنا محمد بن علی

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

۲۲

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

مثنوی قضاوقدر

باعث نظم

<p>جمع ہو سے ایک ن احباب دیا بزم میں ہر ایک تھا رنگین بیان جلسے میں ہر ایک فلک آستان ایک تو کہتا تھا کہ تقدیر خوب اون میں سے اک شاعر شیرین کلام کہنے لگے مجھے وہ ذی فہم و عقل ہے وہ صرف گوہر تقدیر کی نظم اسے کر کے سنا دیجیے ہیں وہ بہت صاحب عقل و تیز پھر نہ میں خاطر شکنی کر کا نشر سنی نظم میں قصہ لکھا ہے جو بنا قصہ کی تقدیر پر</p>	<p>صاحب عزم و شرف و ذمی وقار نطق میں گلریز تھی شاخ زبان چھوڑ رہا تھا نئی اک داستان دوسرے کا قول تھا تیر خوب جتنے سخن کی ہے بڑی دہوم دھام یاد ہے اے قدر مجھے ایک نقل موج ہے سہ سہ تیر تہہ بیر کی آئینہ طوطی کو دکھا دیجیے ہو گئی انکی مجھے خاطر عزیز پھر نہیں کچھ کم سخن کر کا رہ گیا تھا جو مرا حصہ لکھا نام ہے اے قدر قضا و قدر</p>
--	---

آغاز داستان امیر فقیر

<p>آج تو کچھ رنگ جما ساقیا ابر ہے اور فصل سہا ساقیا زور قاضی وز ہا کی پگڑی گرے</p>	<p>بادۂ گارنگ پلا ساقیا ہو یہ خرابا ست میں مستی و شور ہاتھ میں ستون کے ہون دونوں سر</p>
--	---

دو رین جام سے انگور ہو
 قاضی و مفتی کو ذرا چھپے کر
 نیند نہ آنے تو کمالی کہوں
 اک طرف اک شہر تھا آراستہ
 خوب سچی شہر کی ایک کن کان
 شہر کے باشندے سخی و کرم
 رہتا تھا اُس شہر میں اک مالدار
 جمع تھا اسبابِ معیشت تمام
 خرچ کا مطلق اُسے دہر کا نہ تھا
 زر ہو نوزر کا جو دالی تو کیا
 اُسکی کوئی گود کا پالانہ تھا
 دل جگاس سوز سے تھے داغ داغ
 شب کو دعا مانگتے ہوتی سحر
 اشک گرے فضل خدا ہو گیا
 کی جو بھلائی تو بھلا ہو گیا
 آئے کو محتاج نہ جانے دیا
 نخل سخا و سے آسے پھل ملا
 سنتے مین درویش کوئی آگیا
 مسیت مئے کشف و کرامات تھا

قلعہ قلعے نذر طہ بنور ہو
 سوئے میخانے کے پٹا بھیڑ کر
 جو جو سنا ہے وہ زبانی کہوں
 جلوہ گہ حسن ہر اک راستہ
 طرفہ عمارت عجائب مکان
 عاقل و دانا و ظریف و حکیم
 خوب بسر کرتا تھا ایوانِ ہنا
 سیکڑوں نوکر تھے ہزاروں غلام
 بیچ ہی تھا کوئی لڑکا نہ تھا
 ہاتھ بھر اگود ہو خالی تو کیا
 گھر مین کوئی گھر کا اوجلا نہ تھا
 گھر مین نہ کھتا تھا وہ گھر کلچر
 روز کو خیرات مین کرتا بر
 سینچ دیا نخل ہر اہو گیا
 صدقہ دیار د بلا ہو گیا
 آسنے دیا اسکو خدا نے دیا
 زر جو دیا غنچہ کہ مطلب کھلا
 جب کہ اُس شخص کا جی آگیا
 رند قح نوشہر مناجات تھا

نا صیغہ پر نور صباح امید
 ماتھے پر سجدے کا نشان جلوہ گر
 لب جو کھلے عقد دل واد ہوا
 ہاتھ میں تسبیح زبان پر غسل
 کیا ہی ریاضت میں تھامے ریا
 گھل گیا تھا زہد میں ایسا بدن
 دن جو ہوا دن کو وہ صائم رہا
 تھا الف لیلہ کا قد بلند
 ایک شب تک کفنی دوش پر
 محبتِ معبود میں تھا تر زبان
 کعبہ مقصود در سید فقیر
 آنکھوں میں گھر پایا جو ڈالی نظر
 آسنے کا آپ کا کلیہ کہ ہر
 نام جو پوچھا تو خدا ہے خدا
 پھر یہ کہا آج ادھر کس طرف
 جب یہ کہا دست دعا چاہیے
 جب یہ کہا یاس ہے اب چارو
 کہنے لگے بھی کہ وہ پھر آہ سرد
 طفلِ زمین پاستے ہیں آغوش میں

چاند سا آنکھ چاندنی ریش سپید
 مسرتھی گویا خط تقدیر پر
 جو جو زبان سے کہا ویسا ہوا
 قطع مگر رشتہ طول امل
 جسم ہو اگلے کس کے نئے بویا
 رشتہ تسبیح تھا سارا بدن
 شب جو ہوئی شب کو وہ قائم رہا
 نونِ نبی جھکنے میں تھا بند بند
 جس سے منوں خاک چھنی دوش پر
 ذکرِ خداوند جہان بر زبان
 بیٹھ گیا آگے قریب امید
 دل میں ہوا گھر تو رہا اسکے گھر
 بوسے کہ تکیہ مرا اس پر
 کام جو پوچھا تو رضا سے خدا
 بولے ہوا حکم خدا جسطرف
 ہنس کے کہا فضلِ خدا چاہیے
 کہنے لگے ہول نہ لا تقظوا
 ہے عوضِ بخت جگر دل میں درد
 طفلِ شکر آتے ہیں آغوش میں

[illegible]

<p> ہوش دیے تو نے خدایا ہمیں چاہے تو بے باپ کے پیدا کرے عصے دواہیں یہ دونوں گواہ روحِ حرم کا ہے تو ہی مقتبید خلقت اول میں سلام کیا حکم سے تیرے ہوا میل قرار تو نے رحم میں علت کر دیا مستغنیوں روئیدہ کیے پھر عظام پھر عصب بچے کو جو پیدا کیا اس میں کوئی تیرے برابر نہیں جانتا ہے غائب و حاضر کو لٹر مردے سے بدتر کر دیا ہوے یونہیں طلبگار ہے تجھے امیر شاد تو لے میرے خدا کر اسے </p>	<p> اپنی عبادت کو بنایا ہمیں چاہے تو بے ناکے ہو یا کرے قادر ہر فعل ہے تو لے آلہ کوینچتا ہے نقش جو کچھ ہو پسند آبے اور گل سے امالہ کیا نطفے کو لے خالق ہر نور و نار پھر علت کو وہیں مضطر کیا لحم دیا عظم کو سمجھ قیام خلقتِ آخر کو ہو یا کیا ہر کوئی مخلوق ہے تیرا حسین خوشخبری دیتا ہے عاقر کو تو پایا جو فرزند تو زندہ ہوے ہے ترے در پر ترے در کا فقیر دولتِ فرزند عطا کر اسے </p>
---	--

سرسر اولاد سے ہر دلیں درد کیا ہی موثر تھی دعا سے خفی	اے مے ب چھوڑا سے تو نہ فرد ذکر خفی اور ندا سے خفی
دود دعا برسا چھانے لگا میکرے میں آج بڑی سی ہے	سبح را فرموج پر آنے لگا قدر کہ ہر جاتے ہو کچھ سی ہے

پیدا ہونا فرزند امیر کا اور انا کا تب تقدیر کا

جوش پہنے فعل بہا اندون کالی گٹھا چھائی ہے گلزار پر	کیا ہی چمکتے ہیں ہزار اندون کوکتے ہیں مور بھی دیوار پر
رعد کا غل ہے کہ خبر دار ہو دلیں کھجا با تاسے سامان باغ	برق کی چشمک ہے کہ ہر شیا مڑ تنتے اکڑتے ہیں جوانان باغ
موج میں ہے باغ کے جونہ سے باغ سے جاتی نہیں اک دم گٹھا	حوض کے دل میں ہی عجب لہر ہے حوض پہ بیخواروں کا ہے جگہ ٹھا
ایندڑے میں تاک عجب رنگ ہے تاکتے ہیں زند کھڑے دور سے	عقل فلاطون بھی یہاں ذکا ہے آنکھیں لڑی رہتی ہیں انکور سے
پیچ سے ہر بیل میں گیسو کی شکل ساف لیر نیسے بوسے	شاخیں جھکی جاتی ہیں ابرو کی شکل میکرے زندوں کے لیے گھر سے
ہم وہ ہیں ساتی جو ترانام لیں ہوش میں آسانی رنگیں لباس	حور سے کوثر کا ابھی جسام لیں دیکھ ذرا مسکے کے ہوش و حواس
دھیان اگر جانب میخانہ آئے	صاف ہونم اور کمین و بیان آئے

آج تو نردون میں یہ گاڑ ہی چھنی
 رحمت رب ہو گیا ابر سیماہ
 فصل مہاری میں ہے ہرست پاک
 دل میں نہان سکتے ہیں بوتل تمام
 قاضی اگر دیکھنے آئے تو کیا
 یونہی اگر ذلت اٹھایا کرے
 لاکھ کہے کوئی نہ اسکی سنے
 لاکھ یہ چاہا کرے افشاے راز
 یہ کہے اور اور کہیں اور اور
 ہم وہ ہیں دو جام پیسے گہری
 جام سے عالم کی خبر گھر میں ہے
 آج تو نشانے میں یہ جو ہی رنگ
 خوب چڑ ہے نشاۃ مافی الضمیر
 قدر ہی دل میں ارادہ کیا
 تم تو یہ کہتے ہو کہ افشاہ ہو
 ہے جو فشاہ اسی درویش کا
 دعوت درویش کی تاثیر واہ
 خوب دعاؤ کا بندہ حاصل
 قفل میں خازن نے لگا لی کلید

ناز پری کرتی ہے تر دامنہ
 پانی پڑا دھوئے گئے سب گناہ
 ابر کی چادر سے بنا دست پاک
 آنکھ کے پردے میں چپا تے ہیں جام
 میکہ میں کچھ بھی نہ پائے تو کیا
 پھر نہ یہ میخانے میں جایا کرے
 سر نہ ہلے لاکھ یہ سر بھی مہنے
 کوئی نہ میخانے میں تباہے راز
 پیٹ کے ہلکے نہ ہوں شیشے کٹو
 عقل فلاطون سے بھی بڑ گئی
 ساغر جمشید بھی چکر میں ہے
 جام سے کلباے زمانے کا رنگ
 بکنے لگین حال امیر فقیر
 خوان محکف کو زیادہ کیا
 میری یہی دھن ہو کہ افسانہ ہو
 ذکر کرو دعوت درویش کا
 جھوٹ جو کہتا ہے تو آئین گواہ
 وہ جو عقیقہ تھی ہوئی حاملہ
 دم میں ہوا ایک خزانہ پید

حامل نطفہ شکم زن ہوا
 گھر میں عجب قہقہے ہونے لگے
 سہل ترقی پہ جو مائل ہوا
 سنستے ہیں جب نور کا ترکا ہوا
 نام خدا تیری کریم کی شان
 چھاؤں عنایت کی جو دکھ لا گیا
 صد قہقہے لے لے سے رب عطا
 کہتے ہیں جب باپ کو بونچھی خبر
 خمس دیا صدقہ دیا خوش کیا
 سکے جمال پس نہ مار
 گود میں پردے سے نکالا اُسے
 ڈال چکا قدموں پہ جدم ایسے
 منہ میں زبان ڈال کے موصوم کے
 حفظ کی دو چار دعائیں پڑھیں
 حرز دیے کنڈے بہت پڑھ دیے
 ایک دعا لکھ کے عطا کی اُسے
 یہ میرا قبلا سلامت ہے
 آگے جو گزرا ہے حق رکھا حال
 ہنسنے سنا ہے یہ بہت متبر

گوہر نایاب کا محض زن ہوا
 چلین ہوئیں وچھے ہونے لگے
 ماہ ہنسم میں مکمل ہوا
 چودھویں کے چاند سا لڑکا ہوا
 دینہ سین توجو ہوا مہربان
 شاخ شکستہ میں شہ آگیا
 جس نے جو مانگا وہ اُسے دیدیا
 خوب لٹایا گھر و مال و زر
 سجدہ کیا شکر کیا ہنس دیا
 دیکھنے آیا پدر نامدار
 پاؤں پہ درویش کے ڈالا اُسے
 بیٹھ گیا گود میں لبیک فقیر
 ہنسنے لگا پیار سے منہ چوم کے
 خوب اتردار دعائیں پڑھیں
 نقش لکھ سورے کئی دم کیے
 باپ کو ہر دیکھ دعا دی اُسے
 تا صدوسی سال سلامت ہے
 کتا ہے یون راوی شیریں مقال
 قسمت روزی عمل خیر و شر

کاتب تقدیر بحکم خدا
 تھی جو بہت ساعت نیک اور بد
 کاتب تقدیر بحکم تقدیر
 کشف و کرامات کا دیکھواثر
 دیکھ کے درویش نے روکا اُسے
 خدمت درویش میں آیا ملک
 دیکھ مجھے کیا میں فرشتہ نہیں
 ہے مری مٹی میں ہر اک بندرت
 ہاتھ بن آئینہ سر نوشت
 حال ملک سنکے یہ بول فقیر
 ٹھہری ہے اس طفل کی تقدیر کیا
 اُس نے کہا حکم خدا ہے جو کچھ
 جو جو بتایا ہے بتا سکتے ہیں
 مفت امانت میں خیانت کریں
 تم سے کہیں تاکہ کو سب سے تم
 کہنے لگے آپ سن لے راز دار
 خلق میں غماز رہیں وہ نہیں
 ہے قسم حضرت سرتار عیب
 کاش زبان تم سے نکالے کوئی

ما تھے یہ لکھ جاتا ہے سب کے جدا
 بعد ولادت وہیں دم بھسکے بعد
 لکھنے چلا جب طفول صغیر
 حضرت درویش کو آیا نظر
 لکھنے پایا تھا کہ ٹوکا اُسے
 کہنے لگا کون بتایا ملک
 نے مے قسمت کا نوشتہ نہیں
 نامہ تقدیر ہے ہر خط دست
 اس سے عیاں ہوتا ہے ہر خیر و شر
 اب یہ بتا لے ملک بے نظیر
 ما تھے پر کجا لگا تحریر کیا
 حرف سر لوح لکھا ہی جو کچھ
 جو جو سننا ہے وہ سنا سکتے ہیں
 صورت ہاروت قیامت کریں
 شاہ جی گرتے تو ہو طلب سے تم
 یہ نہیں واسطہ ہمارا اشعار
 اسکی سنیں اسکی کہیں وہ نہیں
 تو جو بتا دے ہیں اسرا غیب
 راز نہ نکلے وہ زبان سے کبھی

<p>کاتب تقدیر نے بتلادیا لکھ یہ سب جہہ طفل ایسے اسپ بک غیر ہے زیران اسکی کبھی ران نہ خالی ہے چین سے کچا ہے یونین عمر بہر گھوڑے سے اترے تو میان مزار ہاتھ بڑھے طفل کے ماتھے لاک اور جو منظور تھا الکھٹ لکھا کر د بھی اسکی نظر آئی نہ پھر</p>	<p>جب انہیں مضبوط بہت پالیا حکم خدا ہم کو یہ ہے اے فقیر فضل آئی سے جو ہو یہ جوان گھوڑے سے میدان نہ خالی ہے شاد و فرخاک سے ہم پیر گذرے یونین با بق لیں نہا ختم ہوئی بات بڑا وہ ملک رزق لکھا عم کا نقش لکھا کام کیا شکل دکھائی نہ پھر</p>
---	---

دو سے فرزند کا پیدا ہونا اور فستق کا ہوید اہونا

<p>اور چلے اور چلے ساقیا ہولب دریا بط نے کا شکار خون کبوتر بط میں بھرت برق چمکتی ہو میانِ سحاب قرۃ گل باد صبا لائی ہے جھومتا ہے شاد ہے پیرِ مغان بات ہر اک اسکی کراماتی ہے پلکین اٹھیں ابر بار آگیا</p>	<p>دیر ہوئی دور چلے ساقیا ابر ہے چلتی ہے ہوا سے بہا بادہ احمد بط میں بھرت بوتلین سبز اور وہ رنگین شراب رعد کی شورش ہے مہارائی ہے جس رخ پہ پونچا ہے سرِ مغان صاحب تاثیر ہے کیا بات ہے نشا ہ مجھے خسر کار آگیا</p>
--	---

ایک لپک مارنے میں کیا ہوا
 ہے یہ دعا مثل دعا فقیر
 کہتا ہے اس طرح مرا نفس
 پھر وہ عقیقہ پہنی استغنی
 طفل طہرہ دار وہ پیدا ہوا
 پردے میں جب دیکھنے آیا پدر
 ہنس کے کہا آپ کا بخشا ہے یہ
 کہکے پدر گود میں لیکر اٹھا
 خدمتِ درویش میں آیا گیا
 پھر وہی درویش سے باتیں کیں
 محرم و ہراز جو پایا انہیں
 حکم خداوند ہمیں یاد ہے
 جلد پہنچے لے ملک باخبر
 پونچھے جوانی کو تو استاد ہو
 ہاتھ سے اسکے نہ پرندہ نہ بچے
 دامنِ مقدس سے رہائی نہیں
 راز کا جہگڑا جو ہر اسب تمام
 حکم جو حکم کاروا ہو گیا
 صاحبِ اولاد ہو جب امیر

عالمِ بلا تہ و بالا ہوا
 پیر معن لاکھ فداے فقیر
 بعد ولادت کے جو گزرا برس
 وضع کی میعاد پہ لڑکا جنی
 جسکی نظر پڑ گئی شیدا ہوا
 خدمتِ درویش میں لایا پدر
 اور انہیں قدموں کا نقشا ہے یہ
 بوسہ لیا گر کتہ مر پڑھا
 کاتبِ تقدیر اُدھر آ گیا
 پھر وہی چمکین دہی گھاتین کیں
 غیب کا احوال بتایا انہیں
 خالق اکبر کا یہ ارشاد ہے
 طفل کے ماتھے پہ تیر کر
 صید گہ خلق میں صیاد ہو
 نسر فلک تک بھی نہ زندہ بچے
 اسکے سوا اسکی کمائی نہیں
 جا کے فرشتے نے کیا اپنا کام
 کاتبِ تقدیر ہوا ہو گیا
 شاہ کیا شاد ہو جب امیر

موتیوں کی آب کا ساحل ہوا

سامنے جو اس سائے ہوا

تولہ خستہ اور آمد کا مقصد

ہوش نہیں تیری قسم ساقیا
ہوش میں آجاتی ہے فصل بہار
جام کمان بزم کمان ہم کمان
دور ہا آخر میں ترانہ ہو
جائے پاس راہ سے پیاسہ بجائے
اس میں مکلف نہیں بہتہ رنو
خستہ کشتہ کول میں بہر دے شراب
تو نے سنا ہوئے مرشد کا حال
شہرہ آفاق ہے وہ دہوم ہے
سخت تناسل سے ملے تین بار
کہتا ہے یون راوی طوطی نظیر
بطن سے اُس بی بی کے لڑکی ہوئی
تنہا سا قد اور چھنڈو لے تھے بال
ناز کی اندام میں آنکھوں میں شرم
گو دین لیستا ہوا باہر گیا
پیار کیا گو دین جب لے لیا

آج نہیں آپ میں ہم ساقیا
تو نے سنا جاتی ہے فصل بہار
کل یہ بہلا تھنگہ جسم کمان
فصل خدا سے وہ سر انجام ہو
زند کوئی جب سوچنا نہ جائے
حاضر اگر شیشہ دواغ نہ ہو
ہم سے فقیروں میں بہلا کی حجاب
وضع نفاست پہ نہیں کچھ خیال
راہ خدا سے معلوم ہے
ہاتھ اٹھتے بہر دعا تین بار
واہ تاثیر دعا فقیر
حاملہ اس کے جو وہ بی بی ہوئی
حور کا چہرہ تو پری کا جمال
صاف ہر اک عضو بدن نرم نرم
باپ جو پردے کے برابر گیا
دیکھ کے درویش نے ہنس ہنس یا

چاند سے رخسار کا بوسہ لیا
 اتنے میں ظاہر وہ فرشتہ ہوا
 بولا کہ دوبار بتایا تمہیں
 راز خدایا پوچھ چکے واہ جی
 آپ بھی مرشد ہوئے اللہ رحمہ
 ہنسکے یہ دردیش نے اُس سے کہا
 اس سے تو دنیا میں نہیں نیکیاں
 پونجی مئے کانون میں جو داستان
 اُس نے کہا خیر خبر شرط ہے
 اپنے فرشتوں کو نہ کیجے خبر
 جبرہ خستہ یہ لکھ لے ملک
 صبح سے تا شام گدائی کرے
 حکم خداوند سے چارہ نہیں
 حال یہ دردیش کو بتا گیا
 خامہ تھی انگشت ورقِ ناصیا
 لکھ جو چکا پھر کہیں سایا نہ تھا
 پھر کے خزانے میں جو آیا پھر
 زردیا زہر دیا خلعت دیا
 شاد وینہیں رہنے گا وہ ہیر

دیکھ دعا پڑھے میں ہجو ادا
 مژکرہ حال نوشتہ ہوا
 غیب کا اسرار بتایا تمہیں
 اب نہ تائینگے تمہیں شاہ جی
 کون سا ہے آپ کا بانیان قدم
 میرے ترے کون سا پردہ را
 تیرے سبب جان گیا ایک بات
 پھر کوئی سنتا نہیں وہ کانون کان
 میں کہے دیتا ہوں مگر شرط ہے
 کہتا ہے یوں خالق جن و بشر
 بھیک یہ مانگا کرے آخر ملک
 چین سے بے فکر گمانی کرے
 اس میں کچھ انسان کا احبارہ نہیں
 اور وہ دختہ کے قریب گیا
 حکم خداوند جان لکھ دیا
 عقل یہ کہتی تھی کہ آیا نہ تھا
 سائل کو بخش دیا مال و زر
 سب کو مگر حبِ یاقوت دیا
 جان سے اور دل سے مطیع تیر

<p>چاہا جو کچھ اُس نے روا ہو گیا سائے آنکھوں کے سب آنکھوں کے نو حق نے دکھایا یہ سماں باپ کو دھیان یہ رہتا تھا نہ پوچھ کر نہ سوے خدا ہاتھ اٹھے رہتے تھے باتیں کرین جبکہ یہ چشم چسراغ سائے آنکھوں کے یہ دل بند ہوں یونہی نظر رہتی تھی اطفال پر سننے تھے جسم سخن اطفال کے قدر بہت عیش میں جھولا نکر</p>	<p>منہ سے جو کچھ اُس نے کہا ہو گیا سخت جگر گو دین دل میں سرور عید کا دن روز تھا مان باپ کو دونوں دہان باپ تھے مثل سپند بھر دے ہاتھ اٹھے رہتے تھے بھول جڑیں بزم رہے باغ باغ نخل جوانی سے برومند ہوں پھرتے تھے آنکھوں میں وہ نور نظر چومتے تھے سب ہن اطفال کے ہا دم لذت کو بھولا نہ کر</p>
---	---

شاہ صاحب کی حج کرنا مان پکا منازت کی صفائی لڑکونکی جدائی

<p>آج مرا یہ سرخان کیا ہوا سکراتی و مطرب نظر آتے نہیں قلقلینا بہت نہ چنگ و رباب تا کہ بھی مر جائے ہن اندریاس کیا ہی برستی ہے یہاں بیکسی کوئی نہیں میکہ مسنان ہے آج یہاں ہوتی ہے کچھ عقل گرم</p>	<p>کل جو بند رہا تھا وہ سماں کیا ہوا جا کے چھپے ہیں کہ ہر آتے ہیں ناک میں آتی نہیں بوے کباب سرو و صنوبر بھی کھڑے ہیں اداس میکہ اور ایک جہاں بیکسی قدر چلو ہو کا یہ میدان ہے بزم نہ ساقی نہ صراحی نہ خم</p>
---	--

ایک اداسی ہی فقط چھائی ہو
 سنتے ہیں ہم ایسی ہوا کچھ چلی
 کون سے جلسے میں پڑی برہمی
 حشر کا سامان سے بھیل یہ ہے
 کہتے ہیں اس طرح کہ مدت تلک
 رہتے تھے دل شاد و پخت جگر
 سر پر جو تھی چاہتے والوں کی چاؤں
 فضل خدا سے ہوے وہ جان جان
 چین سے ان سب کی بسر ہوتی تھی
 جمع تھے اک جلسہ عجیب غریب
 چرخ کو منظور ہوا تفرقہ
 حج و زیارت کو اٹھا وہ فقیر
 تحفے دیئے لڑکوں کے ان باپ نے
 ولیمین ہمارے ہوئے تھی دلوں
 ہو گئے جو وقت یہ آنکھوں سے ادٹ
 شاق ہوا جب فقیر جلیل
 باپ کی پہلے تو تھنا آگئی
 وہ صدف یاس کے درتیم
 وہ شفقت اور عنایت کمان

خیر سے کچھ فصل خزان آئی ہو
 شہر میں انسان ہوئی ہر گلی
 شہر کا شہر آج ہوا ماتی
 حال جو پوچھو تو مفصل یہ ہے
 سب کے موافق تھا جو دور فلک
 ہاتھ میں دل رکھتے تھے مادر پدر
 سب نے نکالے تھے غضب ملتہ پاؤں
 تینوں علی قدر مراتب جوان
 عشق توں میں شام سحر ہوتی تھی
 لوگ بھی آتے تھے غریب عجیب
 ہو گئے مجبور ہو اتھرتہ
 روکتا اس راہ میں کیونکر ایسر
 دے کے قسم کچھ نہ لیا آپ نے
 کعبے کو وہ قبہ دکنبہ چلے
 دونوں کے اک بار لگی دل پہ چوٹ
 ہو گئے وہ دونوں مرخص و علیل
 باپ گیا ماں کو اجس کھا گئی
 بین یہ کرتے تھے کہ دل تھا دو نیم
 ہے کہیں اس غم کی منایت کمان

شام سے گیونہ بنائے گئے
 کونسی بستی کو سفر کر گئے
 جا کے وہاں ہم چوٹکا بیت کرین
 اترے ہوئے منہ سی وہ حیران ہوں
 پہننے لگے چاک گر بیان اگر
 الغرض اُن سبکی وہ حالت ہوئی
 سب نے گر بیان کیے چاک چاک
 سوچ میں تصویر کا عالم ہوا
 کوئی بزرگ اُنکا نہ سر پر ہوا
 شہ کے راو باش بھی جانے لگے
 مسفت انہیں سونے کی چڑیا ملی
 جاں یہ پھپسا کہ وہ دولت اُڑی
 جلسے ہوئے بجنے لگا دائرہ
 ٹھنڈے جو تھے کرنے لگی گریبان
 کہنے لگے لوگ بدونیک کی
 بات یہ بنتی کہ بگاڑین انہیں
 روز کی آپس میں لڑائی رہی
 ملے انہیں لوگوں نے وہ بات کی
 جوڑ یہ گانٹھے کہ بہت دق ہوئے

صبح ہوئی منہ نہ دہلائی گئے
 ہمکو ذرا بھی نہ خبر کر گئے
 سنکے وہ منہ چوہین عنایت کرین
 دیکھکے زلفوں کو پریشان ہوں
 رونے لگیں دیکھکے مادر پدر
 خاک وطن گرد ملات ہوئی
 گرد پیتی کی ملی منہ پہ خاک
 ایک مرقع تھا کہ جسم ہوا
 تینوں کے تینوں پہے اور گھر رہا
 چکنے لگے مال اُڑانے لگے
 خاک میں وہ دولت دنیا ملی
 سب انہیں لوگوں کی بدولت اُڑی
 خرمین دولت میں پڑا نائرہ
 پردے اُٹھے ہو گئیں بے شرمیاں
 خجبتیں کرنے لگے ایک ایک کی
 جوڑ یہ چلتے کہ اُٹھاڑین انہیں
 بگڑے بنے اپنی کمائی رہی
 دناو سو جاتے تھے مگراست کی
 تینوں کے تینوں متفرق ہوئے

<p>مال وہ جو ہاتھ میں جس کے پڑا خانہ خرابوں نے کیا گھر تباہ دیکھ لو اسے قدر دراز ہو شیار سرجو اٹھایا کہیں مثل حباب آپ نے پانی پہ بنایا سگھر قحبہ دنیا ہے بڑی بیوفا حاصل اسے کرتے ہیں مرم کے لوگ کرتے ہیں کس درجہ سخن سازیان حیف کی جا ہے کہ وہی خود پسند حشر کے دن کا نہیں خوف و خطر خیر رہیں پرخیر دے مرید سر پہی عقل بلالائیگی قدر تمہیں عقل پہ کیا دیہان ہے</p>	<p>لیکے روان ہو گیا اچھوٹا بڑا سنے ہیں وہ تینوں گئے تین راہ دوست دنیا کا نہیں آتہ بار دم میں سمجھتا نہیں مثل حباب ہر گھڑی کٹکا ہے ہر اک دم خطر یہ نہیں کرتی ہے کسی سے وفا جان کھپا دیتے ہیں جی بھبھ کے لوگ مکر و فریب اور دغا بازیان حسرت میں مشہور ہوں پتھر مند مکر میں کب تک یہ کرین گے بسر یاد ہے غمراہ ہل من مزید بہینہ دی حشر میں کام آئیگی جو کوئی دانا ہے وہ نادان ہے</p>
--	--

پہچتیس کی کہانی اور سبکی خبر پانی

<p>اب تو چڑھا جائیں گے دس دس کلاس ایک سبکیا ہے کہ ختم تک پڑھائیں دیکھئے وہ فوج ہزار آتی ہے ٹوٹے مرغان خوش آسمان گرے</p>	<p>آج کھل جائے گی دل کی بڑاس جام تو کیا ہاتھ سب تک بڑھائیں سنے ہیں پھر فصل بہا آتی ہے لاکھوں پرے سوئے گلستان گرے</p>
---	--

اڑتے چلے جاتے ہیں منہ موڑ کر
 راگ نیالا تے ہیں گلزار میں
 بیٹے ہو چپ سطر باندرہیں
 رندو اٹھو لائیں اسے ہاتھوں ہاتھ
 پیڑ خان کون وہی مرد پیار
 کعبے سے پٹا جو وہ صحرانورد
 پھرتے ہوئے یک بیک یا خیال
 سوچکے یہ دل میں وہ دیکھتا ہے دہر
 شہر میں پونچا جو وہ مرقمیر
 جا کے جو دیکھا تو مچا تے ہیں ہوم
 خیر ہے ہوتا تھا جدھر کو گزر
 دیکھتے ہیں کو الگ بند ہے
 دیکھکے دردیش نے سر دہن لیا
 سنے صدر محسوس آیا وہ مرد
 آکے کہا کون بتایا فقیہ
 ہنس کے یہ بولے کہ اوہ آئیے
 یہ تو کہو کیا ہوئے اسکے مکین
 اُس نے کہا شک خدا کیجیے
 خاک کا پتلا یہین مجبور ہے

باغ پر کر پڑتے ہیں پر جوڑ کر
 کان اڑتے جاتے ہیں گلزار میں
 چھپتے دوطنبور کو کیا دیر ہے
 پیر معان آئے مشیخت کے ساتھ
 کاشف اسرار جناب ہے
 نور خدا قلب میں چسپے پر گرد
 چلکے ذرا دیکھیے اُن سب کا حال
 شاد و فخر خاک گیا سوشے شہر
 سید ہا چلا سوسے مکان امیر
 فاخستہ دروغ و ابابیل موم
 جھکتے تھے تیکم کو دیوار و در
 کوئی نہ بوڑھا ہے نہ فرزند ہے
 ایک پڑوسی نے وہاں سن لیا
 گھسے جھپٹ کر نکل آیا وہ مرد
 کہنے لگا پھر کہہ ہر آیا فقیر
 آئیے اک بات تو بتلائیے
 خیر تو ہے امین تو کوئی نہیں
 جسمین ضا اسکی ہو کیا کیجیے
 سخت زمین اور فلک دور ہے

<p> یہ مرض ہجرت بڑا مر گئے تھی جو یونسین مرضی رب کریم داغ یہ درویش نے جسد سما اب یہ کو تینوں کہاں ہرین وہ طفل اُس نے کہا شہر سے رہی ہوئے ایک تو جب شہر سے باہر ہوا باپ کے مرنے سے ملا اُسکو مال دو سر فرزند کی سینے خبر قلت زر سے ہی دل میں ٹھنی ہاتھ میں اور دوش پہ کپنا ہی دام پوچھتے ہیں آپ جو خستہ کمال مال پدر ہاتھ نہ آیا اُس سے دم تم کو ملے گا جو مکان ایک کا آئے سنایا جو یہ قصہ تمام </p>	<p> دونوں کے دونوں وہ قضا کر گئے ہو گئے اطفال وہ تینوں یتیم بڑ تھام کے دل اُس سے یہ رو کر کہا تم جہین بستانا تو جہان ہرین وہ طفل تینوں شہر ملک تباہی ہوئے جا کے سوار دن میں وہ لو کر ہوا گھوڑا لیا ہو گیا چہرہ بجا شہر سے اُس نے بھی کیا ہجر کرنے لگا پیشہ صیہ رافنگنی شام کو بازار میں گنتا ہے دام کرتی ہے اک شہر میں در در سوال کیا کرے آخر میں بجایا اُسے ایک سے پاؤں گے نشان ایک کا آپ بڑ ہے کیکے علیک اسلام </p>
<p>شاہ صنّا کا بڑے بیٹے کے پاس آکر گھوڑوں کی سوداگری کا راس آنا</p>	
<p> کل یہ سنا تھا کہ چھڑائی بہار خار بھی گل ہو گئے ندرت یہ ہے طعن سے واعظ نے کیا دلوں چاک </p>	<p> آج خدا ہی نے دکھائی بہار جھوٹا اڑسی سچ ہوئی قدرت یہ ہے آج تو جھوٹے کوئی آنکھوں میں خاک </p>

رنگ پڑے اس پہ بہار آئی ہے
 دختر رزاد در شرابی کے ساتھ
 دھوم ہے زندہ نہیں غنصہ دھوم ہے
 خوب سے ہستی کی دکان پر ہجوم
 بادِ صبا باز نہیں پاتی ہے
 اودی گھٹ اور گلابی شراب
 زور عبادت کا گھٹ جائے گا
 تو سی زاہد کا وضو ٹوٹ جائے
 تو سی عمت امہ بکے شہر میں
 تو سی چوڑے پیر مرغان
 پیر معنان اور معنان کے مرید
 جام ہی ہے آنکھ چڑھائے ہوئے
 دیدہ سا غر کو ہے کیا انتظار
 قمر تمہیں مفت پر پیش ہے
 بیجیے سن بیجیے آیا فقیر
 پونچھار سائے میں جو وہ ڈی وقار
 ایک کے بت پر نشان مل گیا
 دوست کا اُنکے وہ کلام تھا پسر
 باپ کا ہر از انہیں جان کر

باغ پہ جو بن ہے گھٹا چھائی ہے
 اور شرابی ہے کبابی کے ساتھ
 چیتختے ہیں غل سے غیب ہوم ہے
 باغ کے در تک سے برابر ہجوم
 پھول میں خود پھول کی بو آتی ہے
 مشرب زاہد کو کرے گی خراب
 ایک ہی چلوں میں اُلٹ جائیگا
 تو سی اک جڑے میں ہی چھوٹ جائے
 تو سی پا جسامہ بکے شہر میں
 آکے کرے بیعت پیر مرغان
 شاد ہیں نوروز ہے یار و عید
 اور سب بوتاہ بڑھائے ہوئے
 دستِ سب بوجھکتے ہیں کیوں بار بار
 آج یہاں آمد درویش ہے
 دہیان ادھر کیجیے آیا فقیر
 ڈھونڈتا تھا خواجگہ ہر سو
 پھر تو وہی راحت جان مل گیا
 آپ قابو بس ہوا دھڑ کر
 رونے لگا دیکھتے چچان کر

دیکھو یہ مان باپ کا پر سا اُسے
 وہ نون طرن شکوئے دفتر کھلے
 وہ جو نہانا نہیں حال ذوق
 اُسے دہن پاس آتا نہیں
 شاہی آرام سے رہنے لگے
 کیا کہیں الفت ہے جو کچھ آپ
 کیا کہیں ہم جیسے وہ مرحوم تھے
 تم بھی ہو ہر چند بڑے عقلمند
 اُسے کہا کون سی یہ بات ہے
 آپ سے شرمندہ ہوں نادم ہونین
 مستقر اطرح جو پایا اُسے
 جو کہوں ہیں اُس میں نکرتیں وصال
 دام جو کچھ آئین انہیں صبر کر
 سنکے ہنسا وہ کہ عجیب سیر ہے
 بیچ ابھی اور نہ کچھ منہ سے بول
 دیکھ کے رخ بولا وہ آگاہ دل
 چاہیے اس میں نہ ذرا منکر و غور
 اس میں بھلائی ہے تری جان لے
 جب یہ سنا پھر تو وہ کا پنا دہن

رونے لگے اور رو لایا اُسے
 جاگے نصیب اور قدر کھلے
 یہ بھی جتنا ہے مغیبت عشاق
 حال سنایا کیا کر لے نہیں
 جس سے پھر اک روز یہ کہتے ہیں
 جس نے سنا تو وہ اس بات سے
 رستے ہمارے انہیں معلوم تھے
 کیا ابھی سن ہے جو سنو وعظ و پند
 مجھ پر بزرگوں کی عنایات ہے
 جس میں مجھے حکم ہو خادم ہونین
 وعظ یہ نا صبح نے سنایا اُسے
 آپ سب کہیں ابھی بیچ ٹال
 شام تلک رہنے پائے وہ زر
 خیر سے درویش کو کچھ خبر ہے
 واہ جی گھر گھر اسٹاناس بول
 واہ یقین واہ جگر واہ دل
 وہ مرا معبود تجھے دے گا اور
 بات فقیر دیکھی فرامان لے
 کشف و کرامات کو بھانپا تو

صفت عشاق
 نامعلوم ہو گیا
 موقوف اور

سید ہا اٹھا اور گیا تھان میں
 لاکے رسالے میں دہین ہاتھوں ہاتھ
 پاؤں کو پھیلا کے وہیں ختم سے
 کیوں نہ بہلا چین سے کاٹے وہ شب
 قسمت اس نے جو پائی تمام
 کون کہے اس میں بُرائی ہوئی
 جب نہ رسالے میں رہا اسرا
 دیکھ وہاں جا کے تماشا عجیب
 جاتا ہے گھسٹے پر وہ پیدل سوار
 روکے وہ کہتا ہے کای میرے رب
 یا تو مے یا تو نہ ہمیں رہو
 اس میں یہ درویش نے جا کر کسا
 چاہے مے ہاتھوں اسے بچ ڈال
 اُس نے کہا خیر ہی دیجیے
 آپ نے منظور کیا لے لیا
 وہ تو روپے لے کے روانہ ہوا
 آپ نے جو وقت یہ گھوڑا لیا
 دیکھ کہا اسکے ابھی دام کر
 ہے ترسی تقدیر میں گھوڑا دام

کھول کے لایا اُسے میدان میں
 بیچ لیا اسپ اسامی کے ساتھ
 گھوڑا بکا سو رہا آرام سے
 بیچ کے گھوڑے کو وہ سوتا ہوا
 ایک ہی دن میں وہ اڑائی تمام
 بات تھی مرشد کی بتائی ہوئی
 دو نون گئے جانبِ جہان سرا
 ایک سیچ اسوا رسافر غریب
 راہ میں ہمیں ہوا راہوار
 گھوڑا نہ جیتا ہے نہ مڑتا ہے اب
 یا کوئی گھوڑے کا خریدار ہو
 گھوڑے میں کچھ دم نہیں باقی رہا
 تین روپے دیتا ہوں بچے ڈال
 خواہ مرے خواہ جیسے ملیجے
 مول جو ٹھہرا تھا اُسے دیدیا
 گھوڑا وہ دم جھاڑ کے اچھا ہوا
 اُس سے لیا اور انہیں دے دیا
 بیچ اسے چسین کر آرام کر
 روز کے روزائیں خبردار دام

<p>یونہی رہے گھوڑوں کی سوداگری پھر تو وہ سوداگر نامی ہوا لاکھوں روپے آنے لگے ہاتھ پر ہو گیا دودن میں اس کے کسیر دیکھ کر درویش بھی خوشدل ہوا ہو جو کوئی نیک گھڑی نیک ن اس سے بھی ہی یونہی کچھ کہلاتا آدمی اکٹھے کے روانہ کر دے بیچ رہے جو مامور ہے معذور ہے چل دیے اور آگے آتے ہر لپا سب پر ہر سہرہ روانہ ہوا</p>	<p>تو کبھی بالغ ہو کبھی مشتری کتے ہیں درویش جو حامی ہوا خلق میں سا کما بھی بڑا مقدر واہری تندہ سیر جفا کسیر مال و خزانہ آستے حاصل ہوا باتون ہی باتون میں کما ایک دن جاؤ نہیں اس دم ترے بھائی کی پاس ساتھ نہ کچھ مال و خزانہ کر دے اسنے کما آنکھوں سے منظور ہے طے ہوئی یہ بات تو زبیر لیا متھا جو مقام اس کا وہ جانا ہوا</p>
--	---

پھر دوسرے لڑکے کے پاس آنا اور صیادی کا رنگ جمانا

<p>آنکھ تو یاروں سے ملا سا قیسا خیرے کیوں ہے بھرا تباہ سورتن بادہ ابھی آگیا جوش قدح سننا کر بھی لیکن قدح جب کہیں جاری ہوئی تیری زبان صوت۔ تمام دن کہیں است</p>	<p>خیر پیا لانا پلا سا قیسا طاق پہ چہ پیا نہ دہرا رہتا ہی سہمے اڑا تو تو اڑا میں گے ہوش تاو میں آکر بھی لیکن قدح سو گئی ورد عسائین زبان قوس پر چھبے بھی کوئی لب تر نہ</p>
---	--

جی میں ہے سائل کی گرہ کھولے
 تو کوئی پائی بھی نہ پائے وہ ہیں
 وہاں نہ کر خیب جو خالی ہیں ہاتھ
 اشک کے سسے کا بیجا نہ ہے
 جملہ حکیم ایک سب پریش ہے
 ولولہ سے ناز کے بانی یہ ہے
 چمکے وہ اسد کا پیارا فقیر
 پہلے تو وہ رہ رہ رہ رہ گیا
 جب کہ کے کیا اسکو ادب سے سلام
 حضرت درویش کی تدبیر عقل
 مال کا آنا دہ رو پونجا شمار
 دیر تک اسکو سنا کیا کیا
 پھر یہ سنایا اسے حکم امیر
 خاطر ناز کے ذرا ہوشیار
 راز آلی سے نہ گھبراؤ
 بول اٹھا چونک کے وہ خستہ جان
 اُس نے کہا آئیے باہر ہوں آپ
 جب یہ سنا اُس نے اٹھا بر محل
 پاؤں چھتہ نہ جو پایا اسے

نقد ہی لے دل کی گرہ کھولے
 چار ملے آٹھ اڑا لے وہ ہیں
 جام تو بھنا ناز و لطافت کے
 چشم و خرقہ قیمت پہا نہ ہے
 نہ کر تو دروہین درپیش ہے
 راوی صادق کی ربانی یہ ہے
 منزل صیفا دیہ پونچا فقیر
 کھول کے دروازے کو اندر گیا
 حال برادر کا بتایا تمام
 گھوڑوں کی سوداگری اور ساری نقل
 حلق میں ہر بات کا وہ اعتبار
 اُس نے جو پوچھا یہ بتایا کیا
 لے تے پاس آیا ہے خود وہ فقیر
 اکبر موقوف ہنوز مینار
 جو کہ آنکھوں سے بجا لائو
 جب کا تو رہ رہ رہ رہ رہ رہ کہان
 دیکھیے کیا جملہ داوہین آپ
 سامنے حضرت کے گیا سر کہل
 سینہ اقدس سے لگایا اسے

پہلے تو کی تعزیت والدین
 دیر تک یاد میں روتے رہے
 اشک المیاس سے بنے لگے
 پونچھ کے انہو سے لپٹ لیا
 ہجرت بہلا کر بٹھا گورا انہیں
 حال سنایا کہ برا حال ہے
 گم نہیں ہوا کسی تدبیر سے
 ہنسنے کے لگے لے ذی شعور
 چلے وہیں حال سناینگے ہم
 اسنے کہا خیر جو ارشاد ہو
 کہتے ہیں جب صبح نمایاں ہوئی
 نور کے تڑکے سے اٹھاؤ جوان
 دام لیا دے لیا ہاتھوں ہاتھ
 ایک طرف بڑھ گئے بستی سے دور
 ایک کھنڈ دست بیا بان تھا
 سبزہ نوخیز نہ بہت لمبے
 سیدھی درختوں کی قطار اک طرف
 چاک گریبان صحرا کی طرف
 نخل میں لٹکے ہوئے بارک طرف

دونوں کے رونے سے ہوا شور مچا
 میں بھی مایوس ہوئے رہے
 پچھلے جبر سے کہنے لگے
 سینے سے لپٹا کے دلا سا کیا
 اسنے وہیں گھس دینا انہیں
 جال مری جان کا جھال ہے
 دام بنا ہے خط تقدیر سے
 صبح ترے ساتھ چلینگے ضرور
 جو جو بتانا ہے بتائیں گے ہم
 تم خط تقدیر کے استاد ہو
 زور پہ تقیر یہ سیما بان ہوئی
 فخر پر ہی اور کیا اپنا دیوان
 اور وہ درویش چلا ساتھ ساتھ
 دونوں گئے عالم مہتی سے دور
 صلی علی نوز کامیابان تھا
 اور پرندوں کے کہیں پہنچے
 لالہ رصحہ کی بہار اک طرف
 نالہ مرغانِ حیران اک طرف
 اور گل خود رو کی بہار اک طرف

قنقہ کبک دری اک طرف
 گاشن جنت کی ہوا اک طرف
 چو کڑی بھرتے تھے ہرن اک طرف
 اور چرندون کی کلیں اک طرف
 کھولدے جو روضہ جنت کا در
 سخت زمر دین تھے موتی جڑے
 ضو سے ہر اک نخل بنا نخل طور
 پھنس گئے گیومین دل ناصبور
 ساری زمین سبزہ تر سے ہری
 حق نے بنایا تھا عجب مرغزار
 دم جو لیا جان پڑی جان میں
 خوب نکالی ہے جگہ واہ جی
 صید جو چاہو وہ یہیں پھانس لو
 دام کو پھیلا کے یہ دھوکا دیا
 جس میں پرند دن کو نہ ہو کچھ خطر
 آٹھوا دامن صحرا چھپے
 دائرہ انگوڑی جس طرح رند
 ہاتھ ہلایا وہیں استاد نے
 بیٹھ گئے اڑ کے کسی شاخ پر

جیل لبالب تھی بھری اک طرف
 مور کی جھل میں صد اک طرف
 اڑو ہے شب بنم پگن اک طرف
 طائر دن کی ریل کی ریل اک طرف
 صبح کا وقت اور وہ نیم سحر
 گھانے پہ تھے قطرہ شب بنم پڑے
 نخل پہ سوچ کا جو پڑتا تھا نور
 شاخ پر اسد سے ہجوم طیور
 سرد ہوا اور برودت بھری
 سبزہ کین اور کین چشمہ سار
 دونوں گئے پھر اسی میدان میں
 اُس سے یہ فرمانے لگے شاہ جی
 دیر ہے کیا اب نہ ذرا سانس لو
 اُس نے وہیں دانے کو چٹکا دیا
 جال میں اک باندہ دیا جانور
 دونوں وہ پھر ایک طرف جا چھپے
 ٹوٹکے دانے پر گرے یوں پرند
 دام لیا ہاتھ میں صیاد نے
 ہاتھ کے اٹھتے ہی اٹھ جانو

اُسنے کہا آپ نے یہ کیا کیا
 ہوش میں آج سے خبردار ہو
 ڈر نہیں عرصہ جو بہت سا کچھ
 باز جو پھنس جاے تو پھس لا کلام
 اُسنے کہا باز نہ آئے اگر
 تو نہیں کچھ جانتا کیا راز ہے
 تیرے مقدر میں ہے اک جانور
 چاہے گا جو کچھ وہ ملے گا تجھے
 اُسنے کہا دام وہ ہی لاؤں میں
 آپ یہ فرمانے لگے جلد جاو
 حکم کو سنکر وہ اٹھا چست چست
 دانے پر گرنے لگے پھر جانور
 بیٹھا رہا صبح سے وہ شام تک
 چلنے کو آمادہ ہوا جس گھڑی
 ہنس کے کہا فضل خدا کا ہوا
 باز بھی اتنے میں گرا ٹوٹ کر
 اُٹھنے کو چاہا جو وہاں باز نے
 دونوں اُٹھے ڈرتے سے اور گھس گئے
 پانسو اس باز کی قیمت ملی ڈ

کہنے لگے منع تجھے تھا کیا
 دیکھ کر باندہ کے طیار ہو
 جال میں کوئی نہ پرندہ اس کچھ
 شوق سے بے پوچھے ہو کر کینچ دام
 آپ یہ فرمانے لگے صبر کر
 باز کا ملتنا بھی خدا ساز ہے
 اُڑ کے ملیگا وہ تجھے عمر بھر
 حق سے جو مانگیگا وہ دیگا تجھے
 حکم جو ہو پھر اُسے پہلاؤ نہیں
 دام کہیں اور جگہ جا لگاؤ
 دام کہیں اُسنے کیا پھر درست
 پھر بھی نہ صیاد ہو کچھ خبر
 باز کا پر بھی لگی دام تک
 یونہی درختوں پہ نظر جا پڑی
 باز ہے اک شاخ پہ بیٹھا ہوا
 پھر غرورہ پندے سے پھر چوٹ کر
 کینچ لیا دام میں جان باز نے
 بازیشہر کے کراں در گئے
 اُسکو یہ قیمت بھی غنیمت ملی

<p>پھانس لیا باز کو اور آگیا حضرت مرشد نے سکھائی یہ بات باز نہ آئے تو نہ باز آئیو ۛ ۛ روز جو کچھ آئے وہ ہو جائے صرف بٹنے لگے سونے کے دیوار و در باز آتے سونے کی چڑیا ہوا دیکھ کے درویش بھی شان ہوا تمسے ہی حاجت درویش ہے ایک سے بہت رہیں مری جان د کھوئے ادا بار کو تدریس لیکے چلا پھر یہ بھلا آدمی</p>	<p>صبح کو چھ جانب صحر گیا خوب اُسے دل سے جو بھائی یہ بات آئیو جب پھانس کے باز آئیو پھر اُسے حضرت نے سنایا چرن تھوڑے سے عرصے میں بڑا مقدار کیسے زرد ام کا حلقہ ہوا فصل آئی سے وہ سامان ہوا پھر یہ کہا ایک سفر پیش ہے آدمی اک راہ بتانے کو دو ہے عین مرض آپکی ہشیر سے اُس نے وہیں ساتھ کیا آدمی</p>
<p>فقیر کا دست کے گھر آنا اور میری کو پوچھنا</p>	
<p>حضرت ساقی کا بھلا ہوئے چین کرو خوش رہو آباد ہو دیکھیے سرکار انہیں کیا دیتے ہیں دیر ہے کیا کوئی ادھر دور آئے پڑھ لیں جہاں ہی میں دعا قح بیج ہے مثل سو منخی سے بھلا</p>	<p>جام جو ایک آدھ بچا ہوئے کچھ توفیق ہون کو بھی امداد ہو دیر سے سب رنہ دعا دیتے ہیں آپ ہی کا نام سنا اور آئے ٹوٹا ہے جسم ادھر آئے قح چلتے ہیں ہم دور نہ اب تک چلا</p>

جام جو دنیا ہے تو دستِ بختاب
 آپ کی خدمت سے کریں درگزر
 پاؤںِ فقیہ درجگانہ کچھ لگا سے
 شرمِ تمہیں چاہیے اسی مہربان
 کیون نہ بہلا خلق میں ہو جائے نام
 بزم سے ہے خاںِ دستِ غرض
 آپ کھڑے رہ گئے بیرون در
 بھائی کی جانب سے دعا دی اُسے
 ذکر کیا آمدِ درویش کا
 منتظرِ حال جو پایا اُسے
 گھوڑوں کے بکنے سے وہ پاناڑ پے
 کوششِ درویشِ جت یا کیا
 گھر میں سنا جب کل آئی دہن
 ایک گھڑی گرد پھری دوڑ کر
 اپنے قدموں سے اٹھایا اُسے
 جان گئی اپنا سہارا اُنہیں
 روکے وہ پھر کئے لگی اپنا حال
 کشتیِ درویش میں ہے آبرو
 کا سہ گدائی کا ہے اور دستِ زار

اور نہ دنیا ہو تو دستِ بختاب
 دیکھ لیں ہم جا کے کوئی اور در
 اور نہ کچھ ملک خدا گناک سے
 دیکھیے فیاضی پسِ سرِ مغان
 بزم میں جا جا کے وہ دیتا ہی جام
 پوچھ فقیہ اور وہ رہے عرض
 گھر میں گیا پہلے وہی راہبر
 ساری حقیقت وہ بتا دی اُسے
 حال کہا مقصدِ درویش کا
 بھائیوں کا حال سنایا اُسے
 باز کا پھنسا وہ اڑانا روپے
 ساری حقیقت وہ بتا یا کیا
 شوق میں گھسے نکل آئی دہن
 پاؤں پہ پھر آگے گری دوڑ کر
 اور دیا خوب دلاسا اُسے
 جھوڑی میں اپنے اتارا اُنہیں
 ہے مری تقدیر میں درِ درواں
 پھر بھی گرا کرتی ہے وہ کوکبو
 چاک کی صورت نہیں مہرِ قرار

اسنے یہ سب حال جو بتلادیا
 اور کہا آج سے دل شاد رکھ
 جا کے سوال اب جو کہیں کہجیو
 ایک بھی کہہ تو نہ لینا روپے
 اسنے کہا ایسا تو دیکھ انہیں
 شاہی کہنے لگے جاؤ شتاب
 دیگا خدادل میں جو ہر مانگ لو
 مانگنے نہکے تو گلاوٹ ہے کیا
 یہ جو ستا مانگنے سے چلی ۛ
 پوچھتا کوئی تو بتاتی یہ حال
 وہ کوئی اسد کا پیار اسے ۛ
 سنکے یہ لاکھوں کے وہاں لے پے
 لوگ بہت جمع ہوئے گرد پیش
 کہتے ہیں اتنے میں ہوا کرو فر
 سے معنی ادھر ایک امیر آگیا
 پوچھا وہاں اسکا سبب ماجرا
 آکے جو تفتیش کیا اس سے حال
 کیا ہی خدا ترس تھا وہ جسم دل
 تیسری کریمی وہیں توڑا دیا

آپ نے سن سنکے دلاسا دیا
 بات جو کہہ روں میں اسے یاد رکھ
 دے کوئی توڑا تو جب ہی لیجیو
 دیکے دعا بھیج رہی دینارو پے
 گانٹھ کا پور کوئی اندھا نہیں
 اسہیں نہیں جاے سوال جواب
 مانگنے پر آگئے جو مانگ لو
 ناچنے جب نکلے تو گونگٹا ہو گیا
 بھیک ملی لاکھ پر اسنے نہ لی
 ایک ہزار سے کاہی اپنا سوال
 جس سے جو حصہ ہو ہمارا ملے
 لاکھوں یہ کہتے تھے جنوں ہر اسے
 بھیڑ سے حیران تھی وہ نہ ریش
 ایک سواری نکل آئی ادھر
 بھیڑ جو دیکھی تو وہ گھبرا گیا
 لوگوں نے بتلادیا سب ماجرا
 کرنے لگی یہ وہی اپنا سوال
 حال سنا اور ہوا منفصل
 دیکے محافظ اسے بھجوا دیا

پھر نہ کہین اور کسی گھر گئی
 لائی جو کچھ تھی وہ دکھایا انہیں
 سنکے کہا آج ہی ہو جا سے خرچ
 اُس نے سنا کان سے جہدم یہ جرن
 تھی جو مقدر میں کمائی وہی
 زرجو ملا غنچہ دل کھل گیا
 یہ سن کر یہ بات بتائی اُسے
 ہے یہ کمائی تری تقدیر میں
 ہو گا نہ اوقات میں تیرے غل
 کہتے ہیں ایسی وہ اشارت ہوئی
 دیکھ کے خوش ہو گیا کیا وہ فقیر
 عرصے تک پھر وہ اسی جا رہا
 کام جو تھا شکر خدا ہو گیا
 رشتہ الفت کو کر واقطاع
 کاٹ دو زنجیر وفا جاؤں میں
 دیکھ کے یہ آپ کا جوش و خروش
 روکے کہا خیر طے جا بیٹے
 حکم جو پایا وہ روانہ ہوے

سامنے درویش کے لیکر گئی
 اور وہ سب حال سنایا انہیں
 خیر ہے روز جو کچھ آئے خرچ
 کوڑی نہ رہی کیا سب مال صفر
 صبح کو پھر جا کے وہ لائی وہی
 تھوڑے سے عرصے میں بہت مل گیا
 ساری کرامات بتائی اُسے
 ہاں یہ ہمت کو نہ تدبیر میں
 آج دیا جس نے وہی دیکھا کل
 اُس کو فقیر سے امارت ہوئی
 شکر کے سجدے کو جب کا فقیر
 تذکرہ ایک دن اُس سے کہا
 بار سے میں سبکے ادا ہو گیا
 آج خوشی سے مجھ کو دو دواع
 شیر با صحر کو چلا جاؤں میں
 اُڑنے لگے دختر نادان کے ہوش
 صبر کیا خیر طے جا بیٹے
 جانب صحر راہ روانہ ہوے

صحیفہ جناب فقیر کی ملاقات کا تذکرہ

<p> جوش میں لے غیت فرغ فوراً جام وہ دے عفتل مری گاہ ہو جو ازنی خیز ہو وہ جام دے جام وہ دے رنگ بیان تیز ہو آگہ سے دیکھا نہ ہو وہ جام دے جام وہ دے ہو دل زار کباب نشاے میں ہشیام ہونہ جام دے جام وہ دے دل ہو فاطمہ کا ختم پنجہ کفایت دیر ہو وہ جام دے جام وہ دے خاتمہ باخیز ہو گاوزمین زرد ہو وہ جام دے سے نہیں حاضر تو فلک سیر ہو جس سے اڑے گنبد مینا کا رنگ نشاے میں صبح سدا کو چلیں جو دم کر حضرت مرشد کی سواری گئی کتے ہیں بستی سے چلا وہ فقیر دشت و بیابان کو وہ راہی ہوا </p>	<p> ہوش میں لے ساقی محموراً جام وہ دے دے جسے لاگ ہو آتش دل تیز ہو وہ جام دے جام وہ دے تیغ زبان تیز ہو رونق میخا نہ ہو وہ جام دے جام وہ دے جس سے ہو پیری شباب بے پیہ سرشار ہون وہ جام دے جام وہ دے فکرو تردد ہو گم ناخن تدبیر ہو وہ جام دے جام وہ دے کعبہ ہو جو دیر ہو تحت ثریا گرد ہو وہ جام دے جام وہ دے عرش تلک سیر ہو ہو نہ فلک سیر تو دے جام رنگ پیکے قح تیرے قدم چوم کر دشت میں اک باد بہاری گئی شہر میں ٹھہرے گا بہلاؤ فقیر راہ راہ آہی ہوا </p>
---	--

شہ تو ہیب سے ہرن ہو گئے
 سامنے انکے جو کیا ذکر ذوق
 کوک اٹھا تھا کہین طلاس باغ
 قہقہوں سے بکبک پرایا غضب
 دہوم ہوئی عشق خداداد کی
 دیکھ کے واسق پس ہامون چھپا
 دشت میں جب آپکا جلو ہوا
 رنگ خزان دم میں ہوا ہو گیا
 نقش قدم سے گل خور دوا گے
 آئے جو صحرائیں یہ رشک ملک
 اور پئے تسلیم ادب بار بار
 نو تو کبھی اس طرف آتی نہ تھی
 جھیلین بھرن چشے بھرے جا سجا
 سرزمین اور وہ ٹھنڈی کھپار
 غار کہین اور کہین تھے پہاڑ
 شیر کہین اور کہین کر گدن
 ایک وہ بیم ٹرہہ بیابان تھا
 صورت انسان نظر آتی نہ تھی
 کسکو پہلا دیکھنے کی تاب ہو
 سیرت و ان آپ پہلے جاتے تھے

اور ہرن شیر فگن ہو گئے
 جب سے پڑا گردن قمری میں طوق
 چرب زبانی سے لگا اسکو داغ
 آگ جہی کھاتا ہے یہ بے ادب
 آب گئی تیشہ زہر ہا دکی
 دامن کسار میں مجنون چھپا
 گلشن فردوس وہ صحر ہوا
 پیڑ جو سوکھا تھا ہر گویا
 بات میں ایک ایک کے دود و لگے
 راہ میں ہنرے نے سمجھا دی پلک
 جھکتے تھے کیا کیا شجر بار بار
 باد صبا خاک اڑاتی نہ تھی
 اور پردہ دوسکے پرے جا سجا
 بانس کی کوٹھی کہین شعل چنار
 لاکھوں کہویرین کہین لاکھوں ہی تاڑ
 تھے کہین پاڑ ہے کہین کا رہن
 جھاڑیوں سے جھاڑ لگے گنجان تھا
 دہوپ و ہان خون سے جاتی نہ تھی
 خضر بھی دیکھیں تو جگر آب ہو
 سیر کتان آپ چلے جاتے تھے

دل میں خدا اور عینِ دل ہر زبان

حمد خداوند میں تھے ہر زبان

غزل

کعبہ و آتشکہ چمکا دیا
آنکھ جو سی طور کا سا دیا
جسکو مناسب تھا جو دینا دیا
حسن دیا ناز و کرشمہ دیا
ہونٹ کو عجیب از میا دیا
بندہ ناچیں کہ کو کیا کیا دیا
حضرت زاهد کو مصلا دیا
ایسی کوئی راہ بتا دیا

عارض پُر نور جو دکھ لا دیا
برق تجلی نظر کی دیتی دیا
چرخ پتار سے ہیں زمین پر پتھر
عشق دیا اور دل و چشم بھی
آنکھ کو بیماری نا دیدہ دی
ہوش بھی اور عقل بھی اور فہم بھی
دی جو ہر اک زند کو تر دامن
بار ہو مجھ کو ترے دربار میں

پلچے چشم و جب گرد دل ابھی ڈ
پاس جو تھا وقت رسنے ڈ لایا

آپ چلے جاتے تھے بڑھتے ہو
لشائے الفت کا مزہ پاتے تھے
جذب میں کہتے تھے کبھی آنکھ
اور کبھی نالہ یا رب کیا
گو سجتے تھے کوہ و بیابان و دشت
کو سون اڑے جاتے تھے خوشی چرند

سوز جگر سے یہی پڑھتے ہو
جو متے صحرا کو چلے جاتے تھے
منہ سے کبھی آپ کے جاری تھا کف
لب کبھی آہوں سے لبالب کیا
نالہ کنان و دشت میں کرتے تھے گشت
کان کھڑے کرتے تھے سنکر درند

بس یہ خدا نے خبر راز دی
 تھی یہی آواز پہلے واہ جی
 سننے کے صد آپ ذرا تھم گئے
 جھمکے اُدھر غور سے دیکھا اسے
 آتا ہے وہ گھوڑا اٹھائے ہوئے
 دم میں وہ اسوار قریب آگیا
 بولانہ غیب را آپ مجھے جانے
 کہنے لگے میں نہیں کچھ جانتا
 اس سے کوئی بڑہ کے تماشا نہیں
 سننے نہ سنا اور کسا واہ جی
 پاس ہے جو کچھ یہی پہچان ہے
 کیا کہوں رہتا ہوں عجب حال میں
 راز بتایا تو یہ خدمت ملی
 فکر یہی صبح سے تا شام ہے
 حکم یہ ہے ایک کو گھوڑا ملے
 حال مقتدر جو بیان ہو گیا
 وہ جو گیا آپ یہ بیدل ہوئے
 آئے نہ اٹھ کر کبھی دنیا میں آپ
 دیکھ کے گردشِ خطا تفریق کی

پشت پر اک شخص نے آواز دی
 ٹھہر دو ذرا اٹھو روزِ شاہ جی
 دشت میں پھر ایک طرف جم گئے
 آپ نے اس طور سے دیکھا اسے
 باز لیے توڑا اٹھائے ہوئے
 آنکھ ہوئی چار قریب آگیا
 دیکھیے پہچانیے پہچانیے
 کون ہو ہرگز نہیں پہچانتا
 آنکھ سے دیکھا کبھی حاشا نہیں
 آپ مجھے بھول گئے شاہ جی
 کاتبِ تقدیر ہوں کچھ دہیان ہے
 تہنہ پھنسیا مجھے جنجال میں
 یہ مجھے حضرت کی بدولت ملی
 میرے لیے روزِ میری کام ہے
 ایک کو باز ایک کو توڑا ملے
 دامنِ صحرا میں نہان ہو گیا
 دشت میں اک جا متوکل ہوئے
 خضرت رہ گئے صحرا میں آپ
 خوب ہی درویش نے تیر کی

<p> ہو گئے آگاہ جو تقدیر سے تین طرح تینوں کا حصا ملا ایک نے اسپ ایک نے پایا شکار اتو ذرا قدر تھیں ہوش ہو چاہیے تقدیر کے متائل رہو چاہیے تدبیر پر دستور ہے ہی جو جہین میں وہی پیش آنی ہے ہو جو غرض فکر کیا چاہیے پایگا قسمت میں جو ہوگی معاش ہاتھ نہ پھیلے ہی چہ چاہے خواب تو سطر سے کرے ساز باز طول ہے بقاء نہ المحقق دل میں جو شیطاں کبھی دسواں لا بات ہے قدر وہی بات کر </p>	<p> خوب بڑایا انسانیں تدبیر سے جو جو مقتدر میں لکھا تھا ملا ایک گدائی سے ہوئی مالدار جو جو سنا ہے وہ درگوش ہو پھر بھی نہ تدبیر سے غافل رہو ورنہ یہ انسان تو مجبور ہے چشمہ قسمت میں جو ہے پانی ہے درد جو ہوا سکی دوا چاہیے فرض ہے انسان پر لیکن تلاش پاؤں کو توڑے ہی نہ بیٹھا ہے پاؤں نہ گل سے کہی ہوں دراز ہے ہی مضمون قضا و قدر کیجیے تدبیر خدرا اس لاس حضرت برامی میں مناجات کر </p>
---	---

مناجات

<p> دہوم ہوئے ساقی جام الست دل میں جو ہو کوں نہ کوں بر ملا ایک پیالہ جو پیا چیت ہوا </p>	<p> میں بھی رہوں بارہ عرفان سکت خوب چڑھا نشانہ قاتلوا بلے ہوش اڑے ہزم میں ساکت ہوا </p>
--	---

<p>جاہلہ ہستی کی نہیں کچھ خبر خلق میں مجسا کوئی خافل نہیں میں نہ کسی کام کے لائق ہوا خانہ عصیان کا ہوں چشم و چراغ آہ گندہ کر نیس کو بے باک ہوں میں جو نہوتا تو نہوتا گناہ تھکے اب کا پتا ہوں بیدار رات کو چاہے تو ابھی روز ہو تیرا ذرا رسم عصیان کی آڑ رسم کدے کہ ہو میری پناہ بخشش میں دیر جو کرتا ہے تو</p>	<p>عمر تو غفلت میں ہوئی ہے سہر میں ترے دوزخ کے بھی قابل نہیں خلق ہوا ننگ خلایق ہوا دامن آدم میں لگا مجھے داغ جرم و گنہ کے لیے چالاک ہوں صورت ہمارا ہے میرا گناہ ہاں تری رحمت کا ہوں امیدوار ساز کرے دم میں اگر سوز ہو اوٹ میں تنکے کے ہی سارا پہاڑ آہ ترے تھکے تیری پناہ پڑھتا ہوں میں آیہ لا تقطعوا</p>
---	--

خاتمہ کتاب تاریخ لاجواب

<p>دہوم ہے ای روح قدس دہوم ہے کچھ تجھے معلوم ہے کیا غور ہے طبع میں یہ زور ہے اُختل ہے توڑتے ہیں عرش کے تارے تو کیا زندہ نہیں آہ جناب حسن سرد ہے بازار کہ سودا نہیں</p>	<p>دہوم ہے کیون کچھ تجھے معلوم ہے شور ہے یا طبع میں یہ زور ہے سچ تو یہ ہے فکر ہی سادہ ہے قدر جو بہت بھی نہارے تو کیا شاعر و نئے شاہ جناب حسن درو نہیں حرات و انشا نہیں</p>
---	---

میرے پہلے ہی اجس لگا گئی
 آنکھوں میں اندھیرے سے بے خشک تر
 آنکھوں دکھاتے یہ تاسف رہا
 تازہ ہو غم یاد کریں جبکہ ہم
 وہ تو گئے سحر میں ناسخ کی روح
 کشتی نوح سخن آنکی ہے ذات
 ہم بھی ہرین ناجی کہ ہوے مشورے
 نام وہ ہے جس سے ناسخ کا نام
 اسپہ یہ کافی ہے دلیل قوی
 جو جو بتانا تھا بتایا تمام
 قطرہ شبنم کو بناتے ہیں بحر
 بات گردو میان میں آئی ہے
 غالب دہلی کا بھی ہو کیا بیان
 قدر سے شاعر کے یہ استاد ہیں
 دانے کو چاہیں تو بنادیں ٹر
 ڈالتے ہیں شبنم رنگ کے
 شعر بلیغ آپ کی بندش فصیح
 کون ہمارا چہرہ ذاتی نہیں
 پونہ بیہان جب یہ کتاب شکر

حضرت ناسخ کو بھی موت آگئی
 آہ نہیں برق و جناب سحر
 یہ تو وہ کہتے بہت اچھا کہا
 قدر ہمارو بیٹے کس کو ہم
 حضرت باری انہیں نے عمر نوح
 انے ملا جو کوئی پائے نجات
 حضرت امداد علی جبرست
 خاص ہیں جاری ہے مگر فیض عام
 لیکے ہم کہکے جویش سنوی
 جو جو بتانا تھا بنایا تمام
 بحر کو اک کوزے میں لاتے ہیں بحر
 کیون نہ ناسخ کی کمائی ہے یہ
 نام جناب اسرار الدخان
 زور کمالات خدا داد ہیں
 قطرے کو چاہیں تو بنادیں گہ
 رنگ اڑا دیتے ہیں اڑ رنگ کے
 قاعدے جانچے ہوئے لفظین صحیح
 عقل وہ ہے عقل میں آتی نہیں
 ہاتھ غیبی نے ساحر حریف

<p>کان ملاحت سے یہ ساری کتاب ۱۲۷۳ھ حضرت عزت میں دعا چاہیے عید ہو اپنی جو ادھر تو رہے خیر سے خاتمہ بالغیر ہو</p>	<p>کہنے لگا سنے ہماری کتاب اب یہ مناجات کیا چاہیے دست دعا ہو کہ بد ہر رو سے غیر ہو حالت جو کوئی غیر ہو</p>
---	--

استادی جناب شیخ امداد علی صاحب لکھنوی شاعر شیخ ناسخ حرم

<p>دنگ ہوئے موہوی معنوی گرمی بازار ہوئی اُسکی سرد آب خجالت ہو احسن کلام سلک اللہ پکارا سلیم غنج ہر اک نقطہ ہر حرف گل پنچہ ہر کان پری شانہ ہے نامہ محبوب کی توفیق زمین ڈ بیت ہر اک زلف دو تاجی حسین حسد کا گلزار ہے یہ شنوی بحر لکھو تم بھی سن ختم شنوی قدر مد قدر ہے ۱۲۷۳ھ اجری</p>	<p>صل علی خوب کہی شنوی ناظم ہر دی کا ہوا رنگ زرد چھوٹ پڑا ہاتھ سے جامی کو جام آگئی انصاف پہ عقل سلیم گاشن نورستہ ہین ابیات کل شعر ہر گ کیسو جانا ہے لگا لگے جملہ مصالح ہین نقطہ ہر اک خال رخ جمہ حسین کیا ہی ضیا بار ہے یہ شنوی قدر نے کی شنوی اپنی تمام یہ سنہ شنوی قدر ہے</p>
---	---

شیخ غلام حسین دارشد بلگرامی

کیون نہ ہلانا کرے بلگرام میر غلام حسین اسلم ہے سحر یانی مین عدیم النطیر نظم کیا قصہ تقدیر کو مصنع تاریخ یہ ارشد لکھو	جس میں رہیں قدرت سے نازک خیال واسطی الاصل میں یہ ذی کمال نکتہ طہرازی مین حدیم المثال فضل خد سے ہے عجب بول چال لکھ گیا کاتب قدرت کمال ۱۲۷۲ھ ہجری
--	--

ولہ

صل علی شہنوی میر قدر ارشاد بھی اور کوسال نظم	ہے کوئی دریا کہ روانی میں ہے باد صبا باغ معانی میں ہے ۱۲۷۲ھ ہجری
---	--

شکر پشاد صبح بلگرامی

نور کا دریا ہے قضا و قدر گوہر تاریخ صبح کو	یا کوئی درد اکتہ تقدیر ہے چشمہ افسانہ تقدیر ہے ۱۲۷۲ھ ہجری
---	---

قطعہ تاریخ تالیف از بابو سناری لال جوان بناری

وصف ہو کیا شہنوی قدر کا نور کی تاریخ لکھو ہے جوان	بس مے استاد مین دہ و اسلام خلق مین آئینہ ہے سارا کلام ۱۲۷۲ھ ہجری
--	--

ولہ

اسمین جو کچھ چاہیے موجود ہے	ساری خدائی کاسہ ہے یہ انتخاب
مصنوع تاریخ تو دیکھ جو ان	قدرتی آئینہ ہے کیا یہ کتاب ۱۲۵۲ھ ہجری
غلام مخمل بن واصل بلگرامی	
قدر شناس شعر امیت در	شاعر غزلی سراسیمہ
نظم مزودت قضاوت در	پس در و تاریخ تو واصل پنج
معنوی و صورتی فوسلی نویں	سال ہزار و دو صد و شصت پنج ۱۲۹۵ھ فصلی
شیخ علی بخش ظہیر بلگرامی	
جواز قدر شد شنوی اختتام	بنام و نشان قضاوت در
ظہیر از پے سال تاریخ او	نوشتمہ بیان قضاوت در ۱۲۹۲ھ ہجری
شیخ محمد حسین تحسین بلگرامی	
عجائب شنوی قدر ہے یہ	زمانے میں نہیں ہے جکا ہمسر
تجمل نے جو کی تاریخ کی فکر	ندا آئی مگر ہے یہ بہت ۱۲۹۵ھ ہجری
سید ابن علی بلگرامی	
قَدْ أَتَىٰ زِدُوجِ	مَرْجَبَدَ اللَّهِ الْقَدِيمِ
قَلْتُ عَامَ مَحْتَمِهِ	الْقَضَاءُ وَالْقَدَرُ ۱۲۹۳ھ

۱۵ جون کی کتابت
 ہزارہ انور مکتوبہ
 ساکن خضابہ حرم
 بیت لڑا ادا کو ہزار
 گزشتہ دو گریٹ
 از دنیا نظر منوت
 سن ۱۲۹۵ھ انجمن
 ملا علی گڑھی
 درویش شمس شاد پنج
 جوس منورین ہزار
 شاہ شاد زور و دیو شاہ
 خدیجی کتاب
 جہانگیر
 علامہ ابراہیم کرکاش

شیخ خلیل احمد جوہر بلگرامی

قصہ تقدیر ہے کیا واہ واہ
جس نے سنا اس نے کہا واہ واہ
صل علی صل علی علا واہ واہ
ارض سے ہے تاج سما واہ واہ
نظم یہ ہے صل علی واہ واہ
۱۲۴۳ھ

شنوی قدر قضاوت در
میرے تو استاد ہیں کیا کہوں
خوب لکھی خوب لکھی شنوی
وہوم ہے انسان و ملائکین ہوم
و جد نے تاریخ لکھی و جد کی

لحم بن عبدالمطلب توفیق
مفتی آن بزرگ سرطابہریت
علاؤ شہداء ازل ان قصہ
عدد اولیٰ و آخریٰ و کثر غنوت
پہنچ رہا بیت اس نظر کردہ
بصیرت و انوشہ عدد و ازانہ
شہرہ ۱۲

واسوحت



بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>گھر کسی بندہ وارفتہ کا ویرانہ نہو طائر روح کسی شمع کا پروانہ نہو</p>	۱۵	<p>یا خدا بیٹھے بٹھائے کوئی دیوانہ نہو کوئی دل آئینہ چہرہ جانانہ نہو</p>
	<p>داغ سینے کے نہ دکھیں کہیں انگر کی طرح عاشقی آگ میں جھونکے نہ سمندر کی طرح</p>	
<p>گل سے خار اور گلستان سے خزان دور ہے نشتہ عشق سے ہر اک گرجان دور ہے</p>	۱۶	<p>یا خداداد سے تپ عشق تپان دور ہے غزین عیش سے یہ برق تپان دور ہے</p>
	<p>خاک اڑتی ہے جبر ہر کو یہ ہوا جاتی ہے گھر اُڑ جاتے ہیں بستی پہ بلا آتی ہے</p>	
<p>کوئی سینے پر اثر شک بھی نہیں پاتا ہے جب جگر تھا ستے ہیں دل غضب ڈالتا ہے</p>	۱۷	<p>ہے یہ وہ تیر کہ پیغام قضا لاتا ہے دل سمہا لو تو کلیجہ دہن چھن جاتا ہے</p>
	<p>جگر و دل پہ یہاں ہاتھ دھرے پھرتے ہیں زندہ دل اسکے وہی ہیں جو مے پھرتے ہیں</p>	

اک ہون میں کہ قیامت کی گڑھی سے ہیں تیر کھائے ہوئے ہیوش پڑے رہتی ہیں	۵۲	نہ تو سنتے ہیں کیسی کی تو کچھ کہتے ہیں آنکھ جب کھولتے ہیں سخت بکرتے ہیں
دیکھ لو آنکھ لڑائی یہ بُری ہوتی ہے نظر یا حقیقت میں چھری ہوتی ہے		
کیا کہیں کسی مصیبت میں پہنسی جانِ حزمین دل کا کچھ ہوش نہیں جسم کا کچھ ہوش نہیں	۵۳	ہونٹ میں خشک تو ہے آبِ چشمِ غمگین دل کہیں آنکھ کہیں آنکھ کہیں پاؤں کہیں
پوچھتا ہے جو کوئی دوست کہ یہ کیا نشی ہے انگلی باندھے کہہ دیتے ہیں منہ سے ہے		
کچھ نغمے قصے کہانی اپنی شکل تو دیکھیے اسی ظلم کے بانی اپنی	۵۴	ہم سے مطلب ہے خبر یا بھیج بانی اپنی مفت میں لگائے ہم ہاے جوانی اپنی
شمعِ رخسار سے دیوانہ بنایا تو سہی خیمہ رجبی اپنے پروانہ بنایا تو سہی		
کیا تڑپتا ہے دل زار تھیں ہوش نہیں تم پہ ہم مرتے ہیں ای بار تھیں ہوش نہیں	۵۵	سہ سے ہمیں موت کا آزار تھیں ہوش نہیں دونوں آنکھوں کے ہیں بیمار تھیں ہوش نہیں
جگر و دل کہی اے جان سمہائے نہ گئے کانٹے پلکوں نے چہرے تو نکال نہ گئے		
کوئی ہر ساجھی ستا نیس کو نہ پایا ہوگا کوئی تربت میں سلا نیس کو نہ پایا ہوگا	۵۶	کوئی یوں داغ دکھانیس کو نہ پایا ہوگا کوئی مٹی میں ملا نیس کو نہ پایا ہوگا
دم بھر سے جا بٹینگے ایجان جو دم میں دم ہے خوش رہیں چین کریں آپ یہاں کیا غم ہے		

ایسی تقریر بلا شدہ و شکر کسی ہے یہ وہن اور یہ ہونٹھ اور گھر کسی ہے	۵۹	پیارے شکل آپسی امی شک تر کسی ہے یہ نگاہ اور یہ چتون یہ نظر کسی ہے
	سحر کی شکل ہے اجماع کی گویائی ہے مرگ کی آنکھ تو چیتے کی کمر پائی ہے	
نہ یہ نواف اور نہ رانین نہ یہ پنڈلی دیکھی نہ یہ تلو اکھین و دیکھ نہ یہ نہدی دیکھی	۶۰	نہ یہ پینہ نہ یہ پیٹ اور نہ چھاتی دیکھی نہ یہ پنچہ کین دیکھ نہ یہ ایریسی دیکھی
	چلتے ہو پنچون کے بھل غوبتو پھرتے ہو اپنے جوبن میں چھلاوا سی بنے پھرتے ہو	
تم نہ شراؤ اور نہ آؤ تمھیں پیار کرین مرتے ہیں آؤ اور نہ آؤ تمھیں پیار کرین	۶۱	بس نہ آؤ اور نہ آؤ تمھیں پیار کرین گلے ملجاؤ اور نہ آؤ تمھیں پیار کرین
	سرتین دل میں ہرین ایجان نکالین آؤ دل تر پتا سہے کیلجے سے لگا لیں آؤ	
دہی طشتار دہی خنجر دہی دل ہی دہی آنکھ دہی شیشہ دہی پتھر دہی دل ہے دہی آنکھ	۶۲	دہی طشتار دہی خنجر دہی دل ہی دہی آنکھ دہی شیشہ دہی پتھر دہی دل ہے دہی آنکھ
	ٹو ہو ٹو ہتی ہرین تھین لے یا ہر جانی نگھین دل تو پھیرتا نہیں پھر جائیں تماری نگھین	
جلد و چشم و دل دوسر ہے جی تپہ نثار لاکھ جانین ہوں تو کرتے ہیں ابھی تپہ نثار	۶۳	سید ہی باتو تپہ ہی جسے ہے کئی تپہ نثار ایک جان اور ہے وہ بھی سہی تپہ نثار
	یہی حسرت ہے کہ مگر نہیں پیدا ہوتے ور نہ سوار فدا آپ کے شیدا ہوتے	

اپنی باتیں بھی سناتے نہیں تم کیا کہنا شکل کیا منہ بھی لگاتے نہیں تم کیا کہنا	۴۳	ہاتھ پھیلا کے کہیں آتے نہیں تم کیا کہنا پیاری صورت بھی دکھاتے نہیں تم کیا کہنا
یہی کہتے تھے کہ دل موم ہے نرمی دکھو گر میان کر کے جھلایا نہی گرمی دکھو		
منہ دی مل مل کے یہ سب رنگ جمایا ہئے آپ سکر تمہیں معشوق بنا یا ہئے	۴۴	بات کرنا تمہیں باتو نہیں بتایا ہئے چال میں حشر کا انداز سکھایا ہئے
جب سے دل لینے کا اسے یار تمہیں فوق ہوا اُسی دن سے تمہیں آسینے کا بھی شوق ہوا		
منہ تو چھیر وہی ہیر سے مین چمک تھی آگے اپنے سایے سے بھی نکو تو چمک تھی آگے	۴۵	اک ذرا آنکھ ملاؤ یہ پلک تھی آگے نہ بکیتی نہ کمر میں یہ پلک تھی آگے
سب کہتے تھے یہ سچ دہج کباوٹ کبھی آنکھ اور پر نہیں اٹھتی تھی لگاوٹ کب تھی		
جگمگا رنگ ہزار دن میں ہو سے تم مشہور زلف سے آئینہ ہے کنگھی ہے یا دست حضور	۴۶	اب تو کچھ اور ہی صورت ہوئی چشم بدور ماتھے پر روز چنی جاتی ہے افشان ہی ضرور
بجز آئینہ ہمیں چہرہ دکھاتے نہیں آپ پان سسی کے سوا منہ بھی لگاتے نہیں آپ		
چہرہ بھی شمع طور ہے اللہ اللہ کیا جھلا حور کا مذکور ہے اللہ اللہ	۴۷	سبز رنگت پہ عجب نور ہے اللہ اللہ خود طبیعت بھی بہت دور ہے اللہ اللہ
خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم حسن میں پہلے پہل بوخت ناںی ہو تم		

قد تو بونا سا جو کیا پھول سانگ آپکا ہے چوک کی سیڑی کرے پہ پلنگ آپکا ہے	۱۹	فتنہ رفتار ہے کیا تھرکا ڈھنگ آپکا ہے اپنی مرگان کی خبر لو یہ خدنگ آپکا ہے
	تیر کو روک لو کچھ بات تو مانو صاحب راہ چلتوں کے کلیجوں کو نہ چھانو صاحب	
چال وہ بیک دری پاؤں پڑے آکر سحر کرتی ہے یہ تقریر بشیرین پر	۲۰	جی آٹھے مردہ جو تربت کو لگا دو ٹھوکر زہر کھاتے ہیں انہیں باتو نیرب جادوگر
	مردہ آواز سننے آپ کی زندا ہو جائے سیکے تقریر جو زندہ تو مسیا ہو جائے	
سمجھتے ہم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے لے صنم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے	۲۱	ہے ستم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے دبدم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے
	قسے آپ کے حق میں یہ کہہ دیتے ہیں زہر سے آپ کے حق میں یہ کہہ دیتے ہیں	
ہم عاشق غمے گانے گایا رہے اگلی باتوں پہ ذرا دھیان نہ آیا پیارے	۲۲	خوب انروزون پر پی سو جھیڑا چھاپا رہے کہتے تھے دل بھی نہیں آپے پیارا پیارے
	اچھی باتو نہیں کہے لوگ بُرا کہتے ہیں بڑی چالوں سے ہلکے کو ہلاک کہتے ہیں	
اندون کیسا مزاج اے میر جان آپکا ہے یون تو کہنے کو زمانہ ہے جہاں آپکا ہے	۲۳	یہ تو فرمایے کس سمت کو دھیان آپکا ہے دل میں جب چاہو چلے آؤ مکان آپکا ہے
	ہم وہی ہیں مگر آپ اور ہوئے جاتے ہیں طور کچھ آپ کے بے طور ہوئے جاتے ہیں	

<p>۳۳ انگھیں ملتی نہیں پانگھیں دکھا لیتے ہو گالیان مفت میں دو چار سنا لیتے ہو</p>	<p>بات کہتے میں زبان اپنی دبا لیتے ہو کبھی کہتے نہیں ہونٹھو کھاڑا لیتے ہو</p>
<p>۳۴ آٹکھ پڑتی ہے تو توری دین پڑ جاتی ہے بات توڑی ہی بھی ہوتی ہے تو بڑ جاتی ہے</p>	
<p>۳۵ جھوٹی قسین بنے مے سامنے کھاؤ صاحب مجھے اڑتے ہو ذرہ ہوش میں آؤ صاحب</p>	<p>کس طرح دیان ہی باتیں نہ بناؤ صاحب کھوکے سیکھا ہوں مجھے تم سکھاؤ صاحب</p>
<p>۳۶ بت بنا دوں تمہیں تفسیر میں پھر کی طرح سیکڑوں دل سے تراشوں ابھی ذکر کی طرح</p>	
<p>۳۷ باتیں چہرے پر ہنسی لہو مارا مانتے ہو قدر ہوں قدر ہوں نہیں قدر ہوں تم جانتے ہو</p>	<p>۳۸ میں دہی شاعر بنیں ہوں پہچانتے ہو آستین آستے ہو دامن کو بھی گدانتے ہو</p>
<p>۳۹ ہوش جب آپکو آئے تو ادھر آئیے گا اب زیادہ جو بگڑیے گا تو بن جائیے گا</p>	
<p>۴۰ باتوں باتوں ہی میں مضمون نیا باندھتے ہیں سحر کرتے ہیں پر مرغ قصا باندھتے ہیں</p>	<p>۴۱ ہم وہ شاعر ہیں کہ پر یونین ہوا باندھتے ہیں بیٹے بیٹے جو کہیں دیان ذرا باندھتے ہیں</p>
<p>۴۲ طاؤز مرگ کو چٹکی پہاڑا دیتے ہیں ملک الموت کو ہم لوگ دغا دیتے ہیں</p>	
<p>۴۳ ہم وہ ہیں بات میں سب بگڑا دیتے ہیں ہم وہ ہیں جسے بگڑیے تو بنا دیتے ہیں</p>	<p>۴۴ ہم وہ ہیں جھوٹ کو سچ کر کے دکھا دیتے ہیں ہم وہ ہیں باتوں میں سب سے بنا دیتے ہیں</p>
<p>۴۵ ہم وہ ہیں شمع کو پروانہ بنا دیتے ہیں ہم وہ ہیں پر یون کو دیوانہ بنا دیتے ہیں</p>	

<p>سچ ہے جتنے تو کوئی کاہیہ کو ایسا دیکھا بد رشتہ راہیگا کل رات کو کٹ جائیگا</p>	<p>۲۹ اسی صورت چہنیں نادر تھا لاجول ولا حضرت قلیم مین اب آپکا ہوگا چہرچا</p>
<p>قاف سے دیکھنے کو آئینہ کی پران تمکو دیکھیے لے نہ اڑ میں مثل سلیمان تمکو</p>	
<p>۳۰ اتنا پیو یوں کو جلا تے نہیں دیو لے ہو بات بجا یگی اللہ مری مانو تو</p>	<p>قد ریس اب بناؤ آئینہ انسان بنو اس طرف وہ بیان کرو اپنی طرف نہ بیان کرو</p>
<p>دیکھو وہ رو تے ہیں نگین نہ کالو ای قدر اپنے معشوق کو سینے سے لگا لوار قدر</p>	
<p>رباعی تاریخہ منق</p>	
<p>یعنے واسوخت ہو تمام مقبول اسوخت و تدریک لکرامی مقبول ۱۸۵۸ء</p>	<p>یار رب پنختون کو میر غلامی مقبول کہدین یہ سیما فلک چارم سے</p>
<p>تباخہ</p>	
<p>————— ❦ —————</p>	

صحت نامہ کلیات قر

صفحہ	سطر	فلاط	صحیح	صفحہ	سطر	فلاط	صحیح
۱	۱۵	۱	پٹالن	۱۵	۱	پٹالن	پٹالن
۲	۱۶	۱۹	جہل	۱۶	۱۹	جہل	جہل
۳	۲۰	۴	جوڑ	۲۰	۴	جوڑ	جوڑ
۴	۲۱	۸	گنی	۲۱	۸	گنی	گنی
۵	۲۲	۱۱	پھل	۲۲	۱۱	پھل	پھل
۶	۲۳	۱۴	چڑاؤ	۲۳	۱۴	چڑاؤ	چڑاؤ
۷	۲۴	۸	سبوت	۲۴	۸	سبوت	سبوت
۸	۲۵	۱۶	گمک	۲۵	۱۶	گمک	گمک
۹	۲۶	۱۹	تیشی	۲۶	۱۹	تیشی	تیشی
۱۰	۲۷	۱	بجھاوون	۲۷	۱	بجھاوون	بجھاوون
۱۱	۲۸	۱۶	ککھ	۲۸	۱۶	ککھ	ککھ
۱۲	۲۹	۱۶	آئینہ	۲۹	۱۶	آئینہ	آئینہ
۱۳	۳۰	۱۹	دوڑیے	۳۰	۱۹	دوڑیے	دوڑیے
۱۴	۳۱	۹	خوڑ	۳۱	۹	خوڑ	خوڑ
۱۵	۳۲	۱۰	پنچھورونکا	۳۲	۱۰	پنچھورونکا	پنچھورونکا
۱۶	۳۳	۶	نٹے	۳۳	۶	نٹے	نٹے
۱۷	۳۴	۱۳	نشاہ	۳۴	۱۳	نشاہ	نشاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸	۱۳	نشہ	نشاہ	۴۵	۲	جہنا	جہنا
۲۹	۱۰	بچھا	بجھا	۴۶	۹	پپہ	پپہ
۳۰	۷	بڑا رہے	بڑا رہا ہے	۵۱	۵	کٹک	کٹک
۳۲	۳	گمگ	گمگ	۵۲	۱۷	ٹٹیان	ٹٹیان
۳۶	۹	بچنا	بچنا	۵۳	۳	سہارے کے	سہاری کے
"	۱۲	کٹک	کٹک	"	۱۶	پٹ پ	پر پٹ
"	۱۷	سہ	سہ	۵۴	۶	بناتی	باتی
۳۳	۱۷	مینائی	بینائی	۵۵	۱۲	جیریل	جیریل
"	۱۹	لکھا	لکھا	"	۱۸	ہو گئے	ہو ہو گئے
۳۵	۱۵	کینا	کپا	۵۷	۶	دریائی	دریاہے
"	۱۵	زنبیل	زنبیلی	"	۱۲	پیشہ	پر پٹ
۳۶	۹	مہرے	مہرے	"	۱۶	جیم	جیم
۳۷	۶	آئینہ	آئینہ	"	۱۷	سواروں	سواروں
۴۱	۳	"	"	۶۰	۳	گل ہو کے	گل سے ہو
۴۳	۹	دروشت	زروشت	۶۲	۱	میٹھی	میٹھی
۴۴	۲	گلا کے	کھلا کے	۶۵	۴	اوسپ	اوسپ
"	۳	چہا	چہا	۶۸	۱	پیش	پیش
"	۱۷	پھلا	پھلا	"	۱۲	ساتھی	ساتھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۸	۱۲	کین	کلیں	۹۵	۲	ٹھگ بابا	ٹھگ مین بابا
۶۹	۴	ہواسے	ہوائی	۹۶	۱۶	نئے	نیسے
۷۰	۱۵	داوا	داوا	۱۰۰	"	جبریل	جبریل
"	۱۸	دگر	دہ گزر	"	۱۷	باگہ	باگ
۷۱	۱۰	وہ پٹکی	وہ پٹکی	۱۰۱	۸	جل جلالہ	جل جلالہ
"	۱۶	گن گئے	گن گئے	"	۱۱	جبریل	جبریل
۷۲	۱۶	ہوا کیا	ہوا کیا	۱۰۲	۴	کٹے گا	کٹے گا
"	"	سیٹو ابو	سیٹو ابو	"	۱۹	کپا	کپا
۷۳	۴	بڑی	بڑی	۱۰۳	۱۹	تدرو	تدرو
"	۵	بڑی دوسے	بڑی ہو	۱۰۴	۶	گرمی	گرمی
۷۴	۴	جو ہو وہ ہو	ہونا ہو جو	۱۰۵	۳	دن	دل
۷۶	۲	خدا بنی	خدا بنی	"	۱۳	ہو یہ تیرے	یہ تیرے
۷۸	۹	پر اپنی	پر اپنی	"	۱۹	مزہ	مزہ
۸۰	۱۳	ہندوستان	ہندستان	۱۰	۱	پیتے	پیتے
۸۳	۲	بن	بن	"	۱۳	جگنی	جگنی
۸۵	۱۶	خرا	جزا	"	۱۵	اوڑا	اوڑا
۹۳	۱۹	وکاٹ	دہ کاٹ	۱۰۷	۱۰	اوردوے	اوردوے
۹۴	۲	راضاے	رضاے	۱۰۸	۷	بنو کا	بنو کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۱۷	اوڑیا	اوڑیا	۱۳۴	۲	سہنلا	سہنلا
۱۰۹	۱۶	گزنک	گزنک	"	۱۰	مین تو سوتے	مین تو سوتے
۱۱۲	۲	گہبون	گہبون	۱۳۶	۸	پونچے	پونچے
۱۱۳	۱	نکلتے	نکلتے	۱۳۱	۱۵	جہان کا	جہان کا
۱۱۸	۷	الامان	الامان	"	۱۸	دامن	دامن
۱۲۰	۳	او بچے	او بچے	۱۳۶	۲	انگہ	انگہ
۱۲۳	۱۰	جڑا کا	جڑا کا	"	۱۸	دمین	دمین
۱۲۵	۲	آب	آب	۱۳۶	۷	پونچتی	پونچتی
"	۹	جریدین	جریدین	۱۳۷	۸	رہی یا نہ	رہی یا نہ
۱۲۶	۹	کپا	کپا	"	۸	رہا یا نہ	رہا یا نہ
۱۲۷	۳	بکڑ کر	بکڑ کر	۱۳۸	۱۷	مین ادن سے	مین ادن سے
"	۱۰	ڈو پٹا	ڈو پٹا	۱۳۹	۶	آگے	آگے
۱۲۹	۳	ہونا ہوتا	ہونا ہوتا	"	۱۱	آئینہ	آئینہ
۱۳۰	۲	ایسہر	ایسہر	۱۵۰	۱	مین	مین
"	۳	ہو امین	ہو امین	۱۵۳	۷	ڈرٹے	ڈرٹے
"	۴	اوڑتا	اوڑتا	"	۶	رکتی ہو	رکتی ہو
"	۱۶	نرٹ	نرٹ	"	۸	ٹھہرے کی	ٹھہرے کی
۱۳۳	۲	ڈو پٹا	ڈو پٹا	"	۱۳	انٹھلا کے	انٹھلا کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۱۵	اونگتے	اونگتے	۱۹۱	۱۳	گرئی	گرئی
۱۵۶	۱۱	کل	گل	۱۹۵	۱۶	مین	مین
۱۵۹	۸	بیٹھائے	بٹھائے	۱۹۸	۶	تیر کے	تیر کے
۱۶۲	۱۲	آئینہ	آئینہ	۲۰۰	۱۲	کھاست گا	کھاستے گا
۱۶۴	۳	لے آیا	لے آ	۲۰۱	۱۵	تیرا	تیرا
۱۶۵	۱۲	پھر	پھیر	۲۰۴	۱۹	نگہست	نگہست
۱۶۶	۴	کنڈہ کر	کنڈہ کر	۲۰۶	۱۶	ابرود	ابرود
۱۶۷	۱۰	منہ کا جل	منہ پہ کا جل	۲۰۷	۵	ہنسی	ہنسی
۱۶۸	۴	تنگے	تنگے	۲۰۸	۲	کا تبین	کا تبین
۱۶۹	۸	بدور	بدور	۲۰۹	۱	تاریکی	تاریکی
۱۷۰	۱۱	گھرک	گھرک	۲۱۰	۱۷	چپائے	چپائے
۱۷۱	۱۵	لکے ٹائین	لکے کوٹائین	۲۱۱	۲	خدا خدا خدا کر	خدا خدا خدا کر
۱۷۲	۱۹	وماتے	جوماتے	۲۱۲	۳	چند روز	چند روز
۱۷۳	۳	توٹے	توٹے	۲۱۳	۷	کعبہ د	کعبہ د
۱۷۴	۵	نکلیگی	نکلیگی	۲۱۴	۸	اکڑنا	اکڑنا
۱۷۵	۱۸	ڈوگین	ڈوگین	۲۱۵	۱۰	زلف پر	زلف پر
۱۷۶	۶	بڑ کے کہہ	بڑ کے کہہ	۲۱۶	۶	مرنے پہی	مرنے پہی
۱۷۷	۳	ذفن	ذفن	۲۱۷	۸	آئینہ	آئینہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۷	۹	کیمیا کر	کیمیا کر	۲۰۷	۹	کیمیا کر	کیمیا کر
۲۰۸	۱۲	چھریوں	چھریوں	۲۰۸	۱۲	چھریوں	چھریوں
۲۱۱	۵	آنگبین	آنگبین	۲۱۱	۵	آنگبین	آنگبین
۲۱۲	۱	ہراک	ہراک	۲۱۲	۱	ہراک	ہراک
"	۱۲	ہون اگر	ہون نہاگر	"	۱۲	ہون اگر	ہون نہاگر
۲۱۳	۱	یارانہ	یارنہ	۲۱۳	۱	یارانہ	یارنہ
"	۴	اوتارا	اوتار	"	۴	اوتارا	اوتار
۲۱۴	۱۱	آئینہ	آئینہ	۲۱۴	۱۱	آئینہ	آئینہ
۲۱۶	۱	بکے	بکے	۲۱۶	۱	بکے	بکے
"	۱۷	گلگیر	گلگیر	"	۱۷	گلگیر	گلگیر
"	۱۹	تاریکی	تاریکی	"	۱۹	تاریکی	تاریکی
۲۱۷	۷	شمعائی	شمعائی	۲۱۷	۷	شمعائی	شمعائی
"	۸	آئے	آئی	"	۸	آئے	آئی
"	۱۳	بناہوں	بناہوں	"	۱۳	بناہوں	بناہوں
۲۱۹	۱۶	آمن	آمین	۲۱۹	۱۶	آمن	آمین
۲۲۰	۲	واقعی	واقعی	۲۲۰	۲	واقعی	واقعی
"	۸	الغیاث الغیث	الغیاث الغیث	"	۸	الغیاث الغیث	الغیاث الغیث
"	"	الفرق والفرق	الفرق والفرق	"	"	الفرق والفرق	الفرق والفرق

صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح
۲۴۲	۱۳	مڑہ	مڑہ	۳۲۷	۱۹	سنگ گونی	سنگ گونی
۲۴۳	۱	سلائیے	سلائیے	۳۲۹	۱۲	کرد راہ	کرد راہ
۲۴۸	۱۷	گمتی	گمتی	۳۳۹	۷	دل کوہ پرما نگاہ	دل پر کوہ جانگاہ
۲۴۹	۱۰	پہ	پہ	۳۴۰	۱۰	کیسا کر	کیسا کر
۲۷۳	۱۱	نباہ	نباہ	۳۵۹	۳	ہو ہو ہے	ہو ہو ہے
۲۷۵	۷	طردے	طردے	۳۶۱	۱۱	ادجالا	ادجالا
"	۱۹	کم	کم	۳۷۸	۹	کرد	کرد
۲۷۹	۱۲	پین	پین	۳۸۰	۱۵	مڑہ	مڑہ
"	۱۴	روزن	روزن	۳۸۰	۱۳	داه تاثیر	داه ری تاثیر
۲۸۰	۹	ہوساتی	ہوساتی	۳۸۰	۲	پیشی	پیشی
"	۱۸	ہونین	ہونین	۳۹۰	۲	صد	صد
۲۸۲	۱۳	جدید	جدید	۳۹	۷	فصل	فصل
۲۹۱	۷	بنائینگے	بنائینگے	۳۱۰	۱۲	ہی	ہی
۳۰۵	۲	جھیل	جھیل	۳۱۱	۱۱	کجاوٹ	کجاوٹ
"	۳	گیا	گیا				
۳۰۹	۱۲	روی	روی				
۳۲۲	۹	دینے	دینے				
۳۲۴	۱۸	چکر	چکر				

